



U 9211



# اصلاح

منبر ماہ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ جلد ۲۳

مدیر

جناب مولانا علی حسینی صاحب قلم فرما کر ہر ہفتہ



دلائل اشاعت

کجھوا (صوبہ بہار)

چند سالہ نام نہادوں سے  
مفتاحہ ہر روز ہر ہفتہ

(کتبہ اکبرین برن ہندو)

دک

۱۱ ۹ ۱۰



**نہیں جاسکتا** بعض ہمدان اصلاح اپنے پرچوں کی پوری حفاظت نہیں کرتے اور اس ختم ہونے  
 کے پرچہ میں جاسکتا پر دھڑا اصلاح میں شکایت کرتے ہیں کہ اتنے غبر نہیں لے کر فوراً بھیج دیجئے۔ ان کی خیر  
 سے اتنا اس ہے کہ جس وقت رسالہ پہنچا کرے پڑھ لکھا اگر صندوق یا الماری میں قفل کر کے بند کر دیا کہ تو کوئی نفع  
 ہو۔ ماں ایک نمبر پہنچنے پر اگر ہمیں معلوم ہوگا کہ قفل نہیں ملا تو وہ مکرر روانہ کر دیا جائیگا مگر دوسرے نمبروں کے بعد قفل کا غلط  
 کیا جائیگا تو نہیں جاسکتا۔ مثلاً نمبر پہنچنے پر اگر لکھا کہ نمبر نہیں ملا تھا تو مکرر بھیج دیا جائیگا لیکن اگر نمبر طلب  
 کیجئے گا تو وہ نہیں جاسکتا بلکہ اس کے لئے فی نمبر قیمت آپ کو بھیجی پڑے گی اس کا خیال کھیں۔  
**جو لوگ ایک سے دوسری جگہ مل جاتے ہیں** وہ فوراً دفتر اصلاح میں بھی اپنے جدید پتے کی اطلاع دیدیں  
 کریں ورنہ ان کا رسالہ اصلاح سابق پتے پر جاتا رہیگا اور پھر دفتر سے  
 مکرر نہیں بھیجا جائیگا اگر حضرات اسکی پابندی نہیں کرتے جس دفتر کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔

**۱۳۵۸ء ہجری کا اصلاح** ۱۳۵۷ء و ۱۳۵۸ء ہجری کا چند اصلاح جن حضرات نے اب تک نہیں بھیجا وہ  
 فوراً بذریعہ منی آرڈر روانہ کر کے شکر گزار کریں ورنہ آئندہ نمبر ضرور دی پی  
 روانہ کیا جائیگا جس میں آپ کا سرپیسہ فضول خرچ ہو جائیگا۔ بہت حضرات دی پی پہنچنے پر شکایت کرتے ہیں کہ  
 دی پی کیوں بھیج دیا کھل کر چندہ کیوں نہیں طلب کیا۔ ان سب کی خدمت میں التماس ہے کہ دفتر میں اتنے  
 محرم نہیں ہیں کہ ہر شخص کو طلب چندہ کا خط لکھا کہ اس اور نہ اتنا مال ہے کہ ہر شخص کو نہ رکا پوسٹ کارڈ بھیجا جائے کہ  
 پس اس اطلاع کو آپ حضرات کا رد خیال کر کے فوراً اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمادیں کہ دی پی بھیجنا ہمارے لئے بڑی  
 مصیبت ہے۔ دفتر اصلاح کے مشہور پمپنڈل تصویر عزاء کے ختم ہونے پر برابر پیش  
**ناول جہان**۔ **سوانح عمری حضرت عمرؓ** آرہی ہیں مگر ہم بھیجے سے مجبور اور وہ حضرات اسکے دیکھنے لے  
 نہیں ہیں۔ اسی طرح جو حضرات اسی وقت سے رسالہ اصلاح کے خریدار نہیں ہوئے اور ناول جو ہر قرآن و سوانح عمری خلیفہ  
 دوم ختم ہونے پر طلب کرینگے تو بہت افسوس کرینگے پس جلد دم دست حضرات اصلاح کے خریدار ہو جائیں۔

**ہندو پنڈت کا رسالہ خلافت** ایک ہندو پنڈت ہر نام صاحب نے مسئلہ خلافت و ملامت پر وہ مذہب  
 خیر شاہ کی ہے جس سے بھی مذہب شیعہ کی حقیقت مثل آفتاب روشن ہوئی  
 ہے اس رسالہ نے برادرانِ اہلسنت میں زلزلہ ڈال دیا۔ رسالہ اصلاح کو وہ وجد یہ فریاد دیکر یہ کتاب مفت طلب کیجئے  
 (المشتہم)۔ شیخ اصلاح کجھو (بہار)

**اردو تفسیر قرآن** نہایت تحقیق و جامعیت سے شایع ہو رہی ہے۔ آج تک ایسی تفسیر اردو زبان میں نہیں  
 آئی تھی۔ مرنے و زور پر سالانہ میں ۱۰ صفحہ ماہوار آپ کے پاس پہنچتی رہیگی۔  
 جلدی طلب کیجئے ورنہ دوبارہ اس کا چھپنا دشوار ہوگا۔ (المشتہم)۔ دیر دائرہ تحقیق کجھو



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## اصلاح



## نمبر ماہ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ جلد ۴۳

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين رحمة  
للعالمين ابي القاسم محمد وآله الطيبين الطاهرين۔

السلام عليك يا ابا عبد الله لقد عظمت الرزية وجلت المصيبة بك علينا  
وعلى جميع اهل الاسلام۔ وجلت وعظمت مصيبتك في السموات والارض فلعن  
امة اسست اساس الظلم والجور عليكم اهل البيت عظم الله اجورنا واجرکم بمصائبنا  
وجعلنا دايكم من الطالبيين بشارة مع وليه الامام المهدي من آل محمد عليهم الصلوة والسلام  
الحمد لله والشكر له اكرخص اسي مع حقيقي کے بے حد و پايان فضل و کرم سے اس کے دین حق اور مرام  
مستقیم کے خادم رسالہ اصلاح کی جلد ۴۳ مکمل ہو گئی اور اسی قاعدہ مطلق نے اسکی زندگی کا تینتا لیسوا سال  
شروع کیا۔ وہ آئندہ بھی اس کو اپنی توفیق و تائید سے سرفراز کرتا رہے۔ اور اسکی خدا کو قبول فرمائے گی

نور خدا کے بچنے کی اسلام سوز کوشش کی ابتدا کر دی۔ اور حامیان مرح صحابہ پہلے سے زیادہ طاقت کے

ساتھ اس بدعت کے جاری کرنے کی کوشش پر آمادہ ہو گئے لکھنؤ میں مرح صحابہ پڑھکر جیل بھر رہے ہیں۔ چونکہ  
یہ۔ بی حکومت میں بھی کئی وزیرسی ہیں اہانت کی دلیری بہت بڑھ گئی سمجھتے ہیں اب ہم جس بدعت کو چاہیں  
جاری کرادیں۔ پس امام مظلوم کے جان نثار! تمہارے امتحان کا دقت بھی آجہو نچا۔ یاد رکھو تم عید کرلو  
غیر فرار کے شیعہ ہو۔ اپنی بہمت، استقلال اور ایشار سے دنیا والوں کو بہوت کر دو۔ بالکل مظلوم بنے رہو  
مگر اپنی جان اپنا مال اپنی اولاد تک کو اپنے مولا پر خدا کر دینے کا عزم مستحکم کر لو۔ پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھو  
یقیناً تم فتحیاب ہو کر رہو گے اور مرح صحابہ کا فتنہ دنیا سے اسی طرح مٹا دو گے جس طرح اسیران کر بلانے  
اپنی مظلومیت کے جوہر دکھا کر یزیدی سلطنت کی نیو تک کھود ڈالی اور انھیں بھی اس کا مع کرنے والا باقی نہیں رہا



بچہ بچہ واقف ہے۔ اور آپ کے علم و فضل و بزرگی۔ روحانیت کا شہرہ عام ہے۔ لہذا یہ مصرعے بھی ان سب وجوہ سے ویسے ہی ہوں گے اور ان کا سمجھنا بہ دشمنی کا کام نہیں ہے اور نہ ظاہر میں نکاہیں ال کی گہرائیوں کو پہنچ سکتی ہیں اور اگر زیادہ واقف شخص کے سامنے یہ مصرعے پڑھے جائیں۔ تو ان کے ظاہر، معنی۔ منتہی ہو گا لیکن اگر بچہ نور نہ کرے گا مایا جا تو ان مصرعوں کے معنی یہ حرفت کس قدر خیال میں آسکتے ہیں۔ کیوں نہ ہو یہ مصرعے بھی تو ایسی مہتمم باشان ہستی کی تعریف و معارف میں ہیں کہ بس کا محمد دین اسلام کے واسطے ابدی حیات کا سبب بنے۔ جو اکبر و وحش۔ ثقی ہے اور یہی نجات مسلمانوں پر واجب قرار پائی۔ اور غوازن۔ زن کا سردار ہے۔ اور جس نے ذات رب عالمی نہ پیش کر کے حق و باطل کا فیصلہ مجسم کیا۔ اسے واسطے رہا اور عمدہ تالیف پسند کر دیں۔

اما بعد۔ حقیقہ ہے۔ ارادہ نہا کہ ان مصرعوں کی جو تفسیر لکھی کہ جب یہ کام نہایت مشکل اور اپنی کم علمی اور بنی انسان کی وجہ سے نہایت دشوار ہے۔ لیکن بھر و سہ پر مصداق کے اسکی ہمت کیا۔ اب دعا خدا سے پال۔ ہے کہ یہ طفیل جناب سرور کا مناسبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عاجز سے۔ کام آستانہ کو پہنچا دے اور مقبولیت کا رجم عطا فرمائے ان مصرعوں کے معنی ظاہر بظاہر تو بہت سادہ ہیں۔ لیکن تفسیر سے اگر اس کے مضمون کی تلاش کی جاوے تو بہت شائد رہیں۔ اب اس جگہ تصور فرمائی کہ دین کی لکھنا ضرور ہے تاہم ظاہر ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کے بعد دین کی کیا حالت ہو گئی تھی اور کیسے کیسے آلام میں مبتلا تھا۔ دھو ہذا خاندان بنی امیہ کو باستثناء چند اسلام سے سخت دشمن تھی۔ اور اگر خاندان بنی امیہ کام اسلام کے اندر نہ ہوتا تو اس میں شک نہیں کہ اسلام کو اس قدر نقصان اٹھانا پڑتا۔ اور اگر میں تاریخی واقعات اور بادشاہان بنی امیہ کے حالات کو مفصل اس مختصر سال میں لکھوں تو بہت طول ہو جائے گا۔ مختصر یہ کہ رسول اسلام کی آنکھیں بند ہوئی تھیں کہ عالم اسلام میں فتنہ و فساد کی آندھیاں چلنے لگیں۔ اسلام کے مقابلہ میں وہ کینہہ دیرینہ جواب تک بنی امیہ کے دلوں میں آتش زیر خاک کی طرح چھپی ہوئی تھی شعلہ در ہو گئی۔ مولفہ القلوب منافقین جن کو رسول اللہ نے مصالح ظاہری کے خیال سے مال و زر کی بوجھار سے اب تک موافق رکھا تھا رسول اللہ کی وفات کے بعد اپنے دلی مقاصد کے

سراخجام کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اور ان کے دل میں اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے منصوبے بندھ گئے۔ دوسری طرف بنی ہاشم کی ممتا: فردیس جنگ بدر و احد کے کفار و مشرکین کے خون کی ذمہ داری تھیں اور اب تک اسلامی تر قیوں و سپہرا بڑی حد تک اس کے سر تھا۔ اس کی وجہ سے مقتول کفار کے لئے دلوں پر غلامی اسلام لانے کے بعد بھی ان کا بغض و عناد جگہ کئے ہوئے تھا۔ میات رسول اللہ میں پوری کوشش کی گئی کہ ان افراد کی امانت و تزیل کی جائے۔ مگر وحی کا نہ ٹوٹنے والا سلسلہ اور رسول کی نہ چپ رہنے والی زبان ان کی مدح و ثنا کے دفتر کھولے ہوئے دشمنوں کی ٹھنڈی پانی پھیلتی رہتی تھی۔ بلکہ یہاں تک خدا سے پاک نے حکم دے دیا کہ اے رسول اپنی رسالت کی خدمت کا عوض کچھ اور مسلمانوں سے نہ مانگو بلکہ صرف محبت اور خلوص اپنے اقرار کے ساتھ طلب کرو "قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمُبَادَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ" اہلبیت سے دشمنی، بغض و حسد اور اس کے ساتھ اسلام کی دشمنی و عناد نے عجیب عجیب صورتیں اختیار کیں جس کے ساتھ ملک و دولت اور نعم و نسق عالم کی طمع نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ اسلام اور اس کے خاصوس محافظوں کے برخلاف مخالفت کو وہ طوفان برپا ہو گیا کہ العظمت للہ، مردہ حکیم اسلام خاموش طرز عمل سے اسلام کی مخالفت کر رہا تھا۔ نہ اسلام مٹ چکا تھا اور صفحہ دنیا اس وقت شریعت اسلامیہ کے قس سے سادہ نظر آتی۔ بنی امیہ نے جن کی عداوت اسلام کے لئے ضرب المثل ہے اور رسول اللہ کو جن کے ہاتھوں سے سخت ترین مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا۔ خلاف اہل کے زمانہ میں اسلام کے مٹانے کے لئے کمر و تیز دیر کا جال پھیلا دیا۔ یعنی ابوسفیانؓ، اس وقت اس گریہ کا ہر گ خانہ دان تھا۔ وہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کے پاس آکر کہنے لگا "بڑے افسوس کی بات ہے کہ خلافت کے بارے میں تم لوگوں پر سب سے فضیل خانہ ان قریش کا غالب آگیا۔ خدا کی قسم میں تمہاری مدد کے لئے زمین و آسمان کو سوار و پیادہ سے بھر دوں گا و دیکھو استیغاب مطبوعہ دائرۃ المعارف جلد اول ۱۳۵۵ھ یہ وہ سمیت آمیز اور زہریلا کلمہ تھا کہ اگر چل جاتا تو اسلام کا خاتمہ ہی تھا کیونکہ وہ اعراب جو اسلامی تعلیمات و اخلاق سے اچھی سے آشنا ہوئے تھے اور اس کو بارگراں سمجھتے تھے کسی غیر معمولی سی خانہ جنگی کے بعد فوراً اسلام کو خیر باد کہہ دیتے۔ تھوڑے بہت جو مسلمان باقی رہتے وہ طوفان کے جنگ و جدال

میں کام آتے اور اسلام کا آج دنیا میں کوئی نام لینے والا نہ ہوتا۔ لیکن امیر المومنین کی بعثت اور ذہن فطرت کے کلام سے پہلے اس کے ضمیر کو دیکھ رہی تھی لہذا جواب میں وہ سخت لہجہ اختیار کیا کہ دوبارہ ایسے کلام کی جرأت نہ ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ تو ہمیشہ اسلام کا دشمن رہا ہے۔ دور ہو میرے سامنے سے دینی امیہ کی اس سازش سے ان کے سچے اور خالص ہمدرد اسلام ہونے کا پتہ چلتا ہے، تاریخوں کا دفتر ان تمام واقعات سے بھرا پڑا ہے یہ بات تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

**حسین کا اسلام گہرا تعلق** حسینؑ کو اسلام سے کس قدر گہرا تعلق تھا۔ اور پیغمبر اسلامؐ کس قدر عظمت و بزرگی آپ کی ثابت ہے۔ اُس کے بعد ان معرعوں کی تفسیر خود بخود سمجھ میں آجائے گی جس کو بہت بڑے روحانی فلاسفر نے لکھا ہے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے مناقب سادات میں اہلبیت کی محبت و مودت کے باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی محبت بے حد اور ان کی پیروی درجہ کی تعظیم و بحکم قرآن مجید اور احادیث رسول کریم سے ثابت ہے۔ دیکھئے حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لَا اسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اجْرًا اَلَا الْمُوَدَّةُ فِي الْقُرْبٰی۔ یعنی اے رسول کہہ دو کہ میں تبلیغ احکام میں تم سے کچھ بھی مزدوری نہیں چاہتا۔ ہاں اپنے قرابت مندوں کی محبت کے انھیں تم لوگ دل سے دوست رکھو۔ اس آیت پاک کی تفسیر میں صاحب کشاف فرماتے ہیں کہ اسی آیت کے نزول کے بعد صحابہ نے عرض کی۔ اے رسول خدا آپ کے قرابت مند کون ہیں جن کی محبت و تعظیم و بحکم ہم پر واجب کی گئی ہے۔ فرمایا علیؑ و فاطمہؑ اور اُن کے دونوں بچے دینی حسنؑ و حسینؑ، کشاف کی ایک اور روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اپنے پیارے خدا کو پیار کرو تا کہ صبح کو خدا کی نعمت کا شکر ادا ہو اور نئے خدا کی دوستی کی وجہ سے دوست رکھو اور میری اولاد کو میری محبت کی وجہ سے پیار کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرے اُسے آپ کی خوشنودی کے لئے ضرور ہو گا کہ آپ کے فرزندوں کو دل و جان سے دوست رکھے۔ صاحب کشاف زاہد سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اہلبیت کو پیار کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اُن کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے تو خدا اُسے رحمت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ کشاف کے دوسرے مؤرخ

میں یوں منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے لوگو ہو شیاد ہو محمدؐ کی اولاد کی محبت پر جو کوئی مرے گا اُس کا خاتمہ ایمان کامل پر ہو گا۔ جو شخص اولاد محمدؐ کی دوستی پر جان و گناہ بہت قدی کے ساتھ گزرے گا۔ محمدؐ کی اولاد کی دوستی پر مرنا شہادت کا ذریعہ ہے جو اولاد محمدؐ کی دوستی پر جان و مال قربان کرے گا اُسے جنت میں ایسے بناؤ سنگار کے ساتھ بھیجیں گے جیسے دھن کو آراستہ کر کے شوہر کے گھر بھیجتے ہیں۔ تم میں سے جو کوئی محمدؐ کے فرزندوں کی محبت میں مرے گا بہشت دا بجاعت کے طریقہ پر مرے گا۔

کتاب اشرف النبت میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسنؑ و امام حسینؑ کو پکڑ کر فرمایا کہ بس نے مجھے اور ان دونوں بچوں اور انکے ماں باپ کو دوست رکھا وہ قیامت کے روز ضرور میرے ساتھ بہشت میں داخل ہو گا۔ اشرف النبوۃ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت کے روز میں چار قسم کے لوگوں کا ضرور شفیع ہوں گا۔ اگرچہ تمام اہل زمین کے گناہ اپنے ہمراہ لے کر آویں۔ پہلا وہ گروہ جو میری اولاد کی محبت و تعظیم کرے۔ دوسرا جو ان کو دل و جان سے زیادہ دوست رکھے اور میری دُشمنی میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں گناہ چھوڑے جاتا ہوں ۱۱ خدا کی کتاب ۱۲ اپنی عترت۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رہو گے میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ کشان اور اشرف النبوۃ سے نقل کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے اہلبیت پرستم کیا اور میری اولاد پر ایذا پہنچائی گا وہ پے ہوا اُس پر یقیناً جنت حرام ہے۔ شواہد النبوۃ میں وارد ہے کہ ایک دن رسو خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسینؑ کو اپنے دائیں ران پر اور اپنے صاحبزادے ابراہیمؑ کو بائیں ران پر بٹھائے ہوئے تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جبریلؑ آئے اور سلام کے بعد عرض کی کہ خدا سے تعالیٰ آپ کے لئے ان دونوں کو جمع نہ کرے گا۔ ضرور ان میں سے ایک کو آپ سے لے بیگا۔ اب آپ ان دونوں میں سے جسے چاہیں اپنے پاس رکھنا پسند اختیار کریں۔ آپ نے خیال فرمایا کہ حسینؑ کے فوت ہونے سے صرف مجھ ہی کو سوز و گداز نہ ہو گا بلکہ مجھ سے زائد اُن کے فراق میں علیؑ و فاطمہؑ بیزار ہوں گے۔ اور ابراہیمؑ کے انتقال سے زیادہ میری ہی رگ جان کو نشتر الم ہو گا۔ پس میں نے اپنے بچے کو علیؑ و فاطمہؑ کے غم و الم پر ترجیح دے کر حسینؑ کو اختیار کیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے تیسرے دن حضرت ابراہیمؑ کا



انتقال ہو گیا۔ یوں تو ہزار ہا حدیث و واقعات جناب امام حسین علیہ السلام کی شان پاک میں وارد ہوئے ہیں۔ مگر منتظ اختصار یہ چند حدیثیں بطور نمونہ کے برپا کی گئیں۔ اب ناظرین کرام کو پوری طور سے جناب امام حسین علیہ السلام کے حالات پر روشنی پڑتی ہے کہ اس ذات پاک کو حضرت سرور کائنات فخر موجودات اور اسلام سے کیا تعلق تھا۔ قرآن پاک میں بہت سی جگہ خداوند قدوس نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ بندہ کو کسی باطل قوت کا خوف دل میں نہیں لانا چاہئے اور نہ کسی شخصیت سے موعب ہونا چاہئے۔ اگر خوف کھانے اور ڈرنے کے لائق بتو وہی خداوند قدوس ہے اور ہر مصیبت میں صبر و شکر کے ساتھ راضی بہ رضا رہنا چاہئے۔ خداوند کریم نے ایک جگہ یوں فرمایا ہے کہ ہم اپنے بندوں کو آزماتے ہیں خوف و جھوک اور نقصان۔ تلف نفس اور اولاد کی موت سے لیکن جو بندے کر رہے و شاکر ہیں۔ آیت ہیں کہ سب چیزات کی سے اور۔ کسی کی طرف ٹوٹ جانے والی ہے خدا کی طرف سے ازکثر۔ ہو۔ آیت پاک یہ ہے۔ و سلوا کشتم من خوف و الخ ح و لقن من الاموال و عس و الترات و بتر الصابریات الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا ان الله اما یمہ۔ انھوں نے غور فرمایا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کیا اس آیت پاک کا معنی دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا؟

**یزید کا کفر**۔ اس جگہ یزید کی باکاریوں اور کفر کا تذکرہ کرنا واقعات کے اصلی پہلو پر ہے۔ یزید کا کفر پہونچنے کے لئے ضروری ہے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ایسے وقت میں حضرت امام حسین علیہ السلام پر اپنی جان قربان کر کے اسلام کو بچانا ضروری و لازمی تھا۔ سور خین کے بیان کے مطابق یزید ایک نہایت بد اخلاق اور سیہ کا شخص تھا۔ اس کی دوا ہوسوں اور عیاشیوں کے واقعات ایسے ہیں کہ انھیں دیکھ کر اور سن کر تہذیب انکھیں بند کر لے۔ اور شرافت کا نوں میں انگلیاں دے لے۔ اس کا نہ کوئی مذہب تھا اور نہ کسی اخلاقی اصول کا وہ پابند تھا۔ وہ علانیہ شراب کے جام ڈھالتا۔ برہم و ظہور سے دل بہلاتا۔ بلا تکلف ماؤں۔ بہنوں اور بیٹیوں کے چہستانِ حُسن میں بھینچتی کرتا۔ کتوں اور بند روں کو اعزاز و تحکیم کی سندوں پر بٹھاتا۔ مولانا مفتی اکرم الدین بنیرہ جناب مولانا عبدالحق صاحب میثاق دہلوی نے کتاب سعادت کوئین میں یزید کی بد اخلاقیوں اور کفر کی بجا الہ کتاب مناقب سعادت یوں قصیدہ کھینچی ہے کہ یزید نے نانا اور موافقت۔ تراب و غم و معاصی کو مباح کر دیا۔



کہ ہمیشہ کے واسطے قائم کر دیا ورنہ ایسی ہتھم بالشان قربانی کی ضرورت حضرت کو نہ ہوتی۔ حسینؑ کے ہر فعل و عمل سے قرآن پاک کے احکامات کی روشنی نمایاں تھی۔ اس لئے خواجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ”دین است حسینؑ“ اور یہ عام بات ہے کہ جب کوئی شخص خوف و آلام میں گرفتار ہوتا ہے تو کسی ایسے آغوش میں پناہ گزیں ہوتا ہے جس سے کہ اُسے نجات کی امید ہوتی ہے۔ اس لئے اُس وقت اسلام مصیبت و پریشانی کی حالت میں جناب امام علیہ السلام کے آغوش میں پناہ گزیں تھا۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ”دین پناہ است حسینؑ“ جو کہ یزید لعین یہ حانتا تھا کہ میری ان بد افالیوں پر جناب امام حسینؑ معزز ہیں۔ اس لئے انھوں نے میری بیعت نہیں کی۔ یہ ایسا کانٹا ہے جس کو نکالنا چاہئے یا کم سے کم کسی طور سے جناب امام علیہ السلام میرے نقش قدم پر چلنے کو ہتیار ہو جاوے۔ چنانچہ اس کے واسطے بہت بڑا اہتمام کیا گیا۔ گزشتہ تاریخ اور اسلام کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے ہر با بصیرت شخص سمجھ سکتا ہے کہ علی مرتضیٰ کافر زندہ اور رسولؐ کے خاندان کا سب سے بزرگ مرتبہ شخص اگر ان حالتوں کی موجودگی میں یزید کی بیعت کر لیتا تو کیا اسلام کا نام بھی عالم میں باقی رہ سکتا تھا؟ ہر گز نہیں حسینؑ کی غیرت و حمیت و اسلامیت کبھی اس کو گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ وہ اپنی آنکھوں سے رسولؐ کے دین کو برباد ہوتے ہوئے دیکھیں اور سکوت کریں۔ حسینؑ کا فعل کتنے گہری سیاست اور عقلمندی پر مبنی تھا چنانچہ کربلا کے واقعہ نے یزید کے کفر و فسق و فجور کو طشت از بام کر دیا اور امام علیہ السلام کی شہادت نے عالم کی آنکھیں کھول دیں۔ کربلا میں مظالم کا خاتمہ ہوا۔ ایک طرف شام و کوفہ کے لشکر کی بے رحمی و دشنام برتاؤ اور ننگ انسانیت افعال۔ دوسری طرف حسینؑ اور اُن کے اٹھکھپوں پر شمار کر لیتے کے قابل رفقاء کا صبر و تحمل۔ ثبات قدم، وفاداری اس دنیا کے سامنے حق و باطل کو علیحدہ علیحدہ کر کے پیش کر دیا۔ غفلت و لاعلمی کے وہ گہرے پردے جو آنکھوں پر پڑے ہوئے تھے ایک مرتبہ اٹھ گئے اور حقیقت کا چہرہ صاف نظر آنے لگا۔ اہل اسلام اس وقت جس فضا میں بہرورش پارہے تھے اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ شریعت اسلام کا نام و نشان ہم باقی نہ رہتا اور دنیا کے سامنے حقیقت کے واضح ہونیکا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ حسینؑ نے اختیار کیا۔ اور کربلا میں عورتوں کو بچوں کو اپنے ساتھ لانے کا فلسفہ یہ تھا کہ اگر تنہا حسینؑ قتل کر دیئے جاتے تو حقیقت کی وہ تبلیغ جو

بصورت موجود ہوئی ہے نہ ہو سکتی۔ لیکن اہلبیت رسولؐ کی اسیری اور ان کو ہر کوچہ و بازار میں پھرائے جانے اور اس پر ان کے ہمبر و ضبط، حلم و غضب اور باج و مصادف و حقائق سے ملو خطبوں نے حقائق اسلام پر ایک عالمگیر روشنی ڈال دی اور اس لئے خواجہ صاحب نے فرمایا ”سرداد نہ داد دست در دست یزید، حقا کہ بنائے لالہ است حسینؑ“

اے حسین ابن علیؑ میرا سلام آپ پر ہو۔ آپ نے جان و مال، آبرو ہر چیز کو اسلام پر فدا کر دیا۔ آپ نے اپنے نانا کی شہرہ وعت کے مقابل میں کسی چیمیز کو عزہ نہ نہیں کیا۔ آپ نے دنیا کو حقیقی توحید نہ بھولنے والا سبق یاد دلایا۔ آپ بظاہر خود مرٹ گئے مگر اسلام کو زندہ کر گئے۔ آپ کے ہر خون کا قطرہ جو کر بلا کی زمین پر گر رہا تھا شہادت میں ایک روح پھونک رہا تھا۔ مذہب آپ کا رہن منت ہے اور اسلام آپ کے احسان سے سر نہیں اٹھ سکتا۔ خدا آپ کے سامنے ہماری طرف سے درد کا تھنہ پیش کرے۔ فقط

اب یہ عاجز بہ امید مغفرت بزرگوں کے چند مصرعوں پر خاتمہ کرتا ہے  
 الہی حق بنی فاطمہؑ: کہ بر قول ایماں بنی خاتمہ  
 اگر دو تم روکنی و قبول: من و دست و امان آل رسولؐ  
 یارب رسالت رسولؐ انقلین بشارت عز انکندہ بدر و حسین  
 حسیان و وحید کن عرصت: بنے حسین بخش دینے حسین  
 ناچیز :- عبد المجید رشیدی ماہ پوری

## شیعوں کی گالیان

### تبرا - لعنت اور قرآن مجید

برادران اسلام! آج چند شیعوں کی ضد میں تبرا اور لعنت کو سنی بھائیوں کی طرف سے گالی کہا جاتا ہے اور یہ کہنے والے ان بڑے جاہل نہیں ہیں بلکہ بڑے بڑے مولوی، مولانا اور سنی اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان ہیں جو دنیا کے محض تھوڑے سے فائدے کے لئے تمام مسلمانوں کی عافیت کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ سنی اور حنفی بھائیوں کے لئے یہ نہایت شرم اور افسوس کی بات ہے کہ وہ صرف تھوڑے سے شیعوں کی ضد میں اللہ پاک - رسول مقبول اور سیدنا حضرت ابراہیم ذہن کی ملت حنیف میں اللہ پاک نے تمام مسلمانوں کو قرار دیا ہے اور جن کی سنت کے اتباع کا تمام مسلمانوں کو قرآن پاک میں حکم دیا ہے، سیدنا حضرت داؤدؑ سیدنا حضرت یحییٰؑ سب کو گالی بکنے والا قرار دیں۔ اور معاذ اللہ ماذ اللہ قرآن پاک کو گالیوں کی کتاب کہیں

کیونکہ قرآن شریف میں پچاسوں جگہ اللہ تعالیٰ نے خود بھی لعنت فرمائی ہے اور اپنے  
 ملائکہ سے بھی لعنت بھجوائی ہے اور اپنے پیغمبروں اور تمام بندوں سے لعنت کرائی ہے۔ سیدنا  
 ابراہیم علیہ السلام کا تبراء قرآن شریف میں کئی جگہ موجود ہے (دیکھو پلا سورہ توبہ رکوع  
 ۱۴۔ آیت ۱۱۴) جس میں سے کچھ مقامات قرآن پاک سے جھانٹ کر معہ حوالہ پارہ دوسرہ  
 در کر کے آیت مولانا شاہ حضرت اشرف علی صاحب تھانوی، قادری، چشتی دام ظلہ کے  
 ترجمہ کے ساتھ ذیل میں پیش کرنے کے بعد نام نہاد اور گنہگار بنام جو فروش مولوی صاحبان  
 و اڈیٹران اجناس کے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ اگر تبراء اور لعنت گالی ہے تو آپ کا خدا۔  
 آپ کے پیغمبر۔ آپ کے فرشتے اور آپ کی کتاب (جس پر آپ ایمان رکھتے ہیں اور جس کا  
 آپ روزِ کلمہ پڑھتے ہیں) کیا معاذ اللہ یہ سب کے سب گالیاں بکنے والے ہیں؟ یہ مولوی  
 صاحبان آج شنی بھائیوں کو درِ غلا کر کچھ ٹکے کرائیں لیکن کل خدا اور سون کو کیا منہ دکھائینگے  
 اور اس کا کیا جواب دینگے جب خود قرآن پاک میں ایک بار سورہ بقرہ ۲۵ کا موجود ہے جس کا  
 دوسرا نام سورہ توبہ ہے اور قرآن پاک کی وہ سورہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے  
 نام سے موسوم کیا ہے۔ یعنی سورہ محمد۔ اس میں بھی اللہ پاک نے منافقوں پر لعنت بھیجی  
 ہے (دیکھو پلا ۲۶۔ سورہ محمد رکوع ۳۔ آیت ۲۳) اگر لعنت گالی ہوتی تو پھر قرآن پاک میں  
 یا محمد (رسول اللہ صلیم) کے نام سے جو سورہ موسوم ہے اسی میں وہ لفظ ہو سکتا تھا  
 برادران اسلام! اگر تم خود پڑھے لکھے نہیں ہو تو تمہاری قوم میں خدا کے فضل سے حافظوں  
 کی کمی نہیں ہے۔ تم ان سے دریافت کرو کہ جن آیتوں کا حوالہ اور ذکر کیا جا رہا ہے وہ قرآن  
 کی آیتیں ہیں یا نہیں۔ برادران اسلام! آج تم نے ایک نئی بات کی ابتدا کر کے بظاہر بڑی  
 کامیابی حاصل کر لی۔ لیکن ذرا اس کے نتیجہ پر تو غور کرو کہ جو بات آج تک کبھی ہندوستان  
 میں کیا تمام دنیا میں نہیں ہوئی تھی وہ ان مولوی صاحبان کی بدولت صفحہ تاریخ میں ہمیشہ کے لئے  
 ثبت ہو گئی۔ اگر صرف ایک ہی مرتبہ کے لعنت پڑھنے پر ایک ایک شیعہ جیل بھجوا دیا گیا ہے  
 جب بھی تین ہزار مرتبہ پیشوایان دین کو محض ان مولوی صاحبان کی بدولت علانیہ معاذ اللہ  
 لعنت بھیجی گئی۔ اور ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔

جاسکتی ہیں اور نہ جن پر پردہ ڈالا جاسکتا ہے۔ یہ سب انھیں مولوی صاحبان کی برکات ہیں اور آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

برآمدان اسلام! چونکہ اور ہیشیا رہو۔ ایسے مولویوں کا بالکل بائیکاٹ کرو جن کو کبھی اس کی فکر نہیں ہوئی کہ جاپان چین کے مسلمانوں کو تباہ کر رہا ہے۔ اٹلی یورپ کی واحد اسلامی سلطنت البانیہ کا خاتمہ کئے دیتا ہے۔ انگریز فلسطین کے مسلمانوں کو رات دن گولیوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ خود ہندوستان میں حیدر آباد کی اسلامی سالنہ بت۔ براخیار چڑھانی کر رہے ہیں۔ شہید گنج کی مسجد۔ اجدھیا کی شہید پرکتنے مظالم ہوئے۔ خاص ہمارے صوبہ میں بعض مقامات پر گائے کی قربانی فانونا بند ہو گئی۔ لیکن ان مولوی صاحبان کو ذرا فکر نہ ہوئی۔ لیکن مح صحابہ اور ترے بانی میں کتنے جیل خانہ بھر دیئے گئے۔

کیا رسول پاک۔ اہلبیت اطہار۔ اصحاب کبار۔ انصار ابرار کی پاک روحیں ان مولویوں کی بے وقت کی شہنائی سے ناخوش ہو کر یہ کہتی ہو گئی کہ تم لوگ تمہارے تہادت کے بعد بھی چین نہیں لینے دیتے اور کفار مشرکین سے بھی زیادہ ہمارے دشمن ہو۔ برادران اسلام! زمانہ کی حالت اور اپنے بھائیوں کی ذہنیت کو دیکھتے ہوئے آخر میں آپ سے یہ گزارش بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن پاک کی آیتیں اور اس کے الفاظ جس کو آج علی معاذ اللہ گالی کہا جا رہا ہے ان کا مرتبہ اللہ خانے کے نزدیک اتنا ہے کہ بغیر طہارت اور وضو اسکو چھونے کا بھی حکم نہیں لایمستہ الا المظہرون (پ ۲۷ سورہ واقعہ آیت ۷۸ رکوع ۳) ترجمہ بد اس کو دہی شخص چھوئے جو ظاہر ہو اور وضو کئے ہوئے تو لھذا اس پر جو کہ بڑھنے کے بے احتیاطی سے نہ ڈال دیجئے جس سے اللہ پاک کے کلام شریف کے ساتھ بے ادبی ہو۔ ورنہ مواخذہ وار آپ ٹھہریں گے لے والسلام راقم آپ کا ہمدرد بھائی مطلق آبادی

لے گروہیں غریب و یتیم لا۔ کار امت خراب خواہد شد

پہلا	دوم	تیسرا	چوتھا	پنجم	عبارت آیت (قرآن مجید)	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فارسی۔ حشری۔ حشری
۱	۱	۱۱	۸۸	۱	تَقْوَمُ اللَّهُ بِحُفْرِ هَمِّ تَقْلِيلًا	لکہ اُنکے کفر کے سبب پر خدا کی مار ہے سو بہت ہی تھوڑا سا ایمان رکھتے ہیں
۲	۱	۶	۱۱	۸۹	فَلَمَنَ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ	سو خدا کی مار ہو ایسے منکروں پر منا

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	عبارت آیت (قرآن مجید)	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب - مخاوی قدوری - چشتی - حنفی
۳	۲	۱۹	۱۵۹	أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللَّعْنُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ إِذْ تَبَرَأَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّأُوا مِنْهَا فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ لَوْ أَنَا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَ كُمْ وَبَنَاتَنَا وَبَنَاتَ كُمْ وَانفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَئِلُ فَنَجْعَلُ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكََاذِبِينَ	ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے اور وہ لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی بھی سب کی۔ جبکہ وہ کوفہ ان لوگوں سے صاف الگ ہو جائیں گے ہم بھی ان سے صاف الگ ہو جائیں گے۔ جبنا گویہ ہم سے صاف الگ ہو جائیں گے۔ پس جو شخص آپ سے عیب کے باب میں جھگڑ کرے آپ کے پاس علم آئے ہو۔ تو آپ فرمادیجئے کہ احاد ہم بلا لیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے تنوں کو پھر ہم خوب دل سے دعا کیں اس طود پر کہ اللہ کی لعنت بھیجیں ان پر جو کاذب ہیں۔ ۱۵۹-۱۶۰
۵	۲	۱۹	۱۶۱	أُولَٰئِكَ جَزَاءُ مُمْرِنٍ عَلَيْهِمُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَلَكِنْ لَعْنَةُ اللَّهِ بِكَفْرِ هُمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ	ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہوتی ہے اور فرشتوں کی بھی اور آدمیوں کی بھی سب کی۔ ۹۶ مگر ان کو خدا نے ان کے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اور
۶	۳	آل عمران	۱۸۷	أُولَٰئِكَ جَزَاءُ مُمْرِنٍ عَلَيْهِمُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَلَكِنْ لَعْنَةُ اللَّهِ بِكَفْرِ هُمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ	ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہوتی ہے اور فرشتوں کی بھی اور آدمیوں کی بھی سب کی۔ ۹۶ مگر ان کو خدا نے ان کے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اور
۹	۵	نساء	۴۶	أُولَٰئِكَ جَزَاءُ مُمْرِنٍ عَلَيْهِمُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَلَكِنْ لَعْنَةُ اللَّهِ بِكَفْرِ هُمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ	ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہوتی ہے اور فرشتوں کی بھی اور آدمیوں کی بھی سب کی۔ ۹۶ مگر ان کو خدا نے ان کے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اور

پہلو	نمبر	نساء	آیت	عبارت آیت (قرآن مجید)	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
۹	۵	نساء ۷۶	إِلَّا قَلِيلًا	اب وہ ایمان نہ لائیں گے مگر تعداد سے آدمی ص ۱۳۵	
۱۰	۵	نساء ۷۷	أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ النَّبِيِّ	یا اُن پر ہم ایسی لعنت کریں جیسی لعنت اُن ہفتہ دانوں پر کی تھی	
۱۱	۵	نساء ۷۸	أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا	یہ لوگ وہ ہیں جن کو خدا نے ملعون بنادیا ہے اور خدا اُن کو ملعون بنادے اس کا کوئی حامی نہ پاؤ گے	
۱۲	۵	نساء ۹۳	وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَدِّيًا فَجَنَآءٌ لَا يُجَنَّمُ خَالِدًا أَرِنَاهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا	اور جو شخص کسی مسلمان کو قصد قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی میں رہنا اور اُسی پر اللہ تم غضب ناک ہونگے اور اُس کو اپنی رحمت سے دور کریں گے اور اسکے لئے بڑی سزا کا سامان کریں گے ص ۱۳۶	
۱۳	۵	نساء ۱۱۸	لَعَنَهُ اللَّهُ ذَاكَ لِيُخْذَنَ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا	جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور ڈال رکھا ہے اور جس نے پورا کہا تھا کہ میں مزدور تیرے بندوں میں سے اپنا مقررہ سلاطعت کا	
۱۴	۶	نساء ۱۳	فَمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ كَلِمَاتٍ مِنْ مَوَاقِفٍ لَّيًّا لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ	تو صرف اُن کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے اُن کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ص ۱۳۷	



پہلا	دوم	تیسرا	چوتھا	عبارت آیت (قرآن مجید)	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحبہا فاضل دیوبند قادری حشمتی حنفی	
۱۵	۶	مائدہ	۹	۶۱	تَلْ هَلْ اَنْتُمْ كَوْمٌ يَشْتِي مِنْ ذَلِكْ مَثُوبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ	آپ کہتے کہ کیا میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو اس سے بھی خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ بُرا ہو۔ وہ اُن اشخاص کا طریقہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کر دیا ہو اور اُن پر غضب فرمایا ہو۔ ص ۱۸۷
۱۶	۶	مائدہ	۹	۶۲	وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوبَةٌ عَلَتْ اَيْدِيْهِمْ لُعْنَةُ اِمَامِ قَالُوْا بَلْ يَدُ اللّٰهِ مَبْسُوتَةٌ طَائِفٌ	یہود نے کہا اللہ تم کا ہاتھ بند ہو گیا ہے۔ ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت سے دور کر دیئے گئے۔ بلکہ ان کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں ص ۱۸۸
۱۷	۶	۵	۱۱	۶۸	لَعْنَةُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي اِسْرَآئِيْلَ عَلٰٓى لِسَانِ دَاوُدَ وَ عِيسٰى بْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَاَعْتَدُوْا لِلْعَذَابِ	بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے اُن پر لعنت کی گئی تھی داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انہوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے ص ۱۹۱
۱۸	۸	اعراف	۴	۳۸	كَلِمَاتٍ خَلَّتْ اُمَّةٌ لَعْنَتْ اَحْتَمًا	حس دقت بھی کوئی جماعت دوزخ میں داخل ہوگی اپنی جیسی دوسری جماعت پر لعنت کرے گی۔ ص ۲۲۵
۱۹	۸	۵	۴۲	۴۲	فَاَذِنَ مَوْذُوْنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّكْفُرَ اللّٰهُ عَلٰٓى الْفٰلِیْنَ	ایک پکارنے والا دونوں (اہل جنت و اہل دوزخ) کے درمیان میں پکارے گا کہ اللہ کی مار ہو اُن ظالموں پر ص ۲۲۶

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	عبارت، آیت، قرآن مجید، ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، قادیان، چشتی، صفحہ
۲۰	۱۰	توبہ	۱	۱ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْنَا مِن مِّمَّنْ الْمُشْرِكِينَ اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اُن مشرکین سے دست برداری ہے جن سے تم نے عہد کر رکھا تھا ص ۲۹۷
۲۱	۱۰	۴	۹	۸ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ عَاهَدْنَا مِن مِّمَّنْ الْمُشْرِكِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ كُنَّ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفر کرنے والوں سے دوزخ کی آگ کا عہد کر رکھا ہے جس میں وہ مبست رہیں گے وہ ان کے لئے کافی ہے اور اللہ اُن کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا اور اُن کو عذاب دامنی ہوگا۔ ص ۳۱۲
۲۲	۱۱	۴	۱۳	۱۱۲ فَلَمَّا بَيَّنَّ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ پھر جب اُن (حضرت ابراہیم) پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے واقعی ابراہیم بڑے رحیم الزاج حلیم تھے۔ ص ۳۲۶
۲۳	۱۲	ہود	۲	۱۸ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ سب سے لو کہ ایسے ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ ص ۳۵۵
۲۴	۱۲	۵	۶۰	۲۰ وَأُتْبِعُوا فِي هَذِهِ الَّذِينَ لَعَنَ اللَّهُ يَوْمَ النَّبِیَةِ اور اس دنیا میں بھی لعنت اُن کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت میں بھی ص ۳۶۳
۲۵	۱۲	۶	۹	۹۹ وَأُتْبِعُوا فِي هَذِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّ الْقَوْمَ بِشِئْنِ الَّذِينَ لَعَنَ اللَّهُ تَوَدَّ اور اس دنیا میں بھی لعنت اُن کے ساتھ ساتھ رہی ہے اور قیامت کے دن بھی بڑا انعام ہے جو اُن کو دیا گیا۔ ص ۳۷۰

پہلا	دوسرا	تیسرا	چوتھا	پنجم	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی تادری - حشمتی - حنفی	
۲۶	۱۳	اعد	۳	۲۵	وَالَّذِينَ يَنْقُصُونَ عَمَلَهُمُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا آتَاهُ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوَصَّلَ وَيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْعَنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ الْآخِرَةِ ۚ قُلْ بِأَخْرَاجِ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَاجِعٌ ۚ وَإِنْ عَلَيْكَ الْعَنَةُ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ	اور جو لوگ خدا سے کما کی بخشگی کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور خدا نے جن علاقوں کے قائم کئے کا حکم فرمایا ہے اُن کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لعنت ہوگی اور اُن کے لئے اُس جہان میں خرابی ہوگی ص ۱۴
۲۷	۱۴	حج	۳	۳۴ ۳۵	وَالَّذِينَ يَنْقُصُونَ عَمَلَهُمُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا آتَاهُ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوَصَّلَ وَيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْعَنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ الْآخِرَةِ ۚ قُلْ بِأَخْرَاجِ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَاجِعٌ ۚ وَإِنْ عَلَيْكَ الْعَنَةُ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ	ارشاد سوا و آسمان سے نکل کیونکہ بے شک تو مردود ہو گیا اور بے شک تجھ پر لعنت رہیگی قیامت کے دن تک۔ ص ۱۴
۲۸	۱۸	نور	۱	۷	وَالَّذِينَ يَنْقُصُونَ عَمَلَهُمُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا آتَاهُ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوَصَّلَ وَيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْعَنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ الْآخِرَةِ ۚ قُلْ بِأَخْرَاجِ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَاجِعٌ ۚ وَإِنْ عَلَيْكَ الْعَنَةُ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ	اور پانچویں بار یہ کہے کہ تجھ پر خدا کی لعنت و اگر میں جھوٹا ہوں۔ ص ۵۵۶
۲۹	۱۹	نور	۳	۲۳	وَالَّذِينَ يَنْقُصُونَ عَمَلَهُمُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا آتَاهُ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوَصَّلَ وَيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْعَنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ الْآخِرَةِ ۚ قُلْ بِأَخْرَاجِ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَاجِعٌ ۚ وَإِنْ عَلَيْكَ الْعَنَةُ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ	جو لوگ تہمت لگاتے ہیں اُن عورتوں کو جو پاک دامن ہیں۔ ایسی باتوں سے بے خبر ہیں ایمان و ایساں ہیں اُن دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور اُن کو بڑا عذاب پہلا ص ۵۵۹
۳۰	۲۰	تقصیر	۲	۴۲	وَالَّذِينَ يَنْقُصُونَ عَمَلَهُمُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا آتَاهُ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوَصَّلَ وَيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْعَنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ الْآخِرَةِ ۚ قُلْ بِأَخْرَاجِ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَاجِعٌ ۚ وَإِنْ عَلَيْكَ الْعَنَةُ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ	اور دنیا میں بھی ہم نے ان کے تجھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی وہ بد حال لوگوں میں سے ہوں گے۔ ص ۱۵۱

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	عبارت آیت (قرآن مجید)	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانی۔ قادری چشتی۔ حنفی
۳۱	۲۰	لَشِمَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكْفُرُ بَعْنُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَا دَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ نَّارٍ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذَوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ذٰلِكَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا	پھر قیامت میں تم میں ایک دوسرے کا مخالف ہو جاویگا اور ایک دوسرے پر لعنت کریگا اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔ ۲۳۶ و ۲۳۵
۳۲	۲۲	مَلْعُوْنَ نَارٍ اٰتَمًا تَقْبَلُوْهُ اَوْ قُبُلُوْا تَقْتَبِلُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكَافِرِيْنَ وَاعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا	بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ص ۶۷
۳۳	۲۲	اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكَافِرِيْنَ وَاعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا	وہ بھی پھٹکارے ہوئے جہاں کی جائیگی۔ ص ۶۷
۳۴	۲۲	اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكَافِرِيْنَ وَاعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا	بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کو رشت سے دور کر رکھا ہے۔ اور ان کے لئے آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے۔ ص ۶۷
۳۵	۲۲	وَقَالُوْا اِنَّمَا اَنَّا اَنْفُسًا سَادَتِنَا وَكِبَرَاءُنَا فَاضْلُوْا نَا السَّبِيْلَ رَبَّنَا اِقْهِمُ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَاللّٰهُمَّ لَعْنًا كَبِيْرًا	اور یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں کا اولیٰ بنے بڑوں کا کہنا مانا ہمارے انہوں نے ہم کو راستہ سے گرا دیا تھا اے ہمارے رب ان کو دہری سزا دیجئے اور ان پر بڑی لعنت کیجئے۔ ص ۶۷

پہلا	دوم	سوم	چہارم	پنجم	عبارت آیت (قرآن مجید)	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قادری۔ چشتی۔ حنفی
۳۶	۲۳	۵	۴۷	۴۸	قَالَ فَاحْجُجْ مِنْهَا فَأَنْتَ سَرَجِيمٌ إِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتَ الْغَنِيِّ إِلَى يَوْمِ الدَّيْنِ	ارشاد ہوا تو آسان سے نکل کیونکہ بے شک تو مردود ہو گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت رہے گی قیامت کے دن تک۔ ص ۲۸
۳۷	۲۴	۶	۵۲		يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْنَاهُمْ وَلَهُمْ الْعَذَابُ وَ لَهُمْ سُوءُ الدَّارِ	جس دن کہ ظالمین کو ان کی معذرت کچھ نفع نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت ہوگی اور ان کے سے اس عالم میں خرابی ہوگی ص ۵۱
۳۸	۲۶	محمد	۲۳		أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ	یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ پھر ان کو بہر کر دیا ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ ص ۸۰
۳۹	۲۶	فتح	۶		وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتُ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْمُشْرِكَاتُ الظَّالِمِينَ بِاللَّهِ ظَنَّنَا سَوْءَ عَذَابٍ وَأَرْزَقْنَا السَّوْءَ غَنِيًّا وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَفِيًّا وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ذَاتَ سَعَاتٍ مَصِيرًا	اور انہیں اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافقات اور مشرکین اور مشرکات کو عذاب میں جو کہ اللہ کے ساتھ بُرے بُرے گمان اور عذابِ سوز و غم والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر غفیل ہوگا اور ان کو رحمت سے دور کر دے گا اور ان کے لئے اس نے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت ہی بُرا جگہ کا نام ہے نقطہ منقول از اشتہار مطبوعہ فیض آباد



میرے پیارے دلدارو!! میری آنکھ کے تارو!! میں بڑے افسوس اور نہایت قلق سے دیکھ رہا ہوں کہ جب سے وہ پٹی گورنمنٹ نے صبح صبا کے متعلق اسپیکرٹی کا فیصلہ شائع اور اپنا حکم نافذ کیا ہے تم لوگ ٹھنڈے ہو گئے ہو۔ تعجب ہے کہ میرے یہ رد ہو کر حکومت کے غلط اور ہٹل فیصلہ پر تم سب خاموش ہو گئے۔ پیگٹ کینی ہو یا اسپیکرٹی دونوں ہی کا فیصلہ قابل تسلیم ہے کیونکہ دونوں ہی انگریز تھے جن کے لئے میں نے اپنے زمانہ حکومت میں خاص احکام جاری کر دیئے تھے۔ نور چشم دخت جگم مووی شبی صاحب نعمانی رضی اللہ عنہ نے جو میری سوانح عمری لکھی ہے اس میں تم نے بڑھا ہو گا لہ غرض تم لوگوں نے کیوں انگریزوں کی بات مان لی؟ تم سب جانتے ہو کہ میں نے اکثر موقعوں پر اپنی رائے کے مقابلہ میں کسی کی کوئی پروا نہیں کی جس طرح آج تم لوگ محکوم ہو اور تمہارے اوپر دوسرا حاکم ہے۔ اسی طرح میں بھی ایک زمانہ میں محکوم تھا۔ مگر جب حکومت کی کوئی غلطی دیکھتا تو کدیتا اور وہ نہ مانتی تو میں اپنی عس ہی کے مطابق عمل کرتا۔ انسان کو چاہئے کہ اس کے دل میں جو جذبات پیدا ہوں اُس پر فوراً عمل شروع کر دے

ملہ مولوی صاحب نے تاریخی کتابوں سے خلاصہ کر کے ان احکام کو اس طرح لکھا ہے۔  
 ”حضرت عمر نے ذمیوں کے حق پر حکم دیا کہ وصع اور لباس وغیرہ میں کسی طرح مسلمانوں کا تشبیہ نہ کرنے یا ئیں۔ کمر میں زنا باز نہ لیں۔ لمبی ٹوپیاں نہ پہنیں۔ گھوڑوں پر کاکھی کسیں۔ نئی عادات نہ لائیں۔ نہ بنائیں۔ شراب اور سور نہ پیئیں۔ ناقوس نہ بجائیں۔ صلیب نہ نکالیں۔ بنو ثعلب کو یہ بھی حکم تھا کہ اپنی اولاد کو اصطباغ نہ دینے پائیں۔  
 ان سب باتوں پر یہ مستزاد کہ مذہبِ عمر نے عرب کی وسیع آبادی میں ایک یہودی یا عیسائی کو نہ رہنے دیا۔ اور بڑے بڑے قدیم خاندان جو سیکڑوں برس سے عرب میں آباد تھے جلا وطن کر دیئے (افاروق جلد ۲ صفحہ ۱۷۱)۔ اس کے ساتھ حضرت عمر نے جزیہ بھی قائم کر دیا تھا جزیہ وہ ٹیکس ہے جو حاکمِ اسلام کا زوں پر لگاتا ہے کہ سال میں کچھ فرانزہ دے بیت المال میں داخل کرے“ (افاروق جلد ۲ صفحہ ۱۷۱)

اور دوسروں کے خیالات یا احکام کی پرہیزگاری نہ کرے۔ یہی آزادی کا حقیقی معنی ہے۔ اور خدا نے عقل و فہم کا مادہ ہر شخص میں اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ جس بات کو وہ مناسب سمجھے اس کے انجام دینے میں کسی بڑی سے بڑی ہستی کا بھی کوئی لحاظ نہ کرے۔ دیکھو صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت رسول خدا صلعم نے مجھے بلا کر کہا کہ تم قریش کے پاس جاؤ کہو کہ رسول اللہ تم سے لڑنے کو نہیں بلکہ حج کے ارادہ سے آئے ہیں مگر میری عقل نے کہا کہ حضرت کی یہ رائے ٹھیک نہیں ہے تو میں نے صاف کہہ دیا اور حضرت کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ صلح کے وقت بھی میں نے حضرت کے فعل کو مناسب نہیں سمجھا تو صاف کہہ دیا کہ آپ اسلام کی عزت مٹاتے ہیں کفار سے لڑتے کیوں نہیں؟ پھر حضرت نے انجام معاہدہ کے بعد ہدیٰ ادا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہمیں سے قربانی کر کے اور بال منڈو آکر مدینہ واپس چلو۔ تین مرتبہ حضرت نے ایسا ہی کہا لیکن میں نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی۔ پھر جب عبداللہ بن ابی منافق مر گیا اور حضرت رسول خدا اوس کے جنازے پر نماز پڑھنے لگے تو میں نے حضرت کا جامہ پکڑ لیا اور بردست اعتراض کر دیا کہ آپ منافق کی نماز جنازہ کیوں پڑھتے ہیں؟ پھر حضرت نے اپنی وفات سے پہلے لشکر اسامہ کے ماتحت مجھے بھی مدینہ سے روانہ کرنا چاہا مگر میری عقل نے اس حکم کو مناسب نہیں سمجھا بلکہ اس میں میری ذلت نظر آئی۔ صریح نقصان بھی دکھائی دیا تو میں نے اس کی تعمیل نہیں کی۔ اس پر حضرت نے فرمایا بھی کہ لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ۔ جو لوگ اسامہ کے ساتھ نہیں جاتے ان پر خدا لعنت کرے۔ مگر اب بھی میں مدینہ کا چھوڑنا خلافت عقل ہی سمجھا۔ پھر دنیا سے انتقال کے قریب حضرت نے فرمایا مجھے کاغذ و قلم دو اتلادہ کہ میں تم کو ایسی وصیت لکھ دوں جس کے بعد تم لوگ کبھی گمراہ نہ ہو مگر میری عقل نے کہا کہ حضرت کا یہ حکم مناسب نہیں لہذا میں نے اس حکم کی تعمیل نہیں ہونے دی۔ نور چشم مولوی شبلی رحمہ اللہ نے بہت درست لکھا ہے کہ ”آپ نے وفات سے تین روز پہلے قلم اور دو اتلادہ طلب کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسی چیز لکھوں گا کہ تم آئندہ گمراہ نہ ہو گے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آنحضرتؐ کو مدد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ حاضرین میں سے بعضوں نے کہا رسول اللہؐ کی باتیں کر رہے ہیں... عروہؓ کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کے اس ارشاد

کو ہدیان سے تعبیر کیا تھا“ (افادہ روق جلد ۱ ص ۹۱)۔ غرض میں کہاں تک تفصیل کیوں۔ پھر تم لوگ حکومت یوپی کے فیصلہ پر کیوں راضی ہو گئے؟ دیکھو اب میرا یہ کیونک ہم سب لوگوں کے لئے شایع کیا جاتا ہے۔ حکومت نے تم لوگوں کو منع صحابہ گاتے پھرنے سے منع کیا ہے۔ تو کرتی رہا تم لوگ اس کو فرور گاؤ۔ آخر حکومت خود بہتاری طرف جھلکی اور تم لوگوں کی بات ہو کر سیدھی کینک تم سو ادا عظم ہو بہتار مقابلہ کسی کے لئے آسان نہیں ہو سکتا۔ فقط بقلم د۔ ج

انشاؤں نہایت دلچسپ ناول ہو گا جس میں صحیح بخاری سے مذہب اہلسنت کا باطل **تحقیق ری** اور مذہب شیعہ کا حق ہونا ثابت کیا جائیگا۔ اگر آپ اس ناول کو بھی دیکھنا چاہتے ہیں تو فوراً دو جلد پر خریداری فرمائیں جو سال گزشتہ ۱۴۳۵ھ کے اصلاح کی یہی جلد تھی۔ تاکہ اون کے چندوں سے جو ہر قرآن فوراً تمام کر کے تحفہ بخاری بھی شروع کر دی جائے۔ خدا نے چاہا تو یہ ناول بھی عجیب غریب ہو گا۔ اور دنیا سے اسلام کو جو حیرت کر دے گا۔

**اخبار** افسوس اس طنز پھر ہماری قوم میں بعض سخت حادثے ہو گئے مثلاً (۱) صاحب سید **اخبار** اخیل حسین صاحب مرحوم پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ مرحوم ٹری فریوں۔ مجموعہ تھے۔ قوی ہمدردی آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کھری تھی۔ طلاب کے لئے آپ محسوس خیر تھے۔ اپنے پاس سے متعدد طلبہ کو بکثرت وظیفہ دیتے (۲) جناب عہدہ العلماء زبدۃ الفقہاء مولانا سید سبط بنی صاحب قبلہ مرحوم ساکن ڈگادوں سادات و شیوخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے ۲۲ مئی کو انتقال فرمایا۔ مرحوم اوصاف ائمہ طاہرین کے نمونہ اور ورع و تقدس و دیگر مکارم اخلاق کے مخزن تھے۔ آپ کی ذات سے علمی فیوض بکثرت جاری تھے۔ خصوصاً ڈگادوں سادات کا دینی مدرس آپ کے مساعی جمیلہ سے بہت ترقی کرتا جاتا تھا (۳) جناب مولوی محمد حسین صاحب مرحوم ساکن حسین گنج ضلع سارن جو ہمارے اعزہ سے تھے آپ نے ۸ مرحوم ۱۴۳۵ھ ہجری کو انتقال کیا۔ آپ نے اپنی تمام عمر عبادات اور دینی خدمات میں بسر کی (۴) جناب آغا سید احمد رضا صاحب مرحوم رئیس دآزمیری جسٹریٹ سیتاپور نے عشرہ محرم میں انتقال کیا۔ مرحوم بڑے خوش صفت بزرگ ہمدرد قوم اور دینی اداروں کے خاص معین و قدردان تھے (۵) بنی سید ابراہیم صاحب مرحوم امین بٹوارہ گونڈانے بھی انتقال کیا۔ مرحوم بھی مذہبی امور کے رکن اور دینی شغ میں بڑے سرگرم رہتے تھے۔ سونین گونڈا میں بہت بھول عزیز تھے (۶) جناب مولوی شیخ محمد تقی صاحب قرق امین پنشنر مرحوم ساکن دگر اشرف ضلع الہ آباد نے بھی انتقال کیا۔ مرحوم



بھی بڑی خوبیوں کے بزرگ اور مذہبی معلومات کے بڑے قدر دان تھے۔ دینی رسائل و کتب سے خاص دلچسپی تھی۔ خدا سے رحیم سب کے درجات عالی کرس اور پس اندگان کو صبر جمیل عطا فرما۔ مومنین سب کی روحوں کو مسورہ فاتحہ و توحید کا ثواب ایصال کر کے خود بھی مثاب ہوں۔

لکھنؤ کا فتنہ صیاحیہ

لکھنؤ میں اس سال شروع محرم سے پھر لکھنؤ کے اہلسنت حضرات نے مرجع صحابہ کا فتنہ زندہ کیا ہے حالانکہ ابھی سال بھر بھی نہیں ہوا کہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲۵ محرم ۱۳۵۴ء ہجری کو گورنمنٹ گزٹ میں حکومت یوپی نے اس کا فیصلہ دوبارہ شائع کر دیا تھا جس میں صاف لکھ دیا تھا کہ ”اگر باہمی گفتگو سے کوئی سمجھوتا نہیں ہو سکا تو گورنر ایک مختصر غیر جانبدار اور با اختیار کمیٹی اس کام کے لئے معین کریں گے کہ وہ اس مسئلہ کی تحقیقات کرے اور اپنے سفارشات پیش کرے .... مدت تک کوشش کے بعد کوئی سمجھوتا نہیں نکلا لہذا ایک کمیٹی مقرر کی گئی جو سبب الجج ہائی کورٹ الہ آباد و صدیکپٹی اور مسٹر اچ۔ ایس۔ راس سینئر مسٹر کٹ نہیٹ میٹمبر کمیٹی بد مشتمل تھی۔ کمیٹی نے اپنا کام ۳ مارچ ۱۹۳۵ء کو شروع کیا .... فریقین نے جو نزہت دینا چاہے وہ سب قلمبند کئے گئے۔ کئی دنوں تک بحث سنی گئی۔

کمیٹی نے حسبِ توجہ اپنی رپورٹ پیش کی اور اطلاع عامہ کے لئے حکومت یوپی کے حکم کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے کہ (۱) گورنمنٹ رزلویشن مورخہ ۷ جنوری ۱۹۰۹ء کے معینہ اصول اور پالیسی کسی ترمیم کی متقاضی نہیں، میں (۲) حکام متعلق لکھنؤ میں جو طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے وہ کسی ترمیم کا متقاضی نہیں ہے۔۔۔ سینوں کا تینوں خلفاء کی پبلک یا پرائیوٹ طور پر جمع کرنے کا حق متنازع نہیں ہے۔ یہ حق وہ بے شک رکھتے ہیں۔ جو کچھ بابہ النزاع ہے وہ محض طریقہ کار اور وہ حالات ہیں جن کے ماتحت لکھنؤ میں اس قسم کی خواندگی کی کوشش کی گئی۔ جب کہ مختلف جماعتوں کے اعتقادات و نقطہ نظر میں تصادم ہو تو حکومت کے لئے مداخلت کرنا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ امن عامہ کا محاذ کرے اور پبلک کی آسانیوں میں توازن برقرار رکھے۔ کمیٹی کا فیصلہ اسی مسلم الثبوت اصول پر مبنی ہے۔ حکومت یوپی کمیٹی کی اس توقع میں اپنے کو تہد سے شریک کرتی ہے کہ یہ مدتوں کا جھگڑا برطرف کر دیا جائیگا اور دونوں جماعتیں باہمی مفاہمت اور رواداری کے جذبے کے ساتھ اپنے اپنے معتقدات بجالائیں گی۔ فرقہ دارانہ فسادات کے جاری رہنے سے دونوں جماعتوں کے افراد کے شہری حقوق اور عام احساسات مجروح اور تلخ ہو جاتے ہیں اور ان کا ناخوشگوار رد عمل پورے شہر لکھنؤ پر مرتب ہوتا ہے۔۔۔ وہ لیڈر ہوتے تاکیدا کہتی ہو کہ وہ باخ نظری سے کام لیں۔

**تجاوزانی فتک** ان ابوبکر و عمر تجاوزنا فی قدس۔ ابو عمر قدس میں تجاوز کر گئے۔  
عن جابر قال بینما رسول اللہ جالس فی ملاء من

اصحابہ اذ دخل ابوبکر و عمر من ارباب المسجد معهما فقام من الناس يتأرون  
وقد ارتفعت اصواتهما حتى انتوا الى النبي فقال ما هذا۔ قال بعضهم  
يا رسول اللہ سمعی تکلم فیہ ابوبکر و عمر فاختلفا لاختلافهما۔ فقال و ما  
ذلك قالوا فی القدس وان ابوبکر یقدم اللہ الخیر لا یقدم الشیر۔ وقال  
عمر یقدمهما جمیعاً رکنا نتمارے فی ذلك فقال الا اقصیٰ بینكما بقضاء  
اسرافیل بین جبریل و میکائیل ففیل رد قد تکلم فیہ جبریل و  
میکائیل فقال والذی بعثنی بالحق انهما لاول الخلاق تکلم فیہ و  
ذکر الحدیث و فیہ یا ابابکر ان اللہ لو لم یشاء ان یحصی ما خلق ابلیس۔  
جناب جابر سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے ایک دفعہ حضرت رسول خدا صلعم اصحاب کے  
جمع میں بیٹھے تھے اسے میں جبر کے دو اذوں سے وہاں حضرت ابوبکر و عمر بھی  
آتے ہوئے دکھائی دیئے اور ان کے ساتھ کسی کردہ لوگ تھے جو ایک دوسرے سے  
جھگڑتے اور ایک دوسرے پر پتخاؤں میں بلند کئے ہوئے تھے۔ اسی طرح بحث  
کرتے اور لڑتے ہوئے وہ سب حضرت رسول خدا صلعم کے پاس پہنچ گئے تو  
حضرت نے پوچھا یہ کیا قصہ ہے؟ اُن میں سے بعض نے کہا اے رسول خدا صلعم  
ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں حضرت ابوبکر نے بھی کلام کیا اور حضرت عمر نے بھی مگر  
دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف کہا۔ اسی وجہ سے دونوں اختلاف کر رہے ہیں۔  
آنحضرت نے پوچھا کس مسئلہ میں یہ نزاع پیدا ہو گئی؟ لوگوں نے کہا مسئلہ قضا و قدر

لہ جناب مولوی وحید الزماں خاں مناسب لکھتے ہیں: "القضاء المقدر بالقدر  
قضا اور قدر دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن ایک پایہ کی طرح ہے  
اور دوسری عمارت کی طرح۔ قدر پہلے ہوتی ہے پھر قضا۔ قضا سے پیدا کرنا مراد  
ہے۔ بعضوں نے کہا قضا اُس حکم کی کام ہے جو ازل میں اللہ تعالیٰ نے دیا اور قدر  
اس کی جزئیات تفصیلی۔ اس صورت میں قضا پہلے ہوگی پھر قدر واللہ اعلم (انوار اللغۃ)

کے بارے میں حضرت ابوبکر کہتے ہیں کہ خدا خیر کی تقدیر کرتا ہے اور شر کو مقدر نہیں کرتا اور حضرت عمر کہتے ہیں کہ خدا دونوں کی تقدیر کرتا ہے۔ ہم لوگ اسی بات میں اختلاف کر رہے ہیں۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا: اچھا کیا ہم تم لوگوں میں وہ فیصلہ نہ کر دیں جو اسرافیل نے جبریل و میکائیل کی نزاع کے بارے میں کر دیا تھا؟ لوگوں نے پوچھا کیا اس مسئلہ میں حضرت جبریل و میکائیل بھی مناظرہ کر چکے ہیں؟ حضرت نے فرمایا اس کا درمطلق کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے یقیناً وہی دونوں تمام مخلوقات میں پہلے وہ ہیں جنہوں نے اس مسئلہ میں بحث کی۔ اس کے بعد پوری حدیث ذکر کی۔ اسی میں یہ بھی ہے کہ آنحضرتؐ مسلم نے فرمایا اے ابوبکر اگر خدا اس کو نہ جانتا کہ لوگ اس کا گناہ کریں تو وہ ستبطان کو پیدا ہی نہیں کرتا۔ اس کا راوی تیکھے بن زکریا ہے جس کے بارے میں لکھنے میں کذب باطلہ۔ اسکی یہ روایت مالک غلط ہے (میزان جلد ۲، ص ۵۷)

کہا پانی ہے۔ اس سے استنجا کر لیجئے لہ حضرتؑ نے فرمایا مجھے خدا نے اس کا حکم نہیں دیا ہے کہ جب پیشاب کروں تو استنجا بھی کروں۔ اگر میں ایسا کروں تو یہ بھی سست سمجھ لیا جائیگا۔ اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں صفحہ ۱۸۷ معین۔ ابن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۵۵۔

**حضرت فضائل پور فرزند حضرت عبداللہ کی بانی انصاف بھی ذکر کئے جائیں جن کو صرف آپ کے فرزند نے بیان کئے ہیں یا آپ۔** ورنہ کی روایتیں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ (۱) قال کنا لعنہ ورسول اللہ احمق و اصحابہ و مؤمنوہ و اولادہ و عمرہ و عتباتہ و نسکاتہ۔ حضرت عمر کے صاحب زادے فرماتے تھے کہ رسول خداؐ کی زندگی میں جب معاملہ کثرت سے موجود تھے ہم لوگ صرف حدیث جو بزرگ عمر و ضرر و انہار کرنے تھے پھر خاموش ہو جاتے تھے (یعنی درجہ ۱) اس قابل میں تھے کہ ان کا شمار ایک ہونے کے۔ سند احمد بن حنبل ۲ ص ۱۶۰ (۲) قال کنا لقوا فی۔ من السنی رسول اللہ حیۃ الناس فی البکاء و التضرع۔ و لقد اذتے ابن ابی طالب ثلاث حاصل لای کوئی واحد لہ ہوتا۔ احب الی من حمد النعم و وجہ رسول اللہ ابتغی و ولدت لہ و سدا لالواب الا ما بہ فی المساء و اعطاء التراویۃ یوم خیبر۔ مدوح فرماتے تھے کہ ہم لوگ حضرت رسول محمدؐ کے زور سے میرا کہنے تھے کہ رسول خداؐ سب آدمیوں سے بہتر ہیں۔ بھر حضرت ابوہریرہؓ نہرت عمر اگرچہ فرزند ابو طالب کو تین فضیلتیں ایسی حاصل ہیں جن سے اگر ایک بھی مجھے ملتی تو وہ مجھے سرخ رنگ کے اونٹوں سے زیادہ پیاری ہوتی۔ کہ حضرت رسول خداؐ نے

لہ یہاں تو صاف سے استنجا کرنا ہی مفہور ہو سکتا ہے نہ وضو کرنا کیونکہ اگر حضرتؑ کے پاس پانی موجود ہوتا اور حضرت اس سے استنجا کرتے تو حضرت عمرؓ کو پانی ملنے کے ان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی پانی سے استنجا کرنے کے بعد آنحضرتؐ وضو بھی کر لیتے۔ مگر حضرت عمرؓ کا فوراً پانی لے جانا بتا ہے کہ آنحضرتؐ نے بنیرانی کے پیشاب کر لیا اور استنجا کرنا ضروری نہیں خیال کیا ۱۲ منہ

اپنی بیٹی کی شادی اون سے کی اور چمن بیٹی سے ادلاو بھی ہوئی۔ اور حضرت رسولؐ نے مسجد میں سب لوگوں کے دروازے بند کرادیئے۔ اے حضرت علیؓ کے دروازے کے کہ اس کو کھلا ہی رہتے دیا۔ تیسری فضیلت یہ کہ حضرت علیؓ ہی کو جنگ خیبر میں آخری دفون شکر کا علم عنایت فرمایا (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶)۔ قابل غور یہ امر ہے کہ باوجود حضرت علیؓ کی ان فضیلتوں کے حضرت ابن عمر وغیرہ بھی کہتے رہے کہ حضرت رسولؐ صلعم کے بعد بہترین ناس حضرت ابوبکر و عمر ہیں۔ (۳) عن ابن عمر عن ساطیہ رسول اللہ فی ابی بکر و عمر قال ما آیت الناس قد اجتمعوا فقام ابوبکر فذبح ذنوبا واذ ذوبین و فی نزعہ ضعف و اللہ یغفر لہ شد نزعہ فاستأنت غرا با فامرأت عبق یا من الناس یندی خریہ حقے خراب الناس بعطن حضرت عمر کے صاحب بیان کرتے تھے کہ حضرت رسولؐ صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر کے بارے میں یہ خواب دیکھا کہ لوگ جمع ہیں تو حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کمزوری معلوم ہوئی اور اندان کو بخش دیگا۔ پھر حضرت عمر نے نکالے تو وہ ڈول پلٹ کر پڑسا ہو گیا تو میں نے ایسا سردار نہیں دیکھا جو ان کی طرح عمدہ کام کرتا ہو یہاں تک کہ لوگوں نے اپنی اتنی کو بٹھا دیا (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۷)۔ قابل غور یہ

سہ جناب مولوی وحید الزماں خاں صاحب لکھتے ہیں ”ذبح ذنوبا و ذوبین اور خوں نے یعنی ابوبکر صدیق نے ایک دو ڈول نکالے۔ وہ بھی ناو آتی کے ساتھ۔ اس میں اشارہ ہے کہ خلافت کا زور شور اور رعب و داب اُن کے وقت میں نہ ہوگا۔ انکی خلافت دو برس تین مہینے ہی تو ہر سال کے پیچھے ایک ڈول ہوا اور تین مہینے کو حساب میں نہیں رکھا۔ یہ راوی کی شک ہے کہ ایک ڈول فرمایا یا دو ڈول چونکہ انکی خلافت دو برس زیادہ رہی تو دو ڈول صحیح ہیں“ (انوار اللغۃ ج ۲ ص ۲۹) سہ مولوی وحید الزماں خاں صاحب لکھتے ہیں ”فاخذ عمر الدنوا استأنت غرا۔ حضرت عمر نے اوس ڈول کو لیا جس سے ابوبکر پانی نکال رہے تھے تو اون کے ہاتھ میں وہ پڑسا ہو گیا بڑا ڈول جو بھینس یا میل کی کھال سے بنایا جاتا ہے جس سے کھیت کیچتے ہیں“ (انوار اللغۃ ج ۲ ص ۱۹) سہ مولوی وحید الزماں خاں صاحب لکھتے ہیں ”فلما عبق یا یھری خریہ میں نے ایسا سردار نہیں دیکھا جو اُن کا سا کام کر سکتا ہو۔ مراد حضرت عمر ہیں۔ اصل میں

اگر ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ایسا خواب دیکھا جس میں صرف حضرت ابو بکر و عمر کے کارنامے تھے۔ اس خواب میں نہ حضرت عثمان اور آپ کے کارنامے دکھائی دیئے۔ حالانکہ وہ بھی خلفاء ثلاثہ میں ہیں۔ اور ان کی خلافت کا زمانہ حضرت ابو بکر کی خلافت سے بہت زیادہ تھا۔ آپ کے زمانہ میں بھی فتوحات ہوئیں۔ اور نہ حضرت علیؑ اور آپ کے کارنامے دکھائے گئے۔ حالانکہ حضرت علیؑ نے اسلام کی اندرونی بنیادوں کو جس طرح فرو کیا یہ آپ ہی کا کام تھا۔ باوجود ایسے خواب کے حضرت رسول خدا صلعم نے یہ اعلان نہیں کیا کہ اے مسلمانو! میں سید بعثت میں اپنا خلیفہ تم لوگوں کے لئے علیؑ کو مقرر کر چکا تھا اور کہ چکا تھا کہ یہی علیؑ میرے وزیر میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں۔ تم سب لوگ ان کی بات ماننے اور ان کی اطاعت کرتے رہنا (تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۱۷ و کامل جلد ۲ ص ۲۲ وغیرہ) اب اس حکم کو منسوخ کرتا ہوں۔ میں نے خواب میں ابو بکر و عمر کے متعلق ایسی باتیں دیکھی ہیں۔ اس وجہ سے تم سب کو مطلع کرتا ہوں کہ اب میرے بعد تم لوگ ابو بکر کو خلیفہ اول اور عمر کو خلیفہ ثانی سمجھنا بلکہ آنحضرتؐ نے اس کے عوض پھر آخری حج کے بعد مجمع عام میں من کنت مولاً فهذا علیؑ مولاً کہہ کر حضرت علیؑ ہی کی خلافت کی تاکید کر دی۔ بلکہ اپنی طرح حضرت کو بھی سب مسلمانوں کا مولیٰ بنا دیا۔ کس درجہ حیرت خیز امر ہے !!!

(۴) عن ابن عمر قال خرج علينا رسول الله ذات غداة بعد طلوع الشمس فقال رأيت تبسّل الفجر كاني أعطيت المقاليد والموانين فاما المقاليد فهذا المعانيم - واما الموانين فهي التي تن وزن بها - فوضعت في كفة ووضعت

(بقیہ حاشیہ ص ۱۶۲) عبقری ہزار در چیز کو کہا کرتے تھے۔ پھر سردار اور قوم کے بڑے شخص کو بھی کہنے لگے ”ذوار اللغة بطل منط“، فلما ارعبق یا یفنی خریة۔ میں نے اُن کا سردار نہیں دیکھا جو اُن کی طرح کام کرتا ہو۔ یہ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کی شان میں فرمایا ”ذی صلا“ (حتی ضرب الناس بعطن۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اپنی اونٹنیوں کو پانی پلا کر پانی کے گرد بٹھا دیا۔ یعنی حضرت عمرؓ کے وقت میں اسلام پھیلے گا اور فتوحات اتنی بے شمار ہوں گی کہ لوگ مال اور دولت سیراب جائیں گے) (ذوالفہنہ جلد ۱ ص ۱۶۲)

امتی فی کفۃ فوننت بھم فرحت شمر جٹی بابی بکر فونن بھم فونان۔  
 شمر جٹی بھم فونن شمر جٹی بعثمان فونن بھم شمر فرحت۔ حضرت عمر کے  
 صاحب زادے کہتے تھے کہ ایک روز صبح کو طلوع آفتاب کے بعد حضرت رسولؐ نے خواب میں دیکھا  
 ہم لوگوں کی طرف تشریف لائے اور فرمایا صبح سے کچھ پیالے میں نے خواب میں دیکھا  
 کہ مجھے کچھ کنجیاں اور ترازو دیں دی گئی ہیں۔ تو میں ترازو کے ایک پلڑے میں اور  
 میری امت اس کے دوسرے میں رکھی گئی اور دونوں تولے گئے تو میں بھاری  
 نکلا۔ پھر ابر بکر لائے گئے اور امت کے ساتھ تولے گئے تو وہ وزنی نکلے۔ پھر عمر  
 لائے گئے اور تولے گئے تو وہ بھی وزنی نکلے۔ پھر عثمان لائے گئے اور تولے گئے  
 تو وہ ترازو ہی اٹھالی گئی (مسند احمد جلد ۲ ص ۷۷)۔ حضرت علیؓ کو اتنا دہرہ بھی نہیں  
 دیا گیا کہ کم از کم آپ بھی تول لئے جاتے اگرچہ آپ کا وزن بہت کم دکھایا جاتا۔

(۵) عن ابن عمر عن رسول اللہ و ابو بکر و عمر و عثمان یذرون بالابلط۔  
 حضرت رسولؐ اور حضرت ابو بکر و عمر و عثمان ابلط میں اترتے تھے (مسند جلد ۲  
 ص ۸۹)۔ مقصود یہ ہے کہ تینوں حضرات بالکل وہی کرتے جو حضرت رسولؐ صلعم کو  
 کرتے دیکھتے تھے۔ اس میں بھی حضرت علیؓ کی طرف سے بالکل خاموشی اختیار کر لی گئی  
 (۶) یقول قال رسول اللہ بینا انا نائم اثبت بفسح لبن فشربت منه  
 حتى اتی لکرامی یخرج من اطرافی فاعطیت فضلی عمر بن الخطاب فقال  
 من حوله فما اذلت ذلت یا رسول اللہ قال العلم۔ صاحب زادے فرماتے تھے کہ  
 حضرت رسولؐ صلعم نے فرمایا اس حال میں کہ میں سوتا تھا خواب میں دیکھا کہ میرے  
 پاس دو دھکا ایک پیالہ لایا گیا۔ اس سے میں نے پیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ  
 انکی تری اور تازگی میرے اطراف سے نکلنے لگی۔ تب میں نے اس پیالہ کا باقی حصہ  
 عمر بن خطاب کو دے دیا۔ حضرت کے پاس جو صحابہ موجود تھے انہوں نے بے چارہ حضرت  
 آپؐ نے اس کی تعبیر کیا دی؟ فرمایا وہ پیالہ علم کا تھا (مسند جلد ۲ ص ۸۸)

(۷) اطلع رسول اللہ علی اهل القلیب بیدر شمرنا داهم فقال یا اهل  
 القلیب هل وجدتم ما وعدکم ربکم حقا۔ قال اناس من اصحابہ  
 یا رسول اللہ و تنادی ناسا امواتا فقال رسول اللہ ما اثمنا سمع لما قلت لم

حضرت رسول خدا صلعم غزوہ بدر کے کنوئیں پر تشریف لائے اور مقتولین سے جو لوگ اس میں ڈال دیئے گئے تھے ان کو پکار کر فرمایا اے کنوئیں! اللہ! خدا نے تم سے بس بات کا وعدہ کیا تھا اس کو تم لوگوں نے سچ دیکھ لیا نہ؟ اس پر صحابہ سے کچھ لوگوں نے عرض کی اے رسول خدا آپ مردہ لوگوں کو پکارتے ہیں؟ تو حضرت نے فرمایا میں نے جو بات ان لوگوں سے کہی اُس کو تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سنیے۔ (مسند احمد جلد ۲ ص ۱۳۱)۔ اُن تین جہنم کے صاحب زادے نے آنحضرتؐ پر اعتراض کرنے والے کا نام غائب کر دیا۔ حالانکہ انہوں نے تصریح کی ہے کہ یہ حضرت عمرؓ ہی تھے۔ مثلاً علامہ دیوبند نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ صلعم نے ان لوگوں سے فرمایا فانا قد وجدنا ما وعدنا ربنا ما حقاً قل وجداً ثم ما وعدنا ربکم حقاً فال عمر یا رسول اللہ ما تکلم من اجساد کذا۔ (روح بہا فقہان ص ۱۱۱) والذی نفس تعد بیدۃ ما استمع باسمع لما قول منہ۔ (نہجے میرے پروردگار نے وعدہ دیا تھا میں نے اس کو سنی یا یا۔ کیا تم نے بھی اس بات کو سنی یا یا جس کا وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا؟ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا آپ ایسے جیسوں سے کیا کلام کر رہے ہیں جن میں سچ نہیں ہے؟ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا خدائی قسم تم لوگ ان سے زیادہ سنیے والے نہیں ہو۔ (تاریخ خمیس جلد ۱ ص ۴۳۷)۔ اسکی تفصیل آئندہ آئے گی۔ (۸) سن ۱۰، ن عمر، فال اول صدقہ کانت فی الاسلام صدقہ عمر۔ حضرت صاحبِ راز سے فرماتے تھے کہ اسلام میں سب سے پہلا صدقہ حضرت عمرؓ کا صدقہ تھا۔ (مسند جلد ۲ ص ۱۵۷)

**حضرت عائشہ کی روایا فضائل** حضرت عائشہ کو حضرت عمرؓ کا جس درجہ خیال تھا اور جو ہونا بھی چاہئے وہ محتاج بیان نہیں اور جو بہت نہیں اور روایوں کا بیان کر دیا بھی مناسب ہے جو جناب معظمہ سے حضرت عائشہ کے فضائل میں منقول ہیں (۱) عن عائشہ عن النبیؐ قال قال کان فی الاسلام ثلاثون فان یکن من امتی فعمہ۔ حضرت عائشہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا ۳۰ سہری امور، میں محدث لوگ ہوئے ہیں اگر میری امت سے بھی کوئی ہوگا تو وہ عمرؓ ہیں (مسند احمد جلد ۶ ص ۵۵)۔ جناب مولوی وحید الدین صاحب لکھتے ہیں "اگلی امور میں محدث ایگ گزرے ہیں۔ اگر میری



امت میں بھی کوئی محدث ہو تو وہ عمر ہونگے۔ محدث اس کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے یعنی روشن ضمیر۔ اس کا لگان صحیح نکلتا ہے۔ اسکی رائے اکثر درست پڑتی ہے“ (افکار لغت صفحہ ۱۳)۔ (۲) عن عائشة قالت قبض رسول الله ولم يستخلف احدا ولو كان مستخلفا احدا لاستخلف ابابكر وعمر۔ حضرت عائشہ فرماتی تھیں کہ حضرت رسول خدا صلعم دنیا سے تشریف لے گئے مگر کسی کو اپنا خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ اور اگر کسی کو بھی خلیفہ کرتے تو وہ یا ابوبکر ہوتے یا عمر (مسند جلد ۶ صفحہ ۶۳)۔ اس پر بلا چھنے والے دریافت کر سکتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلعم نے کسی کو خلیفہ کیا ہی نہیں تو آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اگر حضرت کسی کو خلیفہ کرتے تو وہ حضرت ابوبکر و عمر کے سر اے کوئی نہیں ہوتا؟ (۳) عن عائشة قالت كنت عند النبي فقال يا عائشة لو كان عندنا من يحد ثنا۔ قالت قلت يا رسول الله ان ابى انى فكيف نسكت۔ ثم قال لو كان عندنا من يحد ثنا۔ فقلت الا ابعث الى عمر نسكت۔ قالت ثم دعنا وصيفا بين يدى فسا رة فذهب قالت فاذا عثمان يستأذن له فدخل فسا جاعا النبي طويلا۔ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ میں حضرت رسول خدا صلعم کے پاس تھی تو حضرت نے فرمایا اے عائشہ کاش اس وقت کوئی میرے پاس ہوتا جو مجھ سے باتیں کرتا۔ میں نے عرض کی اے رسول خدا کیا میں حضرت ابوبکر کو بلا لاؤں؟ اس پر حضرت خاموش ہو گئے۔ پھر وہی بات فرمائی کہ کاش کوئی ہوتا جس سے میں باتیں کرتا۔ اب میں نے کہا حضرت عمر کو بلا دوں؟ اب بھی حضرت خاموش رہے۔ پھر حضرت نے خود ہی ایک غلام کو اپنے سامنے بلا کر اس کے کان میں کچھ کہا تو وہ چلا گیا۔ کچھ دیر میں حضرت عثمان پر پہنچ گئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ حضرت نے اجازت دے دی تو وہ داخل ہو گئے۔ اُن سے دیر تک راز کی باتیں کرتے رہے (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۳۸) اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کو حضرت ابوبکر و عمر کا خیال ہر وقت ادھر ادھر کے لئے رہتا تھا۔ اور چاہتی تھیں کہ جو کچھ عزت و شرف و خصوصیت حاصل ہو انھیں دونوں بزرگوں کو۔ (۴) قالت بعائشة تحضر رسول الله ابو بكر وعمر قالت فواللهي ففاني بيده اني لا هرب بكاء من بين بكاء ابى بكر وانا فاني حجر قتي وكما قال الله عز وجل رحما بينهم۔ حضرت عائشہ سے ایک لمبی روایت ہے

اسکے نقل میں طول ہوگا۔ اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔ مدوحہ فرماتی ہیں کہ وہاں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر بھی آئے۔ خدا کی قسم میں حضرت عمر کے رونے کو حضرت ابو بکر کے رونے سے پہچانتی تھی اور میں اس وقت اپنے حجرے میں تھی اور وہ لوگ بالکل خدا کی اس آیت کے مصداق تھے۔ رحماء بینہم یعنی وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے پر رحم ہیں (مسند جلد ۶ ص ۱۲۷)۔ (د) عن عائشة قالت قال النبی فی مرضہ الذی مات فیہ مروا ابابکر یصلی بالناس قلت ان ابابکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من ابکاء۔ قال مروا ابابکر۔ فقلت لحفصة قولى ان ابابکر لا یسمع الناس من البکاء فلو امرت عمر۔ فقال صحابہ یوسف مروا ابابکر یصلی بالناس۔ فالتفتت الی حفصة فقالت لم اکن لاصیب منک خیاراً۔ جناب معظمہ ہی کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت میں فرمایا تم لوگ ابو بکر سے کہہ دو وہی لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ میں نے عرض کی ابو بکر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو سنارو میں گئے کہ لوگوں کو ان کی نماز سنائی بھی نہیں دے گی۔ مگر پھر حضرت نے یہی کہا کہ ابو بکر سے کہہ دو۔ اس پر میں نے بی بی حفصہ سے کہا بہن! تم کہہ دو کہ حضرت ابو بکر اپنی شدت گریہ سے لوگوں کو نماز سننا نہیں سکیں گے۔ آپ حضرت عمر کو کیوں نہیں حکم دیتے کہ نماز پڑھا دیں لے اس پر آنحضرت نے فرمایا تم سب

لے فاضل معاصرین العلماء موزی حافظ ڈبئی نذیر احمد صاحب دہلوی نے اس مقام کے متعلق جو لکھا ہے اس کا نقل کر دینا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ تحریر کرتے ہیں ”رہ گئیں عائشہ تو ان کا ایک چہرہ تر تو یہ تھا کہ پیغمبر صاحب ... نے عائشہ سے فرمایا کہ نمازی مسجد میں میرے منتظر ہیں۔ میں تو جا نہیں سکتا۔ اپنے باپ سے کہو کہ میری جگہ امامت کریں۔ عائشہ بولیں کہ ابو بکر بڑے رقیق القلب ہیں۔ ان سے آپ کی جگہ نماز پڑھاتے نہیں بن پڑے گی۔ عمر کو ارشاد ہو نو وہ امامت کریں اس پر پیغمبر صاحب نے ناخوش ہو کر فرمایا انکن لصحاب یوسف نہیں جیسا میں کہتا ہوں ابو بکر امامت کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ... اب سوچنے کی بات ہے کہ پیغمبر صاحب نے یہ کیا فرمایا انکن لصحاب یوسف ... سوچ کر پیغمبر ہی نے رمل لب لٹا کر پیغمبر صاحب نے عائشہ کے مطلق چہرہ تر کی طرف

یوسف دایاں ہو۔ ابوبکر ہی سے کہہ دو کہ نماز پڑھا دیں۔ اس پر حفصہ میری طرف مخاطب ہو کر بولیں میں کبھی تم سے بھلائی نہیں جاتی (مسند احمد جلد ۶ ص ۲۱۷)۔ قابل غور امر یہ ہے کہ حضرت عائشہ آنحضرتؐ کی جگہ امامت کے لئے صرف حضرت عمرؓ ہی کو کیوں تجویز کرتی ہیں؟ درمورد تیکہ حضرت رسول خدا صلعم نے اس کے قبل کوئی مذہبی خدمت آپ کے متعلق نہیں کی۔ اس سے کچھ ہی قبل آنحضرت صلعم نے دو باتیں ایسی کی تھیں جن سے حضرت عائشہ بھی آسانی سے سمجھ گئی ہونگی کہ حضرت رسول خدا صلعم کی جگہ نماز پڑھانے یا اور کسی دینی خدمت کے سزاوار صرف حضرت علیؓ ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ سورہ بقرہ کے آخر ماہ ذیقعدہ میں آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو حاجیوں کا سردار مقرر کر کے بھیجا اور سورہ برادرہ کی آیتیں حاضرین حج کو سنانے کا حکم دیا مگر فوراً جناب جبریلؑ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا اے محمدؐ یہ آپ نے کیا کیا؟ اس سورہ کو آپ کی جانب سے سوائے آپ کے یا اس شخص کے جو آپ ہی سے ہو کوئی اور نہیں پہنچا سکتا!! تب حضرتؐ نے ان کے پیچھے ہی حضرت علیؓ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ جلد جا کر ابوبکر سے ملو

(بقیہ حاشیہ ص ۱۶۹) اشارہ کیا۔ قرآن میں زلیخا کے چرتر کو لفظ کید سے تعبیر کیا ہے ... ان کیدکن عظیم ... یہ بھی تم عورتوں کے چرتر ہیں ... زلیخا کا چرتر تو قرآن سے معلوم کر سکتے ہو۔ عائشہ کا چرتر یہ تھا کہ وہ دل سے تو باپ کی امامت اور خلافت بھی کچھ چاہتی تھیں اور پیغمبر صاحب کو معلوم تھا۔ اور اس وقت ظاہر میں تو باپ کو ناقابل امامت بتایا مگر بات ایسی کہی جس سے ظاہر ہو کہ ابوبکرؓ سے بڑھکر پیغمبرؐ کا کوئی ہوا خواہ نہیں۔ اس کے یہ معنی کہ ابوبکرؓ سے بڑھکر کسی کو امامت اور خلافت کا استحقاق نہیں۔ اور یہی تمام صحابیؓ افضل اور اولیٰ بالامتہ واخلافۃ ہیں ... ذم کے پیرایہ میں مع۔ من چاہے منڈیا ہلائے۔ اسی کو ہم چرتر کہتے ہیں اور اسی پر پیغمبر صاحب نے عائشہ کو زلیخا سے تشبیہ دی ... بھلا ان سے توقع کی جاسکتی ہے کہ یہ فاطمہؓ اور علیؓ کے ساتھ خاطر مدافعت سے پیش آتی ہونگی۔ مگر ہاں یوں کہو کہ پیغمبر صاحب کی زندگی میں اُن کی عنایت خاص کے ہوتے علیؓ اور فاطمہؓ کو عائشہ کی یا کسی اور کی پروا ہی کیا تھی؟ کتاب ابہات الامۃ از مولانا ...

سورہ برادرۃ اون سے لے کر ادنیٰ میں میرے پاس بھیج دو اور تم خود اس سورہ کو پڑھاؤ۔ حضرت علیؑ نے ایسا ہی کیا۔ جس پر حضرت ابو بکرؓ آنحضرتؐ سلم کی خدمت میں آکر بیٹھ گئے۔ پھر پوچھا یا حضرت کیا میرے متعلق کوئی امر حادث ہوا؟ میں نے کیا جرم کیا جس پر خدمت مجھ سے چھین لی گئی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا یہی بہتر تھا کیونکہ دینی احکام کو میری طرف سے سوائے میرے یا ایسے شخص کے جو مجھ ہی سے ہو کوئی اور شخص نہیں پوچھا سکتا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۹۴ مع شرح فتح الباری)۔ ۱۱۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ دونوں ہی اس کام پر مقرر ہوئے تھے پھر دونوں ہی معزول ہوئے اور حضرت علیؑ کے سپرد یہ کام ہوا (قرۃ العینین ص ۲۳۲)۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت رسولؐ و رسول خداؐ سلم کی جگہ مذہبی کام کرنے کی قابلیت خدا و رسولؐ نے حضرت ابو بکرؓ میں دیکھی نہ حضرت عمرؓ میں۔ پھر بھی حضرت عائشہؓ نے بار بار حضرت عمرؓ کی کانام لیا اور حضرت علیؑ کا ذکر کیسا اشارہ نہ کیا۔

دوسری بات حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرتؐ صلعم نے سب مسلمانوں سے فرمایا تھا کہ من کنت مولاً فعلی مولاً۔ جس سے واضح ترک کوئی اور امر اس کے ظاہر کرنے کا ہو ہی نہیں سکتا کہ حضرت رسولؐ کے دینی کاموں کو بہترین طور پر انجام دینے کی صلاحیت حضرت علیؑ سے بہتر کسی میں نہیں تھی۔

اس مقام پر حضرت عمرؓ کے فضائی کی وہ روایتیں لکھی جناب عبداللہ بن عمرؓ کے مختصر حال آگئیں جو حضرت کے صاحب زادے اور حضرت عائشہؓ سے مدوی ہیں۔ اب ذرا ان دونوں بزرگوں کے مختصر حالات بھی سن لیں تاکہ تم اس کا اندازہ کر سکو کہ ان لوگوں سے مذہبی امور میں اسکے سوائے کیا توقع کی جاسکتی تھی۔ آپؐ بعد بعثت میں پیدا ہوئے اور شہدائے ہجری میں انتقال کیا۔ آپؐ ان لوگوں سے ہیں جنہوں نے حضرت رسولؐ صلعم سے بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں۔

آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و معاذ و عائشہؓ سے روایتیں کی ہیں اور آپؐ سے سام و عبد اللہ و حمزہ و بلال و قبیہ نے روایتیں لی ہیں (اصابہ جلد ۴ ص ۱۷۱) جس سے واضح ہے کہ آپؐ نے اہلبیت کے کسی بزرگ کو اس قابل نہیں سمجھا کہ ان سے کوئی روایت لینے اور نہ اہلبیت سے کسی شخص نے کوئی روایت آپؐ سے لی۔ جس سے

آپ کے تعلقات حضرات اہلبیت کے ساتھ نمایاں ہیں۔ اور جب اہلبیت کے ساتھ یہ بتاؤں تھا تو پھر حضرت عمر کے فضائل میں آپ کی روایتیں جس کثرت سے اور جس عنوان کی ہو سکتی ہیں وہ محتاج توضیح نہیں۔ اس لئے کہ اول تو آپ حضرت مدوح کے فرزند ارجمند اور پھر اہلبیت کی طرف آپ کا وہ رُح۔

آپ نے آنحضرت صلعم کے بعد بارہ اچھے لوگوں کی یا بارہ خلفاء کی جو نہرست بنائی اس سے بھی حضرت علیؑ و امام حسنؑ و حسینؑ کا نام نکال دیا۔ حالانکہ حضرت علیؑ کو سب اہلسنت خلیفہ رابع اور حضرت امام حسنؑ کو بھی صلح مویہ تک خلیفہ رسولؐ مانتے ہیں اور امام حسینؑ کی شہادت کا سب کو اقرار ہے۔ مگر جناب عبداللہ کی تحقیق دیکھو۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔ واخرج ابن عساکر عن عبد اللہ بن عمر قال ابو بکر الصديق اصبت اسمہ۔ عمر الفاروق قرآن من حدیث اصبت اسمہ۔ ابن عفان ذوالنور قتل مظلوما یونے کفیلین من الرحمة۔ معویۃ وابنہ ملکا الارض المقدمة۔

والسفاح۔ و سلام و المنصور و جابر و اعمش و اکامین و امیر الغضب کلہم من بنی کعب بن لوی کلہم صالح لایوجد مثله قال الذہبی لہ طرق عن ابن عمر و لحدیر فہ احد۔ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ جناب عبداللہ بن عمر کہتے تھے ابو بکر صدیقؓ ان کا اچھا نام تم لوگوں نے تجویز کیا۔ عمر الفاروقؓ لو ہے کی ایک سینگ یا سلاخ تھے۔ ان کا نام بھی تم لوگوں نے ٹھیک رکھا ہے۔ (حضرت عثمانؓ) ابن عفان ذوالنور بن تھے جو مظلوم قتل کئے گئے اُن کو رحمت کے دو حصے دیئے جائیں گے۔ پھر مویہ اور ان کے فرزند (یزید) دونوں ارض مقدس کے بادشاہ ہوئے۔ پھر سفاح و سلام و منصور و جابر و دھند و امین و امیر الغضب۔ یہ سب کے سب کعب بن لوی کی اولاد سے تھے۔ اور سب ایسے نیک تھے جن کا مثل پایا ہی نہیں جاسکتا۔ علامہ ذہبی نے کہا ہے کہ اس قول کے بہت سے طریقے ہیں، شریعت میں اور کسی نے اس کو مروج نہیں قرار دیا ہے (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۳)۔ دیکھتے ہو جناب عبداللہ بن عمر خلفاء رسولؐ کا ذکر کرتے ہیں مگر اُن کی نظر میں حضرت علیؑ، امام حسنؑ و امام حسینؑ ایسے تھے جن کو آپؐ نے کسی وجہ سے بھی قابل ذکر نہیں سمجھا نہ دنیوی اعتبار سے نہ دینی حیثیت سے۔ پھر حضرت عمرؓ کے فضائل بیان کرنے میں آپؐ کے جذبات جیسے رہتے ہوں گے وہ کا شمس فی وسط النہار ہیں اس سے



صبر سے ان کل بیانات کو دیکھتے رہیں۔ یہ حضرت عمرؓ کی سوانح عمری ہے عبد اللہ بن عمرؓ کی نہیں مگر ان مضامین سے آپ کو یہ اندازہ ہوتا جائیگا کہ حضرت عمرؓ کے لئے اسلام کی فضا کس درجہ موافق تھی کہ خاندان بنی امیہ کے بڑے رکن یزید بن ابوسفیان کو آپ نے پہلی خلافت کے زمانہ میں شام کا گورنر بنا کر اپنے موافق کر لیا اور آپ کے بیٹے عبد اللہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت اور حمایت کر کے تمام بنی امیہ کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ پھر فضائل حضرت عمرؓ کے کتابوں میں کیوں نہ اس کثرت سے بھرے ہوئے ملیں جس حکومت (عمرؓ) کو جناب عبد اللہ بن عمرؓ کی خوشی اس درجہ مطلوب تھی کہ اس نے بیعت یزید کے لئے آپ کو ایک لاکھ روپے دیدیئے جس کے بعد آپ نے یزید کی بیعت کر لی (شرح صحیح بخاری ص ۵۵۵) اس نے جناب عبد اللہ کے خوش رکھنے کے لئے بھی حضرت عمرؓ کے فضائل کے مشائخ کرنے میں کس درجہ اہتمام کیا ہوگا۔ صرف یزید ہی کی بیعت آپ نے نہیں کی بلکہ عبد الملک بن مروان کی بیعت اس سلطنت کے گورنر حجاج ثقفی کے باؤں پر جا کر کی (شرح ابن ابی الحدید جلد ۷ ص ۷۷) اس اطاعت و انقیاد سے بھی حجاج اور دوسرے ارکان و عمال بنی امیہ کے دلوں میں آپ کی جس درجہ جگہ برقی اویں کا سمجھنا آسان ہے۔ غرض حضرت عمرؓ کے فضائل کی کثرت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ خلفاء راشدین کے بعد خلفاء بنی امیہ کے زمانہ میں مدت دراز تک آپ کے صاحب زادے موجود رہے اور آپ نے سب کو حد سے زیادہ خوش رکھا جس نے جو کہا وہ کیا۔ اور جن باتوں کو دوسرے غیرت مند افراد پسند نہیں کرتے تھے ان پر آپ بہت آسانی سے آمادہ ہو گئے۔ پھر حضرت عمرؓ کے بعد وہ خلفاء جو انھیں کے جائین ہوئے رہے اور انھیں اصول کے مطابق ان کی خلافت بھی تسلیم کی گئی جن اصول پر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تھے۔ کیوں حضرت عمرؓ کے فضائل کی تردید و اشاعت میں مدونہ کرتے کہ اس سے درحقیقت ان خلفاء بنی امیہ کی خلافت کی حقیقت بھی واضح ہوتی تھی۔ کیونکہ ان کی خلافت کی بنیاد حضرت عمرؓ کی خلافت پر قائم ہوئی تھی۔

**عالم** دوسری ذات جس کے وجود اور اثر سے حضرت عمرؓ کے فضائل کی ہر قسم کی حضرت عمرؓ کو شاید وراثت کے ذریعہ مل گیا حضرت عائشہ تھیں۔ جو کچھ چکی تھیں کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے درمیان کیسے گہرے تعلقات تھے کہ شاید حقیقتی

دو بھائیوں میں بھی نہ ہوں بلکہ حضرت رسول خدا صلعم شوہر اور جناب عائشہ زوجہ میں بھی اتحاد قلب و روح و نفس و اتفاق رائے و خیالات و اشتراک سعی و عمل کا وہ نمونہ نہیں ملتا جو حضرت ابو بکر و عمر میں تھا۔ بس جو ایک نے کہا وہی ادا و دوسرے کے منہ سے بھی نکلی۔ جو رائے ایک کی ظاہر ہوئی بالکل وہی دوسرے کی بھی معلوم ہوئی۔ دو قالب ایک روح مشہور ہے مگر اس کے مصداق جیسے یہ دونوں بزرگ تھے کم کوئی ہوگا۔ اس وجہ سے حضرت عائشہ بھی حضرت عمر کو جس درجہ بمانی ہوں وہ واضح ہے۔ حضرت ابو بکر کے اختلال کے بعد حضرت عمر نے اپنے برتاؤ اور شفقت سے حضرت عائشہ کو اور زیادہ مہتمون احسان بنادیا تھا۔ زمانہ حال میں ان کی جو سوانح عمری دارالمنصفین اعظم گڑھ سے شائع ہوئی ہے اس میں اس احسان کا مختصر ذکر اس طرح کیا گیا ہے ”عہد فاروقی حضرت فاروق اعظم کا عہد مبارک نظم و نسق کے لحاظ سے ممتاز تھا اور انھوں نے تمام مسلمانوں کے نقد و وظائف مقرر کر دیے تھے۔ قاضی ابویوسف نے کتاب الخراج میں دو روایتیں لکھی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ تمام ازواج مطہرات کو برا برباہ بارہ ہزار سالانہ دیا جاتا تھا (صحیح بخاری ابواب البھائز ص ۲)۔ دوسری روایت جسکو حاکم نے صحت میں بخاری و مسلم کے ہم رتبہ قرار دیا ہے یہ ہے کہ دیگر ازواج کے لئے دس دس ہزار اور حضرت عائشہ کا بارہ ہزار سالانہ وظیفہ تھا۔ اس ترجیح کا سبب خود حضرت عمر نے بیان فرمادیا تھا (مسند) حاکم جزو صحابیات ذکر عائشہ رضی اللہ عنہا کہ ان کو میں دو ہزار اس لئے زیادہ دیتا ہوں کہ وہ آنحضرت صلعم کو محبوب تھیں۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کی تعداد کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نو بیالے تیار کرائے تھے جب کوئی چیز آتی ایک ایک پیالہ میں کر کے ایک ایک کی خدمت میں بھیجتے (امام مالک باب جزئہ اہل الکتاب)۔ تقسیم ہدایا میں یہاں تک خیال رکھتے کہ اگر کوئی جانور ذبح ہوتا تو بقول حضرت عائشہ کے سری اور پایہ تک اُن کے پاس بھیج دیتے تھے (موطا امام محمد باب الزبد)۔ عراق کی فتوحات میں موتیوں کی ایک ڈبیر ہاتھ آئی تھی۔ مال غنیمت کے ساتھ وہ بھی بارگاہِ خلافت میں بھیجی گئی۔ سب کو موتیوں کی تقسیم مشکل تھی۔ حضرت عمر نے کہا آپ لوگ اجازت دیں تو میں ام المومنین عائشہ کو بھیج دوں کہ آنحضرت صلعم کو وہ محبوب تھیں۔ سب نے بخوشی اجازت دی۔ چنانچہ وہ ڈبیر حضرت عائشہ کی خدمت میں پہنچی



نئی۔ کھل کر دیکھا فرمایا ابن خطاب نے آنحضرت صلیم کے بعد نجد پر بڑے بڑے احسانات کئے۔ خدایا مجھے آئندہ اُن کے عطیوں کے لئے زندہ نہ رکھنا (مسند رکحاکم) حضرت عمر کی متناہی کہ وہ بھی حضرت عائشہ کے حجرہ میں آنحضرت صلیم کے قدموں کے نیچے دفن ہوں لیکن کہ اس لئے نہیں سکتے تھے کہ گوشہ عامروں سے زیر خاک پر وہ نہیں تاہم اوبادفن کے بعد بھی وہ اپنے کو غیر محرم ہی سمجھتے تھے۔ دم نزع تک سخلش سے بے تاب تھے۔ آخر اپنے صاحب زادے کو بھیجا کہ ام المومنین کو میری طرف سے سلام کہو اور عرض کرو کہ عمر کی متناہی ہے کہ وہ اپنے رفیقوں کے پہلو میں دفن ہو۔ فرمایا اگرچہ وہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن عرضئے لئے خوشی سے یہ ایثار گواہ کرتی ہوں۔ اس اجازت کے بعد بھی حضرت عمر نے وصیت کی کہ میرا جنازہ آستانہ تک لے جا کر پھر ان طلبی کرنا۔ اگر ام المومنین اجازت دیں تو انددفن کر دینا اور نہ ماہ مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بالکہ اور حضرت عائشہ نے دوبارہ اجازت دی اور جنازہ اندر لیا کر دفن کیا گیا (یہ تمام تفصیل صحیح بخاری کتاب الجنائز میں ہے) اور آخر اسی حجرہ اقدس میں برج خلافت کا دوسرا اختر تاباں بھی نگاہوں سے پنہاں ہوا۔ “سیرۃ عائشہ ص ۱۳۱۔ اس بوری عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت ابو بکر کے بعد حضرت عمر نے آپ کی صاحب زادی کا کس درجہ خیال رکھا کہ آپ کو حضرت رسول خدا صلیم کا غم بھی بھول گیا اور حضرت ابو بکر کا صدمہ بھی زائل ہو گیا ہوگا۔ آنحضرت صلیم کے زمانہ میں حضرت عائشہ کو بارہ ہزار سالانہ نفیقہ کہاں سے ملتا۔ اور زمانہ نبوت میں آپ موتیوں کی ڈبیکس طرح پاتیں۔ آنحضرت صلیم کے زمانہ کی حالت تو یہ لکھی ہوئی ہے ”جس دن وہ بیوہ ہوئیں اوی کی شام کو گھر میں برکت تھی (ترمذی کتاب الادب) (سیرۃ عائشہ ص ۱۳۲) پس جن مسئلہ نے اپنے شوہر کے زمانہ میں اس درجہ فقری اور عسرت کا مزہ چکھا ہو کہ شوہر کے انتقال کے دن گھر میں کچھ نہ تھا بلکہ چراغ جلانے کو تیل بھی نہ تھا اُن کو حضرت عمر کے زمانہ میں بارہ ہزار سالانہ پنشن مقرر ہو جانے سے (جب کہ آپ کا خرچ بھی صرف آپ کی ذات ہی کی محدود تھا کہ نہ اولاد کی زحماتوں سے خدا نے آپ کو محفوظ ہی رکھا تھا) وہ مدد کی جیسی دہا ہو گئی ہوں وہ ظاہر ہے۔ اب خود سمجھ لو کہ جناب عبداللہ ایسے ہر دلعزیز فرزند اور حضرت عائشہ ایسی ہی اثر خت بگڑ کے زمانہ میں حضرت عمر کے فضائل کس درجہ پھیل سکتے تھے پھر کتابیں آپ کے لئے کیا کچھ نہیں لیا۔

**ہدایت خاتون**۔ معاذ اللہ! خدا کی پناہ!! میں قرآن مجید کی استہزاء کر رہی ہوں؟ تو میری زبان مقراض سے کاٹ دو۔ ایسی چیز دنیا میں رہنے کا حق ہی نہیں رکھتی جو ایسی بے ادبی کرے میں تو تمہاری کتابوں میں جو چیزیں بڑھ چکی ہوں انہیں کو بیان کر رہی ہوں اور وہ بھی تمہارے کہنے پر۔ اب تم بحث سے گھبرا گئے تو ایسے پہلو بدلنے لگے کہ میں اپنے آپے میں نہ رہوں صاف ہی کہہ دو کہ اب بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

**مولوی صاحب (شرمار)**۔ خیر میں اپنی بات واپس لیتا ہوں تم جو کچھ کہنا چاہتے تھے بیان کر دو۔ بحث کی ضرورت کیوں نہیں۔ تم کو راہ راست پر لا رہا ہوں۔

**ہدایت خاتون**۔ تم مجھے الزام دیتے ہو کہ قرآن مجید سے استہزاء کرتی ہوں سالانہ تمہارے بزرگوں ہی نے قرآن مجید سے حرات و استہزاء بھی کیا ہے۔ اور اس کا اذن بھی باقی نہیں رکھ۔ تمہارے مذہب کی خوبیاں کہاں تک بیاں دی جائیں۔

**مولوی صاحب**۔ تم پھر وہی چڑانے اور چیخنے کی باتیں کرنے لگیں۔ اب کہہ دو کہ تمہاری کتابوں میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

**ہدایت خاتون**۔ بے شک کہتی ہوں اور ڈنکے کی جوت کہتی ہوں۔ کچھ چوری ہے جو دینی زبان سے کہوں؟ اگر ثبوت نہیں ہوتا تو میں دعویٰ ہی نہیں کرتی۔ وہی کہتی ہوں جس کی صاف دلیل پا چکتی ہوں!!!

**مولوی صاحب**۔ خیر اب اس کی دلیل بھی بیاں ہی کر دو۔ تجربہ سے تو بخوبی واقف ہو گیا ہے کہ تمہاری کسی بات کا نہ جواب ہے نہ ہوگا۔ بس کہتی جاؤ اور میں تب بنا سنا جاؤ۔

**ہدایت خاتون**۔ سنو علامہ سیر علی نکھتے ہیں عن السدی و قولہ ومن اعظم ممد افترے علی اللہ کذابا و قتال ارحی الی ولہم یوحا ابہ تثنی فالی ذلت فی عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح القرطی اسلم و کان مکتب للعبی فکان اذا علی علیہ سمیعاً علیما۔ کتب علیما حکیمان۔ و اذا قتال علیما حکیمان سمیعاً علیما فاشک و کذا و قال ان کان محمد یوحی الیہ فقد اوحی الی سدی کہے تھے کہ دربارہ ۶۷ سورہ انعام رکوع ۱۱ میں آیت ومن اعظم ممد افترے علی اللہ کذابا و قتال ارحی الی ولہم یوحا ابہ تثنی فالی ذلت فی عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح قرطی کے بارے میں ارل ہوئی وہ جب مسلمان ہوا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وحیوں کے ادسی سے لکھوانے لگے۔ مگر اس کا

یہ معمول ہو گیا کہ حضرت جود جی نکھواتے اس میں خود اصلاح دے دیا کرتا اور کچھ کچھ دیا کرتا  
 مثلاً اگر حضرت فرماتے کہ لکھو سمیعاً علیما تو وہ لکھ دیتا علیماً حکیماً اور اگر حضرت فرماتے کہ لکھو  
 حکیماً لکھو تو وہاں سمیعاً علیماً لکھ دیتا۔ اس طرح کرتے رہتے تھے اور کو حضرت کی ہمت میں نہ  
 ہوا تو وہ پھر کافر ہو گیا اور کہنے لگا اگر محمد پر دتی نازل ہوتی ہے تو (نی بات کیا ہے) مجھ پر بھی  
 نازل ہوتی ہے۔ کان یکتب للنبی فكان فی ما یملی عنہ حکیم فیکتب غفور رحیم  
 فیغفر ذنوبہ یقرأ علیہ۔ ذبح عن الاسلام ولحق بقریش۔ وہ حضرت کی وحی لکھا کرتا  
 اگر حضرت کسی سورہ میں فرماتے کہ عنہ حکیم لکھو تو وہ غفور رحیم لکھ دیتا اسی وجہ سے  
 وہ اسلام سے پھر گیا اور قریش میں جا ملا۔ (مشورہ جلد ۳ ص ۳۰۳)۔ ہذا دو کیوں کافر ہو گیا؟  
 اسی وجہ سے تو کہ اس نے دیکھا وہ جو چاہتا ہے قرآن کو بدن کر لکھو جتا ہے۔ اس پر دسما اگر  
 یہ خدا کا کلام ہوتا تو خدا اس کے ہاتھ کو مار کر اسے روک دیتا مگر خدا نے ایسا کیا نہیں  
 اس سبب سے وہ کافر ہو گیا۔ پس اگر خدا نے قرآن مجید کو تحریف سے محفوظ رکھنے کا وعدہ  
 کیا ہوتا تو عبد اللہ جی کو الٹ پھیر کر لکھنے میں کیوں کامیاب ہو گیا؟ اس نے تحریف فرمائی  
 کی۔ تو اس کو اس تحریف پر کیوں نکر قدرت ہو گئی؟ ایک اور سبب۔ اما فتح النبی الکعبۃ  
 اخذ ابوہریرۃ الاسلمی وهو سعید بن حرب عبد اللہ بن خطیل وهو الذی کان من قریش  
 تسمیہ ذالقلبیین فانزل اللہ ما جعل اللہ لرحل من قلبین فی جوفہ فقدمہ  
 ابوہریرۃ فضرب عنقه وهو متعلق باستار الکعبۃ۔ فانزل اللہ نیہ لا اقمتم هذا  
 البلا وتدخل هذا البلا وانما لان ذکک ذہ قال قلبین انا اعلم لکم علم محمد۔ فاتے النبی فقال  
 یا رسول اللہ انا احب ان تستکبنی قال فاکتب فكان اذا املی علیہ من  
 القرآن رکع اللہ علیما حکیماً کتب وكان اللہ حکیماً علیما۔ واذا املی علیہ  
 وحکان اللہ غفوراً رحیماً کتب وكان اللہ رحیماً غفوراً۔ ثم یقول یا رسول اللہ  
 اقرأ علیک ما کتبت۔ فیقول نعم۔ فادقرأ علیہ وكان اللہ علیما حکیماً اور رحیم  
 غفوراً۔ قال له النبی ما هکذا املیت علیک وان الله لکذلک انه لغفور رحیم  
 وانہ لرحیم غفور۔ فرجع الی قریش فقال لیس امر لا بشئ۔ کنت آخذ به فینصرف  
 فلم یؤمنہ فكان احداً لاربعة الذین لم یؤمنوا بالنبی۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 جب خانہ کعبہ کو فتح کیا تو ابو ہریرہ سلمی نے جو سعید بن حرب تھے۔ عبد اللہ بن خطیل اگر تبارک و تعالیٰ

یہ شخص تھا جس کو قریش کے لوگ ذوالنعبین (دو دل والا) کہتے تھے تو خدا نے یہ آیت نازل کی اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں رکھے (دب ۲۱ ع ۱۷) لہ۔ تو ابوہریرہ نے آگے کھینچ کر اسکی گردن اڑا دی۔ اس وقت وہ خانہ کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا تھا۔ تب خدا نے یہ آیت نازل کی۔ اے پیغمبر میں اس شہر کی قسم کھا ماہوں اور تو اس شہر میں آزاد ہو گا ۱۷ پارہ۔ ۳۰ ع ۱۵۔ ۱۔ یہ بات اس سبب سے ہوئی کہ اسر عبد اللہ بن خطل نے قریش سے کہا خاکہ دیکھو میں تمہارے سے محمد کا حال جانتا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت رسول خدا وسلم کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ اے رسول خدا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے لکھو یا کریں حضرت نے فرمایا اچھا لکھا کرو۔ مگر وہ کیا کرتا کہ: حضرت قرآن مجید میں وہ ن الله علیہا حکیمانہ لکھنے کو کہتے تو وہ اٹھ کر حکیمانہ علیہا لکھ دیتا۔ اور جب حضرت فرماتے کہ کھود کان اللہ غفور اس جیسا تو وہ کھودتا کان اللہ اس جیسا غفور اس جیسا لکھتا۔ رسول خدا میں تم لکھا ہے وہ پوچھتا: حضرت فرماتے پھر لکھنا کان اللہ علیہا حکیمانہ اس جیسا غفور اور اس سے حضرت فرماتے میں نے تم سے اس طرح لکھنے کو

اے مولوی وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں ”ایک منافق کہتا تھا میرے دو دل ہیں۔ ایک دل ایسا کہتا ہے ایک دل ایسا اوس وقت یہ آیت اتری۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ ناز پڑھ رہے تھے اس میں بھول گئے۔ منافق کہنے لگے ان کے دو دل ہیں۔ ایک دل تمہارے ساتھ۔ ایک دل کہیں۔ اوس وقت یہ آیت اتری بعضوں نے ہاتھریس میں ایک شخص تھا وہاں اوس کو دو دل والا کہتے۔ اسی کے باب میں یہ آیت اتری۔“ (تفسیر وحیدی پارہ ۲۱ ع ۱۷ ص ۴۳۵ مطبوعہ لاہور ۱۲۷۸ھ)

اے مولوی وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں جس روز کہ فسخ ہوا آپ اس میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے وہاں کا زون کو مارا۔ دست کر دیا۔ چنانچہ آپ کو خبر دی گئی کہ عبد اللہ بن خطل کا فر کعبے کے پردوں میں چھپا ہوا ہے آپ نے فرمایا اے مارٹو! ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے رکن اور مقام ابراہیم کے بیچ میں اُس کو قتل کیا (تفسیر وحیدی ص ۴۳۷)۔ اس سے واضح ہوا کہ قرآن مجید سے اس قسم کی مزاح اور مسخریہاں کرنے والے ایک ہی بزرگ نہیں گزرے بلکہ کئی صاحب ہوئے ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو کھیل بنا رکھا تھا اور وہ سب شروع کے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم کہو یا اور کچھ) ہی تھے۔ جو حضرت پر اسلام لایے تھے ۱۲ھ

تو نہیں کہا تھا۔ اگرچہ خدا ہے ایسا ہی کہ وہ غفور رحیم ہے اور وہ رحیم غفور ہے۔ پھر وہ قریش کی طرف واپس گیا۔ اور کہا ان کا دعویٰ کچھ نہیں۔ میں جدھر جا ہوتا ہوں اُدھر یہ پھر جاتے ہیں۔ تو حضرت نے اس کو امن نہیں دیا اور وہ بھی انھیں چار لوگوں میں رہا جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے امن سے محروم رہے (تفسیر درمنثور جلد ۶ ص ۳۵۲)

**مولوی صاحب** - واقعاً بڑا بد معاش اور باجی تھا۔ اچھا ہو اگر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرا دیا۔ یہ زندہ رہتا تو نہ معلوم کتنا فساد پیدا کر دیتا۔ قرآن مجید کو ایک کھلونا بنا دیتا۔ تو یہ پہلے زمانہ میں کیسے کیسے یہودے گزر گئے ہوں۔

**ہدایت خاتون** - پھر تم لوگ کس منہ سے کہتے ہو کہ قرآن مجید میں کوئی تغیر نہیں ہو سکتا خدا نے اسکی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اگر قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ ہوتا تو خدا نے اس کو کیوں نہیں اس شرارت سے باز رکھا؟

**مولوی صاحب** - بات تو انصاف کی ہے۔ اگر انھیں نزلنا الذکر وانا لہ لحاظون قرآن شریف ہی کے متعلق وعدہ ہوتا تو خدا کو ضرور اس قسم کی شرارتوں سے بھی بچانا چاہیے تھا۔ مگر آنحضرت کے بعد ممکن ہے خدا نے اسکی حفاظت کی ہو۔

**ہدایت خاتون** - تمہاری عقل کے قربان جاؤں۔ اتنی بحثیں ہو چکیں مگر اب تک تم مرعکی وہی ایک ٹانگ کہتے جاتے ہو۔ اگر آنحضرت کے بعد خدا اسکی حفاظت کرتا تو اتنے الفاظ کی کمی کیوں ہو گئی؟ اتنی عبارتیں غائب کیسے ہو گئیں؟ الفاظ کیوں بدل گئے؟ قرآن مجید کی ترتیب کیوں بدل گئی؟

**قرآن مجید میں ترتیب** **مولوی صاحب** - ترتیب کا تغیر تو پہلے ہی تم بیان کی سورتیں ہیں۔ ایک ہی بات کو دہرانے کی کیا ضرورت ہے۔

**ہدایت خاتون** - ہی کیوں۔ اور بھی بہت سی ترتیب بدل گئی ہے۔

**مولوی صاحب** - نہیں اور کوئی ترتیب نہیں بدلی ہو گی۔ تم حد سے نہ گزر جاؤ۔

**ہدایت خاتون** - اچھا سنو (۱) ان رسول اللہ قال لا اخبرک باخیر سورۃ نزلت فی القرآن - قلت بل یا رسول اللہ - قال فانحذروا الکتاب - حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن جابر سے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ قرآن مجید میں سب سے آخری

کون سورہ نازل ہوئی؟ عبد اللہ نے عرض کی ہاں یا حضرت ضرور بتا دیں۔ حضرت نے فرمایا وہ سورہ فاتحہ ہے (تفسیر درمثور جلد ۱ ص ۱)۔ دیکھو خدا نے جس سورہ کو سب سے آخر میں نازل کیا تمہارے صحابہ نے اس کو قرآن مجید میں سب سے پہلے کر دیا۔ اور سنو (۲) قال رسول اللہ لا تقولوا سورة البقرة ولا سورة آل عمران ولا سورة النساء ولا سورة الكهف القرآن كله ولكن قولوا السورة التي يذكر فيها البقرة والسورة التي يذكر فيها آل عمران ولا سورة الكهف۔ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا یہ نہ کہا کرو سورہ بقرہ۔ سورہ آل عمران وغیرہ۔ بلکہ اس طرح کہا کرو وہ سورہ جس میں بقرہ کا ذکر ہے۔ وہ سورہ جس میں آل عمران کا ذکر ہے۔ اسی طرح پورے قرآن کو۔ (درمثور جلد ۱ ص ۱)

**مولوی صاحب**۔ تو اس میں تفسیر ترتیب کیونکر ہوا جو تم نے اس بحث میں ذکر کیا۔

**ہدایت خاٹون**۔ اب ہر شخص یہی کہتا ہے سورہ بقرہ دوسرہ آل عمران۔ اور بولتا بھی یو ہیں ہے۔ علماء و ارکان دین سب اسی طرح لکھتے بولتے ہیں۔ تو کیا یہ تفسیر ترتیب نہیں ہو کہ ہر سورہ کے قبل اس طرح لکھا ہوا ہے جس طرح لکھنے کو نہ خدا نے کہا نہ رسول نے اور نہ اس طرح قرآن مجید نازل ہوا۔ اب جو قرآن مجید میں ہر سورہ کے پہلے اس سورہ کا نام لکھا ہوا ہے کیا اسی طرح خدا نے نازل کیا تھا؟ یا مسلمانوں نے یہ تفسیر دے دیا؟ **مولوی صاحب**۔ تم تو ایک روئے پر دوسرا پھر تیسرا روئے رکھتی چلی جاتی ہو۔ یہ بھی نئی بات معلوم ہوئی ہے کہ کلام پاک میں ہر سورہ کے پہلے اس سورہ کا جو نام لکھا ہوا ہے۔ یہ اس کلام اس میں داخل کر دیا گیا ہے اور اب قرآن مجید خالص اللہ تعالیٰ کا کلام پاک باقی نہیں رہا۔ اسی وجہ سے اس کو وگ لے کر جھوٹی قیس لکھا جاتے ہیں اور ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اس کی ہر طرح بے عزتی کرتے ہیں۔ نجس لوگوں سے لکھواتے ہیں۔ بے موقع رکھتے ہیں۔ بلکہ اس کے اوراق تک نیوں کی دوکانوں پر بیچ دیتے ہیں اور پھر ادنیٰ کوئی تنبیہ نہیں ہوتی۔

**ہدایت خاٹون**۔ سنئے جادو (۳) عن ابن خلد قال هذه الآية مقدمة و مؤخره انا اذ اعوا به الا قليلا منهم ولولا فضل الله عليكم ورحمته لم ينج قليل ولا كثير۔ ابن زید کہتے تھے کہ یہ سورہ نسا رکوع ۱۱ میں آیت مقدمہ و مؤخرہ (آگے پیچھے) ہوئی ہے وہ اس طرح تھی اذ اعوا به الا قليلا منهم ولولا فضل الله عليكم ورحمته لم ينج قليل ولا كثير۔ مگر اب یہ آیت اس طرح ہے اذ اعوا به ولولا فضل الله

الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم ولولا فضل اللہ علیکم ورحمۃہ لاتبعکم الشیطان الا قلیلاً (در نشر جلد ۲ ص ۱۷۶)  
مولوی صاحب - یہ بھی بالکل نیا مضمون ہے۔ کیا تماشہ ہو رہا ہے۔ توبہ۔  
ہدایت خاتون - بولتے کیوں ہو سنتے جاؤ۔

ایک صحابی خدا کو صلاح دے  
ہدایت خاتون - ایک اور لطیفہ دیکھو کہ ایک صحابی  
نے خدا کو ایک بات یاد دلادی تو خدا نے ان کی را  
کے مطابق اپنے کلام میں اصلاح لیکر اس کو نازل کیا سنو (۴) عن زید بن ثابت قال  
كنت الى جنب رسول الله فغشيت السكينة فوَقعت فخذ رسول الله علي  
خذی فوجدت ثقل شئ اقل من فخذ رسول الله ثم سرى عنه  
فقال اكتب فكتبت في كتف لا يستوى القاعدون من المؤمنين والمجاهدين  
في سبيل الله الى آخر الآية - فقال ابن ام مكتوم وكان رجلاً عرجاً لما سمع  
فضل المجاهدين - يا رسول الله تكليف بمن لا يستطيع الجهاد من المؤمنين  
فلما قضا كلامه غشيت رسول الله السكينة فوَقعت فخذ علي فخذی  
فوجدت ثقلها في المرة الثانية كما وجدت في المرة الاولى ثم سرى  
عن رسول الله فقال اقرأ يا زید فقرأت لا يستوى القاعدون من المؤمنین  
فقال رسول الله اكتب غير اولى الضم الآية قال زید انزل الله وحدها  
فالحقها - مخفیه کہ زید بن ثابت کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا پر وحی نازل ہوئی تو  
آپ نے فرمایا لکھو۔ میں نے ایک ہڈی پر لکھا لا يستوى القاعدون من المؤمنين  
والمجاهدون في سبيل الله تا آخر آية جو مومنین جہاد کرتے ہیں اور جو گھر بیٹھے رہتے  
ہیں وہ برابر نہیں ہو سکتے (پ ۵ سورہ نساء رکوع ۱۲) اس پر ابن ام مکتوم جو نابینا  
تھے بولے یا حضرت اور جو مجبور ہو؟ اس بات پر پھر حضرت پر وحی نازل ہوئی۔  
اس کے بعد حضرت نے زید سے فرمایا لا يستوى القاعدون من المؤمنين کے  
بعد غید اولی الضم کا جملہ بھی پڑھا دیا گیا اور آج تک قرآن مجید میں یہ موجود ہے  
(در نشر جلد ۲ ص ۲۰۵) (۵) ان ابن عباس کان یقرأ هذه الحمات ان یلعون  
من دونه الا انہ... عن مجاهد فی قوله الا انا قال الا انا... عن عائشة انھا

کانت تقرأ ان يدعون من دونه الا انا... قرأ رسول الله ان يدعون من دونه الا انت - پارہ ۵ سورہ النساء رکوع ۱۱ میں اب یہ آیت ہے ان يدعون من دونه الا انا انا مگر صاحب ابن عباس کہتے تھے کہ یہ ان يدعون من دونه الا انت ہے اور مجاہد کہتے تھے کہ یہ نہ انا نہ انت ہے بلکہ اوثان ہے جناب عائشہ بھی اس کو اوثان ہی بڑھتی تھیں اور لفظ ابن جریر میں ہے کہ معصوم عائشہ میں بھی یہ اوثان ہی تھا۔ اور حضرت رسولی صلعم اس کو الا انت بڑھتے تھے (در منثور جلد ۲ ص ۲۳۳) (۶) لا يحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم۔ قال كان الضحاك بن مزاحم يقول هذا في التذليل للناهي من ظلم۔ قال كان يذم الله بعد ايكس من شكرتم وامنتم الا من ظلم و كان يقرؤها كذا لک ثم قال لا يحب الله الجهر بالسوء من القول ای علی کل حال۔ یا بنو یسرے کے آخر میں ما یفعل الله بعد ايكس من شکرتم وامنتم وکان الله ساکراً اعیما۔ اور چھٹے پارے میں شروع میں لا يحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم ہے۔ سنا کہ کہتے تھے کہ ان دونوں جملوں میں آگے پیچھے ہو گیا ہے۔ اصل میں اس طرح تھا ما یفعل الله بعد ايكس من شکرتم وامنتم الا من ظلم اور اسی طرح وہ ان کو بڑھتے تھے اس کے بعد لا يحب الله الجهر بالسوء من القول کہتے تھے یہی ہر حال میں یہی ہے کہ خدا برائی کا زور سے بیان کرنا پسند نہیں کرتا (در منثور جلد ۲ ص ۲۳۳)۔

تو مزاج کیسا ہے۔ دیکھتے ہو یا بنو یسرے کی آیت کا جلد چھٹے پارے کی آیت میں کھنڈا گیا اور وہ آج تک سی طرح ہے۔ قرآن مجید میں جو تقدیم و تاخیر کی گئی وہ اب تک موجود ہے۔

**مولوی صاحب**۔ کیا بولوں اور کیا جواب دوں۔ تم نے مجھے بت بنا دیا ہے۔  
**ہدایت خاتون**۔ خیر اور سنو (۷) انا نالوا جھڑا اس نا الله قال هو مقدم و موخر۔ پارہ ۶ رکوع ۲ تشریح میں فقہاء اس نا الله جھڑا ہے۔ جناب ابن عباس کہتے تھے کہ یہ جھڑا اس نا الله تھا مگر آگے پیچھے کر دیا گیا (در منثور جلد ۲ ص ۲۳۳)۔



(۸) عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت على عائشة فقالت لي يا جبیر لقد أُمّ المائدة - فقلت نعم - فقالت اما انما آخر سورة نزلت فادخلتم فيها من حلال فاستحلوه وما وجدتم من حرام فحرّموه - جبیر ابن نفیر کہتے تھے کہ میں نے حج کیا تو حضرت عائشہ کے پاس بھی حاضر ہوا - جناب منکم نے مجھ سے فرمایا اے جبیر تم سورہ مائدہ کی تلاوت کرتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں - جناب منکم نے فرمایا دیکھو وہی سورہ ہے جو سب کے آخر میں نازل ہوئی - تم کو اس میں جو حلال ملے اس کو حلال سمجھو اور جو حرام ملے اس کو حرام سمجھو (در مشور جلد ۲ ص ۲۵۲) (۹) عن البراء قال آخر آية نزلت يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلاله و آخر سورة نزلت تامّة براۃ جناب براۃ بیان کرتے تھے کہ سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے :-

يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلاله اور سب سے آخر میں جو سورہ نازل ہوئی وہ برارہ ہے (در مشور جلد ۳ ص ۲۱) - بتاؤ تو اب آیت يستفتونك کس پارہ اور کس سورہ میں ہے؟

مولوی صاحب - اس کو مجھ سے کیا پوچھتی ہو پ سورہ نسا رکوع ۴ میں ہے -

ہدایت خاتون - اور سورہ برارہ کس پارے میں ہے؟

مولوی صاحب - دسویں پارے میں - ان سب باتوں سے کیا فائدہ - بہل سوالات کرتی جاتی ہو -

ہدایت خاتون - بہل سوالات ہیں؟ تمہارا دل ہی جانتا ہوگا کہ ان سوالات سے تم پر کیا گزر رہی ہے - بتاؤ جو آیت سب کے آخر میں اترے اور وہ اب چھٹے پارے میں ہو اور جو سورہ سب سے نیچے نازل ہو مگر اب دسویں پارے میں ہو - اسی قرآن نبیا کے بارے میں تم لوگوں کا یہ دعوئے رہتا ہے کہ کتب اہلسنت سے عریف ثابت نہیں ہوتی؟

مولوی صاحب - تم نے تو اتنے پتے پتے کی باتیں نکالیں کہ آج تک کسی مشید عالم نے بھی اتنی باتیں جمع نہیں کی ہونگی -

ہدایت خاتون - تم نے ابھی ہمارے علماء محققین کی کتابیں دیکھیں کہاں؟ -

ان حضرات کی تحقیقات تو دیا سے بے پایاں ہیں۔ ان کی کتابیں دیکھتے ہی قدرت خدا نظر آئے اور یقین ہو کہ علم و یقین اس کو کہتے ہیں۔ اور جب ان حضرات کی یہ معمولی روٹی آج مذہب کی حیثیت اور تم لوگوں کے دعووں کے ابطال میں اتنی چیز میں جمع کر سکی تو پھر ان حضرات کی خدمات حلیہ کی حد کون بیان کر سکتا ہے۔ ہر زمانہ میں ان بزرگان دین کے کارنامے عقلوں کے حیران کرنے والے ہی رہے۔ خیر اور سنو (۱۰) عن جہاد فی قولہ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرہ۔ قال ہی اول ما نزل اللہ من سورۃ براءۃ جہاد کہتے تھے کہ سورہ براءۃ کی سب سے پہلی آیت جو اُتری یہ ہے لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرہ۔ اول ما نزل من براءۃ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرہ۔ سب سے پہلی آیت جو سورہ براءۃ کی نازل ہوئی لقد نصرکم اللہ ہے (درمثور جلد ۳ ص ۲۳۴) اب دیکھو سورہ براءۃ میں یہ آیت ۲۴ آیتوں کے بعد درج کی گئی اور بخارے ص ۱۷ کے اس کا نمبر ۲۵۸ کر دیا گیا (۱۱) فقال رسول اللہ سلم کذلک وکانت اول آیت نزلت فی القتال اذن للذین یعقلون بانھم ظالموا حتی بلغ لقوی عن ابنہ۔ حضرت رسول ص ۱۷ اصلم اسماء بنت عمیس سے کہا کہ جو کہتے ہیں وہ بات نہیں ہے اور قتال کے بارے میں جو آیت سب سے پہلے نازل ہوئی وہ یہ ہے اذن للذین یقاتلون بانھم ظالموا تا قوی عن ابنہ (درمثور جلد ۳ ص ۲۳۵) مگر اب یہ آیت ۱۷ سورہ حج رکوع ۲۷ میں ہے۔ بتاؤ کہاں سے کہاں بات پر پختہ ہو گئی۔

مولوی صاحب۔ تو اس پر کیا اعتراض ہے۔ ہو سکتا ہے جہاد کے بارے میں سب سے پہلے ہی آیت اُتری ہو۔ اس کے قبل کوئی آیت نہیں ہو۔

ہدایت خاتون۔ مگر اب قرآن مجید میں جہاد اور قتال کی بہت سی آیتیں اس آیت سے پہلے موجود ہیں پے سورہ بقرہ رکوع ۱۹۰ میں دیکھو وقاتلوا فی سبیل اللہ اذن ین یقاتلو نکسر ولا تعقدوا۔ پھر اسی پارہ کے رکوع ۱۹۱ میں ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ۔ جس سے معلوم ہوا کہ جہاد کے لئے جو آیت سب سے پہلے نازل ہوئی۔ وہ ابتر ہویں پارہ میں درج کر دی گئی۔ دوسری آیتیں جو بعد کو نازل ہوئیں وہ اس سے بہت پہلے رکھ دی گئیں۔ پارہ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱ سب ہی میں اس امر کی آیتیں ہیں۔ سب کے بڑھنے اور سنانے میں سوائے وقت ضائع ہونے کے کوئی فائدہ نہیں۔

مولوی صاحب۔ ہاں اسکی ضرورت نہیں ہے۔

**ہدایت خاتون۔** اور سنو (۱۲) عن ابی الضحیٰ قال اول ما نزل من برائة  
 الف و اخفانو فقالوا من نزل اولها و آخرها۔ ابو الضحیٰ بیان کرتے تھے کہ سورہ  
 برائۃ کی سب سے پہلی آیت جو نازل ہوئی یہ ہے الف و اخفانو و ثقالا۔  
 اس کے بعد اس کے اول و آخر کا نزول ہوا (در منثور جلد ۳ ص ۲۶)۔ دیکھو جو آیت  
 سورہ برائۃ کی پہلی تھی وہ اب اکتالیسویں ہو گئی۔ (۱۳) عن ابی بن کعب قال  
 آخر آية انزلت على النبي وفي لفظ ان آخر ما نزل من القرآن لقد  
 جاءكم رسول من انفسكم الى آخر الآية۔ جناب ابن عباس و ابی بن کعب  
 کہتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی علیہ وسلم پر سب کے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے لقد  
 جاءكم رسول من انفسكم عن ابن عباس و ابی بن کعب (در منثور جلد ۳ ص ۲۹۵)  
 مگر اب یہ آیت پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۱ میں ہے۔ (۱۴) ان ابی بن کعب  
 كان يقول ان احداث القرآن عهدا بالله وفي لفظ بالسماء هاتان الايتان لقد  
 جاءكم رسول من انفسكم الى آخر السورة۔ ابی بن کعب کہتے تھے کہ اللہ کے  
 ہاں سے یا آسمان سے قرآن مجید کی جو آیت سب آغاز لکھی وہ یہ دو آیتیں ہیں۔ لقد جاءكم  
 رسول من انفسكم تا آخر سورہ (در منثور جلد ۲ ص ۲۹۵) (۱۵) عن ابی بن کعب غم  
 جمعوا القرآن في مصحف في خلافة ابی بکر فكان رجال يكتبون ويملي عليهم  
 ابی بن کعب حتى انتهوا الى هذه الآية من سورة برائة ثم الف فوافوا  
 الله فلو بهم باخهم قوم لا يفقهون فظنوا ان هذا آخر ما نزل من القرآن فقال  
 ابی بن کعب ان النبي قد اقرأني بعد هذا آيتين يقبأكم رسول من انفسكم  
 عن ابن عباس و ابی بن کعب۔ بالمؤمنين سرف رحيم فان تولوا فقل  
 حسب الله لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم فهذا آخر ما نزل  
 من القرآن۔ قال فحتم الامر بما قسم به بلا اله الا الله يقول الله وما ارسلنا  
 من قبلك من رسول الا وحي اليه انه لا اله الا انا فاعبدون۔ جناب ابی بن  
 کعب بیان کرتے تھے کہ لوگوں نے قرآن مجید کی آیتوں کو حضرت ابو بکر کی خلافت  
 میں ایک مصحف میں جمع کیا۔ اس کی صورت یہ تھی کہ اور لوگ لکھتے جاتے اور ابی بن کعب  
 بولتے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ سورہ برائۃ کی اس آیت تک پہنچے ثم

انصوا صرنا الله تلوهم بانهم قوم لا يفقهون تو لوگوں نے گمان کیا کہ قرآن مجید کی جو آیت سب کے آخر میں نازل ہوئی ہے۔ اس پر ابی بن کعب نے کہا کہ حضرت رسول خدا صلعم نے اس کے بعد مجھے اور دو آیتیں پڑھائیں جو یہ ہیں لہذا جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمرئ  
 سرف رحيم - فان تولوا فتقل حسبى الله لا اله الا هو عليه توكلت وهو سرب العرش العظيم - یہی قرآن مجید کی وہ آیت ہے جو سب کے آخر میں نازل ہوئی جس اس امر کا خاتمہ اسی لا اله الا الله پر ہوا جس لا اله الا الله سے اسکی ابتدا ہوئی تھی۔ خدا فرماتا ہے و ما ارسلنا من قبلك من رسول الا وحي اليه انه لا اله الا انا فاعبدون (در شور جلد ۳ ص ۶۹) - اب دیکھو کہ وہ آیت جو قرآن کی سب سے آخری سمجھی جاتی تھی پ ۱۱ سورہ توبہ کے رکوع ۱۶ میں موجود ہے۔ ابھی سنتے جاؤ (۱۶) اتی اللہ بن خزیمہ بھائی بن الایتین من آخر برأء لہذا جاءكم رسول من انفسكم الی قوله وهو سرب العرش العظيم الی عمر - فقال من معک علی هذا - فقال لا ادری واللہ الا انی اشہد لسمعنا من رسول اللہ ووعیتہما وحفظتہما - فقال عمر وانا اشہد لسمعنا من رسول اللہ وکلمات ثلاث آیات لمجعلہا سورۃ علی حدیث - فانظر واسورۃ من القرآن فالحقوہا - فالحققت فی آخر برأء - سورہ برأء (بک) کے آخر کی ان دونوں آیتوں لہذا جاءكم رسول من انفسكم هو سرب العرش العظيم تک کو حوث بن خزیمہ حضرت عمر کے پاس لائے تو حضرت عمر نے پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے جو یہی گواہی دیتا ہے؟ حوث نے کہا خدا کی قسم اور کسی کو تو میں نہیں جانتا مگر میں خود گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے اس کو حضرت رسول خدا صلعم سے سنا اور اس کو یاد کیا اور اس کی حفاظت کی ہے۔ حضرت عمر نے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اس آیت کو میں نے حضرت رسول خدا صلعم سے سنا ہے۔ اگر تین آیتیں بھی ہوتیں تو میں ان تینوں کو اکٹھا کر کے ایک سورہ ہی علیحدہ بنوا دیتا۔ مگر خیر اب قرآن کی کسی سورہ کو دیکھو اور اسی میں ان دونوں کو بھی ڈال دو۔ اس پر میں نے یہ دونوں آیتیں سورہ برأء کے آخر میں ڈال دیں (در شور جلد ۳ ص ۶۹) (۱۷) عن ابن مسعود انه بلغه ان علیاً یقول لعتد احسن الاجلیں - فقال من شاء لاعنتہ ان الایۃ الی نزلت فی

سورۃ النساء القصصے نزول بعد سورۃ البقرة۔ جناب ابن مسعود کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ کہتے ہیں وہ عورت دونوں مدتوں سے آخری عدہ کو رکھ لگی۔ پھر حضرت نے کہا کہ جو شخص چاہے اس سے میں لعنت کا مباہلہ کرنے کو طیار ہوں کہ وہ آیت جو سورہ نساء میں نازل ہوئی وہ سورہ بقرہ کے بعد نازل ہوئی (در فتور جلد ۶ ص ۲۳۵) (۱۸) عن ابن عباس قال اول ما نزل من القرآن بسمک الله الرحمن الرحیم۔ جناب ابن عباس فرماتے تھے کہ قرآن کی پہلی سورہ جو کہ میں نازل ہوئی سورہ اقرار ہے۔ عن ابی موسیٰ الاشعری قال کانت اقرا باسم ربک اول سورۃ نزلت علی محمد۔ جناب ابو موسیٰ اشعری کہتے تھے کہ سورہ اقرار ہی سب سے پہلے حضرت محمدؐ پر نازل ہوئی۔ محمد بن عباد انہ سمع بعض علماء ہم یقول کان اول ما نزل الله علی نبیہ اقرا باسم ربک الی ما لم یعلم فقلوا هذا صدسہا الذی انزل یوم حراء۔ ثم انزل الله آخرها بعد ذلک ما شاء الله۔ محمد بن عباد کہتے تھے کہ ادھوں نے علماء سے سنا کہ خدا نے اپنے پیغمبرؐ پر سب سے پہلے قرآن کی جو سورہ نازل کی اقرا باسم ربک ما لم یعلم تک تھی۔ لوگوں نے کہا یہ اس سورہ کا ابتدائی حصہ ہے جو حضرت پر حراء کے روز نازل ہوئی تھی۔ پھر خدا نے اس کے بعد اس کے آخر کا حصہ جب چاہا نازل کیا عن عائشۃ قالت اول ما نزل من القرآن اقراء باسم ربک الذی خلق حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ قرآن کی سب سے پہلی سورہ اقرار ہی نازل ہوئی ہے (در فتور جلد ۶ ص ۲۳۵) اب تک یہ سجدہ تحریف ہو رہی ہے ابھی بند کرو۔ تم نے بہت انبار لگا دیا۔

**ہدایت خاتون۔** اگر تم مذاق نہیں سمجھو تو میں ایک اور بات کہوں۔ مگر یہ وہ بڑی ہی مزے کی۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔ شاید اس سے پہلے سنی بھی نہ ہو۔

**مولوی صاحب۔** تم ہنس کر زہر کی بجھائی ہوئی تلوار لگاتی جا رہی ہو۔ مذاق میں کیوں سمجھوں گا۔ تمہاری باتیں بس بیٹھی چھری ہیں۔

**ہدایت خاتون۔** اچھا ذرا محلہ کے کسی گھر سے مجھے عسم پارہ منگا دو تو اس بات کو کہوں کوئی گھبرانے کی بات نہیں مگر دیکھو ضرور ہے۔

**مولوی صاحب۔** لا! اب پھر پاگل بننے کی باتیں کرنے لگیں۔ ابھی عسم پارہ کیا

کر دی؟ جب اللہ کے فضل سے تمہاری گود آباد ہوگی اور چاند سا بیٹا چار پانچ برس تک کھلاوگی اس وقت قاعدہ بغدادی بھی منگا دوں گا اور پارہ عسم بھی۔ بلکہ میں خود ہی اس کو پڑھاؤں گا۔ ابھی تم کو خود پڑھنا ہی نہیں ہے۔ اور نہ مجھے پڑھنا ہے۔ پھر اس وقت عسم پارہ کی کیا سوچ گئی۔

ہدایت خاتون۔ نہیں میں وہی اب تم کو پڑھاؤں گی۔ اور تم کو اسے سرور پڑھنا ہوگا۔ پھر سے پڑھو تو معرفت کے دروازے کھل جائیں۔

مولوی صاحب۔ اس بحث میں برابر ہارتے جانے کی یہ سزا تو تم نے میرے لئے ابھی سوچی کہ اب تم مجھ کو شروع سے پڑھانا چاہتی ہو۔ تو قاعدہ بغدادی کیوں نہیں مانگتیں؟ تمہاری ایسی قابل فخر بیوی سے الف ب پڑھنا ہی مجھے شرم نہیں آئیگی اور تمہاری خاطر تو مجھے ہر طرح منظور ہی ہے۔ اچھا آج کسی کو بھیج کر قاعدہ بغدادی منگا لیتا ہوں۔ کل سے شروع کر دینا۔ میں تم سے پڑھوں گا۔ مگر یہ بتا دو کہ شروع کرانی شیرینی کتنی لوگی؟

ہدایت خاتون۔ بس رہنے دو۔ تم مجھے کیا شیرینی کھلاؤ گے؟ جو چیز مجھے شیریں ہے اس کا تو کبھی نام بھی نہیں لیتے۔ تمہاری شیرینی سے میں باز آئی۔

مولوی صاحب۔ (گھبرا کر)۔ ارے۔ وہ کون سی شیرینی ہے جو میں نے نہیں سیر کھائی؟ حیدر آباد میں رنگ برنگ کی شیرینیاں بنتی ہیں اور برابر میرے لئے بڑے بڑے لوگوں کے ہاں سے بطور تحفہ آتی رہتی ہیں۔ پھر وہ کون سی انوکھی شیرینی ہے جو اب تک تم نے یہاں کھائی ہی نہیں؟ جلد بتاؤ میں ضرور کھلاؤں گا۔ اگر کھنوا یا دہلی میں بنتی ہوگی تو وہیں سے منگا کر کھلا دوں گا۔ یا ترکیب معلوم ہوگی تو ہمیں بنوا دوں گا۔ سنو بھی تو۔

ہدایت خاتون۔ یہ سب تمہاری باتیں ہیں۔ جب میں اس شیرینی کا نام بتاؤنگی تو بھاگ نکلو گے۔ منگانے اور بنوانے کا کیا ذکر ہے۔

مولوی صاحب۔ واہ تم نے مجھے کیا سمجھا ہے۔ علمی باتوں میں تم نے اب تک مجھے دبا دیا اور مذہبی بحث میں اب تک تم سے میں ہارتا رہا تو کیا تمہاری راحت رسانی میں

بھی عاجز رہوں گا؟ یا کسی شکایت کا موقع آج تک آنے دیا ہے؟

ہدایت خاتون۔ نہیں اس سے کون انکار کرتا ہے۔ عورت کی خوبی یہ ہے کہ شوہر

جناہی کھلائے تو اس کو بہترین نعمت سمجھے اور تین آنے گز کا کپڑا بھی پہنائے تو اُسے ریشم سے زیادہ قیمتی جانے۔ میں کھانے اور پہننے کی کوئی حقیقت ہی نہیں سمجھتی۔ بلکہ شیریں کھانے سے میری غرض ہی اور ہے۔

**مولوی صاحب۔** سچ بتاؤ۔ کون سی شیرینی چاہتی ہو۔ میں کعبہ شریف کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہی تم کو کھلاؤں گا۔ اور قرآن شریف کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس طرح اور جہاں سے بھی ہو گا میں اس کا انتظام کروں گا۔ تم کو میرے سر کی قسم جلد بتاؤ۔ اس وقت تم سے بہت ہی شرمندہ ہو رہا ہوں۔

**ہدایت خاتون۔** میری شیرینی تو یہ ہے کہ جب اس وقت تک کی بجٹوں سے تم کو خود اپنے مذہب کا غلط اور نہ سبب شیعہ کا حق ہونا واضح ہو گیا تو اب دیر نہ کرو۔ جلد اس مذہب کو اختیار کر لو۔ تاکہ جنت کا پروانہ ملنے میں دیر نہ ہو۔

**مولوی صاحب۔** واہ۔ آپ اس فکر میں ہیں اور میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ تم ہی اپنے مذہب میں کچھ لاؤں۔ اگرچہ اب تک ہر مسئلہ میں تم ہی کو کامیابی ہوتی رہی۔ مگر ابھی بہت سے مسئلے باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہوگی تو میں ضرور تم کو صراطِ مستقیم دکھا دوں گا۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ عسم پارہ کس مطلب سے مانگتی ہو۔ اس وقت تم نے غیب فرمائش کر دی جس میں پریشان بھی ہو رہا ہوں۔ اور مجھے سخت حیرت بھی ہو رہی ہے۔ یہ دفعہ کیا سوچو گئی؟ خدا خیر کرے۔

**ہدایت خاتون۔** بھل ہی میں تو سیٹھ صاحب کا مکان ہے ان کے لڑکے عسم پارہ پڑھتے ہیں۔ کریم کو بھیج کر چند منٹ کے لئے منگالو۔ مطلب معلوم ہو جاتا ہے۔  
**مولوی صاحب۔** (نے کریم خدمت نگار کو بھیج کر عسم پارہ منگالیا اور لئے سوئے اندر پہنچے۔ پھر کہا)۔ لیجئے۔ مولوی صاحب! بلکہ میرے استاد معظم صاحب! مجھے سبق دید دیجئے۔ عسم پارہ حاضر ہے۔

**ہدایت خاتون۔** پہلے یہ بتاؤ کہ کون کتاب ہے۔ اور کس کی لکھی ہوئی ہے۔

**مولوی صاحب۔** پھر وہی وقت ضائع کرنے والی باتیں۔ عسم پارہ ہے خدا کا کلام ہے۔ اور کیا ہے۔ کیسی بھولی بنی جاتی ہیں۔

**ہدایت خاتون۔** تو کیا خدا نے اس زمانہ میں دو کتابیں نازل کیں۔ ایک قرآن مجید

اور دوسری یہی عسم پارہ۔

**مولوی صاحب۔** لاحول ولاقوۃ کیا دماغ خراب کرنے لگتی ہو۔ اس کو دو کتاب کون کہتا ہے۔ اس قرآن شریف کے آخری پارہ کا نام پارہ عسم ہے۔ اسی کو علیحدہ چھاپ دیا کہ لڑکے اور لڑکیاں پڑھ سکیں۔

**ہدایت خاتون۔** ہاں بہت خوب۔ اب ذرہ قرآن مجید ہاتھ میں لے لو اور بتاتے چلو۔ پارہ۔ ۳۰ کی پہلی سورۃ کا نام کیا ہے۔

**مولوی صاحب۔** عہ یثساء لون۔

**ہدایت خاتون۔** اب پارہ عسم دیکھ کر بتاؤ کہ اس میں پہلے کون سورۃ لکھی ہے۔

**مولوی صاحب۔** اس میں تو پہلے سورہ الحمد ہے۔

**ہدایت خاتون۔** اور قرآن مجید میں سورہ الحمد کس پارے میں ہے۔

**مولوی صاحب۔** قرآن شریف میں تو سورہ الحمد پہلے پارے میں ہے۔ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔

**ہدایت خاتون۔** ابھی تم نے کہا کہ پارہ عسم قرآن مجید ہی کا تیسواں پارہ ہے۔ اسی کو علیحدہ چھاپ دیا کہ لڑکے پڑھ سکیں۔ تو اتنا بڑا فرق کیسے ہو گیا کہ قرآن مجید کی وہ سورہ جو پہلے پارے کے شروع میں ہے وہ عسم پارہ کے شروع میں آگئی۔

**مولوی صاحب۔** یہ تو تم نے عجیب سوال کیا۔ آج تک میرا دماغ اس طرف گیا ہی نہیں تھا۔ واقعا پہلے پارہ کی سورہ الحمد تیسویں پارے کے شروع میں لکھ دی جاتی ہے۔

**ہدایت خاتون۔** اور آگے چلو عسم پارہ میں سورہ الحمد کے بعد کون سورہ ہے۔

**مولوی صاحب۔** قل اعوذ برب الناس ہے۔ بات یہ ہے کہ پارہ عسم میں کل سورہوں کو الٹ کر لکھتے ہیں۔ اس طرح کہ قرآن مجید میں جو سورہ سب سے آخر میں

ہے اوس کو عسم پارہ کے شروع میں لکھتے ہیں۔ پھر اوس سے پہلے جو سورہ ہے اوسکو دوسرے نمبر پر لکھتے ہیں۔ پھر اوس سے پہلے جو سورہ ہے اوس کو تیسرے نمبر پر لکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کے پارہ عسم میں جو سورہ سب سے پہلے ہے وہ



پارہ عسم میں سب سے آخر میں لکھی جاتی ہے۔

**ہدایت خاتون**۔ یہ تو عجیب تماشہ ہے کہ وہی قرآن مجید جب پور لکھا جاتا ہے تو اسکی سورۃ عسم تیسویں پارے کے شروع میں لکھی جاتی ہے۔ اور اسی قرآن مجید کا صرف تیسواں پارہ لکھا جاتا ہے تو اس کی سورۃ عسم سب کے آخر میں کر دی جاتی ہے۔ ایک ہی چیز کبھی سب سے ادبھی رکھی جاتی ہے اور کبھی سب سے پہلی۔ یہ کون اصول ہے؟ دنیا میں کسی اور کتاب میں بھی ایسی تحریف کبھی کی جاتی ہے۔ جیسی تم لوگ قرآن مجید اس طرح ہر وقت کرتے رہتے ہو۔

**مولوی صاحب**۔ لڑکوں کے بڑھانے کے لئے یہ ترکیب نکال لی گئی ہے۔ اس پر کیوں زور دیتی ہو۔ یہ تو بالکل معمولی بات ہے اس سے بگڑتا کیا ہے۔

**ہدایت خاتون**۔ تو یہ ترکیب تحریف کہی جائیگی یا نہیں؟ اگر مانتے ہو کہ تحریف ہو تو خیر۔ نہیں مانتے تو بتلاؤ کیوں۔

**مولوی صاحب**۔ یہ تو لڑکوں کی سہولت کے لئے کیا جاتا ہے کہ ان کو چھوٹی سورتوں کا پہلے پڑھنا آسان ہوگا۔

**ہدایت خاتون**۔ ہر کام کسی نہ کسی غرض سے کیا جاتا ہے۔ میں مانتی ہوں کہ اس نائد کے لئے یہ تغیر اختیار کیا گیا۔ مگر سوائے یہ ہے کہ یہ تحریف ہے یا نہیں کہ وہی پارہ عسم جب پورے قرآن مجید چھپتا یا لکھا جاتا ہے تو سیدھا رہتا ہے اور جب اس سے الگ کر کے لکھا جاتا ہے تو بالکل اولٹا۔ سر کی جگہ پاؤں اور پاؤں کی جگہ سر کر دیا جاتا ہے۔ اگر خدا قرآن مجید کی حفاظت از تحریف کا وعدہ بھی کئے ہوتا تو آج تک ایسی نمایاں تحریف کیوں ہونے دیتا۔ دیکھنے میں یہ بات بالکل ہلکی مگر تم لوگوں کا دعوئے باطل کرنے کے لئے بہت قوی ہے کہ ایک ہی چیز دو لباس میں ہو جانے سے بالکل ایک دوسرے کی ضد ہو گئی۔

**مولوی صاحب**۔ انصاف یہ ہے کہ یہ نکتہ تم نے ہم لوگوں کے پریشان کرنے کے لئے بہت زبردست نکالا اور لطف یہ ہے کہ آج تک ہم لوگوں کا ذہن اس طرف گیا ہی نہیں۔ بڑی خیریت ہے کہ مخالفین اسلام خصوصاً عیسائیوں اور آریوں کو اس بات کا خیال نہیں ہوا۔ ورنہ وہ لوگ اس دیرِ آدم چماتے کہ ہم لوگوں کی زندگی ہی تلخ ہو جاتی۔





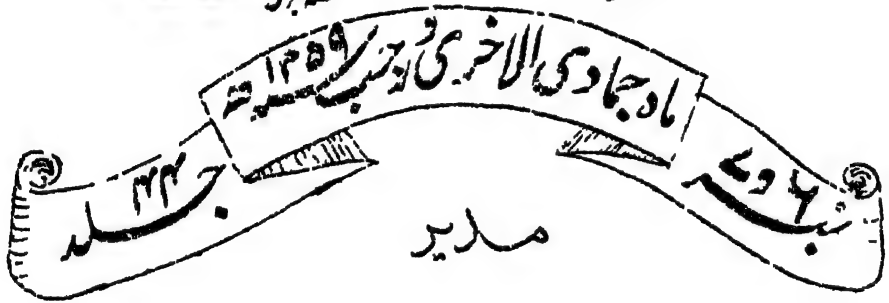




جسریہ مبارکہ

# اصلاح

تاریخ اجسہ ۱۵ شعبان ۱۳۱۵ ہجری



جناب لانا اسید علی حیدر سنا قبلہ دام برکاتہم

مقام اشاعت

کچھوا (صوبہ بہار) چند سالانہ خاص ہمدردوں کا پیغام  
 جسٹس سائنس عام خیر و برکت میں رہیں  
 برون بند کے پانچویں

جو ہر قرآن سوانح عمری خلیفہ دوم کی قیمت میں برداشت دھپنا دل جو ہر قرآن کی طرح

”تحفہ بخاری“ نام کا ایک اور بہت دھپ بے غدار اور محققانہ ناول بھی رسالہ اصلاح کے ساتھ انشاء اللہ جلد از جلد شروع کیا جائیگا جس میں کھایا جائیگا کہ خود اہلسنت کی شہرہ کتاب صحیح بخاری میں بھی جس کو قرآن مجید کے برابر سمجھا جاتا ہے ہملات و مضحکات کا کس قدر انبلا لگا ہوا ہے اور عقل و قرآن مجید کے خلاف کس کثرت سے حدیثیں بھری ہوئی ہیں۔ اس کے ساتھ مذہب شیعوہ کے موافق بھی کتنا بدست ذخیرہ موجود ہے جس سے ہر انسان پسند شخص آسانی سے تسلیم کر لیگا کہ اسلام میں مذہب شیعوہ ہی حق ہے اس کے مقابلہ میں دوسرے فرقے اپنے کو حق نہیں ثابت کر سکتے۔ اس جدید کتاب کی وجہ سے اس کے صفحات میں اضافہ کرنا پڑیگا جس کے کاغذ کا جلد از جلد انتظام کرنے کے لئے ۳۰ فی سچ ۵۹۰ ہم رسالہ اصلاح کے جدید خریداروں کو کتاب تاریخ ائمہ بجائے عہد کے میں دھپنا دل جو ہر قرآن ۱۶ صفحہ بجائے عہد کے میں۔ اور سوانح عمری خلیفہ دوم کا پہلا حصہ ۲، ۶ صفحہ بجائے عہد کے صرف ۱۶ میں دیا جائے گا جلد طلب کر لیجئے ورنہ طبع ثانی کے انتظار کی سخت زحمت ہوگی

سوانح عمری حضرت خلیفہ دوم حصہ اولیٰ | یہ کتاب بھی ۲، ۶ صفحہ پر درج تصانیف کجوات شائع ہوگئی ہے جو شیعوں کا عظیم ”شان ملی اعدا اسلامی کا زنا مرتبہ۔ جب سے شہرہ علامہ شمس العلماء دیوبندی شبلی صاحب نے خلیفہ دوم حضرت برکی مشہور سوانح عمری۔ الفاروق عثمانی کی مذہبی بیعت پر اس سے بڑا حملہ ہو رہا تھا اور شیعوں کے خیالات پر اس کا نہایت مضرت پڑنے لگا تھا۔ خاص کر تعلیم یافتہ شیعوہ بھی ان کو بڑا مذہب ریاست داں پُر مغز صائب التائے۔ بہادر اسلام بخاری سیدین حیرت انگیز حکمران اور قابل فخر اسلامی ہیرو۔ سمجھنے لگے تھے۔ اسی وجہ سے اہل سنت پسند مسلمانوں میں بڑی بے چینی مچی کہ کسی طرح حضرت عمر کی ایسی سچی اور حقیقی سوانح عمری بھی لکھی جاتی جس سے آپ کے اصلی حالات اور صحیح واقعات زندگی متبرکات بول سے واضح ہو جائے۔ واللہ الفاروق کا زہر پلا اثر میٹ جانا۔ محمد لکھ کہ یہ دیرینہ آرزو برآئی اور اصلاح سے حضرت مدوح کی ایسی ہی سوانح عمری کا پہلا حصہ ۲، ۶ صفحہ میں شائع ہو گیا۔ یہ بھی مدوح کے فاضل کی کل حدیثوں پر تبصرہ کہہ کے ان کا موضوع ہونا ثابت کر دیا گیا۔ اور پھر آپ کی پیدائش سے ہجرت مدینہ تک کے مفصل حالات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اس سوانح عمری نے مسلمانوں کو جو حیرت کر دیا ہے۔ قیمت صرف میر جلد منگوا لیجئے تاکہ دوسرے حصہ کے ساتھ پہلے حصہ کے ملاحظہ کا لطف بھی حاصل ہو۔

جو ہر قرآن | نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح حیدر بادشاہ میں ایک تعلیم یافتہ نہایت تیز سمیٹہ لڑکی کی شادی لکھتہ بردست محقق و علامہ اہلسنت سے ہوگئی جس کے بعد سنی مولانا صاحب نے (بقیہ ناول صفحہ ۲ پر دیکھئے)





کیا دنیا میں کوئی رافضی (سوائے کچھ گھغلے سے یہ لفظ نکل گیا) میرا مطلب یہ ہے کہ کوئی شیعو صاحب  
حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی تحقیقی اور اصلی سوانح عمری لکھ سکتے ہیں؟ آپ کی یا کسی کی عقل  
میں یہ بات آسکتی ہے۔ آپ کے سامنے اس سے زیادہ کیا کہوں۔ کہ تہذیب منع کرتی ہے۔  
حکیم صاحب۔ اگر کوئی شیعہ ایسی سوانح عمری لکھے جس کا ہر حرف صرف اپنے دماغ سے  
نکلا ہو۔ یا محض اپنے اعتقاد کے مطابق مضامین اُس میں بھر دئے ہوں۔ یا صرف اپنے مذہب  
کی کتابوں سے عبارتیں لے کر اس میں درج کیا ہو۔ یا صرف جاہلوں میں اپنے خیالات  
پھیلانے کے لئے اس کی اشاعت کی ہو۔ تب یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ معلوم نہیں یہ سوانح عمری  
کیسی ہوگی۔ اور کس قسم کی باتیں اس میں جمع کی گئی ہوں گی۔ وہ صرف مذہبی تعصب کا نمونہ ہوگی  
یا ذاتی امتیازات، کافرو۔ یا ذابیل دیدہ پزیر لیکن اگر کوئی شیعو آپ لوگوں کی ہی معتبر کتب تاریخ و حدیث  
و تفسیر و رجال سے حضرت محمد ﷺ کے حالات جمع کر کے مذہب عبارت میں کوئی سوانح عمری  
لکھے تو وہ تحقیقی و صحیح ہو سکتی۔ اور اس کو تبرائی کا لقب کیوں دیا جائے گا۔  
و کیس صاحب۔ میرا اس پر یہ کہنے پہلے ایک نو فرمایا تھا کہ اُس کے لئے حضرت عمر  
رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری بھی چھپ چکی ہے۔ تو آپ بری ہو گئی یا نہیں۔ مجھے بھی دکھائیے۔  
حکیم صاحب۔ یہ سوچنا کہ چھپا تو سال گذرے۔ شائع ہو چکا ہے۔ البتہ دوسرا حصہ اس سال  
چھپ جائے۔ اور اب تک یہ نہیں ہوا۔ آج میرا مقصد یہ ہے کہ انشاء اللہ جلد مکمل شائع ہو جائے  
و مکمل حصہ چھپ جائے تو فرمایا تھا کہ اس کا دوسرا حصہ بھی اسی سال شائع ہو کر  
ذی الحجہ میں دس دن پہلے ہو جائے گا۔ پھر اس میں کیا دیر ہے۔  
حکیم صاحب۔ ابھی اصرار ہے کہ اس سال کا آیا ہے اس میں یہ سوانح عمری ۶۶ صفحہ تک پہنچ گئی ہے  
و کیس صاحب۔ کیا ابھی سال ختم ہو رہا ہے اور ابھی صرف ۶۶ صفحہ شائع ہوئے۔  
حکیم صاحب۔ ہاں کوئی شے ہو رہی ہے کہ ابھی ۶۶ صفحہ بھی جلد نہ جلد شائع ہو جائیں  
یہ آپ کی چشمیں بند ہیں؟ یا یہ خیال ہے کہ میری تحقیقات کی جو کتابیں ہوتی ہیں ان میں تعمیل مناسب  
نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ان کی قوت اور معلومات کی کثرت پر نظر رکھنی چاہئے۔  
کتاب پندرہ سو دیر ہو رہی ہے۔ انہیں کرنی چاہئے لیکن جلدی کر کے کتاب میں بھرتی کے  
مذہب میں شائع نہ ہو سکیں۔ اور ان کے کتابیں ہوں تو ان میں زیادہ قوت

نہیں صرف ہوگا لیکن تاریخی معلومہ اور استدلالی تحقیقات کی کتابوں میں زیادہ وقت صرف ہونا اور قدم قدم پر قلم کار کا جانا ضروری ہے۔ ایک ایک جملہ کے لئے رات رات بھر داغ پر نہ دینا پڑتا۔ وکیل صاحب۔ جناب حکیم صاحب آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ کیا دنیا میں ہی ایک سوانح عمری لکھی گئی ہے یا اور علماء فریقین نے بھی سوانح عمریاں لکھی ہیں؟ پھر ان لوگوں نے یہ سب عذر کیوں نہیں کئے میرا خیال ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس تہائی سوانح عمری کے لکھنے کا پر عزم ارواح سے ایسا خاموش درہ کوڑا لگایا کہ ان پر مصائب کے آلام کی بوچھاڑ ہو گئی۔ یہ سالہ اصلاح کے مدیر صاحب حضرت کے ساتھ ایسی بے ادبی کرتے نہ ایسی سزا پاتے تھے پہلے تو یہی سالہ اصلاح جلد جلد شائع ہوتا تھا مگر اس دفتر چار پانچ مہینہ تک کیوں بند پڑا۔ اس کی وجہ اس کیسوں کے ہو سکتی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنی توہین سوانح عمری سے صاحب پر ہو چکی اور انھوں نے ایسا۔ وحانی کوڑا لگایا کہ اصل رسالہ کی زندگی ہی خطہ میں گر گئی۔ حکیم صاحب۔ ہاں حضرت عمر کے ساتھ خاردار سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت دی پر بھی لگایا تھا۔ پھر اگر ان قصد کے خلاف میں پر بھی لگایا جائے تو تعجب کی کیا بات ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ حضرت عمر کے خاص پرواضات نے مدد و کج سودا کی غرض سے کیا تو وہ کیوں اس سے زیادہ وقتوں میں مبتلا ہوئے۔ دیکھیں بڑا آدمی۔ تیسرے پریشان ہے۔ وکیل صاحب۔ اس سے آپ کا اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جو ان صاف صاف فراموشی کے حکیم صاحب۔ خود حضرت عمر کے مریع اعظم ان علماء و موافقین نے ہی تو اپنی طرف کا رونا رو چکے ہیں۔ دیکھئے میں ان کی سوانح عمری کھل کر دکھاتا ہوں۔ اتفاق سے یہ ریٹائرمنٹ میں یہ بھی موجود ہے (پھر کرتا ہوا اتفاق الباقی سے لاکس دیکھو۔ یہ کیا رہتا ہے؟) سور اتفاق یہ کچھ کوٹھا۔ حق کی طرف سے بے دری کے بھنسنے سے اسباب یہ ابھریں گئے تھے کہ میں نے اس تصنیف سے گویا ہاتھ دھو لیا تھا۔ لیکن ناہم کی طرف سے اتفاق سے یہ پیش رو رہ کر اس قدر بلند ہوئی تھیں کہ میں مجبوراً قلم ہاتھ سے رکھ دیا۔ یہ کھانا لینا تھا۔ ۸ اگست ۱۹۹۲ء کو میں نے ایک قطعی فیصلہ کر لیا اور مستقل مرتبہ پر اس کو نہ شروع کیا۔ ملازمت کے فرائض اور اتفاقی موافق وقتاً بوقتاً رہا ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ متعدد دفعہ کئی مہینہ کا ناغہ پیش کیا لیکن چونکہ کام کا سلسلہ مطلقاً بند نہیں ہو سکتا تھا۔

میان تک کہ آج پورے چار برس کے بعد یہ منزل طے ہوئی اور قلم کے مسافر نے کچھ دنوں کے لئے آرام لیا۔  
 (الفاروق جلد اول) آپ انصاف کریں کہ جب مولوی شبلی صاحب صرف اپنی کتابوں سے  
 حضرت عمر کے فضائل و کمالات لکھنے میں اتنی دقتیں اٹھائیں اور بار بار اس کتاب کے لکھنے سے اُن کا  
 جی چھوٹا جاتا ہوا اور اتفاقی موافق سے محفوظ نہ رہ سکیں تو رسالہ اصلاح کی سوانح عمری کے  
 مصنف زائد کے مکروہات اور تصنیف کی دقتوں سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ در صورتِ یہ کہ ان کو مولوی  
 شبلی صاحب کی چالاکیوں کی پردہ دری بھی خود انھیں کی کتابوں سے کرنی پڑتی ہو۔  
 وکیل صاحب۔ آپ نے تو اس وقت الفاروق کی عبارت پیش کر کے اپنا کام خوب نکال لیا۔  
 حکیم صاحب۔ یہ بھی دیکھئے کہ مولوی شبلی صاحب اپنے ہم مذہب لوگوں ہی کی کتابوں سے حضرت عمر کے  
 صرف فضائل لکھنے میں مشغول ہوئے تو ان کے چار برس صرف ہو گئے۔ برخلاف اس کے رسالہ اصلاح  
 کی سوانح عمری محرم ۱۲۷۵ھ سے شریعت کی گئی اور ابھی تین برس بھی پورے نہیں ہوئے کہ خدا کے  
 فضل سے اس کا پہلا حصہ شائع ہو گیا۔ دوسرا حصہ بھی نصف کے قریب بچ گیا اور بقیہ کی بھی  
 کوشش ہو رہی ہے کہ جلد از جلد مکمل ہو جائے۔ اب میرا دل پاہتا ہے کہ آپ سے پوچھوں  
 اگر دفرہ اصلاح کی سوانح عمری حضرت عمر کے روحانی کوڑے کی وجہ سے رک گئی تھی تو حضرت  
 عمر نے اپنی روحانی کرامات سے جناب مولوی شبلی صاحب کی اتنی مدد بھی کیوں نہ کر دی کہ الفاروق  
 بجائے چار سال کے تین سال ہی میں پوری ہو جاتی۔ آپ گھبراہٹیں نہیں خدا کے فضل و کرم سے  
 بہت جلد اس سوانح عمری کا دوسرا حصہ بھی مکمل ہو کر دنیا کے سامنے آئے۔ اُس وقت اہل بیت  
 حضرت کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور کتاب الفاروق نے جس قدر غائنشی پردے ڈال رکھے ہیں وہ  
 سب چاک چاک ہو جائیں گے۔ اور لوگ سمجھ سکیں گے کہ حضرت رسول خدا صلعم اور حضرت عمر کے  
 حالات میں کس قدر فرق تھا۔ اور آپ کا وجود اسلام کے لئے ناقص مفید تھا یا کچھ اور۔ میری  
 ہے کہ اس وقت تک اس سوانح عمری کے جس قدر صفحے شائع ہو گئے ہیں پہلے ان سب کو آپ  
 مجھ سے لیکر ملاحظہ فرمائیں اور ابھی سے حضرت کے واقعی حالات کو سمجھیں تاکہ باقی صفحے شائع  
 ہونے کے بعد آپ ان کو دیکھیں تو حضرت عمر کی مکمل تصویر آپ کے سامنے کھڑی ہو جائے۔  
 وکیل صاحب۔ ابھی مجھے معاف رکھیں جب مکمل ہو جائے گی تو آپ سے لیکر دیکھنے کی کوشش  
 ضرور کروں گا۔ اور اطمینان رکھیں کہ میں انصاف ہی سے ایک ایک لفظ پڑھوں گا۔

(طبری جلد ۱ ص ۱۷۱)۔ (۱۷) حضرت ابو بکرؓ نے بھی اپنی وفات کے قریب اپنے فرزند حوئل کو اپنا وصی اور ولی عہد مقرر کیا۔ (روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۱۷۱) ان ابوبکرؓ اوصیٰ عندہ صوبہ الی ابنہ حوئل حضرت ابو بکرؓ نے اپنے فرزند حوئل کو مرتے وقت اپنا وصی مقرر کیا۔ (طبری جلد ۱ ص ۱۷۱) وکامل جلد ۱ ص ۱۸۶) ان سبنا اوصیٰ الی ابنہ عبدان۔ خدا نے حضرت ابو بکرؓ کے آپ کے فرزند بشر کو ان کا قائم مقام کیا۔ اور انھوں نے اپنے فرزند عبدان کو اپنا وصی مقرر کیا۔ (طبری جلد ۱ ص ۱۷۱) وکامل جلد ۱ ص ۱۹۰) حضرت موسیٰؑ ہارون را طلب کردہ امامت و خلافت خود را بد و تقویٰ بن فرمود حضرت موسیٰؑ نے جناب ہارون کو بلا کر اپنی امامت و خلافت کا عہدہ اُن کے سپرد کر دیا۔ (روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۱۹۰) فانطلق موسیٰؑ واستخلف ہارون علی بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ رخصت ہو گئے اور جناب ہارون کو قوم بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔ (طبری جلد ۱ ص ۱۹۰) وکامل جلد ۱ ص ۲۰۰) مگر چونکہ جناب ہارون کا انتقال حضرت موسیٰؑ کے سامنے ہی ہو گیا تھا اس سبب سے پھر حضرت موسیٰؑ نے جناب یوشع بن نون کو اپنے انتقال سے پہلے اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔ (روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۲۰۰)۔ (۲۱) ثم توفاه الله فاستخلف علی بنی اسرائیل کالکلب بن یوسف۔ پھر جناب یوشع کو خدا دنیا سے اُٹھانے لگا تو بنی اسرائیل پر کالکلب بن یوسف کو اپنا خلیفہ مقرر کر گئے۔ (طبری جلد ۱ ص ۲۰۰) وکامل جلد ۱ ص ۲۰۰) وروضۃ الصفا جلد ۱ ص ۲۰۰)۔ جناب کالکلب نے بھی اپنے فرزند یوسا قوس کو خلافت سپرد کر کے دنیا سے انتقال کیا۔ (روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۲۰۰)۔ جناب الیاس پیغمبر نے بھی وحی خدا کے مطابق مرتے وقت اپنی خلافت الیسع کو سپرد کر دی۔ (روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۲۰۰)۔ (۲۱) سے بھی ثابت ہوا کہ سابق انبیاء و مسلیہن خدا کی وحی نازل ہونے پر اپنا خلیفہ میں شخص کو مقرر کر دیتے تھے جن کے تعلق وحی ہوتی تھی۔ (۲۲) جب جناب الیسع کو یقین ہو گیا کہ اب موت سے ان کی جان بری نہیں ہو سکتی تو ذی الکفل کو طلب کر کے خلافت ان کے حوالہ اور اپنی رویت خدا کے سپرد کر دی۔ (روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۲۰۰)۔ (۲۲) انھو بنی اسرائیل نے علی بن ابی طالبؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ (طبری جلد ۱ ص ۲۰۰)۔

(۲۶) حضرت داؤد نے بھی اپنے فرزند حضرت سلیمان کو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا۔ (کامل جلد ۱ ص ۱۷۸) خلافت سلیمان ملکہ و علمہ و نبوتہ و کان لہ تسعۃ عشر ولداً خود شاہ سلیمان د و نہم۔ جب حضرت داؤد نے انتقال کیا تو آپ کے فرزند حضرت سلیمان جناب داؤد کی سلطنت اور علم اور نبوت کے وارث ہوئے۔ آپ کے ۱۹ فرزند تھے مگر وارث صرف حضرت سلیمان ہوئے۔ (تاریخ کامل جلد ۱ ص ۱۷۸)

(۲۷) حضرت عیسیٰ نے بھی اپنا خلیفہ خود ہی مقرر فرمایا۔ از جملہ وصایاے عیسیٰ آں بود کہ خدا را امر فرمودہ است کہ شمعوں را بر شما خلیفہ گرداوم و حواریاں خلافت وے قبول کردند۔ یعنی حضرت عیسیٰ کی وصیتوں سے ایک یہ بھی تھی کہ خدا نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ شمعوں کو تم لوگوں پر اپنا خلیفہ مقرر کروں۔ اور حواریوں نے ان کی خلافت قبول کر لی۔ (روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۱۷۸)

عرض حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک جس قدر انبیاء و مرسلین گذرے کسی کے تعلق میں کسی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا کہ انھوں نے اپنی امت کو یوں ہی چھوڑ دیا ہو اور پھر اپنا خلیفہ مقرر کئے ہوئے دنیا چلے گئے ہوں۔ نہ کسی رسول یا نبی کے تعلق میں ثابت ہو سکتا ہے کہ ان کی وفات پر ان کی امت نے اپنی نجات یا اپنے انتخاب یا اجماع یا شور سے کسی کو اپنا امام یا پیشوا اور اپنے رسول یا نبی یا خلیفہ مقرر

۱۷۸ اس سے بھی ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء خود بھی وارث ہوئے اور دوسروں کو بھی وارث کرتے تھے۔ ایسی صورت میں مشہور حدیث غنی معاشرا الانبیاء لا یرثون ولا یرثون صانعہ صدقہ (ہم گروہ انبیاء نہ تو کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ کسی کو اپنا وارث چھوڑتے ہیں مگر ہم لوگ جو چیزیں چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتی ہیں) کس طرح صحیح تسلیم کی جاسکتی ہے؟ تاریخ کامل کی مذکورہ بالا عبارت ثابت کرتی ہے کہ گروہ انبیاء خود بھی دوسروں کے وارث ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنا وارث چھوڑ جاتے ہیں۔ حضرت داؤد وغیرہ تھے اور ان کے وارث حضرت سلیمان ہوئے جو خود بھی پیغمبر تھے۔ اور اس پر ہر مسلمان کو یقین کھنا چاہیے کہ حضرت رسول خدا صلیم بھی جھوٹ نہیں بول سکتے تھے اور آپ کے ذہن مبارک سے کوئی لفظ غلط واقع نہیں ہو سکتا تھا۔ قرآن مجید سے بھی انبیاء کا وارث ہونا اور وارث چھوڑنا ثابت ہے۔ عرض یہ کل بابت اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ حدیث غنی معاشرا انبیاء صحیح نہیں ہو سکتی۔ ۱۷۸

کیا ہو۔ اگر دنیا میں کوئی شخص بھی آدمیوں کے انتخاب یا تجویز سے کسی نبی کا خلیفہ ہو سکتا تو حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک کسی ایک ہی پیغمبر کے متعلق یہ ثابت ہو جاتا کہ ان کی امت کے اپنے انتخاب سے ان کا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ مگر جب ایسا نہیں ہے اور قطعاً نہیں ہے۔ تمام کتب حدیث و تاریخ و سیرۃ و تفسیر اس سے خالی ہیں تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خاص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اصول کیوں ایجاد کیا گیا اور کس وجہ سے اس کو تسلیم کیا جائے؟ اگر سابق انبیاء کا اپنے خلفاء کو مقرر کرنا خدا کا فضل مانا جائے اور یقین کیا جائے کہ ان سب کو درحقیقت خدا نے مقرر کیا۔ اور ان پیغمبروں نے صرف ان کی خلافت کا اعلان کر دیا (جو ہر مسلمان کا عقیدہ ہے اور ہونا چاہئے) تو اس صورت میں خدا پر الزام عائد ہوتا ہے کہ جب اُس نے حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک کل انبیاء و مرسلین کے خلفاء کو خود مقرر کیا تھا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس کے خلاف کیوں کیا؟ کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا کوئی بھاری تصور کیا تھا جس کی سزا آپ کو اس طرح دی گئی؟ یا خدا اس امت ہی سے خفا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اُس نے اپنی اس شغف کو اٹھایا؟ یا خدا کو ایسا کوئی شخص ملا ہی نہیں جس کو حضرت کا خلیفہ تجویز کرتا؟ کیا سبب ہوا کہ اُس نے آنحضرتؐ کا خلیفہ خود مقرر نہیں کیا؟ اُس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے خلیفہ کا جی کیوں اعلان نہیں کرایا؟ حالانکہ اُس کے اصول بدلے نہیں ہیں۔ اُس نے صاف طور پر فرما دیا ہے۔ **سنة الله في الذين خلوا من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلا**۔ خدا کا یہی طریقہ اُن لوگوں کے بارے میں بھی رہا ہے جو تم سے پہلے گذر گئے ہیں۔ اور تم کو خدا کے طریقہ میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں مل سکتا۔ (سورہ ازاب ۴۱) دوسری جگہ فرماتا ہے **فهل ينظرون الا سنة الاولين فلن تجد لسنة الله تبديلا**۔ ولن تجد لسنة الله تحويلا۔ یعنی یہ لوگ کیا انگوٹوں کے دستور اور طریقہ کا انتظار کر رہے ہیں؟ تو دیکھو کہ کوئی شخص خدا کے دستور اور طریقہ میں کبھی کوئی تغیر نہیں مل سکتا۔ اور اُس کے دستور و طریقہ کو تم کبھی ملنا ہوا یا ہو گا۔ (سورہ فاطر رکوع ۵)۔ یہ بھی فرماتا ہے **سنة الله التي قد خلقت من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلا**۔ یعنی یہ خدا کا وہ طریقہ اور دستور ہے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے اور تم کبھی خدا کے طریقہ و دستور میں کوئی تغیر و تبدل نہیں پاسکتے۔ (سورہ فتح رکوع ۳) جب اس قسم کی آیات سے ہم پر یہ امر ایسی طرح محقق ہو گیا کہ خدا کے

اصول میں اختلاف نہیں ہوتا۔ اُس کی تدبیروں میں تغیر نہیں ہوتا۔ اُس کا دستور و طریقہ بدلا نہیں کرتا۔ اور سابق تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ خلافت کے بارے میں حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک خدا کا یہی دستور رہا ہے کہ اُن کے خلیفہ کا انتظام خدا ہی انکی زندگی میں کرتا اور اُن انبیاء و مرسلین سے اُن کے سامنے ہی اس کا اعلان کرتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ شاعر نے کہہ دیا ہے قبل نقیباں دھبی و دزیر ہل قلی خات نبیؐ و دھجو یعنی کیا تم نے کسی نبی کو بھی دیکھا ہے کہ اُس نے اپنا وصی اور وزیر مقرر کرنے کے پہلے دنیا سے انتقال کیا ہو؟ پھر حضرت رسولؐ کے بارے میں خدا کا یہ دستور کس طرح ٹوٹ سکتا ہے۔ اور آنحضرتؐ کے خلیفہ کے متعلق خدا اپنا یہ طریقہ کیوں چھوڑ دیتا؟ کیا اسکی وجہ سے وہ جھوٹا نہیں ثابت ہو گا کہ کہتا تو یہ ہے کہ اُس کے دستور میں تغیر نہیں ہوتا مگر رسولؐ کے خلیفہ کے متعلق اُس کے دستور میں تغیر ہو گیا۔ اور کیا اس کی وجہ سے اس پر ہم تقولون صلا تفعلون (تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جسکو کرتے نہیں) کا الزام نہیں قائم ہو گا کہ وہ کہتا تو یہ ہے کہ اُس کے دستور بدلا نہیں کرتے لیکن کرتا یہ ہے کہ حضرت رسولؐ خدا کے خلیفہ کے بارے میں اُس نے خود ہی اپنا دستور بدل دیا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ سابق انبیاء و مرسلین کے خلفاء کو خدا نے نہیں مقرر کیا نہ اُس نے اپنے پیغمبروں سے اس کا اعلان کرایا بلکہ خود ان انبیاء و مرسلین نے اپنا خلیفہ تجویز کر کے اپنی زندگی میں مقرر کر دیا اور اس کا اعلان کر دیا۔ تو اب حضرت رسولؐ کا صلعم سو، دوازام قرار پاتے ہیں کہ آپ نے اپنے اس ضروری فریضہ کو کیوں ترک کر دیا۔ اور جس دینی سند سے سابق انبیاء و مرسلین سے کسی نے بھی نہیں چھوڑا تھا۔ اُس سے حضرت ایسے رحمۃ للعالمین۔ سید الانبیاء و المرسلین نے کیوں روگردانی کی؟ حالانکہ خدا نے آپ کو مہم دیا تھا کہ اولئک الذین ھدے اللہ فہدوا ھذا قدسہ۔ یعنی گزشتہ انبیاء و مرسلین وہ تھے جن کو اللہ نے ہدایت کر دی تھی اب اسے پیغمبران ہی کے طریقہ کی پیروی تم بھی کرو۔ (پارہ ۷ سورہ انفصاح رکوع ۱۶)

ان تمام وجوہ سے ماننا پڑے گا کہ حضرت رسولؐ کا صلعم کی خلافت کو بھی خدا یا رسولؐ نے مسلمانوں پر نہیں چھوڑا کہ وہ اپنے انتخاب یا سچاوت یا اجماع یا سنو سے جسکو جائز

رسول کا خلیفہ بنالیں۔ اور نہ خدا ہی نے آنحضرتؐ کے خلیفہ کا اعلان کرانے سے قبل اپنے رسولؐ کو دنیا سے اٹھایا اور نہ آنحضرتؐ مسلم نے اپنا خلیفہ مقرر کرنے کے پہلے دنیا سے انتقال کیا بلکہ سابق انبیاء و مسلمان کی طرح خدا نے آپؐ کے خلیفہ کو بھی آپؐ کی زندگی ہی میں تجویز کر کے آپؐ سے اس کا اعلان کرا دیا۔ اور بار بار اس کی تاکید کرا تا رہا۔ پھر آخر وقت تک مسلمانوں کو اس خلیفہ کی خلافت و ولایت کا مسئلہ یاد دلانے کے بعد اپنے رسولؐ کو اپنی دگاہ میں بلایا۔ کل مقبرہ کتب تاریخ و تفسیر و حدیث ہمارے اس دعوے کی تصدیق کرتی ہیں۔ مثلاً علامہ طبری وغیرہ نے لکھا ہے کہ جب نبوت میں خدا کا یہ حکم نازل ہوا: **انذرونی و اذنی**۔ یعنی اذنی و اذنی (۱) تو حضرت رسولؐ خدا نے دعوت کا سامان کیا اور لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: **انذرونی و اذنی**۔ ما علمہ شباباً فی العرب جماع قومہ با فضلی حتماً قد جئتمکم بہ انی قد جئتمکم بخیر الدنیا والاخرۃ۔ وقد امرنی اللہ تم ان ادعوکم الیہ فایکم یوازرنی علیٰ هذا الامر علیٰ ان یکون احی و وصیتی خلیفۃ فیکم۔ قال فاجمع القوم عنہما جمیعاً و قلت وانی لا احدثہم سناً و امرصہم عیناً و اعظمہم بطناً و احشہم ساقاً انا یا بنی اللہ اکون وزیرک علیہ فاخذ بربیعہ ثم قال ان هذا اخی و وصیت و خلیفۃ فیکم فاسمعوا و اطيعوا۔ قال فقام القوم یضحکون و یقولون لا بنی طالب قد امرک ان تسمع لا یبلغ و تطیع۔ بھائیو! خدا کی قسم میں عرب کے کسی جوان کو نہیں جانتا جو اپنی قوم کے پاس دو چیز لایا ہو جو میرے لائے ہوئے امر (دین اسلام) سے جو میں تمہارے پاس لایا ہوں نکل ہو۔ میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لایا ہوں۔ اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم لوگوں کو اسی دین کی طرف بلانوں۔ اب بتاؤ تم سے کون شخص اس کام میں میرا ہاتھ بٹائے گا تاکہ وہی میرا جہالی۔ میرا وصی (قام مقام) اور (اسی وقت سے) میرا خلیفہ مقرر کر دیا جائے۔ آنحضرتؐ کی اس تقریر کا کسی شخص نے کچھ جواب نہیں دیا مگر حضرت علیؓ نے باوجودیکہ عمر میں سب سے چھوٹے تھے عمن کی اسے رسولؐ خدا اس خلافت کی حیثیت میں حاضر ہوں اور حضورؐ کی وزارت میں کروں گا۔ اس پر حضرتؐ نے حضرت علیؓ کی طرف



بکرم کرد اور پوری قوم کو اچھی طرح دکھا کر فرمایا کہ (باد رکھو) یہی علی میرے بھائی میرے وہی  
 اور تم لوگوں میں میرے خلیفہ ہیں۔ تم سب لوگ ان کا حکم مننے اور ان کی اطاعت کرتے رہنا۔  
 یہ بات سن کر سب لوگ قہقہہ لگاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جناب ابو طالب سے  
 کہنے لگے کہ وہ شخص ہم دیا گیا ہے کہ (اپنے ہی فرزند) علی کی باتیں سنا کر اور ان کی اطاعت  
 کرتے رہو۔ (طبری جلد ۲۱)۔ یہی مضمون تاریخ کامل جلد ۲ ص ۳۳۰۔ ابو الفدا جلد ۱ ص ۱۱۰۔  
 حبیب السیر جلد ۱ جز ۳ ص ۱۰۰۔ گبن جلد ۳ ص ۱۹۹۔ تاریخ اوکلی ص ۱۰۰۔ تاریخ مصر کا لاکس ص ۱۰۰  
 تاریخ ابروئنگ ص ۱۰۰۔ تاریخ گلن ص ۱۰۰۔ تاریخ ڈیون پورٹ ص ۱۰۰ وغیرہ میں تفصیل مرقوم  
 ہے۔ اور کتب تفسیر سے تفسیر طبری جلد ۱۹ ص ۱۰۰۔ معالم التنزیل ص ۱۱۰۔ خازن جلد ۳ ص ۱۰۰  
 تفسیر تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ اور کتب حدیث سے مستدام احمد بن  
 حنبل جلد ۱ ص ۱۰۰ و خصائص نسائی و مختارہ ضیاء مقدسی و ازالۃ الخفاء مقصد ۳ ص ۱۰۰۔ و  
 کنز العمال جلد ۶ ص ۲۹۶ و ۳۹۷ وغیرہ میں موجود ہے۔ سیرۃ حلبیہ وغیرہ میں بھی یہ روایت  
 ہے جس میں یہ زیادتی بھی ہے خافت اخی و وزیر و وصیتی و وارثی و خلیفتی من بعدک  
 حضرت علی کی اس آمادگی پر حضرت رسول نے آپ سے فرمایا۔ اچھا اب تم ہی میرے بھائی  
 میرے وزیر میرے وصی میرے وارث اور میرے بعد میرے خلیفہ مقرر کر دئے گئے۔ (سیرۃ  
 حلبیہ جلد ۱ ص ۱۰۰) چلے معاہدہ ہو گیا۔ قرار داد پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔ حضرت علی نے بیت کی  
 حضرت رسول نے بیت کیا اس بات پر اسلام کی حمایت و نصرت اور دین الہی کی تائید و  
 امانت پر۔ اور رسول نے اسی وقت اپنی خلافت و جانشینی کا مسئلہ بھی طے کر دیا۔  
 غرض خدا و رسول نے ابتداء اسلام ہی میں خلافت کے مسئلہ کو واضح طریقہ سے طے  
 کر دیا تھا اور حضرت علی کی خلافت کا اعلان کر کے اس کو اس درجہ یقینی بلکہ بدیہی بنا دیا تھا  
 کہ آج جو شخص بھی خواہ عیسائی ہو یا ہندو یا مسلمان بشیعتی یا مجاہدوں سے الگ ہو کر اس  
 کی تحقیق کرنا چاہے گا وہ آسانی سے یقین کر لے گا کہ خدا نے جس طرح رسالت کے مسئلہ کو  
 صاف کر دیا تھا بالکل اسی طرح خلافت کی ہم بھی سر کر دی تھی۔ اور آنحضرت نے جس طرح  
 نماز و روزہ کا فرضہ لوگوں کو بتا دیا تھا اسی طرح حضرت علی کا خلیفہ بلا فصل ہونا بھی اچھی  
 طرح سمجھا دیا تھا۔ اور صرف دنیا سے اپنے انتقال ہی کے قریب نہیں بلکہ اس سے بیس سال

قبل جب اسلام کی طرف شروع شروع لوگوں کو دعوت دی فرما دیا کہ ان ہذا انہی دو وصی و خلیفہ فیکم۔ پھر اپنے انتقال تک کبھی یہ نہیں فرمایا کہ علی کو ہم نے اس موقع پر چند دنوں کے لئے اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا مگر اب ان کو اس عہدہ سے معزول کرتے اور فلاں شخص کو ان کی جگہ اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہیں۔ یا تم انہیں پہنچو۔۔۔ جیسے ہیں۔ اپنے انتخاب یا پیمائیت یا اجماع یا شور سے جس شخص کو چاہنا ہوا خلیفہ اور امام مقرر کر لیا۔ ایک معمولی کام سورہ براءۃ کی تبلیغ کرنا تھا اُس کے لئے آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو تجویز کر کے اُن کے حوالہ یہ کام کیا اور وہ آگے بڑھ بھی گئے مگر خدا کو یہ بات پسند نہ ہوئی تو فوراً جناب جبریلؑ کو بھیج کر دونوں صاحبوں کو اس عہدے سے معزول کرادیا۔ اور آپ کے چون حضرت علیؑ کو مقرر کیا۔ اور باوجودیکہ حضرت ابوبکر و عمر کو اس دولت کا سخت عہدہ بھی ہوا مگر خدا نے اپنا فیصلہ نہیں بدلا جس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا امت اسلام کے ہر کام کی طرف ہر وقت نگراں رہتا اور جب کوئی امر اس کیسے مقرر یا اپنا آنحضرتؐ کو اس پر تنبیہ فرمادیتا تھا۔ اسی طرح اگر حضرت علیؑ کا خلیفہ بلا فضل ہونا خدا کو نا پسند ہوتا یا وہ کسی دوسرے شخص کو تجویز کرتا یا حضرت علیؑ کی فلاح کا اعلان کتبہ نبوت میں عارضی یا نامائشی یا نام نہادی یا مرثیہ کا تبلیغ کیلئے رہتا تو خدا عز و جود کو دوسرا خلیفہ مقرر یا مرثیہ حضرت علیؑ کو اس عہدہ سے معزول کر کے اس کا اعلان کر دیتا۔ مگر ہم تو دیکھتے ہیں کہ بجائے معزول کرانے کے خدا ہمیشہ حضرت علیؑ کی خلافت کو مستحکم کرانا اور اس عہدہ کو ہمیشہ تازہ کرتا رہا۔ یہ مسئلہ نبوت میں اہل مکہ کے بڑے مجمع میں ان ہذا انہی دو وصی و خلیفہ فیکم کے ذریعے حضرت علیؑ کی خلافت و وصایت کا اعلان کرایا۔ جو آپ کی خلافت کا قوی و منطوقی اشتہار تھا۔ اور جب آنحضرتؐ کو مکہ خطر سے بھرت کرنے کا وقت ہوا اور مدینہ و بیت منیٰ کے خطر سے کوئی شخص آنحضرتؐ کی خلافت کر کے آپ کے ضروری کام (امانتوں اور ودیعتوں کا واپس کرنا) انجام دے تو رسولؐ خدا کا حکم ہوا کہ اب یہاں سے جاتے وقت تم اپنا خلیفہ حضرت علیؑ ہی کو مقرر کر جاؤ کہ وہی تمہارے فرشتے پر سونیں اور تمہاری ہی چادر ڈھکیں اور اس کے بعد تمہاری امانتیں لے لیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہر کافر و مسلم سمجھ لے کہ حضرت رسولؐ خدا کے نائب اور قائم حضرت علیؑ ہی ہیں۔ اور جس طرح اس وقت حضرت رسولؐ خدا کے بیٹے سے حضرتؐ کی جگہ حضرت علیؑ مسند رکھنے گئے اسی طرح آنحضرتؐ کے انتقال کے بعد بھی آپ کی جگہ حضرت علیؑ ہی کیلئے معزول ہوئے۔

نہ کسی اور کیلئے۔ غرض حضرت علیؓ کی خلافت کا فحلی و علی اعلان پہلی دفعہ تو آنحضرتؐ کے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرتے وقت ہوا کہ باوجود اسے کہ بہت لوگ سلمان ہو چکے تھے اور انھیں میں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ بھی تھے اور بہت ذی اثر بھی تھے۔ کہ مکہ میں ان لوگوں کی بڑی قوت و دبہ و اقتدار کا دعویٰ کیا جاتا ہے مگر کسی کے بارے میں خدا کا حکم آنحضرتؐ کو نہیں ہوا کہ اپنا نائب (خلیفہ) بنا کر ان کو اپنی جگہ سلا جاؤ۔ بلکہ حضرت علیؓ ہی اس جہد و پیر فراز کئے گئے۔ حضرت علیؓ کی خلافت کا دوسرا فحلی و علی اعلان غزوہ تبوک میں ہوا جسکی تفصیل معلوم ہے کہ جب آنحضرتؐ روانہ ہونے لگے اور حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ مدینہ میں قیام کر کے حضرت کی خلافت کریں تو حضرت علیؓ کبیدہ خاطر ہو کر کہنے لگے اتخلفنی فی الصبیان والنساء کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟ حضرت نے جواب دیا اما تو منی ان تکون منی بعد نزلة ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے وہی نسبت رکھو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ ۱۔ ترجمہ بخاری جلد ۱ ص ۵۳ و نہیں جلد ۲ ص ۳۲۔ تاریخ طبری جلد ۳ ریاض نصرۃ جلد ۱ ص ۱۷۰۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۳۱ وغیرہ اگر آخری جلد لائبنی نجدی کا نہ ہوتا تو جناب ہارون کی منزلت کو صرف وقتی جانشینی اور عارضی خلافت تک محدود سمجھا جاسکتا تھا لیکن اس جملہ سے ثابت ہوتا ہے کہ زندگی میں اور بعد وفات دونوں حالتوں میں حضرت علیؓ کو اسی جانشینی اور خلافت کا درجہ حاصل ہے جو جناب ہارون کو حضرت موسیٰؑ کے بعد حاصل ہوا۔ دنیا کو معلوم ہے کہ جناب ہارون حضرت موسیٰؑ کے شریک کار و معاون اور وزیر و جانشین تھے۔ اور اگر ان کی زندگی حضرت موسیٰؑ کے بعد باقی رہتی تو خلافت کا حق سوائے ان کے کسی کو نہ پہنچتا بالکل اسی طرح حضرت علیؓ کیلئے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حیات و ممات ہر حال میں رسول اللہؐ کے جانشین تھے۔ اور اگر جناب ہارون سے کوئی ذوق تھا تو صرف یہ کہ جناب ہارون نبی تھے اور حضرت رسول اللہؐ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو گیا لیکن اگر یہ سلسلہ ختم نہ ہوتا تو نبی بھی سوائے حضرت علیؓ کے کوئی دوسرا نہ ہوتا۔

انسس حدیث کے مطابق جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ لکھتے ہیں۔ یہی حدیث ہم دلیل... اس میں در اثبات فضیلت حضرت امیرؓ در حجت امامت اور تائید... (یہاں حدیث)



آخری جملہ کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ الخ سے حضرت رسول صفر فرماتے ہیں کہ جب میں جاؤں گا اُس وقت تمہیں کو میرا خلیفہ ہونا ضروری ہے۔ اس طرح آنحضرت مسلم کے دنیا سے جاتے وقت بھی آل حضرت کا خلیفہ حضرت علیؑ ہی کو ہونا چاہیے۔ ورنہ آنحضرت کا یہ قول کہ لا ینبغی ان اذهب الا وانت خلیفתי غلط ہو جائے گا۔ اور بعد کا جملہ اندک لابی جہدی اسی دعوے کی تائید کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر میرے بعد کوئی بنی ہو تا تو اسے علیؑ تم ہی بنی ہو تے جیسے حضرت ہارون کو نبوت اور خلافت موسیٰ دونوں حاصل تھی لیکن چونکہ نبوت مجھ پر ختم ہو گئی ہے لہذا یہ عہدہ تم کو نہیں مل سکتا۔ ہاں دوسرا عہدہ خلافت تھا رہی ہے۔ (یہ بحث چند صفحے پہلے بھی غزوہ تبوک کے بیان میں گذر چکی ہے مگر چونکہ یہاں خلافت کی بحث ہے اور اس پر اس عبارت سے بھی کافی روشنی پڑتی ہے اس وجہ سے ان عبارتوں کو مکرر ذکر کیا گیا تاکہ اس کی اہمیت کی تائید ہو جائے۔ جس طرح (بلا تشبیہ) قرآن مجید پارہ ۲، سورہ رحمان میں خدائے ذاتی الاءدیکما تکذبان کو کئی بار ذکر کیا ہے۔) پھر سورہ براہت کی تبلیغ میں (جس کا ذکر صفحہ ۸ میں گذر چکا ہے) آنحضرت کا فرمانا کہ لا یصلح عتی غیری او رجل متی یعنی دینی احکام کو میری طرف سے سوائے میرے یا ایسے شخص کے جو مجھ ہی سے ہو کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ بتاتا ہے کہ کار رسالت آنحضرت کے بعد اگر کوئی شخص انجام دے سکتا تھا تو وہ صرف حضرت علیؑ ہی تھے۔

آب دنیا سے جاتے وقت آل حضرت نے حضرت علیؑ کی خلافت کا وہ اعلان کیا جو قوی بھی تھا اور عملی بھی، حضرت کو خدا کا حکم ہوا فاذا فرغت فالنصب والی اربک فارغب۔ اسے محمدؐ اب کہ تم تمام احکام الہی کی تبلیغ سے فارغ ہو گئے تو (اپنی جگہ مقرر اور نصب کر دو) اس کے بعد اپنے پروردگار کی طرف چلے آؤ۔ (پارہ ۳۰ سورہ انشراح رکوع ۱۴) اس آیت کا مطلب بالکل صاف ہے کہ اسے رسول جب تم اسلام کی کل خدمتیں انجام دے لو اور میرے دربار میں آنے لگو تو اس سے پہلے اپنی جگہ اپنے خلیفہ کو بٹھا کر لوگوں کو (پھر) دکھا دو۔

یہ بات ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر آنحضرت کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے جملنے کا حکم نہیں تھا تو اور

بلیقہ مشیہ ۱۸

لکھا ہے کہ آنحضرت نے یہ بھی فرمایا فان المدینہ لا تصح الا نادیہ۔ اے علی مدینہ کی حالت یا میرے رہنے سے درست رہیگی یا تمہارے رہنے سے۔ مستدرک

کون بات تھی جسکے لئے خدا کا حکم پورا ہوا ہے کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو نصب بھی کر دو۔ کون سا کام باقی رہ گیا تھا؟ غرض حضرت نے اس حکم کی تعمیل کی کہ حجۃ الوداع سے واپسی پر مقام غدیر خم میں حضرت علیؓ کو اپنے ساتھ منبر پر لے کر فرما دیا من کنتم مولاً فلی مولاً۔ اے مسلمانو! جس شخص کا مولا میں ہوں اُس کے مولا علیؓ بھی ہیں۔ اگرچہ آنحضرتؐ نے سلسلہ نبوت ہی میں فرما دیا تھا ان هذا اخی ووصیتی وخیلیفتی فیکم اور اگرچہ شب ہجرت میں اور غزوہ تبوک کے موقع پر بھی رسول خدا صلعم نے آپ کو . . . اپنی جگہ علماً مقرر کر کے اپنا خلیفہ بنا دیا اور اس کا اشتہار دے دیا تھا مگر اب تک کوئی ایسی صورت نہیں ہوئی تھی کہ مسلمانوں کے کسی بڑے مجمع میں ایک ہی منبر پر کھڑے ہو کر اور علیؓ کو بھی وہاں کھڑا کر کے رسول خداؐ نے آپ کی خلافت اور سند نشینی کا علیؓ اعلان کیا ہو۔ اس سبب سے حکم خدا ہوا کہ جو مسلمان حجۃ الوداع سے واپس جا رہے ہیں ان کی تعداد کافی ہے۔ اور یہ مختلف مقامات کے بھی ہیں۔ اس سے اچھا مجمع پھر نہیں ملے گا۔ بس اسی جگہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فلا بلغت رسالتہ۔ اے رسول جو (خاص) حکم تم پر نازل کیا گیا ہے اُس کو (جاری) پہنچا دو۔ اگر تم نے اس کو نہیں پہنچایا تو (معلوم ہو گا کہ) تم نے خدا کا کوئی حکم بھی نہیں پہنچایا۔ (بارہ ۶ رکوع ۱۴) اس حکم کی تعمیل میں آنحضرتؐ نے کچھ آدموں کا منبر طیار کرایا اور اُس پر حضرت علیؓ کو لے جا کر اور مسلمانوں کو دکھا کر فرمایا من کنتم مولاً فلی مولاً۔ خلیفۃ مولاً۔ جس کا مولا میں ہوں اُس کے مولا علیؓ بھی ہیں۔ علامہ ابن حجرؒ نے اس روایت کو درج کیسے کہ اس پر اس طرح تبصرہ کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اور امام ترمذیؒ بنیانی احمد بن حنبلؒ وغیرہ ایک جماعت نے اس کی تخریج کی ہے اور اس کے طرق و اسناد بہت زیادہ ہیں۔ چنانچہ ۱۹ صحابیوں نے اس کی روایت کی ہے۔ اور امام احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت میں ہے کہ ۳۰ صحابیوں نے اس کے سننے کی گواہی دی ہے۔ اور اس کے اسناد اکثر صحیح و حسن ہیں (صواعق محرقة مطبوعہ مصر ۱۲۵۰)۔ استیعاب ابن عبد البرؒ واسد الغابہ ابن اثیرؒ جزریؒ وغیرہ میں متعدد مقام پر یہ روایت مذکور ہے۔ اور آخر میں حضرت عمرؓ کا حضرت علیؓ کو مبارک باد دینا کہ ہنیئاً لک یا بن ابی طالب اصبحک والصلوات، مولاً کل موطن و موطنیۃ اے عزیز نیا ابو طالب! آپ کو مبارک ہو کہ آپ ہم مومن و مومنہ کے مولا ہو گئے۔ (ریاض نقضہ جلد ۱)

بھی ثابت کرتا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے حضرت علیؓ کو اپنا ولی جہاد اور خلیفہ ہی بنایا۔ اور اس موقع پر اسی کا علیؓ اعلان کیا تھا۔ اور سب لوگوں نے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے بھی اس اعلان کا یہی مطلب سمجھا۔ اگر یہ حضرت علیؓ کی خلافت کا آخری اعلان نہیں تھا تو اس میں آپؐ کی کون سی نئی عزت و فضیلت تھی جس پر حضرت عمرؓ کو بار بار کہا دینے کی ضرورت ہوئی؟

خلافت کی بحث مفصل طور پر حضرت ابو بکرؓ کی سوانح عمری میں درج کی جا چکی ہے لیکن اس امر میں چونکہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کا چولی دامن کا ساتھ تھا اس وجہ سے مجبوراً اس سوانح عمری میں بھی مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ نقل کر دیا گیا۔ مولوی شبلی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے: "آخر بحث یہ ہے کہ جو کچھ ہوا وہ بے جا تھا یا سجا؟ اس کو ہر شخص جو ذہن بھی اصولاً تھا ان سے واقفیت رکھتا ہو وہ آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ آنحضرتؐ نے جس وقت وفات فرمائی مدینہ منورہ منافقوں سے بھرا ہوا پڑا تھا جو مدتِ ان بات کیلئے منتظر تھے کہ رسول اللہؐ کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو باپا مال کر دیں؟ (العاروق منہ) یہ تحریر کس درجہ محکمہ خیر ہے؟ آنحضرتؐ نے جس وقت وفات فرمائی کیا اُسی روز ریل سے دس بیس ہزار منافقین کہیں سے پہنچ گئے تھے؟ یا مدینہ سے باہر ہزاروں منافقین چھپے ہوئے تھے جو اُسی روز وہاں پہنچ گئے؟ سب جانتے ہیں کہ اسلام میں شروع ہی سے منافقین بھی تھے بلکہ منظر میں بھی اور مدینہ منورہ میں بھی پہلے وہ منافقین اسلام کو پامال کرنے کیلئے حضرت رسولؐ خدا کی وفات کے منتظر کیوں تھے؟ کیا آنحضرتؐ خود ہی اپنی طاقت رکھتے تھے کہ تنہا ہزاروں منافقین کو روکے رہتے اور حضرتؐ کے صحابہ استے کمزور تھے کہ ان سے کوئی منافق رک نہیں سکتا تھا؟ آخر ان منافقین کو اسلام کے پامال کرنے کیلئے آنحضرتؐ کا سایہ اٹھ جانے کا انتظار کیوں تھا؟ جب آنحضرتؐ مدینہ سے باہر کسی غزوہ میں تشریف لجاتے تھے اور حضرتؐ کے ساتھ ہزاروں صحابہ بھی مدینہ خالی کر دیتے تھے اور یہ سب لوگ مدت دراز تک مدینہ سے باہر ہی رہتے تھے منافقین کو ربا دہ موع مل سکتا تھا کہ اسلام کو پامال کر دیں۔ پھر اُس زمانہ میں کس منافق نے سراوٹھایا اور اسلام کو کیا نقصان پہنچایا؟ ظاہر ہے کہ اسلام کی حمایت کرنے والے مسلمانوں کو بچانے والے دشمنوں کو دفر کرنے والے اہل اسلام یہ تھے جن کے مقابلہ میں منافقین کچھ کر نہیں سکتے تھے اور رسولؐ کے انتقال پر وہ کل اہل اسلام اپنی اپنی جگہ موجود ہی تھے کوئی بھی وہاں سے ہٹا نہیں تھا

پھر منہ فقہول کا غرت ہی کیوں ہوتا ہے جس طرح رسول کی زندگی میں منافقوں کا زور نہیں مل سکا  
 اسی طرح وفات کے موقع پر بھی ان سے کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ ان وجوہ سے کہنا پڑے گا کہ  
 ہاں اس تازک وقت میں بھی مزوری تھا کہ مسلمان رسول کے غسل و دفن میں مشغول رہتے اور  
 ان فرائض سے فارغ ہونے کے بعد حضرت کے مقرر کردہ خلیفہ بلا فضل کی اطاعت کر کے امیر  
 اسلام کو اسی طرح انجام دیتے جس طرح رسول کی زندگی میں کرتے تھے۔ اگر اُس وقت منافقوں  
 کا زور اس قدر بڑھ گیا ہوتا تو حضرت رسول خدا صلعم اسلام کے ماتحت مسلمانوں کی بُری سمجھت  
 کو مدینہ سے بہت دور پٹنہ جلنے کا حکم نہیں دے سکتے تھے۔ اور اگر واقعاً منافقین اسلام  
 کے پامال کرنے کے انتظار میں ہوتے تو حضرت رسول کے مرض ہی میں ان کی کسی کوشش کا پتا  
 لگ جاتا۔ مگر تمام کتب تاریخ و حدیث ان باتوں سے خاموش ہیں اور سب بتاتی ہیں کہ اُس وقت  
 مدینہ میں پورا سا کون اور ہر طرح اطمینان تھا۔ منافقین موجود ضرور تھے مگر وہ اپنے کو اسی طرح  
 کمزور سمجھتے تھے جس طرح وہ اُن کی زندگی میں جانتے تھے کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ صرف رسول  
 نے انتقال کیا جو کہہ کے مقابلہ پر تلوار اٹھاتے تک نہیں تھے۔ اور حضرت کی طرف سے جو رول  
 جہاد کرتے تھے اسی طاقت اور شان و شوکت سے موجود ہیں۔ جو شخص سر اٹھا بیگا اُس کی  
 سرکوبی اسی طرح کی جائیگی جس طرح رسول کی زندگی میں کی جاتی۔

## دوسری فصل

### استحکام خلافت اولیٰ کے لئے حضرت عمر کی جدوجہد

اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت ابو بکر کی تابید و اعانت کر کے حضرت عمر نے آپ  
 کی خلافت کو اس طرح مستقل کر دیا کہ کوئی شخص اپنی خلافت کے لئے بھی اتنی پافشاری نہیں کرتا  
 اور آپ نے اس کے لئے نہ کسی ذات کی پروا کی نہ کسی مصیبت کی۔ پھر لوگوں سے زبردستی سمیت  
 لینے کی کوئی کوشش نہ کی اور اٹھا رکھے۔ آپ بیان کرتے تھے: ارتفعت الاصول والذلت  
 فلما خفت الاختلاف قلت لابی بکر البصید لک ابایعتک۔ فبسط یدہ  
 فبایعتمہ وبایعہ اننا انتم نزلنا بکرم سعیدہ فقل قائمہم قتلمہ  
 سعدا۔ فقلت قد لاہ۔ اس فیض میں سمیت کا جھگڑا شروع ہو گیا تو آوازیں بلند



ہو گئیں۔ رشود و نفل ہونے لگا۔ مجھے اختلاف کا خوف ہوا۔ یہ خیال کر کے میں نے ابو بکر سے کہا  
 ہاتھ بڑھاؤ میں تمہاری سمیت کر لوں۔ انھوں نے بڑھا دیا۔ میں نے جھٹ اُس پر سمیت کر لیا۔  
 پھر اور لوگوں نے سمیت کی۔ پھر ہم لوگ (اپنے مخالف) سعد بن عبادہ پر ٹوٹ پڑے۔ یہ دیکھ کر  
 اُن کے کسی بھندار نے کہا ہائے تم نے سعد کو قتل کر دیا۔ تو میں (حضرت عمرؓ) نے کہا کہ اللہ سعد کو  
 نجات دے گا۔ (تھا) وکادوا یصلون سعد بن عبادہ فقالنا  
 ن۔ صحابہ سعد انقوا سعد الا تطشوا۔ فقال عمر اقلوه قتله الله۔ ثم قام  
 علی اسرہ ذمار لقد هممت ان اطلق حق تندر عضولہ۔ فاخذ سعد  
 بلحمۃ من فخال والله لو حصصت منه شعرة ما رجعت و فی فیک ضحۃ  
 فقال ابو بکر مہلا یا عمر الفرق ہما ابلغ فاعرض حنہ عمرو قال  
 سعد اما والله لو ان لی قوۃ ما اقوی علی النہوض لسمعت منی فی اقطارہا  
 و سکت کھنا ذلیرا یجھرك واصحابک اما والله اذا لاحتک لبقم کنت فیہم  
 تابعا غیر متبوع۔ احمولتی من ہذا المکان فحملوہ فادخلوہ فی دارہ  
 قریب خٹاکہ سعد بن عبادہ کو لوگ روند ڈالیں۔ جس پر سعد کے ساتھیوں سے کچھ لوگوں  
 نے کہا سعد کو چھوڑ دو۔ ان کو نہ روندو۔ اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے کہا تم سب لوگ  
 سعد کو قتل کر ڈالو۔ خدا بھی اس کو قتل کر دے۔ پھر حضرت عمرؓ خود ہی سعد کے سر پر سوار ہو کر  
 کہنے لگے میں نے طے کر لیا ہے کہ تم کو اس طرح کچل ڈالوں کہ تمہارا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے  
 اس پر سعد نے حضرت عمرؓ کی ڈاڑھی پکڑ لی تو کہا خدا کی قسم اگر تم نے میرا ایک بال بھی اُکھاڑا  
 تو میں تمہارے کل دانتوں کو توڑ ڈالوں گا۔ اور تم اپنے گھر کو اس طرح واپس جاؤ گے کہ تمہارے  
 منہ میں کوئی بھی دانت نہیں ہو گا۔ تب حضرت ابو بکرؓ نے کہا اسے عمرؓ اپنے کور کو یہ موقع نہ ملے گا  
 اسی سے زیادہ کام نکلے گا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کے اوپسے اُترے تو سعد نے کہا خدا کی قسم  
 اگر میں بہا نہ ہوتا، اور مجھ میں اتنی قوت بھی ہوتی کہ خود سے اُٹھ سکتا تو مدینہ کی سڑکوں اور گلیوں  
 میں تم میری وہ ہیبت ناک آواز سننے جس پر تم بھی اور تمہارے ساتھی بھی خوف سے زمین کے سوراخوں  
 میں گھستے پھرتے۔ خدا کی قسم اگر میری صحت درست رہتی تو میں تم کو اُن لوگوں میں ملا دیتا جن کے  
 تم لوگ رعیت بن کر رہتے اور سردار نہیں بننے پاتے۔ (مگر میرے مرض نے مجھے بے بس کر دیا ہے۔

پھر اپنے ساتھیوں سے کہا) مجھے اس جگہ سے اٹھائے چلو۔ لوگ اُن کو اٹھائے گئے۔ اور اُن کے گھر پہنچا دیا۔ (طبری جلد ۳ ص ۱۱۱) اور علامہ ابن اثیر وغیرہ نے لکھا ہے و باجہ الناس فقلت الانصار و بعض الانصار لا نبایع الاعلیٰ۔ قال و تخلف علی و بنو ہاشم و الزبیر و طلحہ عن البیعة و قال الزبیر لا اغل سيفاً حتى یبایع علی۔ فقال عمر خذ واسیفہ و اضربوا بدار الحجر ثم اتاہم عمر فاخذہم للبیعة۔ جب حضرت ابو بکرؓ کی بیعت ہوئے لگی تو سب انصار یا بعض انصار نے کہا ہم تو حضرت علیؓ کے سوا کسی کی بھی بیعت نہیں کر سکتے۔ اور حضرت علیؓ و خاندان بنی ہاشم و زبیر و طلحہ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت سے انکار کر دیا۔ زبیر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ جب تک حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی جائیگی میں اپنی تلوار نیام میں نہیں کروں گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا زبیر کی تلوار چھین کر پتھر پر چمک دو۔ پھر حضرت عمرانؓ لوگوں کے پاس گئے اور ان کو بیعت کے لئے گرفتار کر لیا۔ (کامل جلد ۲ ص ۱۱۲) اُن لوگوں کی ان کاروائیوں سے حضرت علیؓ کو کئی درجہ صدمہ ہوا کہ فقال علیؓ کوثر اللہ و جہہ اللہ اللہ یا معشر المهاجرین لا تخرجوا سلطان محمدؐ فی العرب من دارہ و قعر بیتہ الی دورکم و قعور بیوتکم و تدفعون اہد عن مقامہ فی الناس و حق۔ فواتہ یا معشری المعاجزین لئن احق الناس بدلائنا اهل البيت ونحن احق بهذا الامر و ذلکم ما یشاء القاری لکتاب اللہ الفقیہ فی دین اللہ۔ العالمین سئل اللہ۔ عنماح لامہ الرعیۃ المدا فم عنہم الامور النسیحۃ۔ القاسم بدیہہ بالسمیۃ۔ واللہ اعلم فلا تتبعوا الهوی فتضلوا عن سبیل اللہ ذلک

حضرت علیؓ رحمہ اللہ و جہہ نے فرمایا اے گروہ ہاجرین اللہ سے رزو۔ خدا سے۔ سے بچو۔ عرب میں حضرت رسول خدا صلعم کو جو اقتدار اور تسلط حاصل ہے اُسے حضرت کے گھر اور حضورؐ کے خاندان سے نکال کر اپنے گھر دل اور اپنے خاندانوں کی طرف نہ جاؤ۔ اور مسلمانوں کے درمیان حضرت کے اہلبیت کا جو درجہ قائم ہو چکا ہے اُس سے اور اُن کے حق سے جو اُن کو ہٹاتے ہو (بہت برا کرتے ہو) کیونکہ اے گروہ ہاجرین خدا کا قسم زبیر ہم لوگ ہی اس خلافت کے حقدار ہیں۔ اس لئے کہ یہی زبیرؓ تھا۔ ہم لوگوں میں کتاب خدا کا پڑھنے والا۔ دین خدا کا سننے والا۔ رسول کی سنتوں کا پڑھنے والا۔

امور رعایا کی خبر رکھنے والا۔ اعلان کے لئے سینہ سپر ہونے والا۔ اُن کی مشکلات پر نیا نیا  
 اور ہر ایکوں کا دفع کرنے والا۔ اور اُن کے درمیان برابری سے تقسیم (حقوق) کرنے والا موجود  
 رہیگا۔ اُس وقت تک تم سب سے زیادہ ہم لوگ ہی اس (خلافت) کے مستحق رہیں گے۔ اور  
 خدا کی قسم ان صفات کا شخص یقیناً ہم (اہلبیت) میں موجود ہے۔ (جس کو تم لوگ بھی خوب پہچانتے  
 ہیں تم لوگ اپنے ہوا و ہوس نفسانی کی پیروی نہ کرو جس کے سبب خدا کی راہ سے گمراہ ہو کر  
 حق سے اور زیادہ دور ہوتے چلے جاؤ گے۔ کتاب الامتہ والسبائہ ص ۱۰۰۔ اور دفعۃ  
 الانساب میں ہے بعد ازاں انصار مہابیت نمودند الا طائفۃ قلیلہ کہ بعضے گفتند کہ مہابیت  
 با پیچ کس تکمیل الاعلیٰ بن ابی طالب۔ و گویا شیخ فرید الدین عطار از زبان آل جمع گفتہ  
 ز مشرق تا بہ مغرب گرام است علی و آل و اولادش تمام است  
 یعنی اس کے بعد انصار نے بیعت کی مگر ایک جھوٹا جماعت نے نہیں کی۔ وہ یہی کہتے رہے کہ  
 ہم لوگ سوا۔۔۔ حضرت علیؑ کے کسی کی بھی جیت نہیں کر سکتے۔ اور گویا شیخ فرید الدین عطارؒ  
 اسی جماعت کی زبان سے ترجمہ کر کے کہہ رہے کہ مشرق سے مغرب تک اگر کوئی امام ہو سکتا ہے  
 تو وہ حضرت علیؑ اور آپ کی آل و اولاد ہی ہیں۔ (دفعۃ الاجاب جلد ۲ ص ۱۰۰)۔  
 غرض حضرت ابو بکرؓ کی خلافت بنانے کے لئے حضرت عمرؓ نے جو جدوجہد کی اُس کی مدد و تباہ  
 بیان نہیں ہو سکتی۔ جن لوگوں نے اس سے انکار کیا اُن کے بارے میں ہے فذهب الیہم  
 عمر بنی عصابۃ فقالوا انطلقوا ہا بھوا بابا بھو فابوا فخرجہ الزبیر بن  
 العوام رض فقال عمر رض علیکم بالرجل فخذوہ۔ فذهب علیہ سلمۃ  
 بن اشیم فذاخذ السیف من یدہ فضرب بہ الحداد وانطلقوا بہ۔ ان  
 مخالفین بیعت کی طرف حضرت عمرؓ کی جھلنے ہوئے پہنچے اور کہا بس چل کر ابھی ابو بکرؓ کی بیعت  
 کر لو۔ مگر اب بھی ان سب نے انکار کیا۔ بلکہ زبیر بن العوام (جو عشرہ مبشرہ سے تھے) تلوار  
 لئے ہوئے نکل پڑے تو حضرت عمرؓ نے (اپنے سپاہیوں سے) کہا اس شخص کو سب مل کر  
 گرفتار کر لو۔ اس پر سلمہ بن اشیم جناب زبیرؓ کے ایک کرہنچ گئے اور ان کی تلوار ان کے  
 ہاتھ سے چھین کر دیوار پر پھینک دی اور سب کو گرفتار کر لئے گئے۔ (کتاب الامتہ والسیاتہ  
 ص ۱۰۰ و کامل جلد ۲ ص ۱۰۰ وغیرہ)۔ اور علامہ طبریؒ نے لکھا ہے۔ تخلف علیؑ والزبیرؓ واختر

الزیر سیلفہ وقال لا اخذه حتى يبيع علي فبلغه ذلك ابا بكر وعمر فقال عمر  
خذ واسيف الزير فاحضروا بالبحر قال فانطلق اليهم عمر فجاها بهما  
قعباً وقال لتبايحان انما طاعتان اولتبايحان وانما كارهان حضرت علي اور زير  
نے حضرت ابو بکر کی بیعت نہیں کی اور زير نے تو اپنی تلوار بھی سونت لی۔ اور کہا میں اس کو  
اُس وقت تک بنام میں نہیں کروں گا جب تک حضرت علي کی بیعت نہیں کی جائیگی۔  
یہ خبر حضرت ابو بکر و عمر تک پہنچی تو کہا زير کی تلوار چھین کر ہتھیر پر ٹیک دو پھر حضرت عمر خود  
ان لوگوں کی طرف گئے اور ستاتے ہوئے ان کو گرفتار کر لائے۔ اور کہا چاہو خوشی سے  
بیعت کرو چاہو جبر سے کرو کرنا ضرور ہو گا۔ (تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۹۹) مگر واقعہ یہ ہے کہ  
یہ لوگ زير کی تلوار اُن سے چھین نہیں سکے۔ بلکہ اُن کے ہاتھ سے وہ خود ہی گر گئی اور اُن لوگوں  
نے اُٹھائی۔ سلامہ طبری نے لکھا ہے انی عسرین الخطاب منزل علی وفیہ طمحة  
والزیر و رجال من المهاجرین فقال والله لاحد قرین ایکم ولنخرجن الی  
البيعة - فخرج علیہ الزیر مصلاً بالتبلیغ ذمیر۔ دہشتہ السید من یدہ  
فوثبوا علیہ فاخذوہ۔ حضرت عمر حضرت علي کے دولت خانہ پر پہنچ گئے اُس وقت  
اُس میں جناب طلحہ و زبیر اور دوسرے بہت سے مہاجرین کا مجمع تھا۔ آپ نے اکر کہا خدا  
کی قسم میں اس گھر میں اگل لگا کر تم سب لوگوں کو اس میں پھونک ڈالوں گا۔ ورنہ تم سب  
میلو اور حضرت ابو بکر کی بیعت کر لو۔ بہت دنوں تک کہ حضرت زير تلوار چھینے ہوئے اس میں  
سے نکل پڑے مگر اتفاقاً ٹھوکر کھا کر گرے تو تلوار ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اس پر حضرت  
عمر کے لوگ اُن پر ٹوٹ پڑے اور انھیں گرفتار کر لیا۔ (تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۹۹)۔

لطف یہ ہے کہ جب بیعت کا مرحلہ طے ہو گیا اور مخالفین زير کر لئے گئے تو ہی حضرت عمر  
اس بیعت کے متعلق یہ فرمانے لگے فلا یخرون امری ان یشول ان بیعة الی بکونک  
خلتہ فقد عانت کذا لک غیر ان الله وثی شتر ہا کسی شخص کو یہ بات دعو کے  
میں نہ رکھے کہ وہ کہے حضرت ابو بکر کی بیعت (ہی کیا ہوئی)۔ وہ تو ناگہانی طور پر یا چھین  
جھپٹ کر ہو گئی۔ ہوئی تو وہ اسی طرح (چھین جھپٹ کر) مگر خدا نے اس کی خرابیوں سے  
(سب کو) بچالیا۔ (طبری جلد ۳ ص ۱۹۹) وصواعق محرقة ص ۱۹۹ و مسند احمد بر منہل جلد ۱ ص ۵۵ و

صحیح بخاری پارہ ۲۸ ج ۳۶۵ باب رحمہ اللہ (۱)۔ اس جملہ کے متعلق مولوی وحید الزماں خاں صاحب  
 حیدر آبادی نے لکھا ہے: "ان بیعتہ ابی بکر کانت فلتۃ دینی اللہ شرھا۔  
 حضرت عمرؓ نے کہا ابو بکر صدیقؓ کی بیعت تو ناگہانی یکا یک (غیر غور و فکر کے) ہو گئی تھی لیکن  
 اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی بیعت سے جو شر و فساد پیدا ہوتا ہے اُس سے اپنے بندوں کو محفوظ  
 رکھا۔ (ہوایہ صحابہ میں اختلاف ہو رہا تھا کس سے بیعت کی جائے۔ اور حضرت علیؓ اور بنی  
 ہاشمؓ اور کئی صحابہ اس جلسہ میں موجود بھی نہ تھے۔ ان کی رائے بھی نہیں لی گئی تھی۔ اتنے میں  
 حضرت عمرؓ نے لبیک کہہ حضرت صدیقؓ سے بیعت کر لی۔ اُن کے دیکھا دیکھی رو پڑ گئی۔ پھر کہتا  
 جوا یا اُس نے اُن سے بیعت کر لی۔ بہتوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کی امامت  
 گویا لوگوں سے چھین اور اُچک کر مٹائی گئی کیونکہ دوسرے کسی شخص اس کے طلب گارتھے  
 بعضوں نے کہا فلتہ کہتے ہیں حرام ہینوں کی آخری رات کو۔ اس میں لوگوں کا اختلاف  
 ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے وہ بھی حرام ہے۔ کوئی کہتا ہے وہ حلال ہے اور اُس میں شر اور  
 فساد اور خوں ریزی کو جائز سمجھتا ہے۔ تو آنحضرتؐ کی زندگی کے ہینوں کو حرام سے تشبیہ  
 دی۔ اور آپؐ کی وفات کے دن کو فلتہ سے (انوار اللغۃ پارہ ۲۰ ص ۱۸) اور علامہ ابن حجر عسقلانی  
 نے اس کا معنی یہ لکھا ہے قال اللہ اذ دعی قولہ کانت فلتۃ انھا وقعت  
 من غیر مشورۃ مع جمیع من کان ینبغی ان یشاور علامہ داؤدی کہتے تھے  
 فلتہ کا معنی یہ ہے کہ جن لوگوں کے مشورہ سے اس خلافت کا ہونا مناسب تھا بجز ان کی رائے  
 کے واقع ہو گئی۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۸ ج ۳۶۵) علامہ داؤدی یہ بھی کہتے  
 تھے اند لہدیکن مع ابی بکر حینئذ من المهاجرین الا عمر وابو عبیدہ اُس وقت  
 جماعتِ ہاجرین سے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت سوائے حضرت عمرؓ و ابو عبیدہؓ کے کسی نے بھی نہیں کی  
 (فتح الباری پارہ ۲۸ ج ۳۶۵) اور علامہ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے ذکر صاحب الصحاح  
 ان الفلتۃ الامر الذی یصل فجاحتہ من غیر ترویج ولا تدبیر وھکذا کانت  
 بیعتہ ابی بکر لان الامر لہدیکن فیہا شوری بین المسلمین وانما وقعت بقت  
 لہم تخض فیہا الاراع ولم یتناظر فیہا الرجال وکانت کالتقوٰ المستطیعۃ  
 علامہ جوہری نے لغت کی مشہور کتاب صحاح میں لکھا ہے کہ فلتہ سے مراد وہ امر ہوتا ہے جو

اچانک بغیر غور و فکر کئے ہو جائے چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کی بیعت اسی طرح واقع ہو گئی جس میں نہ لوگوں کی رائیں دیکھی گئیں اور نہ لوگوں نے اس میں غور و فکر کا موقع پایا بلکہ اس طرح ہو گئی جیسے کوئی چھینی۔ اچھی اور غصب کی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ (شرح نہج البلاغہ طبع مصر جلد ۱ ص ۱۲)۔

اب سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت ابو بکرؓ کی بیعت اور حضرت عمرؓ کی اس ذاتی کارروائی پر اجماع کا دعوے کس اصول سے کیا جاتا ہے؟ کیا صرف حضرت عمرؓ کی بیعت کر لینے سے یہ بیعت اجماعی ہو گئی؟ یا کیا صرف جناب ابو عبیدہؓ کے تائید کر دینے سے اس پر اجماع کی توثیق صادق آگئی؟ اور سب سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ جو لوگ خلافت حضرت ابو بکرؓ پر اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں وہ حضرت عمرؓ کی تکذیب کرتے ہیں یا تصدیق؟ اس لئے کہ مدد و دعوت فرماتے ہیں حضرت اول کی بیعت فلتہ (بغیر رائے اور مشورے کے) ہو گئی۔ اور اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں اجماع سے ہوئی۔ غالباً اسی مصیبت سے چھٹکارا پانے کے لئے دوسرے لوگوں نے کہہ دیا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کو فلتہ نہیں بلکہ فتنہ کہا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن اثیرؒ حزمیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے لا ینزلناہ و لا یرتفعنا ان یتقول ان بیعتہ ابی بکر کانت فتنۃ فقد کانت کذلک کسی شخص کو یہ امر دسو کہ نہ دے کہ کہے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت ایک فتنہ تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ بھی ایسی ہی (فتنہ) مگر خدا نے اس کے شر سے بچالیا۔ (کامل جلد ۲ ص ۱۴)۔ اس فتنہ کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ ممکن ہے یہ ہو کہ حضرت عمرؓ جانتے تھے رسول خداؐ کے بعد حضرت علیؓ کو الگ کر کے جو شخص بھی خلافت پر قدم رکھے گا وہ چونکہ حضرت رسول خداؐ کے مقرر کئے ہوئے خلیفہ بلا فصل کے مقابلہ میں اس پر مسلط ہوگا اس وجہ سے اسلام میں عظیم الشان فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا۔ یا وہ خدا کے ہاں بڑے فتنہ اور رخنہ کا باعث قرار پائے گا۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کہتی ہے کہ حضرت عمرؓ جانتے تھے رسول خداؐ کے بعد حضرت علیؓ کے مقابلہ میں جو شخص بھی خلافت پر قدم رکھے گا وہ مخالفوں اور بنیادوں کا شکار ہو جائے گا۔ اس سبب سے موصوف نے رے قائم کی کہ بہتر ہے اس کے لئے حضرت ابو بکرؓ ہی پیش کئے جائیں۔ اور جب یہ ان ہم وار یا کار خلافت آسان ہو جائے گا تو ہم خود اس بار کو اٹھا دیں گے۔ علاوہ بریں حضرت ابو بکرؓ

بہت یوڑے ہو چکے ہیں۔ خلافت کے ابتدائی جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے ان کی مدت حیات پوری ہی ہو جائے گی۔ اس وقت ان کی بیعت کر لینے سے ابتدائی مصائب سے ہم محفوظ بھی ہو جائے ہیں اور ان پر احسانِ عظیم بھی ہوا جاتا ہے جس کے عوض یہ دنیا سے چلتے وقت خلافت کو ہمارے ہی حوالہ کر دیں گے۔ حضرت علیؑ نے بھی اسی وقت یہ بات فرمادی۔ علامہ ابن قتیبہ وغیرہ نے لکھا ہے ان علیاً کرم اللہ وجہہ الہی بما ہو بکبر و هو یقول انما ینزل علیہ و اخو رسولہ۔ فقیل لہ ما یج ابابکر۔ فقال انا الحق بہذا الامر منکم لا ابی حکم و انتم اولی بالبیعتہ لی۔ اخذتم ہذا الامر من الانصار و احتججتم علیہم بالقراۃ من النبی و تاخذ وہ مثاہل البیت غصبا۔ الستم و عمتہم الانصار انکم اولی بہذا الامر منہم لما کان محمد سکنکم فاعطوکم المفاۃ و سلموا الیکم الامارۃ فاذا اجمع علیکم مثل ما احببتم علی الانصار۔ ان اولی برسول اللہ حیثا و میتا فالضفون ان کنتم تنسون۔ والا فندشوا بالظلم و انتم تعلمون۔ فقال لہ عمر انک لست متروکا حتی تبایع۔ فقال لہ علی احلب حلبا لک شطرہ۔ و شد لہ الیوم بدوہ عیدک غدا۔ ثم قال واللہ یا عمر لا اقبل قولک ولا بالیعد فقال لما ہو بکبر فان لہ تبایع فلا کرہک۔ جب حضرت ابوبکر کے لوگ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو ان کے پاس لئے تو آپ فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور اُس کے رسول کا بھائی ہوں۔ جب حضرت علیؑ سے کہا گیا آپ حضرت ابوبکر کی بیعت کرتے مجھے تو حضرت نے فرمایا تم سب سے زیادہ سچی خلافت میں ہوں۔ میں تمہاری بیعت نہیں کر سکتا بلکہ تم لوگوں ہی کو میری بیعت کرنی چاہئے۔ تم نے خلافت کو انصار سے نکالتے وقت یہ استدلال کیا ہے کہ تم حضرت رسولؐ کے قرابت دار ہو۔ (اور انصار حضرت کے اغیار ہیں) مگر تم سب اس خلافت کو ہم اہلبیت (رسول) سے غصب کر کے اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے ہو۔ کیا تم نے انصار کے مقابلہ میں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ چونکہ ہم لوگ حضرت محمدؐ کے قریبی رشتہ دار ہیں اس وجہ سے خلافت کے بھی زیادہ سچی ہم ہی ہیں۔ تمہاری اس دلیل پر انصار نے خلافت یقین چھوڑ دی اور حکومت کے دعوے سے دست بردار ہو گئے۔ اب میں بھی تمہارے مقابلہ میں وہی دلیل پیش کرتا ہوں جو تم نے انصار کے مقابلہ میں پیش کی تھی اور کہا ہوں کہ حضرت رسولؐ خدا کی زندگی میں اور حضرت کے

انتقال پر بھی ہم (الطبیعت) ہی حضرت کے زیادہ قریبی رشتہ دار (بلکہ حضرت کے جزو) ہیں۔ اب اگر ایمان رکھتے ہو تو ہمارے حق میں انصاف کرو۔ ورنہ جان بوجھ کر ظالم بنے رہو۔ حضرت علیؓ کی اس تقریر پر حضرت عمرؓ نے جب تک تم بیعت نہیں کر لو گے چھوڑے نہیں جاسکتے۔ اس پر حضرت علیؓ نے کہا ہاں ہاں اس (خلافت) کا دودھ خوب دودھ لو جس سے بچیں بھی حصہ ملے اور آج اس خلافت کو حضرت ابو بکرؓ کے لئے خوب مضبوط کر دو تاکہ کل ہی (مرکز ابو بکر) اس کو تمھارے حوالہ کر دیں۔ پھر فرمایا اے عمر! خدا کی قسم میں تمھارا قول نہیں مان سکتا اور نہ ان کی بیعت کر سکتا ہوں۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا اگر آپ بیعت نہیں کریں گے تو میں مجبور بھی نہیں کر سکتا۔ (کتاب الامتہ والیاستہ ص ۱۹)۔

یہ کس درجہ حیرت خیز ہے کہ حضرت ابو بکرؓ یا حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے اس استدلال کا کوئی بھی جواب نہیں دیا۔ اگر یہ دونوں حضرات اپنی خلافت کے حق ہونے کی کوئی وجہ پاتے تو ضرور اس کو بیان کر دیتے۔ بلکہ حضرت ابو بکرؓ نے انتقال کے وقت جو تقریر کی اُس سے واضح کر دیا کہ حضرت علیؓ کا ایک ایک لفظ صحیح تھا۔ جب آپ مرض موت میں مبتلا ہوئے تو مسلمانوں سے فرمایا واللہ انی لشدید الوجع ولما لقی ہنکر بیا معشر المهاجرین اللہ علی من وجعی۔ اتی دلیت امرکم ولست خیرکم فی نفسی۔ فکلکم ورم اذفادارہ ان یکون هذا الامر۔ وذللک لارایتم الذنبا قد اقبلت۔ خدا کی قسم مجھے بہت سخت درد ہے اور اے گروہ ہاجرین تم سے جو باتیں مجھ کو پہنچتی ہیں وہ میرے مرض سے

سارے مسلمانوں کی ایک جماعت کہتی ہے کہ حضرت علیؓ نے اس کے کچھ دنوں بعد حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کرنی گئی۔ حضرت علیؓ کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نے کبھی بھی ان کی بیعت نہیں کی اس لئے کہ آپؓ نے قسم کھا کر صاف فرما دیا تھا "خدا کی قسم میں تمھارا قول نہیں مان سکتا اور نہ ان کی بیعت کر سکتا ہوں"۔ اللہ کی قسم کھانے کے بعد حضرت علیؓ اس کے خلاف کیونکر کرتے؟ ہاں اگر قسم کھانے کا کفارہ ادا کر لیتے تب ممکن تھا کہ بیعت بھی کر لیتے مگر اسلام کی کسی کتاب یا حدیث یا تاریخ یا سیرۃ وغیرہ میں کزور سے کوئی جرح یا قول بھی اس ضمن میں نہیں ہے۔ کئی ایسا بھی کام بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے اس قسم کا کفارہ ادا کیا اور ان کی بیعت کر لی۔



زیادہ میرے لئے اذیت رساں ہیں۔ اگرچہ میں تم لوگوں سے بہتر نہیں ہوں مگر میں تم لوگوں کا حاکم بن گیا تو تم لوگوں کی ناکیں غیظ و غضب سے پھول گئیں۔ کیونکہ ہر شخص کی خواہش یہی تھی کہ خود ہی خلیفہ بن جائے۔ اور یہ سب اس وجہ سے کہ تم لوگوں نے (رسول کے آخری زمانہ میں) دیکھ لیا تھا کہ دنیا نے (مسلمانوں کی طرف) رخ کر دیا ہے۔ (کتاب الامۃ والسیاستہ ص ۲۷)۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

لے حجۃ الاسلام امام غزالی نے اس غرض کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے لکھتے ہیں اجمیع المجاہدین علی متن الحدیث عن خطبہ یوم غدی خم باتفاق الجمیع وهو یقول من کنت مولاه فعلی مولاه۔ فقال عمر بن الخطاب یا ابا الحسن لقد اصبحتم مولائی ومولائ کل مومن ومومنۃ۔ هذا تسلیم ورضا وتحکیم۔ ثم بعد هذا غلب العوی لحب الریاسة وحمل عمود الخلافۃ وعقود البند وخنق ان العوی فی قعقعة الروایات واشتباک ان دحام الحنول وفتح الاموال سقاہم کأس العوی فعادوا الی الخلافۃ الاول۔ فنبذوه وراہم مہرہم واشتتوا بدینا قلیلا۔ فیکس ما یشترون۔ ولما مات رسول اللہ قال قبل وفاتہ ای تونی بدوات وبیاض لا زیل عنکم اشکال الامرو اذکر لکم من المستحق لہا بعدی۔ قال عمر دعوا الرجل فانہ لی بعد وقیل یھذو۔ فاذا بطل تعلقکم بتاویل المصوص فعدتم الی الاجماع۔ وهذا منقوض ایضا فان العباس واولادہ وعلیہ وذریتہ واولادہ لم یخضروا حلقة البیعة وخالفکم اصحاب السقیفۃ فیما جمہوہم علماء وحقیقین اسلام نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ یم غدیر خم میں حدیث غدیر کو ضرور ارشاد فرمایا اور سب کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من کنت مولاه فعلی مولاه (جس کا مولا میں ہوں اُس کے مولا میں بھی ہیں) اس پر حضرت عمر نے فوراً کہا اے ابوالحسن آپ کو مبارک ہو۔ اور خوب مبارک ہو کہ آج آپ میرے اور ہر ایمان والے مرد اور ہر ایمان والی عورت کے مولا ہو گئے۔ (امام غزالی فرماتے ہیں) حضرت عمر کا یہ کہنا درحقیقت حضرت علیؑ کی خلافت و حکومت کا مان لینا اور

دنیا نے مسلمانوں کی طرف رُخ کر دیا تھا اس وجہ سے ہر شخص کی آرزو رہی تھی کہ حضرت کا خلیفہ وہی بن جائے مگر حضرت ابوبکر و عمر کا مباح ہو گئے تو دوسرے لوگ ہمیشہ اس پہلو

(بقیہ حاشیہ منہ)

اس پر راضی ہو جانا تھا۔ مگر اس کے بعد دنیا نے اسلام کی بادشاہت پر قبضہ کر لینے۔ خلافت کے ستونوں کو اٹھا لینے۔ جھنڈوں کے پھر ہرے ہلانے۔ علموں کی کھر کھر اہٹ میں ہوا کے جھونکے مارنے۔ لشکروں میں گھوڑوں کے اڑدھام اور دیلا کھانے اور شہروں کے نسخہ کرنے کی آرزو و تمنا کی وجہ سے ان لوگوں پر خواہش نفسانی غالب آگئی جس نے ان کو نفس پرستی کے جام سے اچھی طرح سیراب کر دیا۔ اسی سبب سے یہ لوگ خلافت اولیٰ کی طرف (نہیسی) اپنی اُس حالت کی جانب جو اسلام کے قبل تھی) پلٹ گئے۔

غرض اس دین اسلام کو ان لوگوں نے پس پشت پھینک دیا۔ اور اس قابلِ قند مذہب کو پیچ کر اس کی بہت ہی کم قیمت قبول کر لی۔ انہوں نے کیا ہی بُری چیز (دنیا) ان لوگوں نے خریدی۔ حالانکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُمتِ عالیہ سے ارشاد فرمادیا تھا کہ تم لوگ میرے پاس دوات اور کاغذ لاؤ تاکہ میں تم لوگوں کے لئے خلافت کی شکل حل کر دوں اور تم لوگوں کو یاد دلا دوں کہ میرے بعد خلافت کا ستم کون ہے مگر حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کے جواب میں لوگوں سے کہہ دیا اس شخص (رسول) کو چھوڑ دو یہ ہدیان بک رہا ہے۔ یا بھکی باتیں کر رہا ہے۔ (اب میں ان لوگوں سے کہتا ہوں کہ) حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق تم لوگ قرآن یا حدیث کی جو جوتا ملیں کر کے اس کو ان کی خلافت کے بارے میں بطور نصیحت پیش کر سکتے تھے جب وہ سب باطل ہو گئیں اور اُن سے مقدار کوئی کام نہیں نکل سکا تو اب تم لوگوں نے اجماع کی آڑ میں پناہ لی۔ ذکر کہتے ہو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر مسلمانوں نے اجماع کیا حالانکہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ (حضرت رسولؐ خدا کے چلی) جناب عباس اور ان کی کل اولاد۔ نیز حضرت علیؓ۔ ان کی بیوی اور ان کی اولاد سے بھی کوئی شخص مدوح کے حلقہٴ محبت میں نہ نہیں ہوا۔ اور عقبہ میں جو اصحاب جمع ہو گئے تھے انہوں نے بھی تم لوگوں کی مخالفت ہی کی ذکر حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے انکار کرتے رہے پھر تم لوگ اجماع کا نام کس منہ سے لیتے ہو کتاب سر العالمین مصنف امام غزالی مطبوعہ ممبئی ص ۱۰۱۔ امام غزالی صاحب نے جو تفصیل (بقیہ حاشیہ منہ)

بیٹے رہے اور ان کا غیظ و غضب برابر قائم رہا۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر کو آخر وقت میں ظاہر کر دینا پڑا۔ ادبیہ ایسا واضح امر تھا کہ صحابہ نے حضرت ابو بکر کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اپنے سکوت سے ان کی تصدیق کر دی کہ بیشک ہم لوگوں کی طرف دنیا متوجہ ہو گئی تھی جس پر قبضہ کر لینے میں آپ کا میاں ہو گئے اور ہم سب محروم رہے اس وجہ سے ہم لوگ آپ پر غضب ناک ہیں۔ اس غیظ و غضب میں تقریباً ہر مسلمان شریک تھا لیکن اس کا سب سے زیادہ اثر انصار و شرفاء حرجین میں پایا گیا۔ مورخین نے لکھا ہے۔

خلا جماعۃ من بنی ہاذم والزیر و عقبہ ابن ابی لہب و خالد بن سعید بن العاص و المقداد بن عمرو و سلمان الفارسی و ابی ذر و عمار بن یاسر و البراء بن عازب و ابی بن کعب و مالو مع علی بن ابی طالب و قال فی ذلک عقبہ بن ابی لہب ۷

ما كنت احسب ان الاء و نصيوت عن هاشم ثم منهم عن ابی حسن  
عن اول الناس ايماناً و سادتهم و اعلم الناس بالقرآن و السنن  
و آخر الناس عهداً بالنبي ۱ بن جبریل عون له في العسل و الكفن  
من فيه ما فيهم لا يمترون به و ليس في القوم ما فيه من الحسن  
و كذا لك تخلف عن ذبيعة ابی بكر ابو غيان من بنی امية يعني بنی هاشم کی  
ایک جماعت نیز جناب زبیر و عقبہ بن ابی لہب و خالد بن سعید و مقداد بن عمرو و سلمان  
فارسی۔ ابو ذر۔ عمار یا سربراہ بن عازب۔ ابی بن کعب و غیر ہم نے حضرت ابو بکر کی بیعت  
انکار کیا اور حضرت علیؑ ہی کی طرف رہے۔ اس کے متعلق عقبہ بن ابی لہب نے کچھ شعرا بھی

(بقیہ حاشیہ ۱۹)

بیان کی اس کو حضرت رسول خدا ﷺ نے ایک ہی جملہ میں کال جہت و معرفت پہلے ہی بطور مشین گوئی فرمادیا تھا کہ حضرت علیؑ سے آخر وقت میں وصیت کی چوں کہ یہی کہ مردم دنیا اختیار کنند باید کہ تو آخرت را اختیار کنی۔ اسے علیؑ جب دیکھا کہ یہ لوگ دنیا اختیار کرتے ہیں تو چاہے کہ تم آخرت ہی اختیار کئے۔ ہو۔ (مدارج النبوة جلد ۲ ص ۱۵۵)۔ اس سے زیادہ حضرت کے اقوال کثر العالیٰ بشکوۃ صیح بخاری۔ فتح الباری وغیرہ میں بھرے ہیں۔ ۱۲

نظم کر ڈالے جن کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات میرے دہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ حضرت رسولؐ کی خلافت حضرت کے خاندان بنی ہاشم سے نکال لی جائیگی اور خاص کر حضرت ابوالحسن (علیؑ) کے قبضہ سے جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اس فضیلت میں سب پر سبقت لے گئے جو قرآن مجید اور احادیث رسولؐ کے سب سے زیادہ عالم و ماہر ہیں۔ جو حضرت رسولؐ کی خدمت میں سب کے آخر تک رہے۔ اور جن کی مدد (رسولؐ خدا کے) عمل دینے اور کفن پہنانے میں جناب جبریلؑ (ایسے مقرب فرشتہ) نے کی۔ وہ حضرت علیؑ کی کہ دوسروں میں جس قدر فضائل ہیں وہ سب حضرت میں بھی موجود ہیں لیکن حضرت میں جو شرف و بزرگی و افضلیت ہے وہ تمام مسلمانوں سے کسی میں بھی نہیں ہے۔

مذکورہ بالا لوگوں کی طرح ابوسفیان نے بھی جو خاندان بنی امیہ کا سردار تھا حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے انکار کر دیا۔ (تاریخ ابوالفدا جلد ۱ ص ۱۸۱) انکار کے ساتھ ہی تعجب بھی کیا کہ ابوبکرؓ کو خلافت سے کیا واسطہ؟ قال ابوسفیان لعلی ما ہل هذا الامر فی اقل حی من القومین واللہ لئن نشئت لاملا تہ اعلیٰ خیلہ ورجالا۔ ابوسفیان نے حضرت علیؑ سے کہا اس خلافت کی کیا گت بن گئی؟ کہ قریش کے سب سے حقیر خاندان میں پہنچی۔ اے علیؑ اگر تم چاہو تو خدا کی قسم میں اس مدینہ کو تمہاری حمایت میں سواروں اور پیادوں سے بھر دوں۔

(طبری جلد ۳ ص ۲۲) المّا اجتمع الناس علی بیعتہ ابی بکر اقبل ابوسفیان وهو یقول واللہ انی لا رى عجا جتہ لا یطفئہا الا دم۔ یا ال عبد مناف فی ما ابوبکر

من امورکم... وقال ابا حسن البسط یدک حتی ابا یعلک جب حضرت ابوبکرؓ کی بیعت واقع ہوئی تو ابوسفیان نے آگے بڑھ کر کہا خدا کی قسم میں فتنہ و مناد کا وہ غبار دیکھ رہا ہوں جس کو خون ریزی کے سواے اور کوئی چیز زائل نہیں کر سکتی۔ اے عبد مناف تمہارے امور میں ابوبکرؓ کو کیا دخل؟ اور کہا اے ابوالحسن تم ہاتھ بڑھاؤ میں تمہاری بیعت کر لوں۔ (طبری جلد ۳ ص ۲۲)۔ اور ابن عساکر نے روایت کی ہے جب حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ہو گئی تو انھوں نے سب لوگوں میں اس کی وجہ سے ناراضی اور مخالفت دیکھی تب ان لوگوں سے کہا کس سبب سے تم لوگ مجھے خلیفہ نہیں مانتے؟ کیا میں ایسا اور کیا دیا نہیں ہوں

(تاریخ الخلفاء ص ۴۷)۔ اس میں اس سے زیادہ کٹھن کی ضرورت نہیں۔ ۱۲

## تیسری فصل

### دختر رسول سے حضرت عمر کا بڑاؤ

دنیا جانتی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا حضرت رسول خدا کی نہایت محبوب اور عزیز بیٹی تھیں اور حضرت آپ کو اس درجہ مانتے تھے کہ فرما دیا تھا فاطمہ بضعتہ منی من اذا ہا فقد اذانی ومن اعصابہا فقد اعصابی فاطمہ میرا ہی ٹکڑا ہے جس شخص نے ان کو ستایا اُس نے مجھے ستایا اور جو ان کو غضبناک کرے گا وہ مجھے بھی غضبناک کرے گا۔ (صحیح بخاری جلد ۳ ص ۲۹ وغیرہ) اور حضرت رسول خدا سے حضرت عمر کے جو تعلقات تھے وہ بھی محتاج بیان نہیں لیکن حضرت عمر نے حضرت فاطمہ کے ساتھ جو برتاؤ کیا غالباً ویسا برتاؤ حضرت آدم سے اس وقت تک کسی مذہبی پیشوا یا دینی سردار کی اولاد سے اُس کے ماننے والوں نے نہیں کیا ہو۔ اور کسی ملک کسی مذہب۔ کسی قوم۔ کسی مانہ کی تاریخ اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ اسی وجہ سے آپ حضرت رسول خدا صلعم کو یاد کر کے یہ نوچ پڑھا کرتیں

ما ذا علی من شتم بتیبة احمد ان لا یثم مکر الزمان غوالیا

صبت علی مصائبہا صبت علی الایام صون لیا لیا

جو شخص رسول کی مٹی سو لگھ کر پھر زندگی بھر کوئی خوشبو نہ سو لگھے تو کوئی مصائب نہیں چھوڑے۔ حضرت کے بعد اتنی مصیبتیں پڑیں جو دنوں پر پڑتیں تو وہ رات ہو جلتے۔ (نور الابصار ص ۴ و مدارج النبوة جلد ۲ ص ۲۷ وغیرہ) شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی نے لکھا ہے جناب فاطمہ نے ابو بکر وغیرہ سے بات چیت کرنی چھوڑ دی۔ مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے رات کے وقت دفن کرنا اور یہ لوگ میرے جنازے پر نہ آئے پائیں۔ (دامات الامہ ص ۹۹) حضرت عمر سے جناب سیدہ کو کیا اذیتیں پہنچیں ان کی تفصیل کی جائے تو سو صفحے بھی کافی نہیں ہوں گے۔ اس وجہ سے اختصار کے لئے ہم اپنے معزز دوست جناب شیخ ذاکر حسین صاحب دہلوی مرحوم مصنف کتاب تاریخ اسلام وغیرہ کا وہ قابل قدر سالہ جو اس کے متعلق لکھا تھا اور جو سالہ اصلاح میں کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے اس کتاب میں بھی بعینہ نقل کر دیتے ہیں۔ حتیٰ یہ ہے کہ مرحوم نے باوجود اختصار کے اکثر ضروری عبارتیں جمع کر دی ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِقَدَرِ الْقُدْرَةِ الَّتِي تَطْلُعُ الْإِفْشَاةَ بِهَا عَلِيمٌ مَوْفِي عِلْمِ حِلْمَةٍ

# النَّارُ الْمَوْقِدَةُ

تأليف لطيف

عالی جناب فضائل بابا سطریشخ ذاکر حسین حسنا دام عہ

مالک دفراتالین انگریزی دہلی

اس رسالہ شریف میں بہت سی عربی - فارسی - انگریزی تواریخ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ خلیفہ اول کی بیعت لینے کے لئے بیت الشرف جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ و سلا علیہا کے جلالت کو خلیفہ دوم آگ لکڑی لگے اور جلالت کا قصد کیا

بغرض اظہار حق و نفع مومنین  
 دوسری مرتبہ شائع کیا گیا

در خطبہ اصلاح کچھ خواہیے ان  
 لکھنؤ

# النَّالِمُودَةُ

## لِمَنْ أَحْرَقَ بَيْتَ السَّيِّدَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد وآله الطاهرين ولعننته على أعدائهم اجمعين اما بعد چونکہ یہ آثار انکار و اوقاتِ صبح و شام کا ہے کہ ہر گزشتہ واقعہ سے جو مضر مطلب خیال کیا جاتا ہے انکار کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ واقعہ کو بلا سے بھی انکار ہے۔

لہذا یہ رسالہ صرف اس بحث میں لکھا جاتا ہے کہ خلیفہ دوم نے خانہ جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کے جلانے کا قصد کیا یا جلایا جس سے امید ہے کہ اہل اسلام سمجھیں اہلبیت رسول پر بعد وفات رسول اللہ کیا کیا مصائب گذرے اور ہم کو کہاں تک ان حضرات سے ہمدردی کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہر فرد بشر پر اپنے محسن اور محسن زادوں کی محبت و مودت فرض ہے۔

اور ان کے دشمنوں سے مخالفت و ممانعت لازم ہے وان ارید الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ ائینب

الیں ذکر حسین جعفر عفی عنہ

### قصد حراق خانہ جناب

علامہ محلی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب کشف الحق میں طبری۔ واقعی اور ابن عساکر وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ بسبب ترک بیعت جناب ابو بکر کے جناب عمر نے خانہ جناب

سیدہ صلوات اللہ علیہا کو پھونک دینے کا قصد کیا جس میں اُس وقت جناب امیر المومنینؓ اور جناب سیدہ اور اُن کے دونوں بیٹے اور ایک جماعت بنی ہاشم کی تھی۔ اور ابن خربہ کی کتاب عز سے لکھا ہے قال زید بن اسلم کنت ممن حمل الخطب مع عمر الى باب فاطمة حين امتنع علي واصحابه عن البيعة ان يباليوا فقال عمر لفاطمة اخرجي من البيت والا احرقته ومن فيه قال وفي البيت علي وفاطمة والحسن والحسين وجماعة من اصحاب النبيؐ. فقالت فاطمة تحزن ولدي قال اي والله اوليخون وليبايعن (یعنی نقل کیا ہے ابن خربہ نے اپنی کتاب غر میں کہ کہا زید بن اسلم نے کہ تھا میں اُن لوگوں میں جو دروازہ فاطمہؓ پر عمرؓ کے ساتھ لکڑیاں لے گئے جبکہ علیؓ اور اُن کے اصحاب نے بیعت سے انکار کیا تھا۔ پس کہا جناب عمرؓ نے جناب فاطمہؓ سے نکل آؤ گھر میں سے ورنہ پھونک دوں گا اس کو اور اُن کو جو اس میں ہیں۔ اور تھے گھر میں علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ اور ایک جماعت اصحاب نبویؐ کی۔ پس کہا جناب فاطمہؓ نے تو میرے بچوں کو پھونک دیجیو کہا جناب عمرؓ نے خدا کی قسم ضرور پھونک دوں گا۔ ورنہ وہ نکل آئیں اور بیعت کر لیں۔) علامہ حلیؒ کی اس تحریر کے جواب میں فضل بن رزبهانؒ اپنی کتاب بطل الباطل میں لکھتے ہیں من استمع ما انت رواه الروافض هذا الخبر وهو اخلق عمر بيت فاطمة وما ذكر ان الطبري ذكره في التاريخ فالطبري من الروافض مشهور بالتشيع حتى ان علماء بغداد هجره لغلوه في الرضا والتعصب وهجر واكتبه وروايته واجاده وكل من نقل هذا الخبر فلا يشك انه رافض متعصب يريد ابداء القلة والطعن على الاصحاب وما راينا احدا سدى هذا الا الروافض ينسبوه الى الطبري ونحن ما راينا هذا في تاريخه۔ (یعنی جو کچھ روافض نے افتراء یا مذہب اس میں سے زبوں ترا اور قبیح ترین خبر ہے عمرؓ کی خانہ فاطمہؓ میں آگ لگانے کی اور علامہ حلیؒ نے جو یہ لکھا ہے کہ طبریؒ نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے پس طبریؒ فضیول میں

سے جس کو شبہید ثالث علامہ شوستری علیہ الرحمہ کی کتاب - حقائق احق نے باطل کر دیا ہے۔ ۱۱۔



سے ہے تشیع کے ساتھ مشہور ہے۔ یہاں تک کہ علماء بغداد نے ترک کیا اُسے اُس کے غلو سے رخص اور تعصب کی وجہ سے اور اُس کی کتابوں اور روایتوں اور اخبار کو ترک کر دیا۔ اور جس کسی نے اس خبر کو نقل کیا پس بے شک وہ رافضی ہے تعصب اصحاب پر طعن اور قدح کرنی چاہتا ہے۔ اور ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اُس نے روایت کی ہو سوئے۔ رافضیوں کے جو اس واقعہ کو طبری کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور ہم نے اسے طبری کی تاریخ میں لکھا ہوا نہیں دیکھا) ابن روز بہان کی بیباکی اور خیرگی ملاحظہ کے قابل ہے۔ دیدہ و دانستہ ناحق کوشی اور باطل فردوسی اور اپنے علماء کی نقلیں پر کمر باندھی ہے۔ عناد و تعصب و بغض و حیرانی و پریشانی سے سو اس کے چارہ نہ دیکھا کہ اصل واقعہ ہی سے صاف انکار کر دیں۔ اور باخصوص طبری کی روایت میں کلام کر کے اپنی جہت کو ظاہر کیا ہے۔ دوسری روایتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ اول طبری کو رافضی بنایا پھر کہ دیا کہ سوائے رافضیوں کے کوئی اس روایت کو طبری سے منسوب نہیں کرتا اور پھر صاف انکار کر دیا کہ تاریخ طبری میں یہ مضمون ہے ہی نہیں بقیت ہے کہ صرف طبری ہی کے رافضی بنانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عام حکم دے دیا کہ جو کوئی اس خبر کو روایت کرے وہ رافضی ہے۔ اور اس حکم باطل سے اُس نے اپنے علماء اعلام کو حضفوں نے اس خبر کو روایت کیا ہے رافضی یعنی بدتر از یہود و نصاریٰ قرار دیا ہے۔ اور مقدوح مجروح اور بے اعتماد کر دیا ہے۔ حالانکہ اگر ان علماء کی توثیق کتب اہلسنت سے درج کی جائے تو ایک خاصی ضخیم کتاب تیار ہوتی۔ مثلاً ان ہی ابو جعفر طبری کو لیجئے جن پر ابن روز بہان نے ایسی بے دردی سے حملہ کیا ہے۔ قاضی ابن خلیکان اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں ”ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری صاحب تفسیر الکبیر والتاریخ الشہیر فنون کثیرہ میں امام تھا ان میں سے تفسیر و حدیث و فقہ و تاریخ وغیرہ ہیں اور فنون عظیم ہیں اور اس کی تصانیف طبع ہیں جو اس کی وسعت علم اور غزارت فضل ظاہر کرتی ہیں۔“ ائمہ مجتہدین میں سے تھا کسی کا مقلد نہ تھا وہ نقل میں ثقہ تھا اور تاریخ اس کی تمام تاریخوں سے صحیح تر اور ثابت تر ہے۔

صاحب مدینہ العلوم و کشف الظنون نے بھی ایسا ہی کچھ لکھا ہے۔ اور تاج الدین سبکی نے

طبقات فقہائے شافعیہ میں لکھا ہے کہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری امام اہلبیہ مجتہد المطلق عالم اور دین کی رو سے ایک امام ہے دنیا کا۔ صاحب کشف الظنون نے اور مولوی عبدالغفر دہلوی نے اپنے تئیں کے کید پناہ و دوم میں طبری کی تاریخ کو اصح التواریخ لکھا ہے۔ غرض طبری کا سنن و عظمت و جلالت و اعتماد و اعتبار نزدیک المہنت کے کا شمس فی رابعہ التہار ہویدا و آشکار ہے۔ اور کتب دین و ایمان المہنت اُس کے اقوال و روایات کی نقل سے بھری پڑی ہیں۔ کوئی عالم اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ ابن روز بہان نے ایسے جلیل القدر امام کو رافضی یعنی بدتر از یہود و نصاریٰ بنایا اور اس کے ساتھ ہی اُن تمام علماء کو لے لیا جو اس روایت کو نقل کریں۔ اب ذرا بڑے بڑے علماء المہنت کی درجہ جو اس واقعہ کی نسبت انھوں نے درج کی ہیں اور نیز مورخین فرنگ کی تحریروں کو بہ نظر غور ملاحظہ کیجئے اور ابن روز بہان کی حق پوشی اور طبری کی داد دیجئے۔

(۱) امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (المتوفی ۳۲۰ھ) کی تاریخ الامم والملوک مطبوعہ مصر ج ۱، ص ۱۹۱۔

ابن حمید کہتا ہے کہ عربین ان خطاب علی کے مکان پر آئے اور اس میں طلحہ اور زبیر اور کچھ مہاجرین بیٹھے تھے پس کہا عمر نے وائے میں ضرور جلا دو ونگا تم پر اس مکان کو ورنہ یا ہر نکل آؤ اور عیت کرو۔ پس زبیر تلوار کھینچے ہوئے باہر آئے مگر ٹھوکر کھاتے گھر پڑے پس تلوار اُن کے ہاتھ سے چھوٹ

حدثنا ابن حمید قال حدثنا جابر عن مغیرہ عن زیاد بن کلیب قال قال ابن عمر بن الخطاب منزل علی و فیہ طلحہ والزبیر و رجال من المهاجرین فقال واللہ لا حرقن علیکم و لا تخجن الی البقیع فخرج علیہ الزبیر مصلتا بالسلیف فعضر فسقط السیف من یدہ فوثبوا علیہ فاخذوه گئی اور لوگوں نے دوڑ کر زبیر کو پکڑ لیا۔

۱۔ البتہ ایک حق پر جبکہ غریب ی نے اپنی کتاب اختلاف الفقہائیں امام احمد بن حنبل کو فقیہوں میں شاکر کے سے انکار کیا تھا تو حبیبیوں نے بلکہ شورش مپائی تھی اور لوگوں کو ان سے برگشتہ کرنے کی غرض سے خواہ مخواہ انکو رافضی مشہور کر دیا تھا ورنہ طبری کو تو تشیع سے ایسی نفرت تھی کہ وہین لکھتے ہی کہ جیسا دے اپنے وطن طبرستان کو اس کا دہشتناک و بقیعہ حاشیہ مشہور

(۲) امام شہاب الدین احمد المعروف بابن عساکر اندلسی (المتوفی ۵۴۲ھ) کی تصانیف مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱۴۱۔

الذین تخلفوا عن بیعة ابی بکر علیؓ والعباس والزبیر وسعد بن عبادؓ فاما علیؓ والعباس والزبیر فقعداوا فی بیت فاطمہ حتی حبث الیہم ابو بکر عمرو بن الخطاب لیخرجہم من بیت فاطمہ وقال لہن اوجا فقاتلہن فاقبل بقبس من ناس علی ان یضوہ علیہم الذار فلقمہ فاطمہ فقالت یا بن الخطاب اجئت لتحرق حارنا قال نعم اوتدخلوا فیہا دخلت فید الامہ فخرج علی حتی دخل علی ابی بکر فباہ آیا ہے کہ ہمارے گھر کو پھونک دیے ؟ عمر نے کہا ہاں اسی لئے آیا ہوں ورنہ جس طرح امت کے اور لوگوں نے بیعت کی تم لوگ بھی بیعت کر لو۔ پس جناب علیؓ باہر نکلے یہاں تک کہ ابو بکر کے پاس آکر بیعت کری۔

(۳) ملک المید عماد الدین اسماعیل ابوالفدا (المتوفی ۷۲۲ھ) کی تاریخ المختصر فی أخبار البشر مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۵۶۔

وبادر والی سقیفۃ بنی ساعدہ فباہج عمر ابابکر رضی اللہ عنہما وانتال الناس علیہ یباہونہ فی العشر الاوسط من رجم الاول سنۃ

اور سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے گئے پس بیعت کر لی عمر نے ابو بکر سے۔ اور لوگوں نے ہجوم کیا اور بیعت کرنے لگے۔ یہ بیعت ربیع الاول ۱۱ھ کے عشرہ اوسط میں

(بقیہ حاشیہ ص ۲۰۸)

اور وہاں دیکھا شیخ پھیل گیا ہے تو مارے نفرت کے اپنے وطن کو ترک کر کے واپس چلے آنے لگے

ہوئی۔ سوائے ایک جماعت بنی ہاشم اور زبیر اور عقبہ بن ابی لہب اور خالد بن سعید بن العاص اور مقداد بن عمرو اور سلمان فارسی اور ابوذر اور عمار یا سر اور براء بن عازب اور ابی بن کعب کے (جنہوں نے بیعت نہیں کی) اور رغبت رکھتے تھے علی بن ابی طالب کے۔ اور کہا اس بارہ میں عقبہ بن ابی لہب نے "میں نہ جانتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے جاتا رہے گا خصوصاً ابواکمن ہے جو سب سے پہلے ایمان لایا ہے اور سب سے پہلے مسلمان ہوا ہے اور قرآن و سن کو خوب جانتا ہے اور جس نے آخر وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور حضرت جبریل نے اُس کی مدد غسل و کفن کے دینے میں کی اور وہ ایسا ہے کہ بلا شک اُس میں وہ تمام خوبیاں ہیں جو اوروں میں ہیں۔ اور جو خوبیاں اس میں ہیں وہ اوروں میں نہیں ہیں اوس کو تو خلافت نہ ملیگی۔ بلکہ ایک اور شخص کو مل جائیگی یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ (صاحب جیب السیر نے ان اشعار کو حضرت عباس کی طرف منسوب کیا ہے اور اس طرح ترجمہ کیا ہے کہ ندائم خلافت چرا منصرف شد از ہاشم و انگاه از ابواکمن

احدی عشرۃ خلاجمۃ من بنی ہاشم والزبیر و عقبہ بن ابی لہب و خالد بن سعید بن العاص و المقداد بن عمرو و سلمان الفارسی و ابی ذر و عمار بن یاسر و البراء بن عازب و ابی بن کعب و صالوا مع علی بن ابی طالب و قال فی ذالک عقبہ بن ابی لہب ہ ما کنت احسب ان الامر مشور عن ہاشم ثم منهم عن ابی حن۔ عن اول الناس ایمانا و سابقۃ۔ و اعلم الناس بالقرآن و السنن۔ و آخر الناس عهدا بالنبی۔ و من جبریل عون لہ فی الغسل و الکفن۔ من فیدہ ما فیہم لا یمتروں بہ۔ و لیس فی القوم ما فیہ من الحسن۔ و کذا لک تختلف عن بیعة ابی بکر ابوسفیان من بنی امیہ ثم ان ابابکر بعث عمر بن الخطاب الی علی و من معہ لیخرجہ من بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا و قال ان ابوا علیک فقاتل فاقبل عمر بنی من ناس علی ان یخرجہم الذل فلقیتہ فاطمہ رضی اللہ عنہا و قالت الی امین یا بن الخطاب اجئت لعمق دارنا۔ قال نعم و تدخلوا فیما

دخل فيه الامه فخرهم على حتى اتي  
ابا بكر فبايعه - كذا نقله القاضي  
جمال الدين بن واصل وروى الزهري  
عن عائشه قالت لهريرا لعلي اباي  
حتى صانت فاطمه وذاك بعد  
مستة اشهر لموت ابيها صلى الله  
عليه وسلم

نہ او اولین مقبل قبلہ بود + نہ او ہوا علم  
بفرض و سنن + نہ اقرب بعد نبی بود و بود  
معین جبرئیلش بعزل و کفن + نہ او مجمع حسن  
او صاف گشت + نہ قدر علی و ز خلق حسن  
آوہ اسی طرح تحلف کیا ابو بکر کی بیعت سے  
بو مصیان نے بنی امیہ میں سے۔ اس کے  
بعد ابو بکر نے عمر کو علیؓ کے پاس بھیجا اور

اُن لوگوں کے پاس جو علیؓ کے ساتھ تھے کہ اُن کو فاطمہؓ کے گھر سے نکال دے۔ اور  
حکم دیا کہ اگر توجہ سے انکار کریں تو اُن سے قتال کیجیو۔ پس آئے عمر کسی قدر آگ لئے  
ہوئے کہ گھر کو بھونک دیں۔ پس میں عمر سے جناب فاطمہؓ اور فرمایا اے ابن اخطا  
کہ گھر کو آئے۔ آیا ہمارا گھر بھونکے آئے ہو۔ کہا عمر نے ہاں اسی لئے آیا ہوں۔ وہ  
جس امر میں امت داخل ہوئی ہے تم لوگ بھی داخل ہو جاؤ۔ یعنی ابو بکر کی بیعت کر لو۔  
پس نکل آئے علیؓ یہاں تک کہ ابو بکر کے پاس آکر بیعت کر لی۔ نقل کیا ہے اسی طرح  
قاضی جمال الدین ابن واصل نے اور زہری نے عائشہ سے یہ روایت کی ہے کہ جب  
تک جناب فاطمہؓ کا انتقال نہیں ہو گیا علیؓ نے بیعت ابو بکر کی نہیں کی۔ اور فاطمہؓ  
کا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ۶ مہینے بعد ہوا ہے۔

(۳) علامہ ابوالولید محمد بن شحنہ (المتوفی ۱۵۸ھ) کی روضۃ المناظر پر حاشیہ  
جلد یازدہم تاریخ کامل مطبوعہ مصر مکتبہ۔

اس کتاب میں بھی احراق خانہ جناب سیدہؓ سے متعلق بالکل یہی روایت جو ابوالفضل  
نے لکھی ہے کسی قدر اختصار کے ساتھ درج ہے۔ بالکل یہی مطلب ہے۔ بانیہ طول  
ہم نے یہاں نقل نہیں کیا۔

(۵) امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ (المتوفی ۲۵۸ھ) کی کتاب الامامۃ والایمان  
مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۰۰۔

۱۔ چونکہ ابن قتیبہ نے اس موقع پر دیگر مورخین کی نسبت حق پوشی کم کی ہے اور بہت سی ایسی باتیں  
دبیجہ عائشہؓ ص ۲۰۰

اِنَّ ابا بکر رضی اللہ عنہ تفقدوا  
تختلفوا عن بیعتہ عند علی کوم اللہ  
فبعث الیہم عمر فجاہ فاداہم وہم  
فی دار علیؓ فابوا ان یخرجوا۔ فدعا  
بالخطب وقال والذی نفس عمر بہ  
لتخرجن اولا حرقتہا علی من فیہا فقیل  
لہ یا ابا حفص ان فیہا فاطمۃ فقال  
وان فخر جواہا یعلیٰ الاعلیٰ فاندعہم  
انذ قال حلفت ان لا اخرجہ ولا اضم  
توبی علی عاتقی حتی اجمع القرآن فوقفت  
فاطمۃ رضی اللہ عنہا علی بابہا فقاتلت  
لا عہد لی بقوم رضی و الاسرع محضی  
منکم۔ ترکتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم جنازۃ بین یدینا وقصعتم  
امرکم بیکم لم تستاہرونا ولم  
تردوا لنا حقنا فانی عمر ابا بکر  
نقال لہ الا تاخذہذا المتخلف  
عندک بالبیعتہ فقال ابو بکر لقد قد و  
ہو موی لہ اذهب فادع لی علیا  
قال فذهب الی علیؓ فنفذ فقال لہ ما  
حاجتک۔ فقال ید سورک خلیفۃ  
رسول اللہ۔ فقال علیؓ سریح ما کذبتم

ابو بکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کی خبر  
دریافت کی جو ان کی بیعت سے تخلف کر کے  
حضرت علیؓ کے پاس جمع ہوئے تھے۔ اور ان  
کے پاس عمر بن الخطاب کو بھیجا جبکہ وہ حضرت  
سلی کے گھر میں تھے۔ سر آئے اور ان کو آواز  
دی۔ اور انہوں نے باہر آنے سے انکار کیا تو  
سمر نے لکڑیاں سنگائیں اور کہا تمہارے اہل  
ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے  
نکل آؤ ورنہ میں اس میں آگ لگا دوں گا  
اور مع ان لوگوں کے جو اس میں ہیں پھونک  
دوں گا۔ پس کسی نے کہا اے ابو حفص (عمر)  
اس گھر میں تو فاطمہ ہیں۔ پس کہا عمر نے  
ہو اگر میں۔ تب وہ لوگ نکل آئے اور بیعت کر لی  
لیکن علیؓ نے سمجھے۔ عمر نے خیال کیا کہ علیؓ نے  
قسم کھالی ہے کہ جب تک قرآن جمع نہ  
کر لوں گا اور نہ (سوا سے) وقت نماز کے (رودا  
دوش پر ڈالوں گا) (اس لئے باہر نہ آئے) پھر  
جناب فاطمہؓ دروازے کے پاس کھڑی ہوئی  
اور کہا مجھے تم سے زیادہ بدتر قوم سے پلائی  
پڑا۔ تم نے جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے ہاتھوں  
میں چھوٹ دیا اور اپنے کام کی کسر بیعت میں لگ گئے  
ہم سے مشورہ نہیں لیا اور ہم کو ہمارا حق نہیں دیا۔

کچھ عین سے اہل حق کو مانتے ہوئے مذکور ہے۔ اس سبب ہم نے ہی اس روایت کو تفصیل کے لئے نقل کیا ہے۔

پس آئے عمر ابو بکر کے پاس اور کہا ابو بکر سے کیا آپ اس شخص (علی) سے جو آپؓ پہرا ملوا ہے بیعت نہ لیں گے۔ پس کہا ابو بکر نے اپنے غلام قنذ سے جا علی کو میرے پاس بلا لا۔ پس قنذ علی کے پاس گیا۔ حضرت علیؓ نے کہا کیا مطلب ہے۔ قنذ نے کہا آپ کو خلیفہ رسول اللہؐ بلاتے ہیں۔ علیؓ نے کہا کس قدر جلدی تم لوگوں نے رسول اللہؐ پر جھوٹ باز دھلے ہے۔ قنذ نے واپس آکر علیؓ کا پیغام ابو بکر سے کہا۔ اس پر ابو بکر دیر تک روئے۔ پھر عمرؓ نے دوبارہ کہا کہ تم اس شخص سے بیعت لینے میں ڈھیل نہ کرو۔ تب ابو بکر نے قنذ سے کہا پھر علیؓ کے پاس جا اور ان سے کہ کہ امیر المؤمنین آپ کو بلاتے ہیں۔ اگر بیعت کرو۔ قنذ علیؓ کے پاس آیا اور خلیفہ کا پیغام بیان کیا۔ پس علیؓ نے با واز بند معنی غصہ ہو کر فرمایا سبحان اللہ کیا اچھا دعویٰ ہے جس کا مطلق اُسے حق حاصل نہیں ہے۔ قنذ واپس آیا اور علیؓ کا پیغام پہنچایا۔ بکر ابو بکر بہت روئے۔ پھر عمرؓ اٹھے اور ان کے ساتھ ایک جماعت بھی چلی یہاں تک کہ دروازہ جناب فاطمہؓ پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب جناب فاطمہؓ نے ان لوگوں کی آوازیں سنیں تو بہت زور سے چلائی اور واولا کر کے لگیں۔

علی رسول اللہ ﷺ فرجہ فایع الرسا  
قال فکی ابو بکر طویلا فقال عمر الغانیه  
ان لا تمهل هذا المتخلف عنک بالبیعة  
فقال ابو بکر لئن قنذ عدالیه فقل له امیر  
المؤمنین یدعوك للتبايع فجامه قنذ قادی  
ما مر به فرغم علی صوتہ فقال سبحان اللہ  
لقد ادعی ما لیس له فرجہ قنذ فایع الرسا  
فکی ابو بکر طویلا ثم قام یفرمشی جماعۃ  
حتی اتوا بابا فاطمہ فدقوا الباب فلما سمعت  
اصواتهم نادت با علی صوتها یا ابی یا  
رسول اللہ ﷺ ما ذا لقینا بعدک من ابن  
الخطاب وابن ابی قحافہ فلما سمع العزم  
صوتہما وبکا تمہما انصرفوا بالکین وکادت فکوا  
تضلع واحکبادہم تنفطروا بقی عمرو  
معہ فقم فاخرجوا علیا فہ صواب الی ابی بکر  
فقالوا لہ یا یح فقال ان انالہ افضل فہ قالوا  
اذا والله الذی لا اله الا هو نضوب عنفک  
قالوا فالتفتون عبد اللہ واخا رسول اللہ ﷺ  
قال صلوا علی عبد اللہ فقم وما اخو رسول اللہ ﷺ  
فلا۔ و ابو بکر وساکت لا یشکم فقال لہ عمر  
الا تا مرفیہ با صرک فقال لا اکره علی شیء  
ما کانت فاطمہ الی جنبہ فلحق علی بقبر رسول  
اللہ ﷺ یصبح ویکی وینادی یا ابن اہ  
رور کو فرماتی تھیں کہ اے بابا اے رسول اللہؐ (اپنی بیٹی کی خبر سنی ہے) ہم آپ کے بعد ابن خطاب (عمر)

ان القوم استضعفونی وکادوا  
 یقتلوننی فقال عمر لا بی بکر الطقی بنا  
 الی فاطمہ فانا قد اغضبناها فانطعنا جمیعاً  
 فاستاذنا علی فاطمہ فلم تاذن لہما فایتا  
 علیاً فکلماہ فادخلہما علیہما فلما قعدا  
 عندہا حولت وجهہما الی الحائط فسلما  
 علیہما فلم تزد علیہما السلام فقلم بکر  
 فقال یا حبیبۃ رسول اللہ اغضبا لہ فی  
 میراثک منہ وفی زوجک۔ فقالت مایک  
 یرثک اھلک ولا یتک محمداً فقال وادہ  
 ان قرابۃ رسول اللہ حب الی من قرابتی  
 وادک لا حب الی من عالتہ ابنتی ولوددت  
 یومرات ابوک الی مت ولا ابغی بعد فترت  
 واعرفک واعرف فضلک وشرکک وانک  
 حقک ومیراثک من رسول اللہ الانی سمعت  
 اباک رسول اللہ یقول لا نورث ما ترکنا

اور ابنی بکر ابوبکر کے ہاتھوں یہ کیا مصیبتیں  
 اٹھا رہے ہیں جس وقت ان لوگوں نے حضرت  
 فاطمہ کی فرمایا دڑاری سنی روتے ہوئے اُٹھے پھر  
 گئے درحالیہ کہ ان کے درو کرتے تھے اور جگر  
 شق ہوئے جاتے تھے مگر عمر ان کے ساتھ  
 کچھ اور کسی ٹھمرے رہے پس انہوں نے علی کو بلایا  
 اور بکر کو ابوبکر کے پاس لے گئے اور کہا کہ بیعت کرو  
 علی نے کہا کہ اگر بیعت نہ کروں تو کیا ہو گا۔ جواب  
 دیا قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا  
 نہیں ہے کہ اس صورت میں ہم لوگ ہتھاری گردن  
 مائیں گے۔ آپ نے فرمایا تو ایک بندہ خدا اور رسول اللہ  
 کے بھائی کا خون کرو گے عمر نے کہا کہ بندہ خدا تو  
 غیر مگر رسول اللہ کا بھائی غلط اور ابوبکر سچے بیٹے  
 ہوئے سنائے کچھ نہ بولے تب عمر نے اُن سے کہا  
 اس کے بارہ میں حکم نہیں دیتے پس ابوبکر نے کہا  
 کہ جب تک فاطمہ ان کے پہلو میں ہیں ان پر کسی عمل

سے یہ وہ الفاظ ہیں جن سے حضرت ہارون نے اپنے بھائی جناب موسیٰ سے بنی اسرائیل کی شکایت کی ہے جب بنی اسرائیل  
 جناب موسیٰ کے چلے جانے کے بعد گورسار پرستی اختیار کر لی تھی اور جناب موسیٰ نے وہ پس اگر جناب ہارون کو سریش  
 کا کرتہ ملے ان کو کیوں نہ روکا۔ (دیکھو پارہ ۹ سورۃ اعراف رکوع ۱۸) یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ جناب موسیٰ نے ایہام  
 فرمایا ہے یا ابن عم نہیں فرمایا اگر حضرت ہارون سے پوری پوری مشابہت رہے۔ اور کیسا صحیح فرمایا ہے کیونکہ رسول  
 اللہ نے جناب میر کا شان میں اُمّتِ آخِرِ نَبِیِّ الدُّنْیَا وَالْآخِرَہُ تو فرمایا ہی تھا ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ چونکہ علی رضی اللہ عنہ  
 والدہ ماجدہ فاطمہ بنتِ اسد نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹول کی طرح پالا تھا بلکہ اپنی اطاعت سے زیادہ  
 چاہتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہمیشہ ماں ہی کہہ کر پکارتے تھے سچ ہے کلامِ امام امام الکام کیا خوب قرآنی کو اپنے چچا کا



صدقۃ فقالت ارايتكما ان حدثكما حديثا  
عن رسول الله ثم فاند وتفعلان به قال اخو  
فقالت نشتد تكما الله امر قسمعا رسول الله  
يقول رضا فاطمة من رضا في وسخط فاطمة  
من مخطي من احب فاطمة ابنتي فقد احبني ومن ار  
فقد ارضا من وسخط فاطمة فقد اسخطني  
قالا نعم سمعنا من رسول الله قالت فاني  
امتهد الله وصلا ثمكت انكما اسخطما في وما  
ارضيتما في ولست لقيت النبي لاشكونكما الله فقال  
ابوبكر انا عاهد بالله تعالى من وسخط وسخطه  
يا فاطمة ثم اتعجب ابوبكر بيكي حتى كادت نفسه  
ان تنزع وهي تقول والله لا دعون الله حليد  
في كل صلة اصيلها ثم خرج باكي فاجتمع عليه  
الناس فقال لهم بيت كل رجل منكم معا فاقا  
حليدتم مسروبا باحدكم كتموني وما انا فيه  
لا حاجته لي في بعيتكما اقولوني بعيتي قالوا يا خيفة  
رسول الله ان هذا الامر لا يستقيم دانت علينا  
بالله انما كان هذا امر لغير الله من فقال  
والله لولا ذلك وما اخافه من رضا فاطمة  
العرق صابت ليلة ولي في عنق مسلم بيعة بعد  
ما سمعت ورايت من فاطمة قال فلم يبايع  
على كرم الله وجهه حتى صاقت فاطمة رضي الله  
ولم تكت بعد اليها الا خمسا وسبعين ليلة  
اور من ان ابيك پدر بزرگوار کا انتقال ہوا ہے میں چاہتا تھا کہ میں مرجاؤں اور حضرت کے بعد زندہ نہ

میں جبر نہیں کر سکتا۔ پس علیؓ قبر رسول اللہؐ پر ٹہر گئے  
لائے اور نالہ و فریاد کرنے لگے۔ ورو کر کہتے  
تھے اے بھائی! دے رسول اللہؐ میری قبر لیجئے  
اس قوم نے مجھے مجبور دنا چاہا ہے پس بکس کر دیا  
اور میرے قتل پر آمادہ ہو گئی۔ پس کہا عمرؓ نے ابوبکرؓ  
سے او فاطمہؓ کے پاس چلیں کیونکہ تحقیق ہم نے  
اُن کو غضبناک کیا ہے۔ پس وہ دونوں ساتھ  
ساتھ فاطمہؓ کے گھر پہنچے اور اندر گئے کی  
اجازت مانگی جناب فاطمہؓ نے ان دونوں کو  
اجازت نہ دی پس علیؓ کے پاس آئے اور ان  
سے دونوں نے باتیں کیں۔ علیؓ اُن دونوں کو  
جناب فاطمہؓ کے پاس لائے جب وہ ان کے پاس  
آکر کھڑے ہوئے تو جناب فاطمہؓ نے اپنا منہ  
دیوار کی طرف پھیر لیا۔ اُنھوں نے سلام کیا  
جناب فاطمہؓ نے سلام کا جواب نہ دیا پس ابوبکرؓ  
نے کہا اے حبیبہؓ رسول اللہؐ ہم نے تمہارے باپ  
رسول اللہؐ صلعم کی میراث اور تمہارے شوہر  
کے بارہ میں تم کو غضبناک کیا ہے۔ پس جناب  
فاطمہؓ نے فرمایا یہ کیا بات ہے کہ تیرے اہل تو  
تیری میراث پائیں اور ہم محمدؐ کی میراث سے محروم  
رہیں! ابوبکرؓ بولے واللہ قرابت رسول اللہؐ کی  
میرے نزدیک میری قرابت سے زیادہ محبوب ہے  
اور تم مجھے میری بیٹی عائشہؓ سے زیادہ محبوب ہے۔  
اور میں ان آپ کے پدر بزرگوار کا انتقال ہوا ہے میں چاہتا تھا کہ میں مرجاؤں اور حضرت کے بعد زندہ نہ

رہتا کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ میں آپ کا حق اور آپ کا حق نہ ہو سکتا ہوں جو رسول اللہ کی طرف سے آپ کو پہنچتا ہے۔ حالانکہ میں آپ سے اور آپ کے فضل و شرف سے واقف ہوں مگر بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے وہ حضرت فرماتے تھے کہ ہمارا وہ دشمن نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ جناب فاطمہؓ نے فرمایا میں بھی تم سے رسول اللہ کی ایک حدیث بیان کر دوں اُسے پہچانوں گے اور اُس پر عمل کروں گے؟ ابوبکر اور عمر بولے ضرور۔ فرمائیے۔ پس فرمایا جناب فاطمہؓ نے میں تم کو قسم دے کر پوچھتی ہوں کیا تم دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے نہیں تھے کہ رضا فاطمہؓ کی میری رضا ہے اور غصہ فاطمہؓ کا میرا غصہ ہے۔ پس جس نے میری بیٹی فاطمہؓ سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی جس نے اُسے راضی کیا اُس نے مجھے راضی کیا اور جس نے فاطمہؓ کو غضبناک کیا اُس نے مجھے غضبناک کیا۔ ابوبکر اور عمر دونوں نے کہا ہم نے ایسا سنا ہے۔ تب فاطمہؓ نے فرمایا میں خدا اور ملائکہ کو گواہ کرتی ہوں کہ تم نے مجھے ضرور غضبناک کیا اور مجھے تم دونوں نے راضی نہیں کیا۔ اور جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کروں گی تو ضرور تم دونوں کی شکایت اولیٰ حضرت سے کروں گی۔ تب ابوبکر نے کہا میں پناہ مانگتا ہوں خدا سے اے فاطمہؓ اگر آنحضرتؐ کا تم غضبناک ہو یہ کبکھڑا ہو کر رہے گا۔ لیکن جناب فاطمہؓ یہی کہتی تھیں رسول اللہؐ جو ناد میں بڑھوئی اُس میں تیرے لئے بد دعا کرتی رہوئی۔ پس ابوبکر روتے ہوئے مجھے اور لوگ اُن کے پاس جمع ہوئے۔ پس ابوبکر نے اُن سے کہا کہ تم سب لوگ اپنے اہل و عیال میں سرور اپنی زوجہ کے ساتھ معاملہ میں رات گزارتے ہو اور مجھ کو اس صیبت اور آفت میں چھوڑ دیا ہے۔ مجھے تمھارے معیت کی حاجت نہیں ہے میری صحبت توڑ دو۔ وہ بولے اے خلیفہ رسول یہ امر استقامت پذیر نہ ہو گا اور آپ اس بات کو ہم سے بہتر جانتے ہیں کہ اگر یہ ہو گا تو دین خدا قائم نہ رہے گا۔ پس ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہؐ اگر یہ بات نہ ہوئی اور اس گرفت کے ڈھیل پڑ جائے گا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ایک رات بھی کسی مسلمان کی گردن میں پتی صحبت نہ رکھتا بولس کے جو میں نے فاطمہؓ سے سنا ہے اور جو کہ اُن کا حال دیکھا ہے۔ بڑی کتا ہے پس جناب علیؓ نے ہرگز معیت نہیں کی جب تک کہ جناب فاطمہؓ نہر کا انتقال نہ ہو گیا۔ اور وہ صرف ۷ دن اپنے پدر بزرگوار کے بعد زندہ رہیں۔

(۶) علامہ سعودی مروی الذہبیؒ بر حاشیہ تاریخ کامل جلد ۹ مطبوعہ مصر میں لکھتے ہیں۔  
وحدثنا المؤلف فی کتابہ الاخبار عن ابن

یعنی زوفی حماد بن سلمہ سے روایت کرتا ہے کہ عروہ

عائشہ عن ابیہ عن حماد بن سلمہ قال کان  
عمر بن الزبیر یبذرا خواہ اذا جری ذکو  
بنی ہاشم و حصہ ایاہم فی الشعب جمع  
الحطب لم یمنعہم و لقیول انما اسراہ بذالک  
ارہا بھم لیدخلوا فی ہاعثم کما اذهب  
بنو ہاشم و جمع بہم الحطب لاجرا قہم اذ ہم  
ابو البیتۃ فیما سلف۔

بن الزبیر نے بھائی عبداللہ بن زبیر کی اس حرکت  
کو اُس نے حضرت محمد بن صفیہ کے جملانے کا قصد  
کیا تھا اور لکڑیاں جمع کی تھیں۔ بھی معذرت  
کرتا تھا کہ غرض اس سے اُن لوگوں کا ٹھکانا  
کہ داخل طاعت ہوں جیسا کہ اس پہ پہلے  
بنو ہاشم نے بیعت سے انکار کیا تھا تو جملانے  
والی لکڑیاں اُن کے جملانے کو جمع کی گئی تھیں  
(۷) امام ابو الفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی (متوفی ۵۴۹ھ) کی کتاب اللیل و لیل مطبوعہ بمبئی جلد ۲۵  
نظام کتاب ہے کہ عمر نے لات ماری فاطمہ علیہا السلام  
کے شکم پر پڑے دن یہاں تک کہ عمن اُن کے شکم  
مبارک سے نکل پڑے۔ اور عرض چاتے تھے کہ  
جلاد و گھر کو مع اُن لوگوں کے جو اس میں ہیں۔  
حالانکہ گھر میں اے علی اور فاطمہ اور حسن و حسین کے کوئی نہ تھا۔

قال المظاہر ان عمر ضرب بطن فاطمہ علیہا  
السلام و وہ للبعیۃ حتی لقت المحسن من بطنہا  
و کان یصیح احوقوہا بمن فیہا و ما کان فی اللد  
غیر علی و فاطمہ و الحسن و الحسین۔

(۸) مولوی ولی اللہ صاحب کی ازالۃ الخفا مطبوعہ مطبع صدیقی دہلی اور اسی کتاب کا اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور تصدیق ثناء پور  
اسمیں یام میں کیا اور مشکل قریب مشکلات یہ پیش آئی کہ حضرت زبیر اور ایک عمت بنی ہاشم حضرت فاطمہ کے  
مکان پر جمع ہوئے اور نقص خلافت کے متعلق مشورے کئے شیخین نے حسن تدبیر سے جس طرح ممکن ہوا  
اس شکل کو بھی اٹھایا (یعنی نفع کیا) اسی طرح جو مال حضرت علی مرتضیٰ کے مزایج مبارک پر لاحق ہوا تھا اس کو بھی  
حضرت صدیق نے نہایت حسن ملاطفہ سے جبر نقصان فرمایا۔ اس قصہ کے تمام راویوں کا حال یہ ہے کہ کچھ  
یاد رکھا ہے اور کچھ ترک کیا ہے۔ اس جگہ چند روایتیں لکھتا ہوں کہ اصل منفع ہو جائے۔

عن زید بن اسلم عن ابیہ اندحین بوجہ لابی بکر  
بعد رسول اللہ کان علی و الزبیر یدخلان علی  
بنت رسول اللہ فیشتادونہا و یصیحون فی  
اصوہم فلما بلغ ذالک عمر بن الخطاب خرم حتی  
دخل علی فاطمہ فقال یا بنت رسول اللہ

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ بعد وفات آنحضرت  
جب حضرت صدیق کی بیت کی گئی تو حضرت علی مرتضیٰ  
اور زبیر رضی اللہ عنہما حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے  
مکان پر آتے اور اپنے امور میں مشورہ کرتے حضرت  
فاروق کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو حضرت فاطمہ

ما من الخلق احب الی من ابیک وما من احد  
احب الینا بعد ابیک مقلد وایم اللہ ما خافک  
بما فی ان اجتمع هؤلاء الفخر عندک ان الله  
ان یحرق علیہم البیت قال فلما خرج عمر حیا وها  
فقال قلوب ان صر قد جاء فی وقد حلف  
باللہ لان عدم یمحرقن علیکم البیت وایم اللہ  
لیمضین لما حلف علیہ فانصر فوراً عندین  
فراؤا انکم دلا حتی حیوا الی فانصر فوا عنہا  
فلعمری حیوا الیہا حتی با یحوا لانی بکوا اخرجہ  
ابن ابی شیبہ -

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر آئے اور فرمایا  
اے دفتر رسول تم ہے اللہ کی کہ کوئی شخص  
آپ کے والد سے مجھے محبوب تر نہیں ہے اور پھر  
آنحضرت کے بعد آپ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب تر  
نہیں مگر قسم ہے اللہ کی یہ امر مجھے اس امر سے  
مانع نہیں آسکتا کہ اگر پھر یہ لوگ اس طرح جمع  
ہوں تو میں آگ لگا دوں جب حضرت فاروق  
والپس آئے اور وہ لوگ حضرت فاطمہ کے مکان  
پر آئے تو آپ کے کہا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ ابھی  
میرے پاس عرائس تھے وہ قسم کھا کر گئے ہیں کہ اگر

پھر یہ لوگ جمع ہوں تو وہ گھر کو آگ لگا دیں گے سو قسم ہے اللہ کی وہ اس کام کو کر گزریں گے جس کی انھوں  
نے قسم کھائی ہے سو ستر ہے کہ آپ لوگ آپس ہوں اور اپنے اپنے کانوں میں مصروف ہیں اور پھر میرے  
پس مجتمع نہ ہوں چنانچہ وہ لوگ آپس ہوئے اور آپ کے مکان پر اس طرح مجتمع نہ ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ  
نے حضرت صدیق سے بیعت کر لی۔ ابن ابی شیبہ سے کہے راوی ہیں۔ اذالۃ الخفافۃ

(۹) امام ابن عبد البر (المتوفی ۴۶۵ھ) کی کتاب الاستیعاب مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد اول صفحہ ۳۲۵۔ اس کتاب  
میں بھی اذالۃ الخفافۃ والی روایت کسی قدر اختلاف لفظی سے درج ہے مگر معنی مطلب بالکل وہی ہے جو  
اس ابن ابی شیبہ کی روایت کا ہے۔

(۱۰) مولوی عبدالعزیز دہلوی نے اپنے تحفہ (مطبوعہ نول کشور ط ۱۳۱۸ھ) میں قصہ احراق خانہ جناب سیدہ  
کی روایت کو تسلیم کر لیا ہے اور صحیح مان لیا ہے۔ لکھتے ہیں و گفتن (عمر) انیکہ من خواہم سوخت پس  
دجہش انت کہ ایں تکوین و تہدیکہ سانسے را بود کہ خانہ زہرا را لجا و پناہ بہر صفا خیانت دانستہ  
حکم حرم کہ منظرہ ادہ در اینجا سچ می شدند و فتنہ و فساد منظور می داشتند۔

(۱۱) مولوی شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں احراق خانہ جناب سیدہ کی روایت بڑی سے نقل  
کر کے فرماتے ہیں کہ روایت کے اعتبار سے اس واقعہ کے اٹھارہ کی کوئی وجہ نہیں ہے حضرت عمر کی  
تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت کچھ بعید نہیں ہے۔

۱۲- ان سورت میں اگر ان کو ان کا کام یاد آئے تو صحیحاً نہ ہو گا۔ ۱۳- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۱۴- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۱۵- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۱۶- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۱۷- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۱۸- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۱۹- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۲۰- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۲۱- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۲۲- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۲۳- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۲۴- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۲۵- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۲۶- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۲۷- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۲۸- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۲۹- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۳۰- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۳۱- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۳۲- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۳۳- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۳۴- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۳۵- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۳۶- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۳۷- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۳۸- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۳۹- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۴۰- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۴۱- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۴۲- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۴۳- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۴۴- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۴۵- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۴۶- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۴۷- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۴۸- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۴۹- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۵۰- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۵۱- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۵۲- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۵۳- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۵۴- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۵۵- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۵۶- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۵۷- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۵۸- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۵۹- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۶۰- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۶۱- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۶۲- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۶۳- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۶۴- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۶۵- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۶۶- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۶۷- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۶۸- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۶۹- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۷۰- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۷۱- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۷۲- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۷۳- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۷۴- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۷۵- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۷۶- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۷۷- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۷۸- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۷۹- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۸۰- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۸۱- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۸۲- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۸۳- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۸۴- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۸۵- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۸۶- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۸۷- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۸۸- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۸۹- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۹۰- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۹۱- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۹۲- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۹۳- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۹۴- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۹۵- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۹۶- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۹۷- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۹۸- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۹۹- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ ۱۰۰- اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔

(۱۲) مولوی وحید الدین خاں حجازی المذہب اپنی کتاب حدیث مطبوعہ لکھنؤ کے ضامین لکھتے ہیں جب تک حضرت علیؓ کفن و دفن حضرت رسولؐ میں مصروف تھے تو اسی عرصہ میں فرصت پا کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا دیا۔ اور بحکم حضرت علیؓ کو واسطے بیعت کرنے کے طلب کیا اور رسم تفریت و ماتم پر ہی ساتھ ذخیرہ رسولؐ کے کچھ بجا نہیں لائے۔ اور حسب مضمون ایک سے ایت تاریخ ابوالفضل بادشاہ شام کے کہ جس پر کچھ حتمال شبہی ہونے کا نہیں ہو سکتا یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ واسطے جلائے گھر فاطمہؓ کے ہاتھ میں آگ لیکر گئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ سے یہ حکم پایا تھا کہ علیؓ بیعت نہ کریں تو علیؓ اور ہمراہیان کو ان گھر سے فاطمہؓ کے نکال دیا جائے تو یہ فعل گویا وہی ہاروت و ماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے زن و شو میں جدائی کراتے تھے۔

(۱۳) حافظ عبدالرحمن امرتسری نے اپنی کتاب الرضی مطبوعہ امرتسر میں عقد الفریاد اور ابوالفضل کی روایت کو مستند سمجھ کر درج کیا ہے۔

(۱۴) ڈیون پورٹ کے رسالہ خلافت کا اردو ترجمہ جزو مظاہر حق مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۳۱ اُس عرصہ میں ابوبکرؓ نے جلدی سے عمرؓ کو فاطمہؓ کے گھر پر جہاں علیؓ اور بعض اُن کے دوست تھے بایں حکم بھیجا کہ اُن کو طلب میں تاکہ وہ حاضر ہو کر بیعت خلیفہ کی کریں۔ اور اگر وہ اس امر سے انکار کریں تو اُن سے زور بیعت لیں۔ ابوبکرؓ اس حکم کے عمرؓ نے اُس گھر کو جا کے اپنے سر منگول سے گھیر لیا اور ابوبکرؓ کے منتخب کو کی خبر علیؓ سے کہہ کر دھمکی کی آواز دانداز سے بیان کیا کہ میری (یعنی عمرؓ کی) رائے اور تحریک یہ بات باغی رائے شوریٰ میں قرار پائی ہے کہ اگر کوئی شخص خود رئیس (خلیفہ) بن بیٹھے تو وہ شخص مع کل اُن لوگوں کے جنہوں نے اعانت اور حمایت اُس کی کی ہو وہ سزا موت کی پاویں۔ یہ کھلے عمرؓ نے بیان کیا کہ اگر اس حکم کی تعمیل نہ ہوگی تو وہ اس گھر میں آگ لگا کے اس کو اور جو لوگ اس میں ہیں اُن سب کو جلا کے وہ سزا جاری کریں گے۔ پس فاطمہؓ بطور تشنیع کے کمال غیظ و غضب سے چلائیں کہ اے ابن خطاب! ایسے ظلم قبیح و حشیانہ کا مرتکب نہ ہونا۔ عمرؓ نے جواب دیا میں ضرور ضرور کرونگا۔ اگر تم بیعت سے اُس شوریٰ کی انکار کرو گے۔ اُس حالت میں علیؓ اور اُن کے رفیقوں کو کوئی چارہ نہ رہا سوائے اس کے کہ اس حکم ناحق کی تعمیل کریں۔

(۱۵) گبن کی مشہور کتاب ڈکامن اینڈ فال آف دی رومن امپائر (ذوالسلطنت) مطبوعہ فریڈرک ان

۱۲۱۱ھ میں مولانا ابوالفضل نے یہ کتاب لکھی تھی۔

۱۲۱۱ھ میں مولانا ابوالفضل نے یہ کتاب لکھی تھی۔

یہ کہ گینہی لندن جلد سوم ص ۵۹۔ ”فقط بنی ہاشم نے ابو بکر کی بیعت سے انکار کیا اور ان کا سردار (علیؓ) ۱۰ ماہ سے زیادہ تک بالکل بے تعلق اور چپ چاپ گھر میں بیٹھا رہا۔ اُس نے عمر کی دھمکیوں کی کچھ پروا نہ کی جس نے دفتر رسولؐ کے مکان میں آگ لگا دینے کا قصد کیا تھا۔“

(۱۶) دستگین ایر ونگ کی مشہور کتاب سکسز آن محمد (محمدؐ کے جانشین) مطبوعہ جاج بل اینڈ سنز لندن نے اپنے ہر اہل بیت سے (فاطمہؓ کے) مکان کو گھیر لیا۔ علیؓ سے کہا کہ ابو بکر خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں۔ تم بھی بیعت کرو۔ علیؓ محبت کرنے اور اپنے حقوق جتانے لگے مگر عمر نے کہا اب مرضی عامہ کے خلاف جو کوئی خلافت پر قبضہ کرنے کا قصد کرے گا اُسے سزا قتل دی جائیگی۔ اور کہا کہ بیعت کرو ورنہ گھر کو اور جو لوگ اس میں ہیں سب پھونک دوں گا۔ فاطمہؓ نے ملامت کے طور پر چلا کر کہا اے ابن خطاب تو ایسا ظلم تو نہ کچھو۔ عمر نے جواب دیا کہ اگر تم لوگ در لوگوں کی طرح بیعت نہ کر لو گے تو اللہ میں ضرور جلا دوں گا۔“

(۱۷) اوکلی کی مہتری آن دی سیر سنز تاریخ اسلام) مطبوعہ جاج بل اینڈ سنز لندن ص ۵۵۔ عمر گھر میں آگ لگانے ہی کو تھا کہ فاطمہؓ نے پوچھا تیرا مطلب کیا ہے۔ عمر نے کہا کہ اگر ان لوگوں کی طرح تم لوگ بیعت نہ کرو گے تو میں گھر کو جلا کر خاک سیاہ کر دوں گا۔

(۱۸) ابو الفرج طبری نصرانی التوفی ۳۸۴ھ نے اپنی عربی تاریخ مختصر الدول میں بھی یہ روایت اسی طرح لکھی ہے جس طرح اوکلی کی تاریخ میں ہے۔

ہم نے یہ ۱۸ اشواہد واقعہ قصداً حراق خانہ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کے متعلق ایسی باتیں پیش کئے ہیں جو چھپ چکی ہیں اور جو ہر شائق تحقیق کو بغیر زیادہ دشواری کے دستیاب ہو سکتی ہیں اور اکثر تاریخی دنیا میں مستند اور معتبر مانی جاتی ہیں ورنہ ابن ابی شیبہؒ ابو بکر جوہریؒ صاحب کتاب السقیفہ اور ابن ابی الحدید صاحب شرح نہج البلاغہ اور ابراہیم بن عبد اللہ بن شافع صاحب کتاب الکفاہ اور جلال الدین سیوطی صاحب جمع الجوامع اور ملا علی متقی کنز العمال اور ابن خرداد بہ غرر وغیرہ نے بھی حضرت عمرؓ کے اس قصدِ حراق کی روایت کو اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

لے مگر قریب علامہ ابن خلدون پر کہ وہ اپنی مشہور آثار تاریخ میں اس واقعہ سے بالکل چشم پوشی کر گئے ہیں۔ امام ابن مالک اشتر کو ماویہ کے زہر دھانے والے واقعات میں تو کچھ حیلے والے بھی بتائے تھے فضولنا مقول (بقیہ حاشیہ ص ۲۲)

ان ۱۹ شواہد میں سے ہر ایک سے ہزار گنا ۱۰ شواہد الہند کے ایسے جلیل القدر عالموں سے نقل کئے گئے ہیں کہ جن کا نام سننے ہی الہندت اُن کی جلالتِ قدر و عظمت کی وجہ سے سر جھکا لیتے ہیں۔ ایک طبعی ہی کی توثیق تحریر کی جاوے اور اس کی مدح و ثنا جو علمائے الہندت نے کی ہے لکھی جائے تو یہ اس یا اس کے ساتھ یا اس سے زیادہ مصنفوں کی ایک کتاب تیار ہوتی ہے۔ شتے نمونہ از خرواسے ہم نے اس مضمون کے شروع میں لکھا بھی ہے۔ پس اپنا ایسے جلیل القدر علماء کی مستند اور معتبر کتابوں کے اتنے شواہد کے بعد الہندت کو اس واقعہ سے انکار کرنے کی مطلق گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسی مستند اور معتبر شہادتوں سے انکار کیا جائے تو دنیا کا کوئی واقعہ بھی تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ ان تاریخی روایتوں کے ساتھ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث کو بھی شامل کر لیجئے ۵ عن عائشہ . ان فاطمہ بنت رسول اللہ ۴

ادسل الی ابی بکر اللہ لیتق تسالہ میرا شہا من رسول اللہ ۴ عا فاطمہ علیہ بالمدينة وفدہ و ما یقی من خمس خیر فقال ابو بکر ان رسول اللہ قال لا نوث ما تمکننا صدقہ انما یمال کل محمد فی هذا المال وانی واللہ لا اعیو شیئا من حدیث رسول اللہ عن حالہا التی کانت علیہا فی عہد رسول اللہ ۴ ولا علم فیہا بما عمل رسول اللہ ۴ فابی ابو بکر ان یدفع لی فاطمہ شیئا فوجدت فاطمہ علی ابی بکر فی ذالک فہجرت فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ۴ ستہ اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی بن ابی طالب لیلہ

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت رسول اللہ نے جناب ابو بکر کے پاس کہلا بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں سے جو مدینہ اور فدک و ما بقایا سے خرچہ میری اپنی میراث طلب کی۔ پس ابو بکر نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارا ورثہ نہیں ہوا کرتا جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں صدقہ ہے۔ اس کے نہیں ہے کہ اگر محمدؐ اس مال میں کھاتی ہے۔ اور تم خدا کی میں رسول اللہ کے صدقہ کو امی حالت میں رکھوں گا جس حالت میں وہ حضرت کے عہد میں تھا اس میں کسی طرح کا تفریق نہ کروں گا اور اسے اسی طرح کام میں لاؤں گا جس طرح

(مقیہ حاشیہ ۲۹) عہد یہ تھو یا کوں بھی ماسے تھے یاں بکے فی بات نہ بنا سکے نورطایت ہم کو زاریا و لائلہ تاریخ طبری کو ایک مستند اور معتبر تاریخ سمجھتے ہیں بہت کچھ ہوں تاریخ طبری سے اپنی تاریخ میں بھرا ہے۔ جیسا کہ خود ہی اپنی تاریخ کی جلد دوم کے آخر میں قرار کیا ہے علامہ کو ماسب تھا کہ اس روایت کو جو خلیفہ ابان کے جس میں یہ قائل کا اثر کھنچا ہو ضرور لکھتے اور قول دلائل سے روکے شیخین کی پیشانی سے اس بد مزاج سے کہ پھر اسی سے ۱۲۰

وَلَمْ يُوْذَنْ بَعْدَ ابْنِ بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَكَانَ  
 عَلِيٌّ مِنَ النَّاسِ وَجْهَ حَيَاةِ فَاطِمَةَ فَلَمَّا قُتِلَتْ  
 اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وَجْهَ النَّاسِ فَلَمَسَتْ مَصْلَحَةُ ابْنِ بَكْرٍ  
 وَمُبَايَعَتُهُ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجِزْيَةِ تِلْكَ الْأَمَّةُ (دیکھو)  
 صحیح بخاری جلد سوم مطبوعہ مصر ص ۳۲ صحیح مسلم جلد ۱۰ انتقال کر گئیں۔ اور زندہ رہیں فاطمہ رضی اللہ  
 کے بعد ۶ ماہ تک۔ پس جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جنازہ طے پائی تو دفن کیا ان کو ان کے شوہر علی بن ابی طالب رضی اللہ  
 رات کے وقت۔ اور نہ اجازت دی ان کے جنازہ پر ابو بکر کو اور نہ جنازہ پڑھی گئی۔ اور جب تک جناب  
 فاطمہ زندہ رہیں لوگ شی کی رواداری اور سکاڑھ کرتے رہے۔ جب فاطمہ کا انتقال ہو گیا تو سلی نے دیکھا  
 کہ لوگوں کے رخساروں کی طرف سے بالکل پھیر گئے پس فوراً ابو بکر سے مصاحبت و بیعت کی درخواست کی  
 اور نہیں بیعت کی تھی علی نے ان چہرے سے تک (جب تک فاطمہ زندہ رہیں)

پس ان روایتوں اور حدیثوں سے نتائج مندرجہ ذیل صریح اور کھلے طور پر برآمد ہوتے ہیں

(۱) جناب میرزا غلام افغان ابو بکر پر راضی نہ تھے اور اس کو باطل سمجھتے تھے مگر خلیفہ ثانی زبیر رضی اللہ عنہ بیعت  
 لینی چاہتے تھے۔ یہ بیعت ترمذی و ازالہ الخلفاء و مودة القرنی و صواعق محرقة وغیرہ ثبات ہے  
 کہ جناب سونگھ مسلم نے فرمایا اَتُخِيَّ مَعَ عَلِيٍّ وَعَلِيٌّ مَعَ اَلْحَقِّ اَللّٰهُمَّ اِدْرِ اَلْحَقَّ مَعَ خِدْمَتِهِ  
 اَذ (حق علی) کے ساتھ اور علی حق کے ساتھ ہے خداوند پھر تو حق کو سلی کے ساتھ جس جس طرف  
 علی پھرے یعنی علی مثل آفتاب اور حق مانند آس کی شمع کے جو اُس سے مناسبت میں ہے (اللہ تعالیٰ  
 متفق علیہ ہے کہ من مات ولم يعرف امام زمانه فقد مات ميتة الجاهلیة) (دیکھو)  
 شرح عقائد نسفی (یعنی جو شخص مرے اور اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانے وہ کافر مرتد ہے۔ اور جناب  
 امیر نے بروایت مسلم و بخاری و معتبرین بعد ۶ ماہ کے یہ مجبوراً بیعت کی پس ۷ ماہ کے زمانہ میں

۷ چنانچہ اپنی قید کا رونا رویت نہ لکھا جا چکا ہے کہ ابو بکر نے عمرؓ کے ہمارے فاطمہؓ کی بیعت میں ان کے چاہا پس میں  
 میں ان کو کسی امر میں جسبہ نہیں کر سکتا ۱۱ اس نے یہ کیونکہ خوب جانتے تھے کہ فاطمہؓ کا انتقال ہو چکا ہے  
 اب ابو بکر رعایت کرنے اور چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ ادھر عمرؓ کا وعدہ یاد دلا کر کہ یہ نیم خراہ کا بیان  
 صادق کر دیں گے نہیں سوسنا نہ گذرینے جو برصحت میں تھا ہی اسلام کا باعث ہو گا۔ ۱۲ منہ





(۳) جناب عمر نے قسم کھائی ہے اس سبب سے مزور اس گھر کو مع اہلیت کے جلا دیتے اگر حضرت علیؓ باہر نہ نکل آتے۔ دوسرے یہ کہ بر حاکمیت کتاب لوقہ جناب ابو بکر نے جب کہا کہ اگر علیؓ و عباسؓ نہ کریں تو قتل کرنا۔ یہ حکم من کو عمر آگ اور لکڑی لیکر آئے تھے جس سے صریح قصد بھڑکانے میں کا ثابت ہے۔

(۴) حضرت عثمانؓ نے جناب فاطمہؓ پر سختیاں کیں اور ان کے شداہ سے جنازہ فاطمہؓ کو سخت ایذا پہنچا اور حضرت فاطمہؓ تادم وفات ان سے ناراض رہیں بلکہ بروایت نظام مقلی یہ سب بندہ سقط محسن وقوع میں آیا۔ اور وہی جناب سیدہ کے سہارے پڑ جانے اور وفات کا باعث ہو (۵) رسولؐ کی بیٹی یحنین سے ایسی ناراض گئی کہ جوازہ پر ان کی حاضری کی اجازت نہ دی رات کے وقت چپکے سے دفن کر دی گئی۔ اور ایسی کسی اور بیٹی کی حالت تھی اپنے چاہتے رہے بدلہ میں (۶) قرابت داران رسولؐ کے تھے ایسی کہ ردائے بکمرے والوں نے آیہ مودت یعنی قرآن کو پس پشت لیا اور حسنا کتاب اللہ پر بھی قائم نہ رہے۔

ابن ابی ہریرہؓ سے بخاری اور سلم کی یہ دو حدیثیں اور کبھی پڑھ لیجئے ان فاطمہؓ بضعتہ صنیٰ صن اغضبہا اغضبہا (صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد دوم ۱۸۵) فاطمہؓ میرا ایک کھڑا ہے جس نے اُس کو غضبناک کیا اُس نے مجھ کو غضبناک کیا۔ اور ان فاطمہؓ بضعتہ صنیٰ ج ذینی ما اذھا (صحیح مسلم مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی جلد ۲ صفحہ ۲۹) فاطمہؓ میرا ایک کھڑا ہے اُس کی ایذا میری ایذا ہے۔ ان احادیث کے پڑھنے کے بعد جو آخری نتیجہ نکلتا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ ایسا صریح ہے کہ ہر معمولی عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے۔

مسلمانو! انکھیں کھولو تقلید بابائی کے غیر واجب لائق کو چھوڑو قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ باؤنا اولوکان اباہم ولا یسلمون شیئا ولا یستدولون کے مصداق نہ بنو اور اسے وہ لوگو جو خیر اپنے کو علیؓ و فاطمہؓ کی اولاد بتاتے ہو اور پھر لباس تسنن پہنے ہوئے اپنوں کی فضیلت کے انکار کے غیروں کو ترجیح دیتے ہو اپنے دادا اور دادی کی مصیبت پر غور کرو اور خیال کرو کہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

لے گئے ہیں کافی ہے ہم کو جس پر کہ پالیہ اپنے ابا و اجداد کو کیا اگرچہ اُن کے آباؤ اجداد کچھ جلتے تھے اور نہ ہدایت پر تھے۔ (پارہ ۷ سورج ماہدہ رکوع ۱۴)

دلیلیں کرو۔ یعنی کرو اور ثابت اور پوری سی کو اختیار کرو۔  
 اگر اس سے بھی تسکین نہ ہو تو روایت کشف بیت فاطمہ کو ملاحظہ کیجئے جو تاریخ طبری کامل میں  
 کتاب الامت والایمان میں ابن قتیبہ کتاب صفحہ جوہری شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید تاریخ ابن سکر  
 ج ۱ بحوالہ سید علی کثیر العمال منتخب کنز العمال کتاب القدر ابو عبیدہ مناقب الصالح خیر بن سلیمان  
 طبرانی معجم کبیرانی مختار و منیہ مقدمہ مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی وغیرہ بہت سی مسانید میں ملے

تاریخ طبری میں ہے جلد ۳۴ مطبوعہ مصر  
حدثنایہ بن عبد اللہ اعلیٰ قال حدثنا  
یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر قال حدثنا اللیث  
بن سعد قال حدثنا علی بن صالح بن عیسیٰ  
عن ابن عبد الرحمن بن عوف عن ابیہ انہ  
عن ابی بکر الصدیق فی صومنا الذی توفیہ

یعنی عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ وہ  
داخل ہوئے ابو بکرؓ پر اس بیماری میں جس میں  
ابو بکرؓ نے وفات کی تو عبد الرحمنؓ نے ان کو بہت  
فکر مند پایا عبد الرحمنؓ نے کہا آج تو تم صبح کی  
اس حال میں کرا چکے ہو۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ تم  
ایسا خیال کرتے ہو۔ عبد الرحمنؓ نے کہا ہاں۔

فاصابہ مہمتا فقال لعبد الرحمن اصبر  
والحمد لله رب العالمین فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ قال  
نعم قال انی ولیت امرکم غیرکم فی ہنسی حکمکم  
ورم الغم من ذالک یرید ان یکون الامر لہ  
دونہ ورایتہم الدنیا قد اقبلت ولما قیل  
وہی مقبلہ حتی یتخذوا ستورا الحری فیہ  
الدیاج وقالوا الا اضطجاع علی القصور الاذی  
کما یالہا حدکم ان ینام علی حسیک واللہ  
لان یقدم احدکم فیضی عنہ فقد فی غیر  
خیولہ من ان یخوض فی غرق الدنیا وانہما ول  
منال بالناس غدا فصد ونہض عن الطریق  
یمینا وشمالاً یا ہادی الطریق انما ہوا الفجر  
والبحر فقد لد خفض علیہ رحمہ اللہ  
فان ہذا یمیضک فی امرک انما الناس  
فی امرک بین رجلین اما رجل رأى ما یت  
فہو معک واما رجل خالفک فہو مشیر علیہ  
وصاحبک کما تحب لانہما ارحم الاخیلا  
اولہ تزل صائحاً وانک لاتاسی من الدنیا  
قال ابو بکر رضی اللہ عنہ اجل انی لاکفی علی شئ من  
الدنیا الا علی ثلاث فعلتہم ووددت انی  
ترکتہن ثلاث حتی کتبت ووددت انی  
وددت انی سالت عنہن رسول اللہ  
فاما اللواتی التی ووددت انی ترکتہن فوددت  
انی لاکشف بیت فاحہ من شئ وان کاذبا

ابو بکر نے کہا ہم تم سب کے حاکم ہوئے جبکہ ہم اپنی  
نفس میں تم سب سے بہتر تھے۔ پس تم سب کی ناکام  
کمائی (غصہ ہو گئے) چاہتے تھے کہ خلافت تم ہی  
کو ملے دوسرے کو نہ ملے۔ اور دنیا کو دیکھا کہ رُخ  
کئے ہوئے ہے حالانکہ وہ وقت آنے والا ہے  
کہ تم فرش حریر دیا بر خواب کرو گے۔ خدا کی  
قسم اگر تم لوگوں میں سے کوئی شخص بغیر حد کے قتل  
کر دیا جائے تو بہتر ہے اس سے کہ غزہ دنیا میں  
تم غوطہ زن ہو۔ تم لوگ سب پہلے گمراہ کرنے  
والے ہو لوگوں کو کہ اُن کے دائیں بائیں کی راہ  
رو کو گمے۔ عبد الرحمن نے کہا اگر آہستگی کر خدا  
تم پر رحم کرے کیونکہ تمہارے ام میں وہی قسم کے  
لوگ ہیں۔ کیا تو وہ جنگی رائے دہی ہے جو تمہاری  
رائے ہے تو وہ تمہارا صاحب اور ہم رائے ہے  
دوسرا وہ جو تمہارے خلاف ہے تو وہ تمہارا  
مشیر ہے۔ اور تمہارا (عمر) جیسا کہ تم چاہتے  
ہو اور ہم جہاں تک جانتے ہیں تم نے خیر ہی کا  
اِرادہ کیا ہے۔ اور ہمیشہ تم صالح و مصلح رہے۔ دنیا  
کی کسی بات پر تم کو افسوس نہ ہوگا۔  
ابو بکر نے کہا ہاں ہم کو تین بات کا افسوس ہے کہ  
کاش نہ کئے ہوتے۔ اور تین بات کا افسوس ہے  
کہ کاش کئے ہوتے اور تین باتوں کو کاش رسول  
سے دریافت کئے ہوتے۔  
وہ تین باتیں جن کو ہم نے کیا اور چاہتے ہیں

قد غلقوه علی الحرب ووددت انی لو کن  
 حرقت الفجا المسلمی وانی کنت قتلته بثر  
 او خلیته بنجیاً ووددت انی سیمر سفیف  
 بنی سامة کنت قد ذفت الامر فی عنقی  
 احد النرجلین یدی عسراً با عبیدہ کذا  
 احدہما امیراً وکنت وزیراً واما اللاتی  
 ترکھن فوددت انی یومایت بالاسنث  
 بن قیس اسیراً کنت ضویبت عنقہ فاند  
 یخیل الی اندلایمی نشر الاعان علیہ  
 ووددت انی خین سیرت خالد بن الولید  
 الی اهل الردۃ اقمت بذی القصبۃ فان  
 ظفرا لم یلمون ظفروا وان ہزموا کنت  
 بصد لقاۃ اومداد ووددت انی کنت  
 اذ وجعت خالد بن الولید الی الشام  
 کنت وجعت عمر بن الخطاب الی العراق  
 فکنت قد بسطت یدی کلّیہما فی  
 سبیل اللہ وصدیدیہ ووددت انی کنت  
 سالت رسول اللہ لمن هذا الامر فلا یناد  
 احد ووددت انی کنت سالتہ هل للانما  
 فی هذا الامر نصیب ووددت انی کنت  
 سالتہ عن میراث ابنۃ الاخ والعمرۃ فان  
 فی نفسی منہما شیئاً صاۃ

کہ نہ کئے ہوتے۔ ایک یہ ہے کہ کشف بیت فائز  
 نہ کئے ہوتے (یعنی حضرت فاطمہؓ کا گھر نہ کھولے  
 ہوتے) اگرچہ وہ لوگ جنگ کرنے کے لئے اُس  
 کو بند کئے ہوتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ  
 کاش فجا پہلی کو ہم نہ جلائے ہوتے بلکہ ماچھو  
 دیتے یا قتل کر دیتے۔ تیسری بات یہ کہ بروز سفیف  
 ہم اس امر کو ان دونوں عمرو ابو عبیدہ کے کسی  
 کے گلے میں ڈالے ہوتے کہ کوئی ان میں سے  
 امیر ہوتا اور ہم اُس کے وزیر ہوتے۔ رہی  
 وہ تین باتیں جن کو ہم نے نہیں کیا اور چاہتے  
 ہیں کہ کئے ہوتے۔ ایک یہ کہ اسنث بن قیس کو  
 جب اس کو گرفتار کرنے لوگ لائے تو ہم اُس کو  
 قتل کئے ہوتے (مگر بوض اس کے اپنی بہن  
 ام فروہ کو اُس کے حوالہ کیا) کیونکہ ہمارے  
 خیال میں وہ جب کسی امر شر کو دیکھتا ہے تو  
 اُس کا معین ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب  
 خالد بن ولید کو اہل ردہ سے لڑنے کے لئے بھیجا  
 تو ہم ذی القصبہ میں رہتے اگر مسلمانوں کی فتح  
 ہوئی تو خیر اور اگر نہ ہو پاتے تو ہم اُن کی مدد  
 کرتے۔ تیسری بات یہ کہ جب ارد کو ہم سب نے  
 ملک شام کی طرف بھیجا تو عمر کو عراق کی طرف بھیجے  
 کہ خدا کی راہ میں ہم دونوں ہاتھ پھیلا دیتے۔

لیکن وہ باتیں جن کی نسبت ہم چاہتے ہیں کہ رسول اللہؐ سے پوچھے ہوتے۔ ایک یہ ہے کہ  
 حضرت سے پوچھتے یہ خلافت کس کا حق ہے۔ دوسری بات یہ کہ حضرت سے پوچھتے کہ انصار کا

بھی کچھ حق ہے اس میں کہ نہیں تیسری بات یہ ہے کہ میراث برادر زادی اور غمہ کو دریافت کرتے کہ اس میں ہم کو شک ہے۔ کتابک مائتہ والیاستہ ابن قیمیہؒ مطبوعہ مصر میں بھی ایسی حضوں ہے۔ ان روایات سے نہ صرف واقعہ حراق خانہ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کی تصدیق ہوئی جس پر سب سے پہلے اظہارِ انوس کیا ہے بلکہ صحابہ کی دنیا داری بھی بدیہی طور پر نمایاں ہوئی کہ حضرت ابو بکر سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ چاہتے تھے کہ خلافت ہم ہی کو ملے دوسرے کوئی نہ پائے۔

پھر یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت ابو بکر کی خلافت حکمِ رسول سے نہ تھی۔ کیونکہ فرماتے ہیں کہ میں ہم رسول اللہ سے پوچھے ہوتے یہ خلافت کس کا حق ہے۔

## ضمیمہ

### بعض مومنین اہل فرنگ کی تحریریں جناب امیر اور خلیفہ کی بابت

(۱) اس پر اُس نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ میرے قریب داروں کو بلا لاؤ جو قعدا میں چالیس کے قریب تھے اُن کی دعوت کرو۔ اور اُن کے آگے ایک بھڑا دودھ کا ایک بڑا برتن رکھ دو جب وہ کھاپی چکے تو حضرت اُن کو غلط کرنے لگے۔ مگر ابوبکرؓ نے انکار کیا (اور وہ چلے گئے) تو اسی طرح دوسرے دن اُن کی دعوت کی گئی اور جب فارغ ہوئے تو حضرت کے لعل لب اس طرح درفشوں پر ہوئے۔ میں نہیں جانتا کہ عرب میں کوئی دوسرا شخص اس سے بہتر تھے تمہارے سامنے پیش کرے جیسا کہ میں اس وقت تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں میں تم کو دنیا اور عاقبت دونوں کی بھلائی اور بہتری پیش کرتا ہوں۔ خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اُس کی طرف دعوت کروں۔ پس تو اب تم بتاؤ کہ میرا وزیر میرا بھائی اور میرا خلیفہ کون بنتا ہے۔ جب کوئی نہ بولا تو علیؓ نے کہا کہ میں نبوں گا۔ میں آپ کے مخالفوں کا دانت توڑ ڈالوں گا۔ آنکھیں نکال ڈالوں گا۔ پیٹ پھاڑ ڈالوں گا۔ اور انگلیں توڑ ڈالوں گا۔ اُن کے اوپر میں آپ کے وزیر نبوں گا۔ تب رسول خداؐ نے حضرت علیؓ کو (جن کی عمر اُس وقت دس گیارہ برس کی تھی) مجھے سے لگایا اور فرمایا: یہ ہے میرا بھائی۔ میرا وصی۔ میرا خلیفہ۔ اس کی اطاعت اور فرمان برداری کرتے رہو۔ (دیکھو اوکلی کی تاریخ اسلام ص ۱۵۱۔ مگن کی تاریخ اسلام ص ۱۲۔ مگن کی تاریخ دوم جلد سوم ص ۱۹۹۔)

(۲) اگرچہ سب سے پہلے عمر نے اہل جلسہ کھانے ابو بکر کو خلافت کے واسطے تجویز کیا اور سب سے پہلے اسکو خلیفہ تسلیم کر کے بیعت کی۔ مگر بعد میں وہ اس انتخاب سے کچھ خوش نہیں ہوا۔ جو اس نازک وقت میں ضرورتاً کیا تھا (وہ ضرورت یہ تھی کہ کہیں لوگ علی کو خلیفہ نہ بنالیں کیونکہ اگر علی خلیفہ ہو جائیں گے تو خلافت ہمیشہ کو خاندان نبوت ہی میں قائم ہو جائیگی) اس کا ثبوت اُن کی اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ خدا سے دعا کرتے تھے کہ اس بیعت فلتقہ کی خوابیوں سے خداوند کریم محفوظ رکھے جو کوئی آئندہ ایسا کرے اُسے قتل کیا جائیگا۔ اور اگر کبھی کوئی کسی دوسرے کی بیعت خلافت والے عائدہ کرے گا تو بیعت کرنے والا اور جس کی وہ بیعت کرے گا دونوں مار دیئے جائیں گے (مطلب یہ کہ اب تو ہم نے ابو بکر کو خلیفہ نہ لیا۔ اب جو کوئی علی کو خلیفہ بنائے گا کیونکہ بہت سے لوگ علی کو خلیفہ بنانے کی تجویز کرتے تھے تو علی سے بیعت کرنے والے اور علی دونوں قتل کر دیئے جائیں گے) ایسی ہی باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بعد میں اس انتخاب کو ناپسند کرنے لگے لیکن جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔ اب علاج کیا تھا۔ سوا اس کے کہ رہنا مندی ظاہر کر کے چپکے پوریں۔ اب جاننا چاہئے کہ اگرچہ درحقیقت ابو بکر خلیفہ ہو گئے مگر سب لوگ برابر مناسبت تھے کیونکہ بیعت سے لوگوں کی رائے تھی کہ خلافت کا حق علی بن ابی طالب کا ہے۔ خلافت اُن کو ملنی چاہئے۔ (او کی کیا پیک اسلام)

(۳) مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد اس امر کی مدعی ہے کہ سب سے پہلے علیؑ نے اسلام قبول کیا۔ اور ایک روایت کے بموجب درحقیقت وہ بہت ہی سابق الاسلام تھے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے شکرمہاد میں دین اسلام قبول کیا ہوا تھا۔ کیونکہ جب ہم حالت حل میں رہے علیؑ نے اپنی ماں کو بیت کے سامنے نہیں بٹھکنے دیا۔ اسی واسطے جب سلمان علیؑ کا نام لیتے ہیں تو کرم اللہ وجہہ خداوند تعالیٰ نے اُن کے چہرے کو بندگی اور عظمت بخشی کہ انھوں نے نہ تو خود کبھی بتوں کو سجدہ کیا نہ اپنی والدہ کو کرنے دیا۔ حالانکہ وہ کسی سے ایسا نہیں ہوا۔ کوئی صحابی ایسا نہیں ہوا جس نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا ہو۔ اسی واسطے علیؑ اس دعا کے ساتھ مخصوص کئے گئے (مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا علیؑ میرے لئے ہے اور میں علیؑ سے ہوں (علیؑ مینى نوانا جند) وہ مجھ سے دہا درجہ رکھتا ہے جو ہارون موسیٰؑ کے ساتھ رکھتے تھے (صومنى بمنزلتھادون منى موسیٰ) میں ایک شہر ہوں جس میں تمام علم بند ہے اور علیؑ اوس کا دروازہ ہے (انامدینہ العلم وعلیؑ بابہا) او کی صفحہ ۳۳۳۔

(۴) اگر شجاعت خوش طبیعتی زہد پرسانی عقل ودانائی کے خیال سے دیکھا جائے تو علی ایسا شخص تھا کہ اس قوم میں اس سے بڑھ کر کوئی پیدا نہیں ہوا۔ اوکلی ص ۳۳۵۔

(۵) انسؓ بت رسول اور خوصلت میں علیؓ اپنے تمام اہل وطن سے بڑے ہوئے تھے اور اس لیے عرصے خالی تخت پر ان کو پورا پورا حق حاصل تھا۔ ابو طالب کا بیٹا اپنے ذاتی حق سے بنی ہاشم کا سردار تھا اور خانہ کعبہ و شہر مکہ کا موروثی شہزادہ (حاکم)۔ شمع نبوت خاموش ہو چکی تھی مگر شہر فاطمہ کو اس کے باپ کا ترکہ اور وراثہ ملنا چاہیے تھا۔ عرب کچھ عرصہ مکہ کی حکومت کی حکمرانی کے متعلق رہ چکے تھے اور رسول اللہؐ نے دونوں کو گو دین لیکر پیار کیا تھا اور منبر پر سے فرمایا تھا کہ یہ میرے بڑھاپے کی امیدیں ہیں اور جو اتنا ان بہشت کے سردار ہیں۔ اس سبب پہلے مومن کی بابت فرمایا تھا کہ یہ دنیا و عاقبت میں مسلمانوں کا میثوا ہے۔ اور اگر بعض لوگ (ابوبکر و عمر وغیرہ) زیادہ سنجیدہ اور غلیظ تھے۔ مگر علیؓ کی سرگرمی اور اوصاف حمیدہ تک کوئی مسلمان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ شاعر بھی تھا سپاہی بھی تھا اور دلی بھی تھا۔ بہت سے اخلاقی اور مذہبی مقولوں سے اس کا نام لیا جاتا ہے۔ اور زبان اور تلوار کی لڑائی میں ہر حربہ اس کی فصاحت اور شجاعت کے آگے مغلوب ہو جاتا تھا۔ اول وقت بعثت سے لیکر تھنیر و تکفیر کے زمانہ تک اس فیاض دوست نے رسول اللہؐ کو کبھی کیسیا نہیں چھوڑا رسول اللہؐ بھی اس کو نہایت خوشی سے اپنا بھائی اپنا دوستی و خلیفہ اور موسیٰ ثانی کا ہارون ثانی کہلاتے تھے۔ ابو طالب کے بیٹے پر بعد میں طعن کی گئی کہ اس نے باقاعدہ طور پر اپنا حق کیوں طلب نہیں کیا۔ اگر وہ اپنا حق طلب کرتا تو کسی حربہ کی کچھ چلتی اور بعض آسمانی سداوس کی خلافت کی توثیق ہو جاتی۔ مگر یہ رشک و شہ نہ کرنے والا بہادر اپنی حقیقت پر بھر و سدھ کھتا تھا۔ اور اس خیال سے کہ سلطنت کا رشک و سدھ پیدا ہو گا اور غالب اس خیال سے کہ مخالفت مبارک ہو گا رسول اللہؐ اپنے ارادوں سے باز رہے (یعنی علانیہ خلیفہ نہیں بنایا)۔ اس انگریز محدث کی رائے عدم واقفیت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ رسول اللہؐ صلعم غدیر خم کے موقع پر علانیہ خلیفہ بنا چکے ہیں۔ اور آخر وقت میں خلافت علیؓ کے نام لکھ دینے کے واسطے قلم دعوت بھی طلب کیا تھا جو حریفوں نے نہ دیا اور نہ لکھنے دیا) یہ بات بھی ہوئی کہ رسول اللہؐ کا بستر پیاری مکار و مہرین عائشہؓ بنبت ابوبکر سے گھر ہوا تھا جو علیؓ کی دشمن تھی (یعنی اگر رسول اللہؐ علیؓ کو نماز پڑھانے یا



خیا نہ بنانے کا حکم بھی دیا ہو تو اس کی تعمیل کیونکر ہو سکتی تھی۔ مگر میں عائشہؓ باسرعائشہ کا رسیخ جو چاہا رسول اللہؐ کے نام سے لوگوں سے کہہ دیا وہ بھی ہو گیا۔ علیؓ بچا سے محروم رہ گئے (گنجلہ ۱) (۶) ان سب ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، میں سے علیؓ سب سے زبردست حق رکھتا تھا۔ وہ صرف رسول اللہؐ کا دامادی نہ تھا بلکہ یاد ہو گا کہ سب سے پہلے بعثت کے اعلان کے وقت رسول اللہؐ کی مدد کو ہی دوڑا تھا اور اس نازک وقت میں خلیفہ کا خطاب پا چکا تھا۔ اور رسول اللہؐ نے اس کے ساتھ ہی اس کی فرماں برداری کا حکم دیا تھا۔ گنجلہ ۲۲۵۔

(۷) ۳۲ھ میں فاطمہؓ کا انتقال ہو گیا۔ تب علیؓ بھی دیگر صحابیوں کے ساتھ دربار خلافت میں قے جانے لگے اور اس شکایت کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا جو ان کو انتخاب میں نظر انداز کر دینے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ غالباً انھوں نے یہ دیکھا ہو گا کہ عام لوگوں کی نسبت ان کی مخالفت کرنے کے ساتھ ہو جانے ہی کی پالیسی اچھی ہے دل سے نہیں تو ظاہر داری ہی سہی۔ اگرچہ ادھیں اچھی طرح یاد تھا کہ رسول اللہؐ نے خلیفہ صرف انھیں کو کیا ہے (خلیفہ کے لقب سے کبھی کسی دوسرے کو معزز و ممتاز نہیں فرمایا۔ گنجلہ ۲۶۷) (۸) خون کے رشتہ کے لحاظ سے حق خلافت علیؓ کا تھا۔ اور اس کے اوصاف حمیدہ خدات کثیرہ نے نمایاں طور پر اسے مستحق خلافت کر دیا تھا جس زمانہ میں اسلام کا آغاز ہی تھا اور خیر سمجھا جاتا تھا اور مسلمانوں کو کفار و ادرہ بنیاتے تھے رسول اللہؐ نے علیؓ کو اپنا بھائی اور وصی فرمایا تھا۔ اس وقت سے وہ برابر قول و فعل گفتار و کردار میں جان نثاری کرتے رہے تھے۔ اور اپنی مائی حوصلگی سے ایسے نمایاں طور پر اسلام کا ساتھ دیا تھا جیسا کہ اپنی شجاعت سے ظاہر کیا تھا۔ (ایرونک خلفائے رسول ص ۱)۔

اب ہم مزید تفصیلی المہنت کے لئے آخر میں اصلی عبارت انگریزی میں خوں کی بھی درج کرتے ہیں نہ پھر کسی کو عذر نہ رہے۔ پہلے تین عبارتیں متعلق احراق خانہ جناب سید ہیں اور آٹھ عبارتیں متعلق ضمیمہ لغز ملاحظہ فرمائیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَلَّمَ عَلٰی عِلْمِهِ

1. The Hushemites alone declined the oath of fidelity; and their chief, in his own house, maintained above six months a sullen and independent reserve, without listening to the threats of Omar, who attempted to consume with fire the habitation of the daughter of the apostle. (Gibbons Decline & Fall Vol. III P 519)

Omar surrounded the house (of Fatema) with his followers; announced to Ali the election of Abu Bakr and demanded his concurrence. Ali attempted to remonstrate, alleging his own claim but Omar proclaimed the penalty of death decreed all who should attempt usurp the sovereign power in defiance of public will; and threatened to enforce it by setting fire to the house and consuming its inmates. "Oh son of Khattab!" cried Fatema reproachfully, "thou wilt not surely commit such an outrage!" "Ay will I in very truth," replied Omar, "unless ye all make common cause with the people" (Irving's Successors of Mohamed Page 4).

2. Omar was just going to fire the house, when Fatema asked him what he meant. He told her that he would certainly burn the house down, unless they would be content to do as the rest of the people had done (O'Key's History of the Saracens Page 83).

3. Upon this he ordered Ali to invite his kinsmen about forty in number, to an entertainment, and to set before them a lamb and a large vessel of milk. When they had done eating and drinking, he began to preach, but being interrupted by *plu la ha*, he invited them to a like feast the next day, and when it was over, he harangued them in the following words:—"I don't know any man in Arabia can make you a better present than I now bring you; I offer you the

good both of this world and of the other life. the great God has commanded me to call you to him who then will be my Viceroy, my brother, my deputy" When all were silent, Ali said "I will I will beat out the teeth, put out the eyes, rip up the bellies and break the legs of all that oppose you, I will be your Viceroy over them" Then the apostle of God, embracing Ali about the neck, said "This is my brother, my ambassador, my deputy, pay him obedience" (Ockley's History of Saracens, page 14-15, Gilman's Saracens Page 23, Gibbon's Rome vol III page 499)

4. Notwithstanding that Umar was the first to propose Abu Bakr to the assembly and to acknowledge him as a suitable person to sit on the throne of that choice when necessary, it is suggested that critical juncture in the prophet's mission which he feared, namely that he prayed to God to avert the evil consequences which it was to be feared would follow upon such an indiscreet choice that the man who should do such a thing would be severe death and if any one should ever "wear" to another without the consent of the rest of the Muslims, both he that took the government upon him and he that swore to him, ought to be put to death" These and similar expressions were evident signs of his dislike, but the time is now done & past, there was no remedy, but to sit down and rest contented. Now though the government was actually settled upon Abu Bakr, all parties were equally satisfied for a great many were of opinion that the right of succession belonged to Ali, the son of Abu Talib. (Ockley Page 330).

5. The greatest part of the Muslims pretend that Ali was the first that embraced their religion. And according to tradition he was a very early Muslim and indeed, for it seems he made profession of that religion in his mother's womb. For all the time she was big of him he

اپنی شیعوں کی کوئی کرنا چاہا تو شیعوں نے کہا "اور تحقیق کریں کہ قرآن مجید سے سنی مذہب کا حق ہونا یا  
 ہو تبھی یا شیعہ مذہب کا۔ قرآن مجید جس کے مذہب کو صحیح کہے اسی مذہب کو ہم دونوں آدمی اختیار کریں  
 چنانچہ یہ زبردست بحث شروع ہوئی اور کل اصول و فروع دین میں دونوں شخص اپنی قابلیت کے جوہر دکھانے  
 لگے خصوصاً اقیقہ تبرا۔ خدا کے محمد ہونے تو عید بقاء عدل۔ تخریف قرآن۔ قرآن مجید پر شیعوں کے  
 ایمان ہونے یا نہ ہونے۔ قرآن مجید کے ساتھ سبوں اور شیعوں کے تیراؤ۔ نبوت۔ امام۔ رفاہ  
 مسیح قدیم۔ مائیں ہاتھ کھولنے۔ بسم اللہ کہنے۔ روزے کے مسائل متہ کی تحقیق نماز جماعت نجی ست  
 مشرکین وغیرہ پر خوب خوب بحثیں ہوئیں مگر مسئلہ میں شیعوں کی نے ثابت کر دیا کہ مذہب شیعہ ہی قرآن  
 مجید کے مطابق اور مذہب اہلسنت قرآن مجید کے مخالف ہے۔ آخر سنی مولانا صاحب نے مذہب بدل کر اپنے  
 شیعوں کو جانے کا اعلان کر دیا۔ ۱۶ صفحہ کی اس کتاب میں سنی و شیعہ کے کل اختلافات پر کامل بحثیں و مباحثات  
 برسرِ فکر کے محاط سستیم باطل واضح کر دی گئی ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ درجہ کی قیمت و ڈھائی  
 تارتن اسم آج تک روزنامہ میں کسی کتاب نہیں لکھی گئی جس میں شیعوں کے کل بزرگان دین کے  
 حرمہ۔ حالات اور قابلِ محضر کارنامے خود اہلسنت کی بنیاد پر تحریر کرادوں سے ایک جگہ جمع کئے گئے ہوں  
 اعظم الشان کتابتہ الخ اندر میں مشہور اندر اک۔ موری حالات چاندھرت۔ دھندلہ سک۔ حالات لکھ کر آپ کی  
 ازواج و اصحاب کرام کے حالات لکھے گئے اس میں جو حضرات امر حار۔ نہ کے مفصل احادیث زندگی اور قابلِ تار  
 دینی و دنیوی کارنامہ بنیاد پر چھپ عنوان سے نئے نئے ہیں اس سے ۱۰۰ روپے کی ازواج و اولاد  
 و اصحاب کے بھی بنیاد پر صرف نیز حالات لکھے گئے ہیں ہم دوست خدا کے تسلیم کر لیا کہ اس کتاب میں میرا کیا دیا  
 کو کرنے میں بند کیا گیا ہے۔ آج کل کے مسیو ایمان دین کے ایسے قابلِ قدر خدمات دیا کی جی ماں رہا  
 فارسی۔ اردو میں نہیں لکھے گئے جناب لانا و مقتدا آقا سید سبطہ نبی مسافر تہ جنہ الامام علی رضی اللہ  
 ساکن نوگاہاں سادات و شیعوں دین مسلم نو پورٹی علی گڑھ نے اس کتاب کو اس درجہ چاہا کہ  
 نسخے بذریعہ دی۔ پی سب کئے اور اسے علی گڑھ کالج و اسکول کے شیو طلبہ کے حساب تسلیم  
 کر دیا کاغذ لکھائی۔ چھپائی سب اعلیٰ درجہ کی مہمات ۱۶ صفحہ قیمت صرف چار روپے ملان اہل  
 صرف عائدہ محصول ڈاک۔ جلد طلب کیجئے۔ یہ کتاب ایک نعمت ہے بہا ہے اگر جلد نہیں منگوائے گا  
 تو دوسری طبع کا شدید انتظار کرنا ہوگا۔ کیا عجب اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کیا جائے  
 مجالس خاتون اور دوزبان میں چند سال قبل تک کوئی کتاب ایسی نہیں ملتی تھی جو خاص عورتوں کی

زنانی مجلسوں کے لئے لکھی گئی ہو۔ اور جس کو بہنیں خود پڑھ کر دوسری بہنوں کو سناتیں اور انھیں مشق کرتیں۔ یہ کی بہت دنوں سے محسوس ہو رہی تھی۔ اس کو رفع کرنے کے لئے کتابچہ الس خاتون لکھی گئی جس میں پہلی محرم سے ۱۰ محرم تک ہر روز اور ہر رات میں حوروں کے پڑھنے کی تین تین مجلسیں لکھی گئیں۔ اس طرح ہر مجلس کا یہ ایسا قیمتی ذخیرہ ہو گیا ہے جس کا ہر شیخہ عورت کے پاس وقت رہنا ضروری ہے۔ ہر مجلس کے اخیر میں مکتبہ بیت زنت نیز اور لانے والے دکان فوج بھی لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ بہنوں کو حدیث پڑھنے کے بعد کئی بار سے نو صے لکھنے کی ضرورت نہ ہو بلکہ اسی کتاب سے یہ ضرورت بھی فری ہو جائے۔ پہلی دفعہ چھپ کر کتاب ختم ہو گئی تھی اب دوبارہ چھپوائی گئی ہے۔ اس کے بھی صرف چند نسخے مان چاہئے۔ جلد ہی بیہ وزہ تیار ہے۔

پچھلے کا انتظار کرنا ہو گا۔ قیمت پندرہ۔  
حضرت ابو بکر حضرت ابوبکر کی سوانح عمری بھی خدا کے فضل و کرم سے بڑے بہت حسن و جاسیت سے لکھی اور شائع کی گئی ہے جس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں مدنی کے مفصل حالات تحریر ہوئے ہیں۔ اس میں خاص کر یہ مضامین نہایت چھپا دیے گئے ہیں۔ آپ کی نسبی تہا اور عرب میں آپ کے خاندان کی حیثیت۔ آپ کے والدین اجداد و اقارب و دیگر سرزمین و ممالک۔ آپ کا خاندانی پیشہ۔ آپ کے خاندانی پائیدار کے نتائج اور اس کے ذریعہ خاندانی آپ کی کلاویں حالات۔ حلیہ نام کنیت۔ القاب اور ان کے وجہ و اسباب۔ عہد خلافت تعلیم و تربیت۔ ذریعہ سائنس حضرت رسول خدا سے آپ کا بیڑا۔ خاندان نبی مائتہ سے تفصیلات حضرت عمر سے تعلقات۔ زمانہ جاہلیت کے گانا اور اس عہد میں آپ کے مذہب کی تحقیق۔ آپ کا بیڑا اسلام اور اہلیت اسلام کی بحث۔ آپ کے اسلام قبول کرنے کے پہلے مصل۔ آپ کا اسلام یا ایمان کی حقیقت۔ ابتدا اسلام میں آپ کا جہاد اور اس کا نتیجہ حضرت رسول خدا کی ملی اعانت کوئی لکھن آپ کے دل و ذات۔ سو خدا اور اسلام کی عزت و محبت۔ حضرت عائشہ کی شادی حضرت رسول خدا کے بچوں کی جب کہ وہ صرف چھ سال کی تھیں۔ جب چھ سالہ بچوں کی شادی ہو گئی تھی شریف لوگوں میں ہوتی تھی ہجرت میں آنحضرت آپ کو اپنے ساتھ لے گئے یا آپ نے ہی چلے گئے۔ سفر ہجرت کے گانا۔ مہجرت خارا اور اس کے گانا۔ کاغذ لکھائی جیہائی اعلیٰ۔ ۲۰۰ صفحہ قیمت پندرہ مشعل ہدایت۔ جناب حاجی سید ابراہیم حسنین حقانی۔ اسے عشرت پرست کعبہ کی مشہور اور زبردست تحقیقی کتاب جس میں دکھایا ہے کہ خدا اپنے کلام پاک میں رسول خدا اُن کے آل و اصحاب کے لئے کیا فرمایا اور قرآن مجید سے آل اہلباک کیا بابت ہے اور اصحاب کس مرتبہ پر فائز ہیں۔ ان حقائق کی موجودگی امت پر کس کی پیروی اور کس حد تک فرض ہے۔ بہت ہی قابل قدر کتاب ہے۔ حجم ۲۱۲ صفحہ قیمت صرف پندرہ۔ المشرقہ فیہ اصلاح کلمہ اور مرہبان (Bishar Chavla) P.O. Kanjharwa

(سید ذی الدین محمد نے جناب لانا سید علی محمد صاحب کے واسطے اصلاح پریس کچھ میں چھاپکرائی)



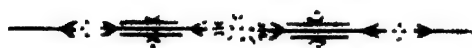


# اضلاح

منبر ماہ دسمبر ۱۳۵۸ھ حصہ ۳

مآخذ

میرزا یار محمد حسین حبیبی قزوینی



دلائل اشاعت

کجھوا (صوبہ بہار)

(کتبہ اکبر حسین جون پوری)

چند سالہ خاص پندرہویں  
تین چار ہزار ہندو پندرہویں

چند سالہ خاص پندرہویں  
پندرہویں ہندو پندرہویں



**نہیں جاسکتا** بعض ہمدردان اصلاح اپنے پرجوش کی پوری حفاظت نہیں کرتے اور بال ختم ہوتے  
مگر پرجوش جہاں جاسکتا ہر دوزخ اصلاح میں شکایت کرتے ہیں کہ اتنے نمبر نہیں لے کر فوراً بھیج دیجئے۔ ان کی حضرت

سے اتنا اس ہے کہ جس وقت رسالہ پہنچا کرے پھر اگر صندوق الماری میں بغل کر کے بند کر دیا کرے تو کوئی نمبر سائل نہ  
ہو۔ ہاں ایسا نمبر جو پہنچے ہر اگر میں معلوم ہوگا کہ قبل نمبر نہیں ملا تو وہ مکرر روانہ کر دیا جائیگا مگر دو تین نمبروں کے بعد قبل کا نمبر طلب  
کیا جائیگا تو میں جاسکتا۔ مثلاً نمبر ۱۰ پہنچے پھر اگر لکھا کہ نمبر نہیں ملا تھا تو مکرر بھیج دیا جائیگا لیکن اگر نمبر ۱۰ طلب  
کئے گا تو وہ نہیں جاسکتا۔ بلکہ اس کے لئے فی نمبر قیمت آپ کو بھیجی پڑے گی اس کا خیال رکھیں۔

**یوں تو ایک جگہ کی جگہ بن جاتی ہیں** وہ فوراً دفتر اصلاح میں بھی اپنے جدید ہونے کی اطلاع دے دیا  
کر میں بھیجا جائیگا اکثر حضرات اسکی پابندی نہیں کرتے جس دفتر کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔

**۱۳۵۸ ہجری کا اصلاح** ۱۳۵۸ ہجری کا چندہ اصلاح بن حضرت نے اب تک نہیں بھیجا وہ  
۱۳۵۸ ہجری کا اصلاح آؤ آؤ ریونی آرڈر روانہ کر کے شکر گرا کر کریں ورنہ آئندہ نمبر ضروری ملی

روا کر جائیگا جس میں آپکا ۳۰ پیسہ فضول خرچ ہو جائیگا۔ بہت حضرات دی۔ ملی پہنچنے پر شکایت کرتے ہیں کہ  
دن، ملی کیوں بھیج دیا خط لکھا کہ چندہ کیوں نہیں طلب کیا۔ ان سب کی خدمت میں التماس ہے کہ دفتر میں اتنے  
محرر نہیں ہیں کہ ہر شخص کو طلب چندہ کا خط لکھا کر اس اور نہ اتنا مال ہے کہ ہر شخص کو نہ کر کا پوسٹ کارڈ بھیجا جائے کہ  
پس اس اطلاع کو آپ حضرات کارڈ خیال کر کے فوراً اپنا چندہ بذریعہ آؤ رعایت فراہم کر دی، ملی بھیجنا ہمارے لئے بڑی  
مسئمت ہے۔

**۱۳۵۸ ہجری کا اصلاح** ۱۳۵۸ ہجری کا اصلاح کے مشہور پرنسپل تسویر عزا کے ختم ہونے پر ہر بار انیس  
اول جہان سوانح عمری حضرت عمیرا آ رہی ہیں مگر ہم بھیجی سے عبور اور وہ حضرات اسکے دیکھنے کے لئے

نہیں اب۔ اسی طرح جو حضرات اسی وقت سے رسالہ اصلاح کے خریدار نہیں ہو گئے اور ناول جو ہر قرآن و سوانح عمری خلیفہ  
دوم ختم ہونے پر طلب کرینگے تو بہت افسوس کرینگے پس جلد علم دوست حضرات اصلاح کے خریدار ہو جائیں۔

**ہندوینڈت کا رسالہ خلافت** ایک ہندوینڈت ہر نام صاحب مسئلہ خلافت و امامت پر وہ نہایت  
خوبہ شائع کی ہے جس سے بھی مذہب شیعوں کی حقیقت مثل آفتاب روشن ہوئی

ہے اس رسالہ کے خریداران ابست میں زلزلہ ڈال دیا۔ رسالہ اصلاح کو دو صد بد خریدار دیگر یہ کتاب مفت طلب کیجئے  
المشتہی :- نیز اصلاح مجھوا (بیار)

**اردو تفسیر قرآن** نہایت تحقیق و جامعیت سے شائع ہو رہی ہے۔ آج تک ایسی تفسیر اردو زبان میں نہیں  
چلی تھی۔ مرن دور وہ پہ سالانہ میں ۱۰ صفحہ اہوار آپ کے پاس پہنچتی رہیگی۔

جلدی طلب کیجئے ورنہ دوبارہ اس کا چھپنا دشوار ہوگا۔ المشتہی :- میر دائرہ تحقیق مجھوا











**مدح ثلاثہ ؟ ایک ہندو پنڈت کے قلم سے** | میں قوم کا برہمن - مذہب کا آزاد خیال ہندو ہوں - ملکی بچوں کی خدمت میرا آبائی پیشہ

ہندی اور اردو اجراءات کا مطالعہ میرے مشاغل ہیں - میرے تعلقات ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں سے ہیں - بیجا پٹ دھری کو ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھتا رہتا ہوں -

لکھنؤ کی عام فضا کے متعلق ایک ہندو ہونے کی حیثیت سے مجھے قلم اٹھانے کا کوئی حق نہیں لیکن مطالبہ کے ساتھ ہمدردی اور ظالم کے ساتھ نفرت ایک فطری اور پنچول چیز ہے - میرے

القائدا مذہب داری سے پاک اور تحریر فرقہ پرستی سے آزاد ہو گئی - لکھنؤ میں اہلسنت کی طرف سے منع اور شیعوں کی طرف سے بتوں کے معاملہ میں کشاکش اور قوت آزمائی ہو رہی ہے -

جہاں تک علم تاریخ کا تعلق ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ سنی صاحبان خلفاء اور اپنے پیغمبر کے ان صحابیوں کی مدح سرائی میں ایڑی جوٹی کا زور لگا رہے ہیں جنہوں نے رسول کی وفات

کے بعد قبل اسکے کہ رسول دفن ہوں قوت و اقتدار سے سب سے پہلے خلافت پر قبضہ کیا - زماں بعد شمشیر بکف ہو کر غیر مسلم ممالک پر چڑھائی کی - اور ہر اس شخص کو جس نے اسلامی

کلمہ پڑھنے سے انکار کیا تلوار کی گھاٹ اتار دیا گیا - اس سے فراغت پا کر کچھ صحابہ نے دلا رسول کی طرف رخ کیا اور اپنی دانست میں میدان کربلا میں سیدوں کو تیرہ تیغ کر کے فوٹی

دوسرے کے فوٹے لگاتے ہوئے کو ذرا شام میں رنگ ریاں چھائیں - پھر کچھ صحابہ نے اپنے خدائی کھریں یعنی کعبہ میں مخفی سے آگ دیتے ہوئے اور ایک سچے مسلمان کو کعبہ کے اندر

نہج کر ڈالا - پھر کچھ صحابہ نے اپنے رسول کے دوسرے گھر یعنی مدینہ کا رخ کیا اور مسجد رسول میں نجی اونٹ دگھوڑے بانہ حکو کیناؤں کی عصمت دری کی وغیرہ وغیرہ -

آج ہمارے مذہب و تقاریب میں مسجد کے سامنے باجہ بجانے پر ہم سے ہر جگہ تصادم کیا جاتا ہے لیکن عہد سلطنت میں مسجد نبی کی بے حرمتی کرنے والوں کی مدح کی جاتی ہے -

شیعہ کہتے ہیں کہ رسول اپنے پیچھے بھائی عیسیٰ کو اپنا جانشین کر گئے تھے - ایسی حالت میں تینوں خلفاء کی خلافت جائز نہ تھی فرقہ شیعہ ظلم کے ساتھ ہمدردی اور ظالم کے ساتھ نفرت

کا برتاؤ اپنا عین ایمان سمجھتا ہے - اس فرقہ کے نزدیک بعض صحابہ کا شمشیر بکف ہو کر قتل عام کرنا اور غیر مسلمین کو زبردستی مسلمان کرنا مستحسن فعل نہیں - اگر اسلام اچھا مذہب ہے تو تبلیغ

کرواسکی خوبیاں بیان کرو - اس کے اخلاقی تعلیم کا علی ثبوت دے کر اسلام کی طرف دوسروں

کو دعوت دو تلو اسے اسلام پھیلانا خدا کا حکم تھا نہ ان کے رسول کا عمل۔ علی اور اولاد علی کا دامن اس قسم کی کارروائیوں سے بالکل پاک رہا۔ میں نے مسلمانوں کے دونوں مذاہب کا جائزہ لیا۔ حالات بتاتے ہیں کہ شیعہ قوم بہت خاموش، غیرت دار، مہذب اور مرتجیاں مرتجی جماعت ہے۔ سلف سے لے کر اس وقت تک کے حالات دیکھنے سے یہ چلتا ہے کہ شیعہ میدان میں ہمیشہ دفاعی اور جوابی حیثیت سے آئے۔ برخلاف اس۔ اسلام ہی میں ایک ایسا فرقہ بھی ہے جو نہ کبھی خود چین سے بیٹھنا دوسروں کو بیٹھنے دیا۔ آج کل بھی دیکھ لیجئے۔ بنارس، الہ آباد، کانپور میں ہندوؤں سے، اسمبلی میں کانگریس سے اور لکھنؤ میں شیعوں سے محاذ قائم کر رکھا ہے۔ خود بھی پریشان۔ ہمسایوں کو بھی پریشان و تباہ کر رہے ہیں۔ گولپہر ماتا کے نزدیک لڑائی مستحسن چیز ہے کہ چین سے رہیں گے۔ رہیں دینگے۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جسکے دشمن بنے اس کو ذلیل کیا۔ ان نادان دوستوں نے تھوڑی سی محسوس کر کے اپنے پیشوایان پر تہو کی اتنی بوجھا کر ان کی تہو سو برس میں انہی نہ ہوئی ہوگی۔ لیڈر بننے کی بوس اور غالباً شکم پری کی ملمع نے سب گوارا کر دیا۔ متقدم جماعت کو ان سے بھلائی کی امید کیا ہو سکتی ہے؟ (نوشتہ عالی جناب پنڈت رام لال صاحب مراد آبادی)

۱۰۔ الہ آباد ۲۲ مئی۔ سر محمد یعقوب نے لکھنؤ کے شیعہ سنی قسب محمد یعقوب کو نسل سٹیک کی لے لیا۔ ایک بیان دیا ہے جس میں اپنے گھلبے کے اکثر سلسلے میں پیپ

اہم اور قابل غاغات بکرہ دہسنی اور شیعہ لیڈران جو اس امورناک جنگ میں حصہ لے رہے ہیں کا تذکرہ اور یوں وزارت کے براہ راست اثر میں ہیں۔ آنریبل حافظ محمد براہیم اور آنریبل مسٹر رفیع احمد قذافی کامووی حسین احمد پرچونسی طبع کے لیڈر ہیں بہت اثر ہے۔ اس طرح مسٹر حمید رمدی شیعہ لیڈر کے وزیراعظم چوٹی سے دوستانہ تعلقات میں اور وزیراعظم کان پر بھی نہ رہے اس لئے میرے لئے یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ اگر وزیر ادا ان دونوں جماعتوں کے افراد پر اپنا اثر ڈالیں تو نزاع طے نہیں ہو سکتی۔ اسی سلسلہ میں سر محمد یعقوب

نے فرمایا کہ بہت عرصہ تک یہ ٹنجا تار باکہ اہل برطانیہ ہندوستان میں تقسیم کرو اور حکومت کرنا کی مادی میں اور اب یہ طالع برتا ہے کہ ان کے جانشین کانگریسی گورنمنٹ بھی انھیں کی پالیسی پر عمل کر رہے ہیں۔ امر قابل غلیظان ہے کہ لکھنؤ کے بڑے لکھے اور مجید اسٹی جنین علماء فرنگی محل بھی ہیں اس قضیہ میں ملے ہوئے رہے۔ سر محمد یعقوب نے آگے چل کر فرمایا کہ میں خود ایک پکاسٹی ہوں اور فرنگی کے سامنے یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ اس خاندان سے ہے جو مذہبی امن پسندی میں ممتاز تھا اور ایکٹ بھی حلقہ تھا۔ مجھے اس کہنے میں



باک نہیں کہ جس طریقہ پر مدح صحابہ کی اب خواہش کی جا رہی ہے اور ان سنیوں کی طرف جو اس کی پیش کش کے لئے ہیں وہ بالکل ایک جدید بات ہے اور اس کی تائید میں سنیوں کے مذہب میں کوئی احکام اور کوئی پیکر و جواز نہیں۔ اسی طرح لکھنؤ کے متبعہ تبراہ کے شارح عام یہ بڑھنے کا حوصلہ کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں جو طریق عمل اختیار کر رہے ہیں وہ بہت نقصان دہ ہے۔ سر محمد یعقوب نے آگے چل کر کہا کہ یوپی گورنمنٹ آسانی سے اس طرح امن قائم کر سکتی ہے کہ وہ لکھنؤ میں مدح صحابہ اور تبراہ دونوں کے جلوس کو شارع عام پر نزع قرار دے دے اور سابقہ حالات کو باقی رکھے لیکن اگر گورنمنٹ اپنے اس فریضہ کی ادائیگی میں مجبور ثابت ہو تو لکھنؤ کے سنیوں کا یہ باعزت اور فیاضہ نظر عمل ہو گا کہ وہ گورنمنٹ کی ان رعایتوں سے دستبردار ہو جائیں جو اس نے اپنے خاص مقام کے تحت سنیوں کو دی ہیں۔

**پیش قدمی عمل (از جناب سید لکھنوی)**

اے غلامانِ شہید کہ تم ہاں شہید ہو :۔ امتحانِ دل جگر کا وقت ہے بیدار ہو  
 تم کو کیا نہ ہے رانا :۔ تل آزار ہو :۔ دین حق اب چھوڑ دو یا سوت پر تیار ہو  
 آگیا عہدِ نریدی :۔ خبر ایمان سے :۔ جان دے دینا حسین بن علی کی شان سے  
 ہو گئی دنیا تمہاری ہمتوں سے باخبر :۔ آج پھر دکھلا دو شیر و قوتِ قلب و جگر  
 کیا نہیں ہیں واقعاتِ سابق پیشِ نظر :۔ چل رہے ہیں خیر ظلم و جفا :۔ مانا :۔ مگر  
 اس طرح دنیا تمہارے خون کی پیاسی پیاس :۔ لاکھ ظالم ہو حکومتِ عہدِ عباسی نہیں  
 اگر دینِ مظلوم پر تو خشکِ فولاد رکھ :۔ بسملوں کو زندگی بھر مائل فریاد رکھ  
 ظلم :۔ چاہے ردا اور بالی بیدار رکھ :۔ خون ہی یہ اور ہے ظالم حکومت یا دیکھ  
 اور اُپ بھرے گا جو دامن سے چھڑا جا گا :۔ رنگِ اتنا لالے گا جتنا بہا یا جائے گا  
 ظلم کی رسی میں باندھے بیٹنا ہونگے گلے :۔ ناوکِ بیدادِ مظلوموں کے سینوں چلے  
 سختیاں قیدِ ستم کی اور نازوں کے پے :۔ باز آسکتے ہیں لیکن حسینی من چلے  
 اپنے نعروں سے ہلا دیں قہرِ عدت تو سہی :۔ خود اُٹھ جائے نہ یہ تختِ حکومت تو سہی  
 تبراہ کی ہندوستانی مثال

الہی کی منظوری شدہ رپورٹ کے خلاف مولوی حسین احمد دینی صاحب اور چند دیگر کانگریسیوں کو خوش کرنے کے لئے مدح صحابہ و مدح عثمانہ کی اجازت دیدی گئی تھی مگر مذکور نے صاف لکھ دیا تھا کہ مدح صحابہ کی تحریک ایک نواہید کا شے ہے جو صرف فرقہ ویش کی دل آزادی کے لئے تصنیف کی گئی ہے۔ اگر مدح صحابہ کی اجازت سنیوں کو دی

توشینو کو بھی علیحدہ سزا کی اجازت دی۔ گوٹنٹ لے، اس رپورٹ پر صوبہ دار کا قلم نام منظور کر دیا تھا۔ جبکہ  
 پورہ ایک سال بھی نہیں ہوا۔ یہی سبب ہوا کہ لکھنؤ میں فرقہ شنید سے اجازت جدید کا تبراہ سے احتجاج  
 کیا ہے اور ہندوستان کے ہر مقام سے شیعہ مٹ مٹ کر رہے ہیں اور لکھنؤ والوں کے ساتھ گرت  
 ہوتے جاتے ہیں۔ دو تین ہفتوں کے اندر ساڑھے پانچ ہزار شیعہ جن میں بڑے بڑے معزز میں مش  
 علماء، کلارک، لوہے، زمینداران و غیرہ بھی شامل ہیں، سیل کی چار بارہاریوں کے اندر اسیر ہیں  
 اور ہنوز جوش و خروش کے ساتھ سلسلہ گرفتاری جاری ہے۔ مگر یہ کہ نتیجہ گرفتار اعانت  
 مع صوبہ کے منسوخ کردہ یہ تنید فرقے کو بھی برے کی اجازت دے جیسا کہ اسپیکر نے سفارتی کی تھی سیر  
 یہ کسی خطوط ہندو جانیوں کے سے بن میں اچھوں سے برے سے معذور یافت کئے۔ جو کہ میں  
 گورکھ کشی کا تیس تیس لے سے شری سوں۔ سری گورکھ کشی مہا سمجھا اور دھیا۔ کا بھی ایک خط آیا ہے۔ ہند  
 ہند دودھ حوام کرتے کہ فہم بتا رہا ہے اس کے سوا کہ اس کے کافی ہے۔ مثلاً ایک  
 نہ اٹھ کھڑی جو حوراون کا توصیفی جھنڈا حلال مہارام چندہ جی اپن جی یا نس سوس کا تعویذ  
 جھنڈا خلاف حضرت کرشن جی کا سے توبہ بہ دردم ایسے جھنڈوں کا کالنا برداشت کر سکتی ہو  
 ہر گز میں۔ اور انکس یا یوں سے عزت کا انہار بنا رہا ہے۔ بس۔ یہی جی تبراہ کے میں سچی  
 کسی سے بڑا ہی اور عزت کا انہار کا اندھا لہاؤں کی اصلاح میں تبراہ ہے شیعہ یاں لکھنؤ نے  
 صحابہ کے جھنڈے کے خلاف اظہار نذرت لیا ہے اور اسی کو فرقہ تبراہ کہنا ہے اور اسی پر تبراہ  
 ہر وہی میں پتہ گرفتار کیا گیا۔ یہاں تک کہ اس جھنڈے کو بود بایوں دستوں کے درمیان  
 چل رہا ہے۔ یہ گنگی کے ساتھ ہمارے بیٹے۔ مبادا کوئی بدتر صورت پیدا ہو جائے جس کی  
 ذمہ داری صرف اُس کے ہوتی۔ اور اپنے نامہ اعلیٰ خواہ گئی (یہ ذرا احمد رضا کی دلیل سیتا ہوا)  
 اور امان کا گنگی کی جھنڈے کے ساتھ ہمارے بیٹے اور گنگی کی سرکار کے تحت اپنے بار پر قلم کیا  
 ان کے گنگی کی جھنڈے کے ساتھ ہمارے بیٹے اور گنگی کی سرکار کے تحت اپنے بار پر قلم کیا  
 ہے۔ اگر گنگی یہ جانتی ہو کہ امن، قانون کی عزت دلوں میں قائم ہو تو اسے پہلے اپنے ہستاروں سے دلوں میں یہ جھنڈا  
 بن کر ناجائز ہے اور ہاتھ کاٹا، ان کی ہدایت پر عمل کرنا چاہئے۔ اسی ذمہ داری خود کو گنگی پر عائد ہوتی ہے  
 کیونکہ اگر گنگی نہیں جانتی تو کہ ہندو اور جینوں کی عیت جینی پیدا ہو جائے تو اسے سمجھنا چاہئے تھا کہ ان کی عیت  
 کے فیصلے خلاف قرار دے دیئے۔ اگرچہ یہ سطور اسی وقت کانٹریکٹ کے خلیفہ رسائل میں  
 ہے لیکن یہ تبراہ میں یہ لکھنؤ اور ہاتھ کاٹا۔

الہ آباد کے مشہور انگریزی اخبار ایڈیٹر نے جس کے ایڈیٹر مشہور مسٹر خٹا منی میں صواب  
**اخبار ایڈیٹر کا تبصرہ** کے معلق اپنی اشاعت مورخہ ۸ مئی میں ایک مقالہ "کانگریس اور غیر قانونی حرکات

کے عنوان کے ماتحت لکھا ہے جس میں کنگریس کے شیوع سنی قضیہ پر بھی مندرجہ ذیل خیالات ظاہر کئے ہیں۔

کانگریس گورنمنٹ نے شیوع سنی قضیہ کو غلط طریقہ پر فیصلہ کر کے شیعوں کے جذبات کو اس حد تک رنج کر دیا ہے

کہ شیعوں کی کسی چھوٹی جماعت بھی اپنے کو مجبور پارسی ہے کہ وہ قانون کے خلاف ورزی کرے اور ہزارہ کی

نوا میں اپنے کو گرفتار کرے اس طرح سے صورت میں فرقہ دارانہ نوعیت کا ایک ہم مسئلہ پیدا ہو گیا ہے

اب کیا ہو گا؟ اس سرخی سے اخبار پائیر لکھنؤ مورخہ ۱۲ مئی میں لکھتے ہیں

انگریز ایڈیٹر نے ایک زبردست ایڈیٹر لکھا ہے۔ اس ایڈیٹر

یہ ایڈیٹر پائیر نے ثابت کیا ہے کہ حکومت یوپی نے اس طرح

یہ نہایت سست سے صحابہ کے انویشن کی اجازت دیکر اول درجہ کی غلطی کی ہے بارہ وفات کا جلوس فوج

پیس اور دوسری سلاخوں میں گھیر کر ہندوؤں کے غلے سے ٹکرا دیا گیا لیکن شہر میں یہ حالت ہے کہ اس

بھی پیس لے کر دیکھا تو سختی نہ کشت و خون ہونے لگے۔ تاہم سمجھ اسنی طبقہ صواب کے اس جلوس کے

خلاف سے صرف حافظ ابراہیم اور مٹھی بھر کا انگریسی مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے حکومت نے غلطی کر دی

لیکن یہ اس کا تہ امک فوراً ہونا چاہئے ورنہ اتنے بڑے شہر کی شہری زندگی تباہ و برباد ہوتی جا رہی

ہے۔ روزانہ شیوع سنی منافرت بڑھتی جاتی ہے۔ حکومت کو اب بھی عقل سے کام لینا چاہئے اور یہ

اسی ایڈیٹر دیا چاہئے کہ دونوں فرقے آپس میں سمجھوتہ کر لیں ورنہ حکومت کسی فرقہ کے ساتھ کوئی

رفتہ نہ کرے ہرگز نہ دیکھے گی اور نہایت سختی کے ساتھ اس کا منہ کرے گی۔ آخر میں ایڈیٹر پائیر لکھتے ہیں

اگر کنگریس میں اصلاح قائم کرنے کے سلسلے میں ایک یا دو مسلم زراعت کے استغنے قبول کرنا پڑیں تو

نہ ام بلیک ان کے اس ناپید ہو جانے کو نیز کسی سخت و انفسوس کے دئے گی۔

ز

جلوس وفاتہ بر عہد علماء کا متفقہ فتویٰ

مندرجہ ذیل پیرسٹر ٹی قہ او میں ولی کی مشرور

اور گلیوں میں چسپاں کیا گیا ہے جو بتاتا ہے کہ

۱۲ ربیع الاول کا جلوس سواد اعظم سائین نے سنے بدعت ہے اور اس کے معلق جمعیتہ العلماء

کے ناظم کی غلیات اللہ صائب کا خیال کیا ہے۔ ایڈیٹر رسول اللہ صے اللہ علیہ وسلم کا دس

ہوئے متبرک اور برس گزر گئے ہر سال ربیع الاول کا مہینہ آیا تو کسی زمانہ میں نہ کار و بار بند ہو

نہ عید میلاد منی کی نہ کوئی جلوس نکالا گیا نہ اسے مہندہ من میں سے کسی نے اس کا فتوہ دیا۔

اسی بنا پر اس وقت علماء کرام سے فتویٰ حاصل کیا گیا ہے جو مسلمانوں کی فرخواری کے واسطے شہید کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو راہِ راست پر قائم رکھے اور بدعات سے بچائے۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کا ثبوت عین قرآن و حدیث صحابہ و تابعین و تبع تابعین ائمہ اربعہ محدثین سے ہے یا نہیں؟

جواب :- (۱) ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو تمام دن کا روبا، بند کرنا اور اس دن کی عظمت سمجھنا اور اس دن محفل میلاد کرنا کیا وقت رکھتا ہے اور اس دن کی عظمت اور محفل میلاد کرنے کا ثبوت قرآن و حدیث صحابہ و تابعین ائمہ اربعہ محدثین سے ہے یا نہیں؟ (۲) ماہ ربیع الاول میں شریعت مطہرہ سے محفل میلاد کرنے کا ثبوت ہے یا نہیں؟ نیز اس دن جو مسلمانوں کو نکالنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- دنیا کا کاروبار بند کر دینا مسلمانوں کے لئے شرعاً اور شریعہ اربعہ میں سے کسی ایک دین سے بھی ثابت نہیں اس بندش پر بارہویں ربیع الاول کی بندش کو قیاس کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ خلفائے راشدین و ائمہ مجتہدین و سلف صالحین کے زمانہ میں اس بارہویں تاریخ میں دنیا کے کاروبار باز رکھنا ثابت نہیں اور اسی طرح محفل میلاد کا منع کرنا بھی اس مروجِ طور پر ثابت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی بارہویں تاریخ کے روز اگر اس زمانہ میں دنیا کی کاروبار اور بازار کو بند کر دیا جاتا جاری کر دیا جائیگا تو چند سال کے بعد عوام الناس اس حکم کو شرعی اور ضروری ٹھہرانے کی وجہ سے گہنگار و گمراہ ہونگے اور ایسا کام جو کہ دنیوی محصیت کا ہوتا ہے تو یہ بھی ناجائز و گناہ ہو جاتا ہے۔

اجابہ و کتبہ حبیب لرسلیں عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ حسینیہ دہلی۔ الجواب صحیح۔ مولوی محمد موسیٰ خاں مدرسہ حسینیہ دہلی الجواب صحیح محمد ابراہیم عفی عنہ مدرسہ حسینیہ دہلی الجواب صحیح محمد اسماعیل عفی عنہ محمد گڑھیادہلی الجواب صحیح بغرض اظہارِ غم کا روبا بند کرنا یا ایک دنیاوی رسم ہے شرعاً اس کا ثبوت نہیں ہے اور اظہارِ عظمت کے واسطے بھی کاروبار بند کر دینے کا شرع شریف سے بالکل ثبوت نہیں۔ محمد شفیع عفی عنہ مدرسہ دہلی عبدالحق عفی عنہ۔

تقریب جناب مفتی اعظم محمد کفایت اللہ صاحب جواب صحیح پینک اس روز کاروبار بند کرنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ اس شرعی حیثیت پر تعطیل جاری نہ لانا دینی الدین ہوگا۔ نیز اس رسم کا جو قرآن نمید اور حدیث شریف اور ائمہ اربعہ کے کلمات طیبہ میں مذکور نہیں۔ اسکی شرعی حیثیت سے کوئی سند نہیں پس اسکو شرعی پروردگار دینا صحیح نہیں۔ مسلمان شرعی حیثیت سے ایسا جلوبن نکالنے

برجمبور یا اس کے مکلف نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اشد ندوہی۔ اصل جواب اور بعد کی تصدیق اندر دے: اولہ شریعہ صحیح ہے بندہ محمد میاں مدرس حسین بخش دہلی۔

**مرح صحابہ پر سکھ صاحبان کا تبصرہ** | آج ۲۵ اپریل ۱۳۵۹ء کو موضع ڈرولی بہائی میں زیر صدارت بھائی سکھ دیوسنگھ صاحب قلم سکھ

کا ایک دیوان منعقد ہوا۔ ان ایام میں فصل ربیع کی کٹیا ہو رہی ہے۔ یہ عظیم الفرستی مٹی تاہم اجتماع امید سے زیادہ تھا۔ اس میں سردار سوہاسنگھ صاحب جتھادار کالی تحریک نے ایک فلسفیانہ انداز سے لکچر دیا جس کا مختصر خلاصہ حسب ذیل ہے:- میرے پیار و سمجھور اے سرگوجی کا خلاصہ دی سری دانگہ جی کی فتح میں آپ صاحبان ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ زمانہ بڑی جلدی جلدی اپنی چال بدل رہا ہے سیاسی رفتار کے ماتحت ہر ایک جگہ اکثریت کی خواہش ہے کہ اقلیت کو صفحہ ہستی سے نابود کیا جائے اور اُسکے جملہ حقوق کو پامال کر دیا جائے۔ انجمن حسینیہ نے کئی جابا سے ایک تنہا لکھنؤ روانہ کیا ہے۔ تحقیق سے پایا گیا کہ وزیراعظم یوپی نے ایک قانون ایسا نافذ کیا ہے جسکے ذریعہ سے فرقہ پرست دایماعت کو مدح صحابہ کی اجازت برسرعام دی گئی ہے۔ فرقہ مشیعہ معرض ہے کہ مدح صحابہ اُن کا ایمانی فریضہ نہیں ہے۔ نہ ہی کسی ملک روم، مصر، عرب افغانستان میں اس طرح کا عمل ہے۔ تیرہ سو سال سے کبھی اس عقیدہ کا اظہار نہیں کیا گیا۔ یہ محض ستانے اور دلا زاری کرنے کے لئے چند مفسدہ پرواز اشخاص کی چال ہے۔ مفسدوں نے وزیراعظم کو دھوکا دیا کہ وہ اپنی اکثریت کا ووٹ اُن کو دلا دیں گے اور اپنی اکثریت کا ووٹ دکھلا کر قانون نافذ کرایا۔ برابر ہمارا فرض ایمانی ہے۔ اس کا ہمیں برابر عام حق ہونا چاہئے اور اس کا رواج تیرہ سو سال سے ہر ملک میں ہو رہا ہے۔

بھائیو! وطنی محاط سے مسلمان ہمارے بھائی ہیں اس کے محاط سے یہ دونوں فرقے ہمارے گاون میں آبا ہیں اور ہم اُن کے ذاتی حقائق سے آگاہ ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ کم اپنے علاقہ میں اس فرقہ دارانہ آگ کو شعل نہ ہونے دیں۔ مجھے تاریخ کا علم ہے میں بڑے زور سے کہہ سکتا ہوں کہ تمام مسلمانوں کو فرقہ مشیعہ کامنوں احسان ہونا چاہئے جنہوں نے حسینی پر چار شیعہ کو قلم رکھ کر حق و صداقت کا راستہ اس قدر مضبوط اور مستحکم کر دیا کہ ہندوستان میں کب کا اسلام نیست: نابود ہو جائے۔ وزیراعظم یوپی کو تار دیا جائے کہ وہ اپنے کیونک کو فوراً منسوخ کر دیں۔

برہمنہ ملک نشینی کو رستہ میں اس امر کی تحریک کی جائے کہ حسینی پر چارہ میں رقم اور رواداری کی تقسیم

دی جائے۔ انھوں نے ہمارے پیشوا کے ساتھ رواداری برتی ہے اس لئے ہم ان کے پیشوا کے ساتھ رواداری برتیں گے۔ گورنر جنرل کو تحریک کیجائے کہ وہ ہندوستان میں شیعوں کے محافظ ہیں اس کا اعلیٰ ثبوت پیش کر کے سینوں کو روکیں ہم اپنے وطنی بھائیوں سے بڑ زور اپیل کرتے ہیں کہ اہلسنت نے جو چھڑکی ہے وہ اس کو ترک کر دیں۔ اسکے بعد حسینی تعلیم پر بہت دیر تک روشنی ڈالی۔

سکھ دوسنگھ لیڈر پنجاب لاہور

**تبرائے اہلسنت کے یہاں بھی عبادت الہی** ہم وزیر اعظم کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ اہلسنت اسی تفسیر کے روح رواں یعنی مولوی عبدالحکیم صاحب کے آرگن اخبار آفتاب ہی کو ملاحظہ فرما کر فیصلہ فرمایا جائے کہ تبراء دراصل کیا چیز ہے اور اسکے لغوی معنی آپ کو کیا سمجھائے گئے ہیں اور لفظ تبراء کے متعلق حضرات اہلسنت کا کیا خیال ہے ملاحظہ ہو آفتاب ۵ مارچ ۱۳۵۷ء صفحہ ۲ کالم ۱۔ "تبراء اہلسنت کے یہاں بھی عبادت سے بشرطیکہ اپنے مقام یتیقن میں ہو کافر و مشرک و زانی و سارق سے اُسکے افعال کفریہ و فسقہ کو برا جان کر تبراء کرنا یعنی اس سے بے تعلق ہو جانا ان افعال میں اُنکی شرکت و مدد نہ کرنا بڑی عبادت ہے۔"

تو اسے اسلاف کو جانے دیجئے پگٹ کیٹی اور اسپ کیٹی سے اپنے حسبِ منشاء قطع نظر کیجئے مگر خود روح رواں مدح شانہ کی تعلیم اور ان کے احکامات سے تو آپ قطعی انکار نہیں کر سکتے اور یہی حکم آپ کے لئے بین دلیل ہے۔ اب ہم مدبر آفتاب کے ہم نواب بنے ہوئے اپنے یقین اور پورے یقین کے ساتھ اُن لوگوں پر لعنت کرتے ہیں جن کے اوپر بدو اور پورا یقین ہے کہ وہ ذات ان افعال کے مرتکب ہوتے ہیں۔

**بہادر بھی کہیں بزدل کی شمشیروں سے ڈرتے ہیں** اور جناب مولانا محمد حسن صاحب عظیم الدینی والا فاضل جو عالم سنگدل ہیں کب دلیکڑوں ڈرتے ہیں۔ جو دل دالے ہیں وہ ہوں کی تاب نہ لائے ڈرتے ہیں۔ دو اگر ہوش کی اپنے ہیں تو کیا ڈرتا ہے۔ حسینہ تانہ میں خود کہیں تیروں سے ڈرتے ہیں۔ بنائی جائیں جن کے خون کے گارے کو وہاں سے۔ وہ کب دنیا کی بے بنیاد تعمیروں سے ڈرتے ہیں۔ وہ کوئی اور ہوں گے جو ڈریں زندان کی سختی کو۔ مجاہد بھی کہیں ناکام تیروں سے ڈرتے ہیں۔ محرم میں جب بیڑیاں منت کی پہنچے ہوں۔ جو ان ہر کردہ کتبِ ندائ کی زنجیروں سے ڈرتے ہیں۔ ہماری قوم کا عین ہر اک عیب۔ بہادر ہے۔ بہادر بھی کہیں بزدل کی شمشیروں سے ڈرتے ہیں۔

**کانگریسی اخبار آمر بازار تیریکاکا اعلان حق**  
 لکھنے کے مشورہ ترین انگریزی اخبار امرت بازار  
 پتہ پانے جو ہندو کانگریسی بنگالی حضرات  
 نکالتے ہیں اپنی اشاعت مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۳۷ء میں ایک نہایت بڑے اور ایڈیٹوریل لکھا ہے  
 جس میں اخبار پائیر کی اس رائے سے کھینچ کر اتفاق کیا ہے کہ قبضہ وزارت نے جو اس طرح صحابہ کی  
 اجازت دے کر بدترین غلطی اور نا انصافی کی ہے شیعوں کا احتجاج بالکل حق بجانب ہے۔ پتھر  
 جی کو اب بھی اپنا کمیونک واپس لینا چاہیے ورنہ شیعوں کو بھی اسی طرح برا کی اجازت دینا چاہیے  
 لائن ایڈیٹور امرت بازار پتہ پانے کے الٹا رد و بدل سے مراد بھی دینے ہیں اور دکھایا ہے کہ مدح  
 صحابہ کا اگر کوئی جواب ہو سکتا ہے تو صرف برابر ہے جسے الٹا لکھنے نے بھی تسلیم کیا ہے اور جسکی  
 سفارش کی ہے۔ حکومت کو سمجھ سے کام لیکر اپنی غلطی کی تلافی کرنا چاہیے اور شیعوں کا جلوس برا  
 بھی مزور نہ ٹھکانا چاہیے۔ انصاف و عدل اور انصاف معاہدگی کا یہی تقاضا ہے۔

مدح صحابہ ہندوؤں کے لئے بھی دلدار ہے (مسٹر ایڈیٹور سنہ آف بنارس کے خیالات)  
 ہندو بھی مدح صحابہ نہیں سن سکتے لکھنے کے برابر اور مدح صحابہ کا فتنہ جس نے  
 اس سرے کی پوری مسلم جماعت کو پریشان کر رکھا ہے اس لائق ہے کہ اس سے خالص ہندو نقطہ  
 نظر سے جانچا جائے۔ حال ہی میں سینوں کا جو یہ حق تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ سڑکوں پر مدح صحابہ کے  
 گیت گاتے پھریں۔ ہندوؤں کے نزدیک بھی اتنا ہی جدید *innovation* ہے  
 جتنا کہ شیعوں کے نزدیک مدح صحابہ کے حق کے حصول کے سلسلہ میں جو مضامین ہوتے رہے ہیں  
 اور جن کا اب تک ہندوؤں نے سکون و خاموشی سے مشاہدہ کیا ہے اس کے حاصل ہوجانے کے  
 بعد ہندوؤں کا سکون بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ اور ان کے لئے بھی آئندہ پل کر ناراضگی کے سماں  
 پیدا ہو جائیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہندوؤں کو اپنے لیڈروں کی قیادت میں اس اہم مسئلہ  
 کی طرف مبذول کرانا چاہئے۔ نہ صرف لیڈروں ہی کی قیادت بلکہ حکومت کی قیادت کو بھی اس مسئلہ  
 کی نزاکتوں کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ عام طور پر ہر شخص کو علم ہے کہ رسول اسلام  
 اپنی حیات تمام جزیرہ نامے عرب کی بھی تین تین نہیں کر سکے تھے۔ یہ تمام فتوحات خفاہ کے زمانہ  
 میں خصوصاً اول و ثانی کے عہد میں (جن کی مدح کا کھنڈر میں سینوں کی طرف سے حق مانگا جا رہا  
 ہے) ہوئیں۔ اور اسی دور میں مسلمانوں نے فوج عالم بننے کے خواب دیکھے اور مدد و شام۔  
 عراق۔ ایران۔ روم وغیرہ بھی انھیں کے زمانہ میں فتح ہوا۔ ان خلفاء کے جانشین نہ صرف

شمالی افریقہ اور انڈونیشیا ہی کی حکومتوں پر قابض ہوئے بلکہ مغرب میں بحروم کے بہت سے جزیرے بھی فتح کر لئے۔ ان کی ترک تازہوں نے حدود اس سے آگے بڑھ کر سندھ، مٹان اور بلوچستان تک پہنچے۔ اسی عہد میں مسلمانوں کے اندر پان اسلام کے تحلیلات کی بنیاد قائم ہوئی۔ اور اتنی مطلوبی سے قائم ہوئی کہ تیرہ سو سال کی مسلسل کوششوں اور محنتوں کے بعد بھی اوسکو کلیتہً فنا نہ کیا جاسکا اور جس کے خلاف ہر ہندو سیاست داں آواز بلند کرتا رہا۔

یہ خلیفہ عمر ہی تھے جنہوں نے غیر مسلموں پر اول اول جزیرہ قائم کیا اور تلوار کی نوک سے اوس کو بچر وصول کیا۔ انہوں نے تمام بت پرستوں کو رضاد و رغبت کے ساتھ نہیں بلکہ زبردستی مسلمان بنالینا چاہا۔ ایران و عراق اور روم کے غور و خوار ت اور عالی شان آشکد و اور گرجاؤں کو تباہ و برباد کیا اور اسی طرح کہ ہندو کش کے پادریہ تہذیب کو صیغ کر نیکی کو کی۔ یہ واقعات راز و روم پر پردہ نہیں ہیں بلکہ تاریخ کے ٹھوس واقعات ہیں جن کو ہر ہندو راج جانتا ہے۔ اگر ان تاریخی واقعات کو پبلک مقامات پر مدح کی شکل میں لگایا جائے اور اس کے ذریعہ سے عوام کو اس کی تشویق و ترغیب دلائی جائے کہ وہ بھی ایسے ہی قابل اعتراض کام کو جس تو یہ مدح کا فعل کسی طرف برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس سے ہندوؤں کے مذہبی اور قومی جذبات مجروح ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

**مدح صحابہ کیا ہے** | حسبِ میل اشیا اُس مدح صحابہ کی نوعیت کا تھوڑا بہت اندازہ کیا جاسکتا ہے جسے متعلق رشتہ اہل کر رہے ہیں کہ انہیں شاعر عام اور پبلک مقامات پر بڑھنے کی اجازت دی جائے۔ عزم فاروق جو پیدا ہو مسلمانوں میں نہ لڑا کیونکہ بڑے کفر کے ایوان میں ہے کنز بھی بنادہ اب اسلام کے پرچم کا۔۔۔ ایرار میر سم آیا فاروق معظم کا۔۔۔ برہمن دم بخود ناقوس ساکت بنکدہ۔۔۔ براں۔۔۔ زہرہ بھر میں چھایا ہے جلال فتح فاروقی برہمن ہے عوض زنار کے سجدہ لئے پھرتا۔۔۔ جہان کفر میں یہ ہے نالی فتح فاروقی اگر اس قسم کے جلوہوں کا نظارہ ہو تو ایک مرتبہ بھی برداشت کر لیا گیا اور لکھنؤ میں ان کی اجازت دے دی گئی تو اس کا اثر صرف لکھنؤ ہی تک محدود نہیں رہے گا بلکہ صوبہ کے ہر ہر گوشہ میں بھی اُس کا بر اثر پڑے گا۔ اور برابر حادثات رونما ہوتے رہیں گے۔ ہندوؤں کو سمجھنا چاہئے کہ یہ مدح صحابہ ان کے لئے جہنم سا مافی کا کتنا مواد اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے اگر اسلام کے ان دو فرقوں کے درمیان رواداری اور مصالحت کے ذریعہ سے مدح کے جلوے





پہونچے تھے کہ چاند گہن لگنے لگا اور یوں راجا چاند گہن میں نظر آنے لگا۔ ساڑھے دس بجے گیارہ بجے گہن ختم ہوا۔ عام طور پر یہ کہا جا رہا تھا کہ چونکہ آج اسلام کے چہرے پر ایک جدید اور دل آزار گرد ڈالی گئی ہے۔ لہذا چاند بھی اس کے اثر سے گہنا چھا ہے اور نظام قدرت میں برہمی کے آثار رونما ہو رہے ہیں۔ ایسا گہن لگا کہ پورا چاند دیر تک غائب رہا۔ اس کے متعلق شاعر اہلبیت جناب نجم آفندی وام مجدد نے فیض آباد جیل سے یہ رباعی شایع کی ہے۔

بڑی جلوس کی ضد تھی نکل گیا لیکن :۔ نہ پوچھئے دل فطرت ملول تھا کہ گمن نگاہ خلق نے دونوں یہ حادثے دیکھے :۔  
 ز میں پر مدح ثلاثہ فلک پہ چاند گہن  
 خواتین مشیخہ سے خطاب (دیتجو افکار رانی نواب شہنشاہ بیگم صاحب سلطان شہناز فضل محل لکھنؤ)

میری بہنو آج کس عنوان سے بیٹھی ہو تم :۔ مطمئن بیٹھی ہو اطمینان سے بیٹھی ہو تم  
 کچھ خبر بھی ہے تمہیں کیا ہو رہا ہے شہر میں :۔ ایک طوفان بلا چھایا ہوا ہے وہر میں  
 ظلم و بدعت ہو رہے ہیں ہم مظلوموں کے ساتھ :۔ یتیم ہیں کربلا داؤں کے مرحوموں کے ساتھ  
 چپ نہ بیٹھو شور مام کا ابھی گھر گھر رہے :۔ ہر عزا خانے میں ہماں سبھا پیغمبر رہے  
 کتنے گھر بڑے بڑے ہیں مرد کتنے قید ہیں :۔ یو فالی ہے دفائیں آج کل ناپید، میں  
 بچہ بچہ اپنا ستر بان عزاداری کرد :۔ فاطمہ زہرا کے بچہ کی مددگاری کرد  
 مال و عزت زینب و کلثوم پر کرد و نثار :۔ بعد مردوں کے چلیں زندان کی جانب پردہ دار  
 دختر شبیہ پر قربان جانے کے لئے :۔ اٹھ کھڑی ہو گولیاں سینہ پہ کھانے کیلئے  
 ولی بڑا صاحب ہمت بنا کر بھیج دو :۔ جو نہ جاتے ہوں انھیں غیرت دلا کر بھیج دو  
 دیس سے برویس آئے زرد یا زلور دیئے :۔ آخر میں اُن پر جنھوں نے قید خانہ بھر دیئے  
 مومنوں کے خون کی چھاگل بنے گا لکھنؤ :۔ وہ بھی دن نزدیک ہے مقتل نیگا لکھنؤ  
 امتحان دینا ہے استقلال ہونا چاہئے :۔ گولیوں سے ظلم کی غزبال ہونا چاہئے  
 پاس ایماں بھی رہے اور شرم ساری بھی رہے :۔ مرد اگر اک بھی رہے تو پردہ داری بھی رہے  
 یہ سمجھ رکھو امیری کی مصیبت سر پہ ہے :۔ متحد ہو جاؤ اسے بہنو قیامت سر پہ ہے  
 ملل و زکر کیا چیز اسلامی اخوت چاہئے :۔ پردہ پردہ میں رضا کاروں کی نفرت چاہئے  
 سرکف پیش پیہر حشر میں جائیں گے ہم :۔ جان صدقے ہے تیرا نہ باز آئیں گے ہم  
 عرض شاہنشاہ بیگم کی ہے ہر ہمیشہ سے :۔ کامیابی ہو کہیں سب خواہر شہبیر سے

**بھٹی بانی مسلم لیگ شیعہ سنی سوال و جواب** بھٹی کی سب بانی مسلم لیگ کا غظیم الشان جلسہ لاہور میں ۲۰ روبرو منعقد ہوا۔ اس موقع پر صدر سسرکند رحمت خاں وزہ براعظم پنجاب منعقد ہوا جس میں مسلمانان یوپی سے اپیل کی گئی کہ وہ لکھنؤ کے موجودہ شیعہ سنی اختلاف کے سوال پر اپنے اقدامات وقتی طور پر ملتوی کر دیں تاکہ معقول بنیاد پر ایک باعزت سمجھوتے کے امکانات تلاش کئے جاسکیں۔ شیعہ سنی دونوں کو متنبہ کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کے دشمنوں کی ان ریشہ دہنیوں اور سازشوں سے ہوشیار ہو جائیں جن کو کام میں لا کر مسلمانوں میں اختلافات بڑھائے جا رہے ہیں اور ان اختلافات سے اپنا مطلب حاصل کیا جا رہا ہے۔

**مسٹر جناح کا بیان** ایپریس کو بیان دیتے ہوئے مسٹر جناح نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کو خطرے آگاہ کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کے دشمنوں کی جعل و سازش کے شکار نہ ہوں جو کہ مسلمانوں کے اندرونی اختلافات سے فائدہ اٹھانے کے لئے پھیلائی گئی ہے۔ لکھنؤ میں جو اندھنا حالات بڑھتے جا رہے ہیں ان سے متنبہ رہیں۔ خیال کرنے پر مجبور ہے کہ ان حالات کے ذمہ دار وہ ممتاز مسلم کانگریسی ہیں جو شیعہ سنی دونوں فرقوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ راجکوٹ میں مسلمانوں کو کانگریس تباہ کر رہی ہے اور دہلی میں بھی خاموشی مٹا دی جا رہی ہے۔

**اسیران تبرا کی تعداد** اخبارات معلوم ہوئے کہ ۲۹ ربیع الاول تک صوبہ یوپی پنجاب میں ۱۵۰۰ بھٹی مسندہ بہار، بنگال، مالکھٹہ، سندھ وغیرہ کے دس ہزار مومنین تبرا بڑھکر لکھنؤ جیل میں داخل ہو گئے جن میں بڑے بڑے قلعہ دار، نواب، بیرسٹر، وکیل، تاجر، زمیندار، واعظ، حکیم، عالم، مجتہد بھی ہیں۔ اسکے قبل ہندوؤں کی بھی ٹین میں اتنی قلیل تھیں اس کثرت سے معززین و شرفاء و ذی اثر حضرات داخل جیل نہیں ہوئے تھے۔

**اجنباء غم** اس طرف کئی حادثے ایسے ہوئے جن کا ذکر اصلاح میں کرنا ضروری تھا مگر لکھنؤ کے فتنہ انگیز واقعات نے کل توجہ اپنی طرف مبذول کر رکھی ہے۔ صرف دو خبریں درج کی جاتی ہیں۔

جناب ماسٹر سید زکی حسن صاحب رضوی ساکن بلور کی والدہ ماجدہ نے ۳ صفر کو اور جناب سید سجاد حسین صاحب ضلع ارساکن کچھوا کی اہلیہ نے ۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ء کو انتقال کیا۔ خدا ان کے درجات عالی کرے۔ اور پس ماندگان کو صبر عطا فرمائے۔ ناظرین اصلاح سورہ فاتحہ و توحید کا ثواب ان کی رگوں کو ایصال کر کے خود بھی شاب ہوں۔ ہمارے قریبی سید جو ان صاحب سید غلام حسین مرحوم نے ۲۳ ربیع الاول کو انتقال کر چلو گئے کو اپنی وصیتیں منجلیاں۔ ناظرین سورہ فاتحہ و توحید پڑھ دیں۔

باسمہ سبحانہ  
الحمد لله  
کہ

رسالہ جدیدہ و بحالہ مفیدہ

# فیصلہ مع صحابہ و تبراء مارچ ۱۹۳۸ء

جس میں گورنمنٹ یو پی کے ایس محققانہ و منصفانہ مشہور  
وقابل قدر فیصلہ اور ریزولوشن کا شیخ اردو ترجمہ بیج  
کیا گیا ہے جو اس نے اپنی مقرر کردہ غیر جانب دار  
انسپیکٹری کی رپورٹ پر مارچ ۱۹۳۸ء میں صادر کیا

باہتمام  
سید آغا جعفر بھٹو

مطبوع اصلاح کچھواڑ صوبہ بہار بیچیا  
منتر

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۳۱	اگر سنیوں کو مدح صحابہ کی اجازت دی جائے تو شیعوں کو بھی ہزار کی اجازت ملنی چاہئے	۱۹	سرکاری اعلان - رپورٹ مع تصاویر	۱
۳۱	مدح صحابہ بھی دل آزار ہو سکتی ہے -	۲۰	مسئلہ خلافت کے متعلق بشمول مہمانی نقطہ نظر	۲
۳۲	تو یہ کے ساتھ مدح صحابہ	۲۱	قضیہ مدح و بکارت کی تاریخ	۳
۳۲	مدح صحابہ ایک جدید بات (بدعت) ہے	۲۲	ستیس برس پہلے کیوں علیحدہ ہوئی	۴
۳۴	گورنمنٹ کی پالیسی و اصول میں تبدیلی نہ ہونی چاہئے	۲۳	چار بی بی نظموں کی ابتداء	۵
۳۴	مدح صحابہ کی دل آزار نوعیت	۲۴	بہرہ کے بعد گپٹ گپٹی کا تقرر	۶
۳۴	حکام نکتہ کی شکایت اور اسکی اصلیت	۲۵	چار بی بی نظموں کی ممانعت	۷
۳۶	انوائشن - کے بہانے پر شیعوں کے جلوس اکرانے کی کوشش	۲۶	ریٹ - بھی صاحب کا حکم اور	۸
۳۷	مجاہدین ابلی بکر کی مدح کا مسئلہ	۲۷	اوس کا استدراود	۹
۳۸	حکام نکتہ کا سابق و موجودہ طرز عمل صحیح تھا اس میں ترمیم کی ضرورت نہیں	۲۸	مستندہ کے بعد	۱۰
۳۹	گورنمنٹ رزولوشن کر آئندہ کیا طرز عمل رہے -	۲۹	گورنمنٹ کی خدمت میں	۱۱
۴۱	خاتمہ اور گورنمنٹ کی استدعا	۳۰	سنی شیعہ و نور	۱۲
			ایس کیٹی کا تقرر	۱۳
			پہلی تفتیح کر کیا گورنمنٹ	۱۴
			رزولوشن مورخہ ۷ جنوری ۱۹۰۹ء محتاج ترمیم ہے ؟	۱۵
			سنیوں کی طرف سے تناؤنی نظائر	۱۶
			واجب و مستحب کی دیکھ بھل	۱۷
			مدح صحابہ شیعوں کے لئے	۱۸
			دل آزار ہے -	۱۹
			شیعوں کے جلوس عزاد کی قدامت	۲۰
			جلوس تعزیه و جلوس مدح صحابہ کا تقابل نہیں ہو سکتا	۲۱
			مدح صحابہ کا تقابل تبرا سے ہو سکتا ہے	۲۲

# مذہب صحابہ کی پورٹ اور گورنمنٹ ریلیوشن

گیٹ کمیٹی کا فیصلہ بحال کھا گیا  
مقامی حکام لکھنؤ کا طرز عمل مست قرار دیا گیا

## سرکاری اعلان

مندرجہ ذیل رپورٹ مذہب صحابہ کی کمیٹی نے اور گورنمنٹ ریلیوشن پر بنا رپورٹ عام اطلاع کیلئے  
شائع کیا جاتا ہے

رپورٹ مذہب صحابہ کی کمیٹی اہم کو ہذا کیلئے گورنمنٹ ریلیوشن مذہب صحابہ کی جانچ اور مندرجہ ذیل مسائل پر  
اظہار رائے کے لئے جو لکھنؤ کے زمینوں اور سیوں میں مابہ الزام تھا مقرر کیا تھا۔

یہ حال کے واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا گورنمنٹ ریلیوشن مورخہ، رجسٹری مشین  
کے اصول اور پالیسی میں کسی قسم کی ترمیم کی ضرورت ہے؟

یہ کیا جو طرز عمل مقامی نے اس مسئلے میں اختیار کیا اس میں کسی قسم کی ترمیم کی ضرورت ہے؟  
اس قضیہ کی نوعیت کو وضاحت سے بتلانے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ تاریخ اسلام  
کے ابتدائی حالات کا حوالہ دیا جائے۔ رسول اللہ کی وفات کے بعد اسلام کی قیادت سلسلہ  
یہ سلسلہ ابو بکر، عمر، عثمان اور حضرت علیؓ کو بہریت جانشین رسولؐ و خلیفہ پہنچی۔

مسئلہ خلافت کے متعلق شیخہ سنی نقطہ نظر جماعت اہل سنت کے نزدیک یہ چاروں خلفاء مجہوب  
مسلمین کے جائز طور پر منتخب تھے ہوئے خلیفہ تھے لیکن شیعوں کا عقیدہ ہے کہ پہلے تین خلفاء  
خاص تھے شیعوں اصول انتخاب کو صحیح نہیں مانتے ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت  
علیؓ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا تھا اور رسول اللہؐ کی وفات کے بعد آپ ہی ان کے جائز اور صحیح  
جانشین تھے۔

(حضرت علیؓ رسول اللہؐ کے داماد تھے کیونکہ انکی شادی رسولؐ کی ان اکلوتی صاحبہ ی

سے ہوئی تھی جن کے علاوہ رسول اللہ کی کوئی اولاد باقی نہیں رہ گئی تھی۔ جب حضرت علیؑ چوتھے خلیفہ منتخب بھی ہوئے، اس وقت بھی معاویہ نے جو کہ شام کا گورنر تھا، آپ کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا اور آپ کے عہد خلافت میں اسلام و دھرموں میں منقسم ہو گیا۔

حضرت علیؑ کی وفات کے بعد ان کے بڑے صاحب زادے کو مجبوراً معاویہ سے صلح کرنا پڑی اور معاویہ بحیثیتِ امدادیہ غرض اسلام کئی سال تک حکومت کرتا رہا۔

جب معاویہ مر گیا اس کا لڑکا یزید دمشق میں اس کا جانشین و قائم مقام بنا۔

امام حسینؑ (حضرت علیؑ کے چھوٹے صاحب زادے) اس وقت مدینہ میں تشریف رکھتے تھے لیکن آپ کو کوڑ جانے کی ہمارا تمام تر ذیبت دلائی گئی۔ یہ کوڑ و بڑا مقام تھا جسے (حضرت علیؑ نے اپنا پایہ تخت بنایا تھا۔) امام حسینؑ کو سید تھی کہ اہل کونہ آجکے امام ادا کریں گے۔ لیکن راستہ میں یزید کے گورنر کی بھی بددیواری و جح آپ کے راستہ میں حائل ہو گئی۔ نا کام گفت و شنید کے بعد آپ اور آپ کی مختصر حوج اور کچھ اعزاء اور محرم کو کربلا کے میدان میں جبراً و بیداری سے شہید کئے گئے۔ آل رسولؐ کی شہادت ایک سانحہ غم کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن شہیدوں کے لئے یہ شہادت ایک بہت اہم حادثہ عظمیٰ ہے۔

شیعہ (حضرت علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ کی بے حد تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور ان کے دشمنوں کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بشیوں کا عقیدہ ہے کہ خلفائے ثلاثہ ابو بکر، عمر، عثمان نے اپنے تئیں (حضرت علیؑ کی مخالفت میں خلیفہ بنایا اور اس طرح وہ (حضرت علیؑ اور ان کی بیوی (حضرت فاطمہؑ) کے علاوہ تہذیب و تمدن کے لازم ہوئے اس سلسلہ میں اور نہیں اس پالیسی کا سنگ بنیاد اٹھا جس کا نتیجہ کربلا کے عبرت انگیز سنگین جرم کی صورت میں ظاہر ہوا۔

سنی خلفائے ثلاثہ کو جائز سمجھ اور اسلام سمجھتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ سنیوں کا عقیدہ ہے کہ انھوں نے اسلام کو بھید لایا اور وہ بڑے دیانت بہت نیک اور بڑے جری عقائد کے اسی اختلاف و تضاد سے اس نزاع کی بنیاد پڑی ہے جس کا ہم کو فیصلہ کرنا ہے۔  
تفسیر صحابہ کی تاریخ موجودہ تفسیر کی تاریخ کا آغاز اور نکھورے شیعوں اور سنیوں کے اختلاف کی ابتدا و نشو و نما کہیں جاسکتی ہے۔

شیعوں میں شہادتِ امام حسینؑ کی یاد سال کے ۳ دن میں خاص طور پر تازہ کی جاتی ہے۔

یعنی عشرہ (ارحوم) جس روزہ کا حادثہ کرنا۔ وہاں جہاننی جہاد کر بلاکہ عایسہ بن اور ۱۲ رمضان یوم شہادت جناب علیؑ

ان تاریخوں میں حادثہ کر بلاکی یاد اس طرح سالی جاتی ہے کہ جہاننی نکالے جاتے ہیں جن میں قزئیے (شبیبہ دفعہ امام حسینؑ) ہوتے ہیں ان عیسوی میں دوسرے وہ شہادت غم بھی ہوتے ہیں جو غم انگیز واقعات کر بلا کو یاد دلاتے ہیں، تو نے دفن سے لے کر بلا بھی جاتے ہیں۔

شیعوں کے لئے یہ تاریخیں بہت یاد غم و ماتم کی تاریخیں ہیں۔ روایت ۱۱۰ جہاننی کے ہمراہ سر پابہ ہند سیراہ کاس میں مومن امامت سے کرتے ہوئے ہوتے ہیں شیعوں کے لئے یہ ماتم حد درجہ خالص ہے، ہر مومن کی بہت کشتی میں

سنی (معتزل) علیؑ کو پوچھا حلیہ مانتے ہیں اور امام علیؑ کا احترام نہ کرتے۔ رسولؐ کرتے ہیں لیکن ان کے مقصد اور کٹھن میں شبیبہ اؤں کا یہ ماننا کہ بر قزئیہ کے جہاننیوں کی مسند میں گناہ ہے۔ ان علامات کا انہما بن سے غمناک ہوتا۔ شیعوں کے لئے ممنوعات اور قزئیوں کو بہت پستی کی ترغیب دیا گیا ہے۔ یہ ترمیم کے واسطے باوجود بھی بہت سے سنی تہذیب نکالتے ہیں لیکن وہ ان کو اس طرح احترام میں کرتے ہیں جس طرح شیعوں کرتے ہیں۔ وہ قزئیوں کو یہ قہم کی یاد دلاتے کرتے ہیں، میں نکالتے ہیں بلکہ ہمیشہ ایک اسلامی ہیروں کو تہذیب کے لئے یہ کیا کرتے ہیں

شیعہ سنی کر بلا کیوں پیچھے ہوئے ہیں؟ شیعہ امامان کے لئے یہ ایک ہی خاص کر بلا میں لے جاتے ہیں۔ جو کہ ان کے لئے ایک ہی عیسوی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ حد پہنچ چکی تھی کہ اس کر بلا کو جانے والے راستہ کے اور طرف جہانات اور کھیت ہیں ان میں ان ایام میں یہ نکلے گا۔ چھوٹی اور بڑی زبان لگتی تھیں اور پرچ پوجہ اور اسی طرف کے چکر دیر تھیں۔ انہما کے لئے ان کے لئے یہ بھی ظاہر ہوا کہ صرف شہر کی بڑی حد میں تہذیب کے ستوں پر سے نہیں لگتی تھیں بلکہ یہ ساف جگہوں پر تھیں کہ ان میں جہاد کر بلا کی یاد دلاتے ہیں۔ انہما کے لئے یہ باتیں شیعوں کو اپنی زبان سے کہہ دیتے ہیں۔ یہ تو قصہ کہہ دیتے ہیں کہ انہما کے انتظامات و شرطت مجاہدین کی طرف سے تھے۔ یہ تو قصہ کہہ دیتے ہیں کہ انہما کے لئے یہ باتیں



مجلسٹریٹ سے درخواست و استدعاؤ کی کہ وہ ان باتوں کا سدباب کریں اور ان باتوں کو ممنوع قرار دیں جو کہ ان ایام غم کے منافی ہوں۔ اس سلسلے میں اُس وقت جسٹس مجلسٹریٹ نے جو احکام دیئے اُن سے کسی قسم کی کوئی بے چینی و بے اطمینانی نہیں پیدا ہوئی۔ چار یاری نظموں کی ابتداء ۱۹۰۷ء میں اس بات کی کوشش کی گئی کہ زیادہ سخت احکام عشرہ کے لئے نافذ کئے جائیں۔ بالکل ہی آخری لمحہ میں بہت سے سنیوں نے ان احکام پر احتجاج کیا اور اس قضیہ کا فیصلہ اس طرح پر کیا گیا کہ سنیوں کے تفریبے لے جانے کے لئے ایک سنی کر بلا علیحدہ کر دی گئی۔ اس علیحدگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ سنیوں کی طرف سے یہ تحریک شروع ہوئی کہ شیعوں اور سنیوں کے جلوس میں کوئی فرق کیا جائے۔ انھوں نے نظمیں پڑھنا شروع کیں جن کو اُس وقت چار یاری کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یہ نظمیں چاروں خلفاء کی مدح میں ہوتی تھیں۔ وہ خلفاء جنہیں رسول اللہ کے یار و اصحاب کہتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان نظموں میں کچھ ایسے اشعار بھی ہوتے تھے جو شیعوں کے لئے استوار و اضع طور پر قابل اعتراض ہوا کرتے کہ اُن میں شیعوں اور اُن کے عقائد کی مذمت بھی ہوا کرتی تھی۔ شیعوں نے اس کے جواب میں بطور انتقام تبرا کہنا شروع کر دیا یعنی نظمیں اور اشعار پڑھتے تھے جن میں خلفائے ثلاثہ کی مذمت ہوتی تھی۔ اس پر شیعوں اور سنیوں کے تعلقات بہت کشیدہ ہو گئے اور ۱۹۰۷ء میں بلوہ ہو گیا۔

بلوہ کے بعد پگٹ کمیٹی کا تقریر ۱۹۰۷ء کے آخر میں گورنمنٹ نے ایک کمیٹی زیر صدارت مسٹر ٹی۔ سی۔ پگٹ آئی۔ سی۔ ایس۔ مقرر کی کہ وہ فریقین کے مطالبات کی تحقیقات کرے۔ اس کمیٹی کے سامنے ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ چار یاری نظموں کے پڑھنے کی اجازت گوارا کی جاسکتی ہے یا نہیں۔ دسمبر ۱۹۰۷ء کے آخر میں اس کمیٹی نے رپورٹ دی۔ اس کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ اس قسم کی نظمیں جو اس طریقہ سے پڑھی جائیں اُن کا منشاء یہ ہے کہ تفریب کے جلوس کو چار یاری جلوس یا چاروں خلفاء کے اعزازی جلوس میں تبدیل کر دیا جائے۔ اور ۱۹۰۷ء کی ایک جدت اور انویشن ہے۔ کمیٹی مذکور نے اس امر کی سفارش کی کہ عام ممانعت اس بات کی کر دی جائے کہ ان ۳ دونوں میں یعنی عشرہ مجاہدین اور اہل رمضان کو منظم طور سے یہ نظمیں نہ پڑھی جائیں۔ شیعوں کا یہ مطالبہ ہوا کہ اس قسم کی نظموں کا پڑھا جانا اُن کے لئے ہر وقت اور ہر زمانہ میں دل آزار ہے۔ کمیٹی کا خیال تھا کہ خلفائے ثلاثہ کی پبلک میں مناجات

بڑھان ۳ دونوں کے علاوہ معمولی قانون کے اوپر چھوڑ دیا جائے۔ کمیٹی کے ایک ممبر نے اس پر اختلافی نوٹ شامل کیا لیکن گورنمنٹ نے ایک رزلویشن گورنمنٹ آرڈر نمبر ۱۳۱ مورخہ ۱۹۱۱ء میں شائع کیا جس میں کہ اس نے کمیٹی کی اکثریت کی سفارش کو منظور کیا۔ چار یاری نظموں کی ممانعت | گورنمنٹ نے اس امر سے اتفاق کیا کہ چار یاری نظموں کا ترمیموں کے جلوس کے ساتھ بڑے جانے کی ممانعت کر دی جائے اور یہ اضافہ کیا کہ اس ممانعت کی اس طرح توسیع کی جائے کہ کسی عام مقام یا مجمع میں یہ نظمیں ان ۳ تاریخوں میں نہ پڑھی جاسکیں۔

سٹی گورنمنٹ رزلویشن کے نتیجہ سے مطمئن نہیں ہوئے اور ۱۹۰۹ء کے چہلم میں انھوں نے گورنمنٹ کے اُن احکام کی نافرمانی کی جن کو کہ پولیس نے فیصلہ مذکور کے تحت میں شائع کیا تھا۔ نتیجہ میں بہت سے سٹی گرفتار ہوئے اُن پر مقدمہ چلائے گئے اور انھیں پولیس ایکٹ اور بلوہ کے جرائم میں سزائیں دی گئیں۔ چونکہ اس مسئلہ پر شہر میں بہت جوش و خروش تھا وہی کمشنر مسٹر ریڈ بھی (ماسٹر پیس) نے اپیل ملان شائع کیا جس میں یہ واضح کیا کہ خلفائے شمشہ کی حج کی عام طور پر ممانعت نہیں کی گئی ہے۔

اور پابندی صرف ۳ دونوں کے لئے یعنی عشرہ۔ چہلم اور ۱۲ رمضان کے لئے عائد کی گئی ہے۔ دوسری تاریخوں میں بعد حصول اجازت پولیس بموجب پولیس ایکٹ نظمیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

ریڈ بھی صاحب کا حکم اور اُس کا استرداد | البیٹیو کونسل میں اس اقلع کے موضوع پر جو جوابات دیئے گئے ہیں اُن کا ہر ہوتا ہے کہ مسٹر ریڈ بھی (ماسٹر پیس) نے بعد کہ اپنے اس اعلان کو واپس لے لیا۔ لیکن ایسینوں کی طرف سے یہ عہد کیا جاتا ہے کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں یہ معاملہ بہت زیادہ اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ کوئی جلوس بعد حصول لائسنس و اجازت ان نظموں کے پڑھنے کے لئے کبھی نہیں نکالا گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سینوں کی طرف سے ۱۹۱۱ء میں ایک درخواست اس قسم کے جلوس نکالنے کے لئے پیش کی گئی اور وہ درخواست مسترد و نامنظور ہوئی۔

۱۹۱۲ء میں پھر کوشش کی گئی کہ گورنمنٹ رزلویشن کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ ۱۹۱۱ء کے رزلویشن پر نظر ثانی فرمائیں لیکن یہ کوشش بھی ناکامیاب ثابت ہوئی۔

۱۹۳۴ء کے بعد اسکے بعد فریقین میں مئی ۱۹۳۴ء یوم چہلم تک کوئی جھگڑا نہیں ہوا جب کہ دواؤں نے اپنے کو خلفاء کی مح کر کے گرفتاری کے لئے پیش کیا اور سنیوں کو عدول شکنی پر آمادہ کرنے کی ترغیب دی۔ احکامات برابر امتناع میں ملتے متعلق ہر سال ۱۹۳۵ء کے مزدیوشن کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے شایع ہوتے رہے۔ بحولہ بالا دو آدمیوں سے دفعۃً اضابطہ فوجداری کے تحت میں ضمانت طلب کی گئی تاکہ وہ پراسن رہیں۔ ۱۹۳۶ء کے عاشور کے دن یعنی ۳ راپریل ۱۹۳۶ء تک کوئی نئی بات وقوع میں نہیں آئی جب کہ دوسنیوں نے جان بوجھ کر خلفائے ثلاثہ کی مح چوک کے اندر پڑھی مدہ گرفتار کئے گئے اور انہیں سزا دی گئی۔ ۱۹۳۶ء یوم چہلم کو پھر اس جرم کا اعادہ کیا گیا اور ہم آدمی گرفتار کئے گئے۔ اسکے بعد یہ ابجی ٹیشن کہ ان نظموں کے پڑھنے کی اجازت دیجائے اور اب مح صحابہ کے نام سے موسوم تھیں یا صحابہ رسول کی مح کی اجازت پوری قوت سے جاری تھا۔ سنیوں نے بارہ وفات کے موقع پر یعنی رسول اللہ کی ولادت کے دن ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء کو ایک جلوس نکالا۔ تہ کی تجویز کی جس میں اس قسم کی نظمیں پڑھی جانے والی تھیں۔ پر کہ شبہ دن کو بھی اس جلوس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ اور سنیوں نے اس جلوس میں شرکت پر رضامندی بھی نہ کر دی تھی لہذا بڑی کشنر کو فلاحی ہوا کہ کہیں نقض نہ ہو جائے اور انھوں نے دفعہ ۴۴ اضابطہ فوجداری کے ماتحت اس جلوس میں مح صحابہ پڑھنے کی ممانعت کر دی۔ نتیجہ میں یہ جلوس ۱۲ جون کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ اُس روز ایک جلوس نکالا گیا اور اس جلوس میں صرف قرآن کی کچھ آیات پڑھی گئیں جن میں صحابہ رسول کی بلاؤں کے نام کے مح تھی۔ اور جبکہ متعلق سنیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ خلفاء ثلاثہ کی مح میں ہیں۔ شیعوں میں جنھیں یہ خیال ہوا تھا کہ جلوس میں مح صحابہ پڑھی گئی بہت جوش پیدا ہوا لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے ایک اعلان شایع کر کے جس میں صحیح واقعات کا اظہار کیا گیا تھا ان کے جذبات فرو کئے گئے۔ بعض سنیوں نے اس کے بعد اس سے بھی زیادہ براہ راست کارروائی شروع کر دی۔ انھوں نے جلسے کر کے یہ طے کیا کہ ہر جمعہ کو ٹیلہ کی مسجد سے مح صحابہ پڑھتے ہوئے جنوس نکالے جائیں۔ پہلے دفعہ ۱۰ اضابطہ فوجداری کے ماتحت ان کے خلاف کارروائیاں کی گئیں۔ لیکن بعد کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۰ اضابطہ فوجداری کے ماتحت اس قسم کے جنوس کی ممانعت جاری رکھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان احکام

کی جان بوجھ کر خلاف ورزی کی گئی وہ مجرمین گرفتار کئے گئے اور وضعہ تعزیمات ہند کے ماتحت جسکے ذریعہ سے اُن لوگوں کو سزائیں دی جاسکتی ہیں جو مجسٹریٹ کے موافق قانون جاری کردہ احکام کی خلاف ورزی کریں۔ ان مجرمین کو بھی سزائیں دی گئیں۔ یہ صورت حالات تین ماہ سے قائم رہی۔

ہزارکسنسی گورنر کی خدمت میں سنی شیعہ وفد اسٹیوٹن نے اس کے بعد ایک ایڈریس یا میموریل ہزارکسنسی گورنر کی خدمت میں پیش کیا تاکہ اُن کی شکایات کا ازالہ ہو سکے اور اُنھوں نے اس امر پر رضامندی ظاہر کی کہ جب تک اُن کا معاملہ حکومت کے زیرِ غور رہے گا وہ پبلک مقامات پر مرجح صحابہ نہ پڑھیں گے۔ اُن کے اس اطمینان دہی پر گورنر نے ان مزین کو جو سزایاب ہو چکے تھے ہٹا کر دیا۔ اور جن بد جرمائے کئے تھے اُنکے جرمائے معاف کر دیئے گئے۔ سنی میموریل ۱۱ نومبر ۱۹۱۳ء کو ہزارکسنسی گورنر کی خدمت میں پیش کیا گیا اور اسکے بعد ۱۹ دسمبر ۱۹۱۳ء کو ہزارکسنسی کی خدمت میں ایک شیعہ میموریل پیش ہوا۔ ان میموریوں کے پیش کئے جانے کے بعد کوشش کی گئی کہ آپس کے سمجھوتے سے ان تنازعات کا فیصلہ کر دیا جائے۔ چیف سکریٹری نے فریقین کے لیڈروں سے گفت و شنید کی۔ لیکن اس مسئلہ کا کوئی حل نہ نکل سکا اور باہمی سمجھوتہ نامن معلوم ہوا۔ جب یہ تمام کوششیں ناکامیاب ہوئیں تو موجودہ کمیٹی مقرر کی گئی۔

ایلیس کمیٹی کا تقرار ہم نے تیسری اپریل سے کارروائی شروع کی۔ ہم نے ہر ممکن کوشش کی کہ ہر فرقہ کے نمائندوں سے اُن کے خیالات دریافت کئے جائیں اور ہمارے فریقین کے کوئی ایسا حلقہ نہ ہو جو ہمارے سامنے پیش ہونے سے روکے ہو اور جسکی ہمارے سامنے نیابت نہ ہوئی ہو۔ کمیٹی کی کارروائیوں کے آخر میں ہمیں بعض ایسے خطبات ملے جن میں ان تنازعات پر بحث کی گئی تھی لیکن ان میں کوئی ایسا خیال ظاہر نہیں کیا گیا تھا جو ہمارے سامنے پیش نہ ہو چکا ہو۔ ابتدائی مباحثات کے دوران میں یہ ظاہر ہوا کہ اس موقع پر صلح و آشتی سے کوئی باہمی سمجھوتہ ناممکن ہے اور تب ہم نے فریقین کی وہ شہادتیں لیں جنہیں وہ پیش کرنا چاہتے تھے اور کئی روزے بیاہٹکے اور فریقین کی بحث سنی۔ ہم فریقین میں سے اُن حضرات کے بہت شکر گزار ہیں جنھوں نے اپنا کافی وقت صرف کیا اور فریقین کے خیالات کو ہمارے روبرو پیش کرنے میں بہت زیادہ زحمت برداشت کی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہم نے اُن کے دلائل کا اچھی طرح سمجھا

اور ہم کو شش کرینے کہ ہم اگر اُن کے تمام دلائل کو تسلیم نہ بھی کریں تاہم اُن کو منصفانہ حیثیت سے آگے چل کر پیش کرنے کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھیں گے۔

وہ پہلی تیقح جس کا فیصلہ ہمارے متعلق کیا گیا تھا یہ تھی کہ آیا اُس اصول اور پالیسی میں جو گورنمنٹ رزدیوشن مورخہ، رجنوری ۱۹۵۷ء سے طے کی گئی تھی کسی ترمیم کی ضرورت ہے؟ ہم نے عام طریقہ پر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ اس رزدیوشن میں کیا تھا لیکن اب ہمیں زیادہ وضاحت کے ساتھ اس پر بحث کرنے کی ضرورت ہوگی اس لئے کہ اس رزدیوشن کے بعض حصوں کی تصحیح تیسرے متعلق سنیوں اور شیعوں میں اختلاف و کشاکش ہے۔ گورنمنٹ کے اُس ارادہ کے متعلق جو عشرہ دجہلم اور ۲۱ رمضان کے متعلق ظاہر کیا گیا ہے کوئی غلط فہمی نہیں ہو سکتی۔ رزدیوشن میں کہا گیا ہے کہ حقیقتاً بڑے بڑے کٹر مٹنی کے لئے دلائل کے ماتحت رہ کر یہ کہنا ناممکن ہے کہ کیونکر اُس کے ہم مذہب حضرا کو یہ حق حاصل ہے کہ جس جلوس کی شرکت کی اجازت انھیں شاہ راہ عام پر (امام حسین کی شہادت کی یادگار کے سلسلہ میں حاصل ہوئی ہے وہ اُس جلوس کو بلا وقت اور بلا اجازت خلیفہ ابو بکر محمد عثمان کے متعلق اپنے خیالات کے مظاہرہ کا ذریعہ بنادیں اور اس جلوس کے ذریعہ سے اُن کے متعلق اپنے جذبات کے احترام کو ظاہر کریں۔ کمیٹی کی اکثریت کی رائے جس سے لفٹنگ گورنر بھی پوری طور پر متفق ہیں یہ ہے کہ اس غلطی کو درست کیا جائے۔ علاوہ ان باتوں کے جو بہت ہی ضروری ہیں اور مناسب موقع اور مناسبات پر وہ اپنے مذہب کے عقائد ظاہر کر سکیں اگر مٹنی گاہان کی شہادت کا جو کمیٹی کے روبرو پیش ہوئی ایک ایک لفظ بھی تسلیم کر لیا جائے پھر بھی یہ سوال اپنی جگہ باقی رہے گا کہ وہ غلط عمل جسکے ذریعہ سے محرم کے رسوم کی مکمل نوعیت ہی بدل بیجائے کس طرح اُن کا رد پایوں سے کم میں درست ہو سکتا ہے جو (چٹ) کمیٹی کی اکثریت نے تجویز کی ہیں۔ بہر صورت موجودہ حالت میں اور لکھنؤ کے جذبات کو دیکھتے ہوئے لفٹنگ گورنر اپنے کو مجبور پاتے ہیں کہ وہ کمیٹی کی تجویزات کو صرف شکایت کردہ غلطی کے ازالہ کے لئے واحد غلطی حل سمجھ کر منظور فرمائیں۔

کمیٹی نے سفارش کی۔ تھی کہ چار باری (مذہب صحابہ) نظموں کو تعزیر و علم یا دیگر مسلم جلوس کے راستہ یا اسکی سماعت میں پڑھنے کی ممانعت کر دی جائے۔ شیعوں نے اس پر احتجاج کیا کہ یہ

امتناع کافی طور بدستغیب نہیں ہے۔ انکی خواہش یہ تھی کہ گورنمنٹ سے یہ اعلان حاصل کر لیں کہ خلفائہ ثلاثہ کی شاہراہ عام پر مدح ہر موقع و ہر زمانہ میں اشتعال آمیز ہے اور اس عامہ کے مقابلہ میں ایک جرم کی حیثیت رکھتی ہے۔

گورنمنٹ کا رد و لیوشن کہتا ہے کہ بظاہر گورنمنٹ کے لئے یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا اعلان کر دے اس لئے کہ جس طرح شیعوں کو حق حاصل ہے اسی طرح سنیوں کو بھی اس کا حق ہے کہ وہ دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کا لٹا کرتے ہوئے اپنے خاص خاص مذہبی عقائد مناسب موقع اور مناسب طریقہ سے ظاہر کر سکیں۔

شیعوں نے یہ بھی خواہش کی تھی کہ بجائے ان الفاظ ”کسی پبلک سٹریک یا پبلک مقام پر اجتماع کے یہ الفاظ رکھے جائیں کہ کسی سٹریک یا کسی تعزیہ علم یا دوسرے اسلامی جلوس کے راستہ یا اس جلوس کی سماعت میں“ گورنمنٹ نے اس ترمیم کو اصولاً منظور کر لیا۔ اس رد و لیوشن میں کہا گیا ہے کہ ”غرض یہ ہے کہ سنیوں کو ان تاریخوں میں اس بہانہ سے اجتماع کرنے اور یکجا ہونے سے روکا جاکر پہلے تو امام حسینؑ کے اعزاز و احترام میں محرم کے معمولی جلوس میں شرکت کریں اور بعد کو اس جلوس کو چار یاری مظاہرہ کی نوعیت دیدیں۔“

یہی وہ غلط طریق کار ہے جس کا کہ کئی انسداد کرنا چاہتی ہے یعنی دلائل و نظموں کے گلے کی ممانعت کسی اجتماع یا پبلک مقام پر ضروری ہے اور اس اصول کے ماتحت ہے جس پر کمیٹی کی اکثریت کی رپورٹ مبنی ہے کہ صرف ان جلوسوں اور اجتماعات کی سٹریکوں یا پبلک مقامات پر ان تین دنوں میں جن کا اعلان میں حوالہ موجود ہے اجازت دی جائے جو کہ سابقہ رسم کے مطابق شہادت و حضرت اہم جہتیں کی یادگار کے سلسلہ میں ہوں۔ گورنمنٹ کے خیالات قلعہ بند کرنے کے لئے بجائے ان الفاظ کے کہ ”کسی پبلک سٹریک پر“ یہ الفاظ زیادہ بہتر خیال کئے گئے کہ ”کسی راستہ میں جہاں تعزیہ یا علم یا کوئی مسلمان کا جلوس ہو“ اس رد و لیوشن کے بعد بھی ایک صمیمہ شائع کیا گیا جس میں کہ ڈنکس کا مسودہ درج تھا جو مشرہ و پہلے اور اس رمضان کے حالات پر قابو پانے کے لئے حکام کی طرف سے جاری کیا جانا چاہئے۔ اس مسودہ کی دفعہ میں الفاظ سب ذیل ہیں :-

”کوئی نظم یا اجازت یا دوسرے اس طرح کے الفاظ جن سے منع ہوتی ہو یا جن کا مقصد ابوجبر، عداوت، عداوت کا احترام ہو کسی شخص کی طرف سے اس راستہ میں نہیں پڑے جاسکتے ہمدست تعزیہ یا کوئی دوسرا مسلم جلوس گزرتا ہو۔ نہ اس طرح پڑے جاسکتے ہیں کہ اس جلوس کی سماعت

میں آسکیں اور نہ کسی دیگر پبلک مقام پر کسی اجتماع میں ادا کئے جاسکتے ہیں۔ اس دفعہ کے معنی صاف طور پر واضح ہیں اور اس میں حقیقتاً کوئی غلط فہمی نہیں ہو سکتی علاوہ اس کے کہ سنی اس خیال میں ہیں کہ امتناع اس سے زیادہ وسیع جتنا کہ حقیقتاً ہے کسی فرد واحد کو جو کسی اجتماع میں شریک نہ ہو کسی پبلک مقام پر مرج صحابہ کی ممانعت نہیں سوائے تعزیر پہلے جلوس کے راستہ یا ان کی سماعت کے امتناع اجتماع کے لئے دیگر پبلک مقامات کے واسطے ہے۔ سنیوں کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ گورنمنٹ کے رزولیوشن کا یہ منشاء نہیں ہے کہ مرج صحابہ کے کسی مجمع یا جلوس کے ساتھ کسی پبلک مقام پر سوائے ان تین دنوں کے جن کا حوالہ دیا گیا ہے ممانعت کی جائے۔ شیعوں کا دعویٰ یہ ہے کہ امتناع کا منشاء یہ نہیں بلکہ سال کے ۳۶۵ دن کے لئے ہے اس مسئلہ کا حوالہ دفعہ ۱۷ گورنمنٹ رزولیوشن میں ہے جو حسب ذیل ہے۔

”اب یہ غور کرنے کو رہ جاتا ہے کہ کیا شیعوں ممبران کمیٹی اس دعوے میں حق بجانب ہیں کہ امتناع مرج صحابہ کی توسیع دو ہفتہ دس دن کے لئے کر دی جائے جس میں کہ رسوم محرم ادا کئے جاتے ہیں۔ لفٹنٹ گورنر کا خیال ہے کہ جو میموریل شیعوں جماعت کی طرف سے پیش کیا گیا ہے اور انکی طرف سے جو شکایت سامنے لائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ سنیوں کے جلوس جھنڈے لے کر چار یاری نظم گاتے ہوئے چہلم اور چہلم کے کئی دن قبل سے نکلتے رہے۔ کمیٹی کے سامنے دو دران تحقیقات میں جن دو گوں نے شیعوں کی طرف سے پردی کی انھوں نے اپنی تمام قوت اس پر صرف کر دی ہے کہ کسی طرح کی چار یاری نظم کی خواہ وہ ایک ہی آدمی کیوں نہ پڑے اجازت نہ دینی چاہئے اور اس کا مکمل امتناع ہونا چاہئے۔ انھوں نے اسکی کوئی کوشش نہیں کی کہ اپنے میموریل میں جو خاص شکایت کی ہے اسکی حقیقت کو ثابت بھی کرتے یعنی منظم چار یاری جلوس کا عشرہ محرم یا چہلم کے علاوہ اور دنوں میں نکالا جانا۔ لفٹنٹ گورنر اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کمیٹی نے کوئی طریقہ اس خاص شکایت کے دور کرنے کے لئے نکالنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ اس مسئلہ پر ان کی توجہ قوت کے ساتھ کبھی مبذول نہیں کرائی گئی۔ بہر حال اگر اس طرح کی کارروائی کی کوشش ماضی میں کی گئی ہوتا مستقبل میں ایسی کوشش کی جائے تو وہ واضح طور پر قابل اعتراض ہے اور احکام متعلقہ کو اسکی نفاذی تدابیر ضرور اختیار کرنی چاہئے لکھنؤ میں جو

احکام پبلک راستوں سے جلوس نکالنے کے متعلق پہلے نافذ ہیں ان کے مطابق ڈپٹی کمشنر کو ایسے جلوس کی پہلے سے نوٹس دینا ضروری ہے اور ان کے منظور شدہ انتظامات کے بعد نکالے جاسکتے ہیں۔ ان احکام کا تعلق انھیں منظم اجتماعات سے ہے جو پبلک مقامات پر کئے جائیں اور اگر یہ جلوس اور اجتماعات خود ایک جدید نوعیت رکھتے ہوں اور بظاہر ان کا منشاء یہ ہو کہ ان کے ذریعہ سے اشتعال دلا کر فساد کرایا جائے تو انکی کسی زمانہ میں بھی اجازت نہیں دی جاسکتی چہ جائیکہ زمانہ محرم میں ..... ایک عام اعلان شایع کرنا جسکے ذریعہ سے ہر وہ شخص قابل تعزیر قرار دیا جائے جو کسی پبلک مقام پر کسی حالت میں بھی مزاح صحابہ کے گیت گائے یا واضح الفاظ میں ایسے جملے پڑھے جن سے کہ اول تین خلفاء کی مح نکلتی ہو ایک ایسا قدم ہے جس کو گورنمنٹ اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہے جیسا کہ کیٹی کی اکثریت نے ریمارک کیا ہے دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند شہر لکھنؤ میں فسوخ نہیں ہے۔ کوئی شخص جو جان بوجھ کر اس ارادہ سے کوئی لفظ استعمال کرے کہ دوسرے کے جذبات مذہبی مجروح ہوں مستوجب سزا ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ یہ ثابت کر دے کہ اس کا فعل تعزیرات ہند کی استثناء کے تحت میں آتا ہے۔

ہم یہ نہیں خیال کرتے کہ کوئی جائز شبہ گورنمنٹ کی نیت اور ارادے کے متعلق ہو سکتا ہے۔ ان کا بظاہر منشاء یہ تھا کہ وہ دو حد بندیاں کر دیں ایک تین اہم دنوں کے لئے اور دوسرے سال کے دیگر ایام کے لئے۔

ایک طرف منظم جماعتوں کی طرف سے مزاح صحابہ کے پڑھے جانے کا مسئلہ ہے اور دوسری طرف انفرادی حیثیت سے اس کے پڑھے جانے کا مسئلہ ہو۔

ہم نے اچھی طرح واضح کر دیا ہے کہ ان احکام کے معنی و مفہوم میں کوئی شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے اب مزاح صحابہ پڑھنا کہتے ہیں ان کے پڑھنے کی تمام پبلک مقامات پر اجتماعات کے ساتھ تین مخصوص دنوں کے لئے ممانعت کر دی تھی۔

انفرادی حیثیت سے بھی عام طور پر مزاح صحابہ پڑھنے کی ان راستوں میں بدھرے تعزیرات گزروں یا تعزیرات لے جانے والوں کے کان تک یہ آواز آسکے! دوسرے مسلم جلوس نکالیں عام طور پر ممانعت تھی۔ یہ ظاہر کر دیا گیا تھا کہ اگر دل آزار طریقہ پر انفرادی حیثیت سے بھی یہ نظمیں پڑھی جائیں گی تو معمولی مرد بہ قانون کے ماتحت ان کے خلاف کارروائی کی جائیگی



اور یہ صرف تین دن کے نہیں بلکہ سال کے ۳۶۵ دن کے لئے ہو سکتی۔ اسی طرح سے ہم یہ نہیں خیال کرتے کہ گورنمنٹ کا منشاء یہ تھا کہ تمام جلوس اور اجتماعات جن میں معصوبہ پڑتی ہو علاوہ عشرہ چہلم اور اکیس<sup>۱</sup> رمضان کے لازمی طور پر ممنوع قرار دیئے جائیں۔ ہمیں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ایک پالیسی کا سنگ بنیاد رکھ رہے تھے کہ امن طرح کے اجتماعات کی اجازت نہ دی جائے جو صرف انٹیلیجنس یعنی جدید بات کی حیثیت ہی نہیں رکھتے بلکہ جن سے نقص امن کی برہمی کا بھی اندیشہ ہو۔ ہماری رائے میں یہی وہ اصول اور پالیسی ہے جسکی ہم کو جانچ کرنا ہے۔

**سینوں کی طرف سے قانونی نظائر** سینوں کا عذر یہ ہے کہ معصوبہ پڑ کوئی پابندی نہ ہونا چاہئے۔ ان کا اعتراض ہے کہ تمام ہندوستان کے شہریوں کو یہ قانونی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے جلوس نکالیں اور مجسٹریٹوں کو ان کے قانونی حق میں سوائے ان ضروری موقعوں کے مداخلت نہ کرنی چاہئے جب کہ کوئی دوسرا ذریعہ قیام امن کے لئے اختیار نہ کیا جاسکتا ہو اور ان کا مقدمہ خاص طور پر مضبوط ہے کیونکہ ان کا ایک مذہبی حکم جس پر ہم اب بحث کریں گے یہ ہے کہ اگر لکھنؤ کی گلیوں میں معصوبہ روکی جائے تو معصوبہ نہ کرنا ان کے لئے گناہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اپنے قانونی مباحث کی تائید میں انھوں نے بہت سے قانونی نظائر کا حوالہ دیا ہے۔ پہلی تقریر مقدمہ مٹھیا پوچھی بنام باپون صاحب آئی۔ ایل۔ آر دو درجن<sup>۲</sup> ہے۔ سلسلہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مسلمانان شیوا پیٹ کو اس شرط کے ماتحت مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دی کہ وہ تمام جلوسوں کو جو مسجد سے گزر رہے گئے گزرنے کا راستہ دیں گے اور ساتھ ہی ساتھ یہ ہدایت کی کہ جب کوئی جلوس مسجد سے گزرتا ہو تو گا با جا روک دیا جائیگا۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کے بعض نمائندوں پر عدالت دیوانی میں دعوئے کیا تاکہ وہ اس کا استعقرار حق حاصل کر سکیں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے یہ عام ہدایت خلاف قانون تھی کیونکہ اپیل میں ہائیکورٹ نے ہندوؤں کو استعقرار حق کی ڈگری دے دی اور یہ طے کر دیا کہ ہندوؤں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے جلوس کے ساتھ مسجد سے گزرتے وقت با جا رکھیں لیکن قانون کے اندر وہ کوئی اس حیثیت میں کہ وہ سپانڈنٹ اور ان لوگوں کو جو مسجد میں جمع ہوں اپنے مذہبی رسوم ادا کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ اس فیصلہ کے دوران میں فاضل جج نے حسب ذیل ریمارکس کیے ہیں :-

ایک ایسے ملک میں مناسب طریقہ پر پکڑائی کے لئے جہاں کی آبادی مختلف جماعتوں پر مشتمل ہو اور جن کے عقائد مذہبی ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوں اسکی ہر حال ضرورت ہے کہ ایسے قواعد مقرر کئے جائیں جن سے ہر جماعت کے ممبر اپنے تو فونی اور مذہبی فرائض کو انجام دے سکیں اور ان میں دوسری جماعت کے ممبران کی طرف سے بے جا مداخلت نہ ہو سکے۔ اس طرح کے ضابطے برطانوی ہند کے قانون میں موجود ہیں۔ (ضابطہ توحیداری باب ۱۱) لیکن ان مواقع پر کہ جب مختلف جماعتوں کے حقوق میں مذہبی رسوم کی ادائی کے سلسلہ میں تصادم ہو جائے اور کسی کا کوئی مجرا یا ارادہ نہ ہو تو ایسے حالات میں آپس کی باہمی بردباری ہی سے مناسب اور واحد طریقہ پر حکومت کی جاسکتی ہے۔ اس وقت یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ کس طرح متصادم حقوق میں کہاں تک مداخلت ہوتی ہے۔ اور لازمی طور پر ایک دوسرے میں کہاں تک تریم کیجا سکتی ہے۔ ایک طرف قانون سے یہ حق مسلم ہے کہ کوئی جماعت جو قانون کے ماتحت کسی مذہبی عبادت یا مذہبی رسم کی ادائی میں مصروف ہو اسکے کاموں میں کسی طرح برہمی اور اختلال نہ پیدا کیا جائے گا۔ اور دوسری طرف قانون سے یہ حق مسلم ہے کہ وہ لوگ جو ایک قانونی مقصد کے لئے مجتمع ہوں خواہ وہ مقصد شہری ہو یا مذہبی شاہراہ استعمال کرنے میں اور اس پر باجہ کے ساتھ گزرنے میں اور وہ دوسرے اشخاص کی آزادی میں جو اسی راہ سے گزرتے ہوں خلل نہیں ہوتے۔ اگر وہ لوگ جو باجہ بجاتے ہوئے جلوس (دفعہ) کے ساتھ گزرتے ہیں ایک ایسے مقام سے گزر رہے ہیں جہاں دوسرے جمع ہوں اور پبلک عبادت میں مشغول ہوں اور یہ باجہ انکی عبادت میں خلل ہو تو یہ ان لوگوں کا جو جلوس میں شامل ہوں فرض ہوگا کہ وہ اس قسم کے ہنگامہ سے باز رہیں۔ لیکن عبادت کے لئے مشکل سے کسی مقام پر دن رات کے چوبیس گھنٹہ مخصوص ہوتے ہیں بلکہ مقررہ اوقات ہوتے ہیں اور اس لئے یہ غیر ضروری ہے کہ ایسا قاعدہ بنایا جائے کہ کسی وقت بھی لوگ اس شاہراہ عام سے نہ گزر سکیں یا کسی مسلم مقام عبادت کے قریب سے بھی باجہ کے ساتھ نہ جاسکیں۔ لیکن ہاں اگر کوئی جلوس کوئی مذہبی حیثیت رکھتا ہوگا تو اسکی مخالفت مذہبی مراسم کی آزادانہ بجا آوری میں ایک حقیقی مداخلت ہوگی۔ کیونکہ جلوس کے آگے بڑھنے کی اجازت دے دینے میں مجمع کی عبادت میں خلل ہوگا لیکن اور اگر کسی مذہبی جلوس کو مسئلہ عبادت گا ہوں کے قریب سے گزرنے کی اجازت نہ دی جائے گی تو وہ لوگ جو کہ دہاں

جمع ہوں یا نہ ہوں اور مذہبی عبادت میں مصروف ہوں یا نہ ہوں شاہراہ عام کو دیگر مختلف اقوام کے لئے بند کر دیں گے۔

اور کسی شاہ راہ عام سے کسی قریب جگہ پر عبادت گاہ بنا کر جلوسوں کے گزرنے کو مسدود کر دیں گے۔

قانون میں جلوس پر جس طرح کی بھی پابندیاں عائد کی جائیں وہ ضرورت سے زیادہ نہ ہونی چاہئیں۔ مجسٹریٹ نے جو احکام نافذ کئے وہ موافق قانون نہیں ہیں نہ ان کو عام طور پر یہ حق حاصل تھا کہ وہ اس مسئلہ پر قانون کا اعلان کر دیں اور امن کی برابری کے خطرہ کو محسوس کر کے ایک امتناعی حکم صادر کر دیں۔

پبلک امن کے قیام کے لئے مجسٹریٹ کو خاص اختیارات حاصل ہیں لیکن وہ اختیارات جو بعض حالات اور مواقع کے لئے محدود ہیں۔ اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ ہر شخص کو وہ حقوق دے جو قانون کے مطابق اسے حاصل ہونا چاہئے اور احتیاطی تدابیر کی صورت میں ان لوگوں کو روکے جو دوسروں کے حقوق میں مزاحم بننا چاہتے ہیں لیکن اگر اس کو یہ خطرہ ہو کہ کسی حق کی قانونی حیثیت سے بجا آوری شہری انتشار اور بلوہ کا سبب ہوگی اور اس کو یہ شبہ ہو کہ بلوہ کو فرو کرنے کے لئے اس کے پاس کافی قوت نہیں ہے تو پبلک ہیود کے خیال کو مد نظر رکھ کر پرائیویٹ حقوق کا تحفظ نہ کیا جائے گا اور مجسٹریٹ کو اختیار ہوگا کہ وہ جو چاہے طریقہ کار مناسب اختیار کرے۔ مجسٹریٹ کے یہ اختیارات ہنگامی ضرورت کے ساتھ ساتھ جس سے کہ ان اختیارات کو کام میں لانا حق بجانب ہو بہت زیادہ وسیع ہیں دوسری نظیر مقدمہ سنڈرام جیتی بنام ملکہ منظرہ (انڈین لارپورٹ عملہ مدراس صفحہ ۳۰۷)

ہے۔ یہ فیصلہ ۱۸۸۳ء میں ہائی کورٹ مدراس سے ایک فی جڈاری مقدمہ کی اپیل کے سلسلہ میں ہوا۔ شیوا پیٹ کی مسجد کے متعلق بلوہ ہوئے تھے ۱۸۸۲ء میں بلوہ ہوئے اور بعض بلوہ ایسے کہ سزائیں دی گئیں۔ سشن جج نے اپنے فیصلے میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ ہائی کورٹ کا فیصلہ جو سابقہ مقدمہ میں ہوا تھا مختلف نوعیت رکھتا اگرچہ اس کے سامنے معاملات صحیح روشنی میں پیش کئے گئے ہوتے۔ جج نے کہا "مسلمانوں کی مسجد کے سامنے ہندوؤں کا باجارد کو کاراج لوگوں کی اعتقاد پر سٹ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ اسکی بنیاد عمارت کے مفروضہ تقدس پر رکھی جاتی ہے۔" قابل حیف جسٹس نے جنہوں نے ہائی کورٹ کا فیصلہ اپیل

کہا کہ میں سنا یا۔ اس خیال کو تسلیم نہیں کیا۔ اُنھوں نے ظاہر کیا کہ بیان کردہ رسم پر ہائی کورٹ میں زور نہیں دیا گیا۔ اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ اگر وہ رسم ہوتی بھی تو وہ منجملہ ان رسوم کے ہوتی جن کی ابتدا ان زمانوں میں ہو کر تھی ہے جب کہ سلطنت کے مذہب کا ملک کے پرائیویٹ اور پبلک قانون پر اثر ہو کر رہا ہے اور وہ ان اصولوں کے مطابق نہیں ٹھہرتا جن پر برطانوی راج میں عمل کیا جاتا ہے۔ اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ کوئی رسم جو قانون کی حیثیت اختیار کرے جائز اور منصفانہ بھی ہونا چاہیے اور اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ آیا وہ رسم جس کا سٹیشن جج نے حوالہ دیا ہے جائز اور منصفانہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ فاضل جج نے فرمایا کہ ایک انسان کے پاس شکایت کے جائز وجوہ ہو سکتے ہیں اگر اس کو مجبور کیا جائے کہ وہ اس مذہب کے مقدس مقام کے احترام کو تسلیم کرے جس مذہب کو وہ جھوٹا خیال کرتا ہے اسے شکایت کی جائز وجہ نہ ہوگی۔ اگر وہ اس پر مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے ہی سے دوسرے شہری کے شہری حقوق کو تسلیم کرے جس کی مخالفت چاہی جاتی ہے۔ اور جب کہ وہ عبادت میں مصروف ہو ہنگامہ سے روکا جائے۔ اسکے بعد اُنھوں نے گورنمنٹ آرڈر کے بعض حوالے دیئے جن میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مذہبی جلوس کس طرح نکالنا چاہئیں اور فرمایا:-

”میں نے ان احکام کا یہ ظاہر کرنے کے لئے حوالہ دیا کہ جس وقت اس عدالت کے فیصلے صادر ہوئے اس وقت بنیادی طور پر اگزیکیوٹو اور جڈیشل حکام کی رایوں میں بہت کم اختلاف ہو کر تاخیر دونوں تسلیم کرتے ہیں کہ ہر شہری کو حق ہے کہ وہ شاہراہ عام کو جلوس اور اسی طرح دوسرے اعراض کے کام میں لائے۔ دونوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ مجسٹریٹ کو حق ہے کہ وہ کسی جلوس کے لئے خاص احکام نافذ کرے۔ یا اسے بالکل ملتوی کر دے اور پولیس کو اختیار ہے کہ وہ اس حق کی ادائی کے طریقے معین کرے۔

ان میں اس امر میں اختلاف ہے کہ گورنمنٹ نے بہت اجمال سے ان اختیارات کا ذکر کیا ہے جو مجسٹریٹ وقتاً فوقتاً اختیار کریں۔ حالانکہ عدالت قانون کے شرائط کے ماتحت مجبور ہے کہ وہ اسی کی پابند رہے۔ اور حالات کی نوعیت کو دیکھ کر فیصلہ کرے۔ اسکے بعد گورنمنٹ نے جو احکام نافذ کئے تو قانون نے مجسٹریٹ کے حقوق پر

جواب بندیاں عائد کی گئی ہیں ان کو بطوری طرح تسلیم کر لیا۔

سشن جج اس پر زور دیتے ہیں کہ ایک معمولی دیسی ذہنیت والے کے لئے یکم جون ۱۹۴۷ء کے احکام اور ہائی کورٹ کے احکام میں بین تصادم ہے میں نہ اس واسے کو قبول کرتا ہوں اور نہ اس سے انکار کرتا ہوں لیکن یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ میرے ذہن میں یہ تصادم بطوری طرح محسوس نہیں ہو رہا ہے۔ اس حکم نے مجسٹریٹ کو ممانعت کر دی تھی کہ وہ وہی علاقے سے اپنی پولیس کی قوت کو ہٹائے تاکہ بعض لوگوں کو جو سابقہ رسوم کا کوئی خیال نہیں کرتے جلوس نکالنے کا موقع نہ ملے۔

گورنمنٹ کا پہلا فرض ہے کہ نہ جان و مال کی حفاظت کرے اور اس غرض کو حاصل کرنے کیلئے اسکے افسران کو اختیار تفویض کئے گئے ہیں کہ وہ کسی جماعت کے ممبران کے معمولی حقوق تک میں مزاحمت اور مداخلت کریں۔ حکم مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۴۷ء میں ان حقوق میں فرق بتایا گیا تھا جو ابتدائی اور ثانوی حیثیت رکھتے ہیں اور جن کی گورنمنٹ حفاظت کر سکتی ہے اور جن دونوں طرح کے حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آخر الذکر کے حاصل کرنے کے لئے اول الذکر کو ترک کرنا پڑے۔ اس نقطہ نظر میں اس کا بہت زیادہ کھا نہیں کیا جاسکتا کہ جلوس کا حق جس کا استعمال چاہا جا رہا ہے قدیم ہے یا جدید۔ گورنمنٹ اس پر مجبور نہیں ہے کہ کسی جماعت کے بعض ممبران کو اس فوج اور قوت کی خدمات سے محروم کر دے جسکی ضرورت اسکی حفاظت کے لئے لازمی ہو اور جسکے بغیر جان و مال کی حفاظت نہ ہو سکتی ہو۔

اس حالت میں کہ جب معاملات میں خرابیاں پیدا ہوں ایسا اشتعال رونما ہو جاتا ہے جو دونوں کے لئے خطرناک ہوتا ہے۔

گورنمنٹ سے معمول طور پر نہیں چاہا جاسکتا کہ وہ ان کے قیام کے لئے اپنی فوجی قوت کو اتنا بڑھا دے کہ اس کا انرا جات ملک کے خزانہ پر ایک ناقابل برداشت بار ہو جائیں۔ یہ امر ذہن نشین رکھا جائے گا کہ گورنمنٹ کے متعدد آرڈروں کا حوالہ دیا گیا ہے علاوہ حکم مورخہ ۹ مئی ۱۹۴۷ء مجسٹریٹ کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ جہاں حقوق کے استعمال کا مسئلہ بالترتیب ہو وہاں مراسم قدیم کو اس وقت تک باقی رکھیں جب تک کہ عدالت دیوانی سے اس نزاع کا فیصلہ نہ ہو جائے اور وہ ان معاملات میں استعمال نہیں کئے جاسکتے جہاں کہ حقوق کے



کی صحیح رائے کیا تھی کہ انھیں ان کے حقوق سے محروم رکھا گیا اس لئے کہ مسلمان ہنگامہ آرائی کر رہے تھے حکم امتناعی مجسٹریٹ کے اس فتویٰ کی وجہ سے جاری کیا گیا کہ ہنگامہ کا اندیشہ تھا لیکن یہ اندیشہ کس سے ہو سکتا تھا۔ اسی پارٹی سے اندیشہ کیا جاسکتا ہے جس نے حق کے استعمال کی مخالفت کی ایسا حکم جو ان حالات میں جاری کیا گیا اس امر کے اقبال کی نوعیت رکھتا ہے کہ بد امنی کا اندیشہ کیا جاتا ہے اور ایگزیکٹو حکام اس وقت حفاظت کے معقول انتظامات ہیسا کرنے کے پوزیشن میں اپنے کو نہیں پاتے جب اس قسم کے احکام کا اعادہ کیا جاتا ہے تو ان کا جواز قیام امن اور اس کا تحفظ ان لوگوں پر اتنا واضح نہیں ہو تا جن کے حقوق میں خلل پڑی کی جاتی ہے جتنا کہ اسکے نتائج واضح ہوتے ہیں۔

یہ خیال اور اثر پیدا ہوتا ہے کہ حکام اس طبقہ کے خلاف استعمال کرنے کے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتے جن سے بد امنی کا خطرہ ہوتا ہے اور یہ کہ ان کے خلاف ہر بالکل دیسا ہی ہے جس نے ایک عدالت کے فیصلہ کو عدائے کار کر دیا ہے اس سے زیادہ حقوق کے تسلیم کر لئے جانے میں مؤثر ثابت ہو گا بر نسبت اسکے کہ آئینی عدالتوں میں اپیل کی جائے۔

جب اس قسم کے خیالات آبادی کی بڑی اکثریت کے دلوں میں جاگزین ہو جاتے ہیں تو اس سے شدید خطرات کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ خطرہ پیدا ہو جانے کا سبب جائز قانون کے سلسلہ میں مخالفت سے انکار ہو کر تا ہے۔ وہ لوگ جن کے نزدیک حکام کے احکام کی تعمیل ناگوار ہو کر پڑتی ہے ہر پارٹی میں پائے جاتے ہیں لیکن وہ لوگ جو معمولی طور پر اس کا محاذ کرتے ہیں کہ حکام کے احکام کی تعمیل کریں وہ بھی دشواریاں اٹھا کر اس امر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں کہ فساد کر کے کامیابی حاصل کریں۔

سدا گو پاچار یہ کے مقدمہ میں جو اماراؤ سے لڑا گیا تھا (انڈین لارڈز ۲۹ دسمبر ۱۹۴۷ء) میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ نہ ہی جلوس کے شرک پر ٹھکانے کے انتظام کا حق ایک ایسا حق ہے جو ہر شخص کے پیدائشی حق کی حیثیت رکھتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس کے ذریعہ سے دوسروں کے حقوق پر حملہ و تجاوزات نہ کرے یا پبلک میں پریشانی کا سبب نہ ہو یا شرکوں کے استعمال میں ناجائز رکاوٹ کا سبب نہ بنے بشرطیکہ وہ ہدایت کے ماتحت جموں اور امتناع کے خلاف نہ ہوتی ہو۔ یا قلعہ امن کا اندیشہ نہ ہو۔ ہر ایک ممبر اور ہر فرقہ کے آدمی کو حق حاصل ہے کہ وہ شرکوں کو قانون کے ماتحت استعمال کر سکے اس کا بار جو انھیں روکیں خود انھیں بہہ ہے کہ وہ ایسا قانون یا رسم نکالیں جن میں قانون

کی ایسی قوت ہو کہ وہ اس کو اس حق سے محروم کر دے۔

ان مقدمات پر پرملوی کو نسل کے ججان کی طرف سے ۱۹۲۲ء میں یہ مقدمہ منظور سن بنام محمد زمان خور کیا گیا (۵۲ انڈین اپیل صفحہ ۷۱) وہ مقدمہ اورنگ آباد کے شیعہ سنی تنازعات کی بناء پر دائر ہوا تھا۔ مسئلہ تنازعہ یہ تھا کہ آیا شیعہ ایک تفریق کے جلوس کے ہمراہ ایک شاہراہ عام پر جمعہ مسجد کے قریب ماتم کرنے کی غرض سے اس کا حق رکھتے ہیں کہ وہ مجمع کو ٹھہرائیں۔ ۱۹۲۶ء میں سنیوں نے شیعہ جلوس میں مداخلت کی اور وجہ مداخلت یہ ظاہر کی کہ ان کے ماتم سے نماز میں خلل ہوتا ہے۔ ہنگامہ کو روکنے کے لئے مجسٹریٹ نے احکام نافذ کئے کہ اس سال مسجد سے تھوڑے فاصلہ پر ماتم رکھا رہے یہاں تک کہ جلوس مسجد سے آگے معینہ مقام تک نہ جائے۔ شیعوں نے عدالت دیوانی میں استقرار حق کا دعویٰ کیا۔ ایس انڈین نے جابج کی کہ وہ اپنے حق میں یہ فیصلہ کرائیں کہ مدعی اور خصیہ اورنگ آباد کے دیگر شیعہ باشندے ایک دائرہ بنا کے جمعہ مسجد کی پشت پر جو نئی شریک پر واقع ہے اس امر کا حق رکھتے ہیں کہ ماتم کریں مدعا علیہم جن میں چند سنی ہیں ان کو کوئی حق اس بات کا نہیں ہے کہ وہ مدعیان کو ماتم کرنے سے یا جمعہ مسجد کے قریب ٹھہرنے سے روکیں۔

سب جج نے حسب ذیل حکم نافذ کیا:-

”یہ استقرار کیا جاتا ہے کہ لوکل حکام کی نگرانی میں مدعیان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ موقع تنازعہ پر تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہر کر اپنا ماتم کریں۔ مدعا علیہم جن کے نام دعوے میں موج ہیں ان کو مانفت کی جاتی ہے کہ وہ ماتمی جلوس میں کسی قسم کی مداخلت نہ کریں۔“ ہائی کورٹ نے اس مقدمہ کی اپیل کو مسترد کر دیا۔ اور فاضل ججان نے یہ طے کیا کہ ہر فرقہ مجسٹریٹ کی نگرانی میں پبلک گزرگاہوں کے استعمال کرنے کا حق رکھتا ہے لیکن یہ خواہش کہ عام گزرگاہ کو مسدود کر دیا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ جو ڈیٹیل کمیٹی کے ججان نے ہائی کورٹ کے فیصلہ کو بالکل ہی بدل دیا انھوں نے بہت سی تظاہر پر جو ہندوستانی عدالتوں کی تھیں بحوث کی جن میں وہ نظائر بھی شامل تھیں جن کا حوالہ ہم دے چکے ہیں۔ فاضل ججان جو ڈیٹیل کمیٹی نے ظاہر کیا کہ پبلک گزرگاہ یہ تھا کہ آیا مذہبی جلوس کی نگرانی کا حق تھا یا نہیں کہ وہ صحیح اور معین راستوں سے گزرے گا۔ اس سوال کا جواب فاضل ججان نے اثبات میں دیا اور اس کے بعد یہ تحریر کیا کہ ہماری یہ رائے ہے کہ بہر حال دو دوسرے سوالات حل آئے ہیں بعض مقدمات میں ایک فریق نے شاہراہ



عام کا محض اپنی عبادت کے استعمال کے بنانے کا مطالبہ کیا اس مسئلے سے برابر انکار کیا گیا۔ دوسرا سوال جو بہت گہرا تھا اور جسے موجودہ مقدمہ میں بھی کیا جانا چاہئے تھا یہ تھا کہ ”کیا اون کے خلاف عدالت دیوانی کا مقدمہ دائر کیا جاسکتا ہے جو ایک جلوس کے ادائی فرائض میں مزاحم ہوں۔“ جتان نے ظاہر کیا کہ بمبئی میں مقدمہ ہو لکھنؤ میں طے کیا گیا تھا کہ ایسا کوئی مقدمہ چل نہیں سکتا لیکن مدرس ہائی کورٹ کی رائے اس کے خلاف تھی۔ ہزارا ڈوشپ نے خیال ظاہر کیا کہ ”مدرس کی عدالتوں کی رائیں صحیح اور بمبئی کے فیصلے غلط۔ ہمارا خیال ہے کہ اپیلانٹ اس استقرا کے مستحق ہیں جو انھیں ڈسٹرکٹ جج کی عدالت سے تھا لیکن یہ تجویز کرتے ہیں کہ ٹریبنل کے نفاذ کے بعد مجسٹریٹ کی ہدایات اور پبلک حقوق کے نفاذ کا مضافہ کر دیا جائے اگر فاضل جتان ہائی کورٹ صرف اپیل کو ڈسمس کر دیتے تو اس کے اثرات کے مستحق ہندوستان میں غلط نہیں ہوتی۔

ہر مختلف جماعت یا مذہب کے لوگ جن کی عبادت کے مقامات ان راستوں پر ہیں جہاں سے اُن جماعتوں کے جلوس نکلتے ہیں جن سے وہ اتفاق نہیں کرتے۔ اس فیصلہ پر احتجاج کرتے کہ یہ طے کر دیا گیا ہے کہ جلوس کے مراسم اس وقت تک کے لئے روک دیئے جائیں۔ جس وقت تک کہ وہ اس عبادت گاہ سے گزرنے جائیں لیکن اگر یہ استقرا حتیٰ جیسا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے منظور کیا گیا صحیح تسلیم کر لیا جاتا تو مجسٹریٹ اسکے بعد بھی اس قابل ہوتے کہ وہ جو مناسب انتظام سمجھتے کوستے اور اگر وہ یہ پسند کرتے تو اسی حکم کو دہرا دیتے جسکے ذریعہ سے مسجد کے کچھ فاصلہ تک ماتم روک دیا گیا تھا۔

مجسٹریٹ کا حکم ایک ایسا حکم ہو سچو کہ خاص عدالتوں میں نافذ کیا جاتا کسی کے حقوق کے متعلق عام اعلان کی حیثیت نہ رکھتا۔ دوسرے نظائر کا بھی حوالہ دیا گیا ہے لیکن ہمارے خیال میں اسکی ضرورت نہیں ہے کہ سبکیان جو ڈیشل کے فیصلہ اور مدرس کے مقدمات کے جن کی بنیاد اس فیصلہ پر ہے دیگر مقدمات پر بھی ہم کوئی بحث کریں۔

ہمارے نزدیک یہ جائز اور منصفانہ طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ ان نظائر سے شیعوں کی ان مفروضات کی تائید ہوتی ہے کہ ہر شہری کو اس کا حق حاصل ہے کہ وہ عام شاہراہوں پر اپنے مذہبی جلوس نکالے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس قسم کے تمام دیوانی کے مقدمات میں اس امر کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ آیا دو مختلف جماعتوں میں ایک جماعت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوسری جماعت

کو اسکے مذہبی رسوم، بحال لانے سے روکے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ایسا کوئی حق کسی جماعت کو حاصل نہیں ہے۔ دوسری طرف تمام مقدمات میں اور خصوصیت سے اس مقدمہ میں جو جو ڈیلز کیٹی فائل بجانٹے کیا ہو تسلیم کیا گیا ہے کہ ایک مذہبی جلوس کے سلسلہ میں اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ دوسرے شہریوں کو پبلک گزرگاہوں کے استعمال کا حق ہے اور غیر میٹ کو بھی اس کا حق حاصل ہے کہ وہ پبلک کے مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے اس جلوس کی نگرانی کریں۔ انجیلنڈ کی پبلک میٹنگ کے حق پر ڈائی سی نے اپنی کتاب سٹڈی آف دی لائن کانٹری بیویشن کے مقدمہ (ایپیشن ۱۹ صفحہ ۴۴۴) میں بحث کی ہے۔ اس میں اس بات کو بتلایا گیا ہے کہ انگریزی قانون میں کوئی خاص حق کسی پبلک میٹنگ کے لئے چاہے وہ پولیٹیکل ہو سیاسی ہو یا کوئی اور مقصد رکھتی ہو تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ ایک جگہ پر جمع ہونے کا حق اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ یہ صرف نتیجہ ہے اس نظریہ کا جو انگریزی عدالتوں نے لوگوں کی شخصی آزادی اور ان کی تقریر کی آزادی کے متعلق قائم کی ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ پبلک مقامات پر جائے اور وہاں وہ ہر موضوع پر اپنی رائے کا اظہار کرے۔ بشرطیکہ اسکی تقریر خلاف قانون نہ ہو۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک بڑی تعداد ایسے مقام پر جمع ہو جاتی ہے اور وہ اس کے خیالات کی وضاحت کو سن سکتی ہے۔

یہی قواعد جلوسوں پر بھی منطبق ہوتے ہیں جیسا کہ سنی وکیل نے اپنے دلائل پیش کرنے کے وقت اقبال کیا ہے کہ جلوس محض متحرک مجمع ہے۔ ہماری توجہ ہندوستانی قانون کی ایسی دفعات کی طرف منوط نہیں کی گئی جن سے کہ انھماستان کے قانون میں ترمیم و تبدیلی کی گئی ہو۔ ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ قانونی مشکلات اور پیچیدگی سے خالی نہیں۔ ہر شخص کو پبلک مقامات کے استعمال کے کچھ خاص حق حاصل ہیں لیکن اسکے نتیجہ میں فطری طور پر یہ نظریہ پیش ہو جاتا ہے کہ کوئی شخص پبلک مقام کو اس طرح استعمال نہیں کر سکتا کہ جس سے غیر ضروری طور پر دوسروں کے مساویانہ حقوق میں مداخلت ہو۔ ہمارے خیال میں پبلک مقام کے استعمال کے متعلق جس میں شاہراہ عام پر مرصع صحابہ بھی شامل ہے سنیوں کے جذبات کی بنیاد غلط فہمی پر ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مطالبہ ہی اس امر کو پیشگی طور پر قبول کر لیتا ہے کہ ہر شخص کو پبلک مقام کے استعمال کا جس طرح وہ پسند کرے حق حاصل ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ انھیں اُنکی سہولت کا بھی

کا فکر نہ ہوگا جو اس مقام کو اسی وقت خود بھی استعمال کرنا چاہیں۔ شہروں اور مختلف مقامات میں مشکل سے کوئی پبلک مقام ہوگا جو ابتدائی طور پر کسی خاص غرض کے لئے مخصوص نہ ہو۔  
مقدمہ دے رہے ہیں کہ ریمارک بہ مقدمہ ہیگین بنام میس صاحب حسب ذیل ہیں۔

”اب ابتدائی طور پر وہ غرض جس کے لئے کوئی شاہراہ عام وقت مخصوص ہے یہ ہوتی ہے کہ اُس پر راستہ چلا جائے جیسا کہ مقدمہ دروسٹن بنام پینین میں ظاہر کیا گیا ہے اور گو کہ موجودہ زمانہ میں شاہراہ عام کے استعمال کو جائز وسعت دے دی گئی ہے۔ حکام ظاہر کرتے ہیں کہ وقت کے ابتدائی حصہ کا خاص طور پر ہمیشہ کاظ رکھنا چاہئے۔ پبلک کی آمد و رفت کا شاہراہ عام پر حق تمام جائز وسعت کے ساتھ وقتاً فوقتاً اس خیال کے تحت رہنا چاہئے کہ ایسے ملک میں جو بہت زیادہ آباد اور ہندوب ہو گیا ہو عوام کے وسیع نقطہ نظر کا لحاظ کیا جائے لیکن جس سے یہ مقدمہ ترین خیال نہ مٹ سکے کہ پبلک کا حق محض راستہ چلنے کا ہے۔ ہم نے اس راے کو محض اس لئے ظاہر کیا ہے کہ ہم اپنے اس خیال کو صحیح و جائز ثابت کر سکیں کہ شاہراہ عام کی اصلی غرض یہ ہے کہ اُس پر سے افراد گزر سکیں اور مال لا اور لے جا سکیں۔

ناگزیر ہے کہ کسی شخص کی طرف سے پبلک مقام کا استعمال بعض حالتوں میں اس مکان کو کہ دوسرے اسے استعمال کریں کم کر دے۔ اس ایک انتہائی حالت کو لے لیا جائے کہ اگر ایک شخص کو کچھ زمین قوت سے حاصل ہے تو وہ اس جگہ کا اس موقع پر دوسرے کے ہاتھوں میں چلا جانا گوارا نہیں کر سکتا اور اُسے اس جگہ کو لینے نہیں دیتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ تسلیم کر لیا جائے کہ پبلک مقامات کے استعمال میں بھی مزاحمت ہوتی ہے ہمارے خیال میں اس مسئلہ پر صحیح راے اس طرح قائم کی جا سکتی ہے کہ پبلک مقام کو جو لوگ استعمال کرنا چاہیں اُن کی سہولت اور دوسروں کی عدم سہولت یا دشواری کا اندازہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ ترازو کا پلہ کس طرف زیادہ جھکتا ہے۔ سہولت اور عدم سہولت کا اندازہ کرنے میں اس ابتدائی مقصد کو سب سے پہلے پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اس پبلک مقام کی اصلی غرض وغایت کیا ہے اور کون کس مقصد کے ماتحت وہ پبلک مقام قرار دیا گیا۔ ہمارے نزدیک اُن فیصلوں کی اصلی

مختیار کرتے کہ نہیں بخانے گا کوئی مجلس کی کسی حاصل ہے اور نہیں

بنیا جس کام نے حوالہ دیا ہے۔ یہی ہونی چاہئے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ تمام شہریوں کو مذہبی جلوہ  
نکالنے کا حق حاصل ہے تو اس کے معنی یہ ہونے کہ اس طرح کے جلسوں کی محض اس لئے  
مانعت نہ ہونی چاہئے کہ وہ جلوس ہیں یا اس لئے کہ وہ مذہبی ہیں۔ نظائر میں کوئی ایسی  
بات نہیں ہے جس سے واضح ہو کہ ان جلسوں کی کسی طرح مانعت ہو ہی نہیں سکتی مثلاً کہ اس  
دوسروں کو دشواری لاحق ہوتی ہے یا اشتغال پیدا ہوتا ہے۔ شیو پیٹ کے مقدمہ میں  
مسجد کے سامنے گانے بجانے سے جو تکلیف ہوتی تھی اس کا یہ عام حکم منصفانہ اور جائز  
قرار پایا کہ مسجد کے سامنے گانے بجانے کی کبھی اجازت نہ ہونی چاہئے۔ اور نگاہوں کے  
مقدمہ میں مجسٹریٹ قائم کے امتناع میں کہ وہ مسجد سے دور پر کیا جائے تھی بجانب ہوسکتے  
تھے۔ اور انھوں نے شیعوں کو استغفار یہ دہگری صرف اس لئے دی کہ وہ یہ اثر قائم نہیں کرنا  
چاہتے تھے کہ کوئی جماعت کسی حالت میں جب وہ انکی عبادت گاہ کے سامنے سے گزرے  
دوسرے فریق کے جلوس سے یہ نہ چاہے کہ وہ اپنے مذہبی فرائض کو ترک کرے۔ ہم یہ نہیں  
خیال کرتے کہ تین اہم تاریخوں کو مدح صحابہ کی مانعت اس بناء پر قابل اعتراض ہو سکتی ہے کہ  
اوس سے کسی کے مفروضہ حق میں کوئی مداخلت ہوتی ہو۔

ہماری نوٹس میں یہ امر ہے کہ ہر اس کے ابتدائی مقدمات میں یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ  
کو جلوس کے معاذ پر عام طور سے قانون کے اعلان کا حق حاصل نہیں ہے اور اگر ان کو خطرہ  
میں پائے تو وہ اسے حکم انتظامی سے روک سکتا ہے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کسی  
خاص وقت اور خاص حالات کو پیش نظر رکھ کر جلوس کے روکنے کے لئے حکم انتظامی جاری  
کیا جاسکتا ہے۔ ہم نے اس پوائنٹ کا محض اس لئے حوالہ دیا ہے کہ شاید یہ غلط کیا جاسکے  
کہ گورنمنٹ کے رزلویشن میں ایک عام حکم موجود ہے۔ ہم یہ نہیں خیال کرتے کہ ایسا  
مذکور کیا جائے تو وہ قبول کیا جاسکتا ہے۔ ہر سال پولیس ایکٹ کے تحت جلوسوں کی  
نگرانی کے لئے خاص احکام جاری ہوتے ہیں۔ ان تین دنوں کے اجتماعات پر پابندیاں  
عائد کی جاتی ہیں۔ گورنمنٹ رزلویشن نے محض ایک پالیسی معین کی ہے اور بعض واضح  
حالات میں ان کے مطابق عمل درآمد ہونا چاہئے۔ اصل سوال یہ ہے کہ آیا حالات اوس  
پالیسی کے متقاضی ہیں یا نہیں۔

واجب مستحب کی دیکھ بھل | قبل اسکے کہ ہم اس مسئلہ پر غور کریں ہم کونسیوں کے اس مذکور

جا بچنا ہے کہ آیا اذن کے لئے لکھنؤ میں مرجع صحابہ کا مسئلے الاعلان پڑھنا واجب اور لازمی ہے۔ ہم کو بتایا گیا ہے کہ اعمال کی چار قسمیں ہوتی ہیں جن میں وہ عمل شامل نہیں جو واضح طور پر معصیت ہیں۔ وہ یہ ہیں:-

(۱) وہ اعمال کہ جن کی بجا آوری اتنی ضروری ہے کہ ان کی عدم بجا آوری سے انسان مذہب سے خارج ہو جائے۔ یعنی وہ اعمال جسے ایک مسلمان کو اگر وہ دائرہ اسلام میں رہنا چاہے تو ضرور بجالانا چاہئے۔

(۲) وہ اعمال جو اس حیثیت سے ضروری ہیں کہ ان کی عدم بجا آوری معصیت ہوتی ہے لیکن ان اعمال کی عدم بجا آوری سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

(۳) وہ اعمال جو مستحسن ہیں لیکن ان کی بجا آوری لازمی نہیں یعنی یہ کائناتی بجا آوری معصیت نہیں۔

(۴) وہ اعمال جن کو بجا آوری نہ بہت مستحسن ہے اور نہ عدم بجا آوری گناہ ہے۔ ان چاروں عدا ج کو فرض و واجب و مستحب اور مباح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سنی عقائد کے بموجب اگر وہ مباحات تو کام مباح کرنا واجب ہو جاتا ہے مگر مباحات کو مستحب بتایا گیا ہے یعنی ایک فعل مستحسن لیکن اس کا ادا کرنا لازمی یا فرض نہیں ہے۔ سنی یہ کہتے ہیں کہ لکھنؤ میں مرجع صحابہ اس لئے واجب ہو گئی ہے کہ اس کی امتناع کے احکام لکھنؤ میں جاری کر دیئے گئے ہیں۔

یہاں ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم اس کا احساس ہے کہ یہ امر ہمارے فیصلہ کے لئے نہیں ہے کہ سنن اور شیعوں کو کن باتوں پر افتقار رکھنا چاہئے یا نہ رکھنا چاہئے۔ ہمارا کام صرف یہ چکنا ہے کہ وہ کس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

مرجع صحابہ شیعوں کے لئے دل آزار ہے | اس موقع پر یہ واضح کر دینے میں آسانی ہوگی کہ

ہمیں مختلف سنی علماء اور دینی تصنیفات کا مطالعہ دیا گیا تھا اور ان کتابوں وغیرہ سے اسکی تائید پیش کی گئی تھی کہ شیعوں کو کوئی مناسبہ نہیں کہ وہ اہل تین خلفاء کو مریدوں بنیں۔ ہم نے فریقین کو اسکی اجازت دے دی تھی کہ وہ ان اسناد کا حوالہ دیں اور اس مسئلہ پر بحث کریں۔ اس لئے کہ ممکن تھا کہ اس بحث میں ہم کو کوئی مفید مطلب بات مل جاتی۔ ہم ان متعدد نظریات پر اب کوئی بحث نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ ہم کہ اس کا اطمینان ہے کہ تصنیفات اسناد کی مختلف تاویلات ہو سکتی ہیں۔ اور اس امر میں ہم کو کوئی شبہ نہیں ہے کہ

معاہدہ کی نوعیت کچھ ہی کیوں نہ ہو شیعہ خلفاء کی مع کو بعض حالات میں انتہائی دل آزار تصور کرتے ہیں۔ اس پوزیشن کو سمجھانے کے بعد اب ہم سینوں کے اس اذعاج کا جائزہ لینا چاہیے جس پر مع صحابہ اُن کے لئے واجب ہے۔ ہم اُس مذہبی مسئلہ کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے جو ہمارے سامنے بیان کیا گیا لیکن ہم کو صحیح طور پر یہ غور کرنا ہے کہ اس کہنے سے اُن کا مقصد کیا ہے اور موجودہ صورت حال سے اُس کا کہاں تک تعلق ہے۔ پہلا کلیہ ابتدا میں یہ ہے کہ کیا گیا کہ کوئی کام جو معمولی طور پر مستحب ہو اُسے اگر رد کا جائزے تو یہی مستحب واجب ہو جائے تب ہم نے اسکی واضح مثالیں چاہیں تو ہم نے وہ نتائج برآمد کئے جن سے ہم کو شبہ ہوا کہ کیا سنی حقیقت خیال کرتے ہیں کہ یہ کلیہ بلا کسی ترمیم کے ہر حالت میں صحیح اور پورا اترتا ہے۔ ہم نے دریافت کیا کہ اگر ایک سنی کو احاطہ عدالت میں مع صحابہ سے رد کا جائزے جو کسی حد تک ایک پبند مقام بھی ہے تو کیا آپ مذہباً مجبور ہوں گے کہ مع صحابہ پڑھیں۔ ہم کو سمجھا یا گیا کہ ایک سنی کو اُس کے مذہب نے ممانعت کی ہے کہ وہ کسی کے گھر میں مداخلت بھی کرے۔ اور عدالت ایک خاص مقصد کے لئے جج کی نگرانی میں ہوتی ہے۔ لہذا اُس مقام پر مع صحابہ کے روکے جانے پر مع صحابہ واجب نہیں ہوتی۔ سنیوں کے قابل کو نسل نے اپنے مباحثہ کے دوران میں اس امر کے اقبال پر آدگی ظاہر کی کہ ”اگر کسی پبلک پارک میں جہاں لوگ راحت و سکون کے لئے آتے ہیں زور سے مع صحابہ بڑھی جائے اور اسکی ممانعت کی جائے تو ہم کو کوئی غصہ نہ ہوگا۔ چونکہ ابتدائی بیان میں بہت وسعت تھی لہذا ہم نے قابل کو نسل سے دریافت کیا کہ آیا وہ اس مذہبی حکم کی مزید وضاحت کر سکتے ہیں اور انہوں نے مندرجہ ذیل بیان دیا۔

”مجھے یہ تسلیم ہے کہ حکام کو پبلک مقامات کی نگرانی و انتظام کا پورا حق حاصل ہے اور وہ احکام جو اس نگرانی و انتظام کے سلسلہ میں دیئے جائیں اُس فعل کو جو مستحب ہو واجب نہیں بناتے لیکن اس قسم کے احکام کا منشاء ہمارے خلاف کوئی امتیازی پابندی نہ ہو اور مستحب فعل سے ہم کو غلام نہ کر دیا جائے۔

میں یہ تسلیم نہیں کرتا کہ گورنمنٹ کو اس فیصلہ کا حق ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی امتیازی پابندی روا رکھی جا رہی ہے یا نہیں۔

قابل دیکھیں نے اس کے بعد کہا کہ ”وہ اور وجوہ ہیں جن کی بنا پر مستحب واجب ہو جاتا

ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ”اگر کسی مقام پر عوام میں ہمارے مذہبی لیڈروں کے خلاف غلط فہمی پید ا کر دی جائے کہ جس سے جاہل سُنی گمراہ ہوں تو سُنیوں کے لئے واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اس غلط فہمی کو دور کر دیں اور جاہل سُنیوں کو گمراہی سے بچائیں۔ اگر سُنیوں کے کسی طبقہ کی طرف سے وہ عمل و رسوم انجام دیئے جائیں جو شیعہ مذہب کی خصوصیات سے ہیں اور سُنی مذہب سے واضح طور پر علیحدہ ہیں تو اس سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ آخاندِ کرشیوں کا تشابہ اختیار کر رہے ہیں۔ اور یہ سُنیوں کے لئے واجب ہو جاتا ہے کہ سُنیوں کو اون راستوں پر لایا جائے جن سے اون کے مذہب کی نمایاں علامات ظاہر ہوں اور اون کے غلط طریق کی اصلاح کی جاسکے۔

پہلا کلیہ کہ کسی امر کی مانعت مستحب کو واجب بنا دیتی ہے۔ اب پہلے کی طرح وسیع نہیں رہا۔ اب بہت زیادہ محدود معلوم ہوتا ہے۔ اب اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی سُنی کسی پبلک مقام کی نگرانی و انتظام پر جس میں مانعت مستحب بھی شامل ہے ایسی حالت میں اعتراض نہیں کر سکتا جب صرف اسی کے خلاف پابندی عائد نہ ہوتی ہو بلکہ اس پبلک مقام کے متعلق جو پابندی پر بھی پابندی عائد ہوتی ہو۔ سُنی یہ کہتے ہیں کہ اس کا فیصلہ اون کے لیڈروں کے ہاتھوں میں ہے کہ اون کے خلاف کوئی ناروا امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ ادنیٰ خیال و عقیدہ ہو سکتا ہے اگر ایسا ہے تو ہم نہیں سمجھتے کہ اس اصول کو دو مسطنت کیسے تسلیم کر سکتی ہے جس میں مختلف عقائد و فرق کے افراد موجود ہوں اور جن سب کے مذہبی حقوق و مراعات یکساں ہوں۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اب یہ فیصلہ کسی فرقہ و جماعت کے مذہبی لیڈران کے متعلق ہو گا کہ وہ اپنے فرقہ کے افراد کو یہ ڈکٹیٹ کریں کہ انھیں کن پبلک مقامات کو استعمال کرنا چاہئے۔ ایک ایسا نتیجہ جو مساوات کے انکار برابری اور اسکے مترادف ہے۔ اسی صورت میں ہم کو یہ غور کرنا ہے کہ کیا یہ سوچنا جائز ہے کہ گورنمنٹ نے اس اصول کے معین کرنے میں جو اس وقت ہمارے زیر غور ہے سُنیوں کے ساتھ کوئی امتیازی ناروا سلوک کیا۔

سُنیوں کے قابلِ کونسل نے اقبال کیا ہے کہ اگر تمام مذہبی جلسوں کی مانعت کر دی جائے تو ہمیں بھی مدح صحابہ کے جلسوں کے امتناع پر کوئی عذر نہ ہو گا۔ ان کا خیال یہ ہے کہ اگر دوسرے جلسوں نہیں روکے جاتے تو ان کے جلسوں کو نکالنے کی اجازت ضرور دینی چاہئے۔

میرے خیال میں یہ بحث و عذر لفظ امتیازی سلوک ناروا کے متعلق غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اگر مرجع صحابہ کا جلوس محض اس لئے روکا جاتا ہے کہ وہ مذہبی جلوس ہے تو ہم اس سے بالکل اتفاق رکھتے ہیں کہ اس کا عہدہ آمد تمام مذاہب کے جلوس پر ہونا چاہئے تھا۔ امتیازی ناروا سلوک کا سوال تو اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب ایک اصول ایک فرد کے مقابلہ میں اختیار کیا جائے اور دوسرے کے مقابلہ میں نہیں اختیار کیا جائے۔ اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ کسی کام کا امتناع آیا امتیازی سلوک ناروا قرار دیا جاسکتا ہے اسکی ضرورت ہے کہ ہم یہ تحقیق کریں کہ امتناع کی بنیاد اصل کیلئے ہے۔ مرجع صحابہ کا امتناع منظم اجتماعات کے ساتھ اس لئے نہیں کیا گیا کہ وہ مسیونوں کا ایک مذہبی کام ہے بلکہ اس لئے کہ وہ دوسروں کے لئے دل آزر ہے جو مسیونوں کے ساتھ اس کا حق رکھتے ہیں کہ وہ ان شرکوں اور شاہ راہوں کا استعمال کر سکیں جہاں مرجع صحابہ بڑے سنے کی تجویز کی جاتی ہے۔ یہی اصول شیعوں کے مقابلہ میں بھی اختیار کیا گیا ہے کہ لکھنؤ میں انتظام و منگوانی جلوس کے سلسلہ میں جو احکام جاری ہو سکتے ہیں ان میں یہ لکھا جاتا ہے کہ شیعہ برابر و فیروز نہیں گئے اور ایسے الفاظ یا جملے نہ استعمال کریں گے جو خلفاء ثلاثہ کے متعلق قابل اعتراض ہوں۔ جہاں تک ہم نے سمجھا ہے مسیونوں کو یہ مطالبہ ہے کہ اگر تفریہ کا جلوس نہیں روکا جاتا تو خصوصیت کے ساتھ جلوس مرجع صحابہ کی اجازت دینی چاہئے۔

ہمارے خیال میں اسے قبول نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ہم اس کا یقین نہیں رکھتے کہ انصاف و حق کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تفریہ کا جلوس مسیونوں کے لئے دل آزار ہے در صورتیکہ بہت سے مستعین تفریہ داری کی تائید نہیں کرتے۔

شیعوں کے جلوس عزار کی قدامت | شیعوں کے جلوس تمام ہندوستان میں نکلتے ہیں اور سالہا سال سے نکلتے ہیں۔ اس وجہ سے ہمارے پیش نظر کوئی ایسی وجہ نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ لکھنؤ کے شیعوں نے یہاں کوئی جدید رسم جاری کر لی ہے۔ ان جلوسوں کے سلسلہ میں جو رسوم ادا کئے جاتے ہیں ان کے متعلق ہمیں نہیں معلوم کہ کسی اسلامی فرقے نے کسی مقام پر کبھی بھی کوئی اعتراض کیا ہو۔ اور ہمارے خیال میں دیانت و انصاف کی بنا پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ مسیونوں کے لئے دل آزار ہیں اور اس لئے ان کی ممانعت کر دینی چاہئے۔ دوسری طرف تفریہ کا جلوس شیعہ مذہب کا ایک ضروری جزو ہے۔ شیعوں کو اپنے تفریہ کر بلا ضرور لے جانے چاہئیں۔ اور اس سلسلہ میں ان کا لب طرک سے گزرنالازی ہے۔



جلوس تعزیه و جلوس مدح صحابہ کا تقابل نہیں ہو سکتا  
 میں کوئی تقابل ہو ہی نہیں سکتا۔ البتہ

اگر صحیح طریقہ پر تقابل ہو سکتا ہے تو مدح صحابہ کا بتر سے ہو سکتا ہے

راے میں بلا کسی دلیل کے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ گورنمنٹ رزولوشن میں سنیوں سے کوئی ناروا امتیازی سلوک کیا گیا ہے۔

یہاں سے ایک وہ بلوائنٹ ختم ہو جاتا ہے جسکی بنیاد پر یہ کہا جاتا تھا کہ جلوس مدح صحابہ سنیوں کے لئے واجب ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ امتناع سے وجوب لازم آگیا۔ سادہ الفاظ میں بحث یہ ہے کہ سنیوں کو پہلے تین خلفاء کی اس لئے ضرور تعریف کرنا چاہئے کہ وہ اس تعریف سے روک جاتے ہیں۔ کیا یہ بیان دیانت اور انصاف پر مبنی ہے؟ ہمارے خیال میں یہ امر واضح ہے کہ سنی خلفاء کی مدح سے روک لے نہیں جاتے ہیں۔ ہر سنی ہر وقت کسی پرمائیوٹیٹ مقدم میں انفرادی یا اجتماعی حیثیت سے خلفاء کی مدح کر سکتا ہے۔ البتہ وہ ان لوگوں کی مدح اور سیکھو سیکھو سماعت میں نہیں کر سکتا جو عشرہ یا جہلم

یا ۲۱ رمضان کو کالے جلتے ہیں۔ اگر کوئی سنی اپنے خیال میں مدح صحابہ پڑھ کر اپنے کو ایک اچھے کام کی طرف مائل کرنا چاہتا ہے تو کوئی ایسا مقام اور وقت نہیں ہے جہاں وہ ایسا نہ کر سکتا ہو بشرطیکہ وہ جان بوجھ کر دوسروں کو اشتعال دلانے اور اونکی توہین کرنے کے لئے ایسا نہ کر رہا ہو۔ مندرجہ بالا وجوہ کی بنیاد پر اس عذر میں ہمارے نزدیک کوئی دم نہیں رہتا کہ اگر مدح صحابہ کی ممانعت کی جائے تو وہ واجب ہو جائیگی۔

اب ہمیں دوسرے وجوہ پر غور کرنا ہے جس پر کہ مدح صحابہ کے لزوم کا دار و مدار ہے سنی عذر کرتے ہیں کہ شیعہ اپنے تعزیه کے جلوس میں حضرت علیؑ کی مدح کرتے ہیں اور بلا واسطہ اسکے دوسرے معنی یہ سوتے ہیں کہ دیگر خلفاء مدح کے قابل نہیں ہیں سنی کہتے ہیں کہ شیعوں کے اس طرز عمل سے جاہلی سنی گمراہ ہوتے ہیں اور ان لوگوں کا جو سنی مذہب میں بہتر طریقہ برداشت میں فرض ہو جاتا ہے کہ وہ علیؑ الاعلان مدح صحابہ پڑھو اگر ان اثرات کو مٹائیں۔ ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس اعتراض میں اس واقعہ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ فروع صحابہ کا جلوس نکالنا ہی ایسا طریقہ نہیں ہے جس سے جاہلی

سینوں کو اُن کے مذہب کی تعلیمات سے آشنا کیا جاسکے۔ سنی مساجد میں جمعہ کو۔ پراگھوٹا  
نکاروں میں۔ سنی صحبتوں اور سنی مدرسوں میں آپس کی گفت و شنید۔ گھر گھر تبلیغ اور  
دوسرے طریقوں سے بھی جاہل سینوں کو انکی مذہبی تعلیمات سے واقف کیا جاسکتا ہے۔  
یہ بعض سینوں کا فرض ہو سکتا ہے کہ وہ دوسروں کو ہدایت کریں۔ لیکن وہ ان فرائض  
کی ادائیگی سے اس لئے محروم نہیں ہو سکتے کہ اُن کو پہلے مقامات پر اجتماعات اور  
جلوسوں میں مرج صحابہ بٹرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ اصول تسلیم کر لیا جائے کہ اس  
قسم کی ہدایت ضروری اور جائز ہے تو یہ مشعل ہے کہ کس طرح کسی نہ کسی نوعیت سے تبرا  
کو روکا جاسکے۔

اگر سینوں کو مرج صحابہ کی اجازت دی جائے تو شیعوں کو تبرا کی

میں اسے قابل اعتراض تسلیم کرتے ہیں لیکن اگر سینوں کو پہلے مرج صحابہ کی محض  
اس لئے اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے اس عقیدہ کا اشتہار دے سکیں کہ پہلے  
تین خلفاء ہر مرج کے مستحق ہیں تو شیعہ بھی کسی حد تک انصاف کے ساتھ اس کا مطالبہ  
کر سکتے ہیں کہ انھیں بھی اس لئے تبرا کہنے کی اجازت دی جائے کہ وہ بھی اپنے  
جاہل بھائیوں کو بلوری قوت کے ساتھ اس عقیدہ سے آشنا کر سکیں کہ تینوں خلفاء  
حقیقی طور پر قابل تبرا ہیں۔

مرج صحابہ بھی دل آزار ہو سکتی ہے | سینوں نے عذر کیا کہ کسی مذہبی پیشوا کی مذمت

قانوناً ممنوع ہے۔ اور مرج کبھی قابل اعتراض نہیں ہو سکتی ہے۔ دونوں میں سے  
ایک کلیہ بھی مکمل طور پر صحیح نہیں ہے۔ ایک طرف اگر مذہبی پیشواؤں کی تنقید نیک  
نیتی سے بلا اس کھلے ہوئے اور مکروہ اداہ کے کی جائے کہ اس سے دوسروں  
کے جذبات مجروح ہوں تو یہ جرم نہیں ہوگا۔

اور دوسری طرف ایسی مثالیں بتی پیش کی جاسکتی ہیں جن میں مرج دل آزار اور  
اشتعال انگیز ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر فسطائی جماعت کے لیڈر کی تہریف  
کیونٹ جلاس کے راستہ میں بلا جائز اشتعال پیدا کئے ہوئے نہیں  
رہ سکتی۔

تقریب کے ساتھ مدح صحابہ | آخری وجہ جس کی بنا پر مدح صحابہ کو لازمی کہا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ سینوں کے دل

سے یہ غلط اثرات دور ہو جائیں کہ جلوس تقریب میں حصہ لینے سے انہوں نے شیعہ عقائد کو قبول کر لیا۔ اس دلیل کی کمزوری اسی سے مسلم ہے کہ تقریب کے جلوس کی سینوں میں ممانعت ہے اور جو سنی تقریب کے جلوس میں حصہ لیتا ہے وہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ کوئی سنی جو اپنے مذہب کی تعلیمات کا پیرو نہیں ہے تقریب کے جلوس میں مدح صحابہ پڑھنا نہیں چاہے گا اس لئے وہ محض اس وجہ سے تقریب کے اس جلوس میں حصہ نہ لے گا اگر وہ دوسروں پر اثر ڈالنا چاہتے ہیں تو یہ ترغیب دے کر ڈالیں کہ سنی تقریبوں کے جلوسوں کو بالکل بھوڑ دیں۔ ایک سنی جو تقریب کا جلوس نکالنے پر اصرار کرتا ہے اور اس طرح گناہ کا مرتکب ہوتا ہے مشکل سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے کہ وہ مدح صحابہ پڑھ کر اسی گناہ کا مرتکب ہو گا۔ وہ غالباً مدح صحابہ پڑھ کر اپنے پاپ کی پراہٹ کرائے۔ لیکن ہم نہیں دیکھتے کہ اسے اس کی کیا ضرورت ہے جب کہ یہ اس کے قبضہ قدرت میں ہے کہ وہ گناہ سے مکمل طور پر سبتر دار ہو جائے۔ ہم کو حیرت ہوتی ہے کہ متعصب سنی ان واقعات کو بدوری طور پر سمجھنے کے بعد بھی تقریب کے جلوس میں مدح صحابہ کے امتناع پر پسندیدگی کا اظہار کیوں نہیں کرتے۔ اگر اس کا نتیجہ یہ نکلنے والا ہو کہ کم بڑھے لکھے سنی موجودہ معصیت کے راستہ سے خود علیحدہ ہو جائیں۔

ماحصل یہ کہ جب ہم سینوں کے اصول کے واقعات پر منطبق کرتے ہیں تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اس بحث میں زیادہ دم نہیں ہے کہ لکھنؤ میں شارع عام پر مدح صحابہ پڑھنا واجب ہے۔ اور اس معاملہ میں سینوں کا جو عمل رہا ہے اس سے ہمارا یقین اور بھی زیادہ مستحکم ہو جاتا ہے۔

مدح صحابہ ایک جدید بات ہے | سچٹ کمیٹی کی تحقیقات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مدح صحابہ ایک انوولیشن ہے جس کی ابتدا ۱۹۰۶ء سے ہوئی ہے۔ تمام شہادتیں سپرد قلم کی گئیں

اور ان پر غور کیا گیا اور ہم کو کوئی بات بھی ایسی معلوم نہ ہوئی جس سے یہ گمان ہو سکے کہ اس کمیٹی کی تحقیقات مطابق واقعہ  
 نہ تھی۔ مزید برآں ۲۵ سال ۱۹۷۳ء تک گورنمنٹ ریزولوشن کے مطابق جس قدر احکامات تین دن کے لئے  
 عشرہ چہلم، ۱۹۷۱ء رمضان کیلئے نافذ کئے گئے، ان سب کا احترام کیا گیا۔ اور ان ایام کے علاوہ بھی صبح صبح جلوس گانے  
 کی کوئی خاص کوشش نہیں کی گئی۔ یعنی یہ بحث کرتے ہیں کہ یہ قابل اعتراض اصول ہے کہ مذہبی جلوس محض انوریشن کی بنیاد  
 پر ممنوع قرار دیا جائے۔ مختلف مذاہب کے درمیان تفسیروں کے کرنے کے سلسلے میں اس اصول کا اعادہ دیتے ہوئے  
 وہ کہتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ ایک فتنہ انگیز اصول ہے جس پر کثرت سے عمل پیرا ہونے کا اثر یہ ہو کر باہمی روادار  
 اور اعتماد کم ہو گیا اور غم و فساد بھارت کے جذبات اور فساد بھارت کے اور زیادہ اُبھرے اور بالآخر ان کے  
 درمیان فساد و جھگڑا استمرار ہو گیا۔ انھوں نے الہ آباد ہائی کورٹ کی ایک تجویز کا اقتباس دے۔ آئی۔ آر۔ ۲۵  
 الہ آباد ۱۹۷۵ء پیش کیا ہے۔ یہ اقتباس حسب ذیل ہے۔ اس مقدمہ میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ محکمہ ٹریڈ نے اس بار  
 کو قانون کی ایک فہم تسلیم کر لیا ہے کہ کسی فرقہ یا حصہ آبادی کی کوئی مذہبی رسم اور انہیں کچا سکتی ہے اگر کوئی دوسرا فرقہ  
 اس کے انعقاد پر متعرض ہو یا ایک انوریشن ہو۔ میرے خیال میں ایک قابل اعتراض نظریہ ہے جو مذہبی منافقات کے فیصلہ  
 کرنے کے وقت کیا جاتا ہے۔ ہم یہ خیال نہیں کرتے ہیں کہ اب کوئی شخص بھی اس امر کا خیال کرے کہ ایک مذہبی جلوس یا  
 مجمع محض اس وجہ سے ممنوع قرار دیا جائے کہ وہ انوریشن ہے لیکن جب یہ سوال پیدا ہو کہ اس قسم کا جلوس یا مجمع کوشش  
 پر اجازت دید جائے اس وقت یہ بات کہ یہ انوریشن ہے حق بجانب ہو جاتی ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ ایک محکمہ  
 پہلے تو یہ معلوم کرے کہ اس قسم کے مجمع یا جلوس ایسی ایذا رسانی یا تکلیف دہی کا سبب نہیں بن جاتی ہے جس سے ہلکے  
 جائز حقوق تلف ہوتے ہوں۔ دوسرے یہ کہ اس کے ممنوع ہونے سے کیا واقعی ان لوگوں کی مذہبی آزادی سلب  
 ہوتی ہے جو اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ ایسا اجتماع کیا جاسکتا ہے یا ایسا جلوس  
 کھلا جاسکتا ہے جو شدید طور سے کسی کی دل آزادی یا تکلیف دہی کا سبب نہ ہوتا ہو۔ جو لوگ اس کے قریب جوار  
 میں جائے ان کے، انک ہیں انھوں نے ان پر حق ملکیت نہ سمجھو، جو جھگڑا حاصل کیا ہے کہ وہاں پر اس قسم کا اجتماع  
 اور جلوس وقتاً فوقتاً ٹھکے رہیں گے۔ ان لوگوں نے نہیں دیکھ کر حضرات پبلک نے اس اصول کے مطابق اپنے آپ کو  
 بنالیا ہے۔ اور ایسے اپنا کاروبار کرنا اور خوشی منانے کا مناسب طریقہ بھی سیکھ لیا۔ اگر مجلس یا جلوس کوئی  
 نئی بات ہے تو پھر وہاں بہت سے آدمی ایسے بھی ہوں گے جن کو شکایت کا موقع ہوگا۔ دوسری حالت میں شکایت  
 کا کوئی موقع نہ ہوگا۔ اگر وہ مذہبی رسم جو اصولاً لازمی نہیں ہے منع قرار دیا جائے۔ اس امر میں شہر کی گنجائش  
 ہے جبکہ صورت حال مناسب نہیں ہے آیا کوئی نئی رسم کی ادائیگی ایسے مذہب کے ماننے والوں کے لئے ضروری  
 ہے جو سیکڑوں برس سے عالم وجود میں ہو متعدد طریقوں سے غور و خوض کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں

**گورنمنٹ کی پالیسی اصول تین بنیادی چیزیں ہیں** کہ کوئی سبب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کسی قسم کی تبدیلی اس میں موجود ہے جیسا کہ ہم نے ان کو سمجھا ہے۔

**مذہب صحابہ کی دل آفرین نوعیت** اعرین منانے کے لئے مقرر کئے ہیں۔ ہم اس واقعہ پر زور دینا چاہتے ہیں کہ ان دنوں میں تفریق کے جلوس سنجیدہ مذہبی مراکھ میں جن میں گہرے اور بڑے جلوس مذہبی جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ ہم واقف ہیں کہ شیعہ ٹھیک ہو یا خلا یہ ایمان رکھتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ حضرت علیؑ اور آپہی اولاد کے دشمن تھے اور انکی پالیسی ایک حد تک کر بلا کے قتل عام کی ذمہ داری تھی۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ سینوں کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ خلفائے ثلاثہ سے اپنی محبت کا بالخصوص ان تین دوزیوں

املان کریں اور ہم خیال کرتے ہیں کہ شیعہ جائز طور سے فسوس کرتے ہیں کہ مذہب صحابہ کے اجتماع اور جلوس ان ایام میں سوائے اسکے کچھ نہیں ہیں کہ جو ابی خطا ہر دل آزادی اور اہانت کی نیت سے کئے جاتے ہیں۔

جو نکرہ ایسا ہی ہے۔ ہماری رائے ہے کہ اس قسم کے اجتماع اور جلوس ان ایام میں بجا طور پر ممنوع قرار دیئے گئے ہیں۔ ہم اپنے خیال کو پہلے ہی ظاہر کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ کا مشاویہ نہ تھا کہ باقی ایام کے لئے بھی مذہب صحابہ کو ممنوع قرار دیا جائے۔

گورنمنٹ کی وجہ اس واقعہ کی طرف مبذول ہوئی کہ جھڈے ٹیکر جلوس نکالے جاتے ہیں اور ان میں خلفائے ثلاثہ کی مذہبی مینے کی اس مدت میں بڑھی جاتی ہے۔ جو کچھ عرصہ قبل عشرہ سے شروع ہوتی ہے اور جسے شیعہ ایام عبادت کہتے ہیں۔ یہ خیال کیا گیا کہ ان جلوسوں کا مقصد شیعوں کی دل آزادی تھا۔ یہی وہ سبب تھا جسکی بنا پر گورنمنٹ نے کہا تھا کہ ان ایام یا دیگر ایام میں یہ نکالے نہیں جاسکتے ہیں۔ ایک سنی ظاہر ہو جائے سامنے بحیثیت گولہ کے پیش ہوا تھا اس نے بیان کیا کہ مذہب صحابہ کسی کی دل آزادی کے لئے ہرگز نہیں بڑھی جاسکتی اور ہم خیال کرتے ہیں کہ اس وجہ سے سینوں کے اس اصول سے مخالفت نہ کرنا چاہئے

جو گورنمنٹ رنڈ ویشن میں بیان کیا گیا ہے۔ دراصل سوال یہ ہے کہ آیا مذہب صحابہ کے عام مقامات پر پڑھنے کو ایسا ارادی فعل خیال کیا جاسکتا ہے جو کسی کی دل آزادی اور اہانت کی کادشوں پر محمول ہو اس سوال کا جواب ان واقعات کے دہرانے پر موقوف ہے جن کا ذکر بہتر یہ ہے کہ ہم اس موقع پر

کریں جب ہم دوسری نتیجہ پر بحث کریں گے۔

لکھنؤ کے حکام کی شکایت اسکی اصلیت سنی اس امر کی شکایت کرتے ہیں کہ کھنڈہ ۱۹۴۷ء میں بڑھنے اور پولیس دو دنوں گورنمنٹ کے مشاویہ آگے بڑھ گئے تھے اس لئے کراخوں نے مذہب صحابہ کا عام مقامات پر پڑھنا ہر زمانے میں ممنوع قرار دیا تھا۔ ہم واقعات کی

۱۲۴ رمضان سے کچھ عرصہ بعد شروع ہوئی ہے اور

۱۲۴ رمضان سے کچھ عرصہ بعد شروع ہوئی ہے اور

۱۲۴ رمضان سے کچھ عرصہ بعد شروع ہوئی ہے اور

۱۲۴ رمضان سے کچھ عرصہ بعد شروع ہوئی ہے اور

محضر روگردان بیان کر چکے ہیں اور اب ہمارے لئے ان کا دہرا نا ضروری نہیں ہے۔ جہاں تک مشرو اور جہلم کے تہا میں مع صحابہ روکے کا سوال ہے ہمیں شک نہیں کہ یہ اقدام حکومت کے غشاء کے مطابق عمل میں آیا تھا اور اسے ہمارے نزدیک قائم رکھنا چاہئے۔ اب یہ سوال رہتا ہے کہ آیا بارہ وفات کا مجوزہ جلوس اور جمعہ کا جلوس جو مسجد ٹیلہ پر سے اڑھتے تھے ان کو روکنا چاہئے تھا۔ قبل اسکے کہ ہم اس سوال کے روشن پہلوؤں پر بحث کریں ہم کو سنیں گی ایک پیش کردہ بحث پر غور کرنا چاہئے کہ مجسٹریٹ اور پولیس کو اپنی جگہ پر قبل سے یہ طے نہ کر لینا چاہئے تھا کہ شرعاً پڑھنا قصداً دل آزاں اور پھر اس سبب سے اُسے روک دینا۔ وہ اس امر کی شکایت کرتے ہیں کہ ہم کو کسی عدالت قانون میں اس امر کا موقع نہیں دیا گیا کہ اس امر کو ثابت کریں کہ اس کا پڑھنا دل آزاں نہیں ہے۔ وہ اس بات کو پیش کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے مع مجسٹریٹ پڑھی وہ تیز رفتور دفعہ ۱۰، تہذیبات بند قیام امن کی غرض سے حراست میں کر لئے گئے تھے انکو دفعہ ۱۸۸ تہذیبات ہند کی رو سے سزا دینی بھی جس کا مقصد ان لوگوں کو سزا دینا ہے جو مجسٹریٹ کے حکم جائز کی نافرمانی کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے خلاف حسب دفعہ ۲۹۸ تہذیبات ہند چارہ جوی کرنا چاہئے تھی جبکہ رو سے ان لوگوں کو مستوجب سزا قرار دیا جاتا ہے جو عدا کسی کے مذہبی جذبات کو مجروح کرتا ہے۔ بیشک وہ اس اصول سے مدد لیں گے جو تھیا لوچس بنام باجن صاحب کے مقدمے میں ہے کہ مجسٹریٹ کو عام طور سے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی رعایا پر قانون نافذ کرے اور اس کی نافرمانی کے سد باب کے لئے قبل ہی سے ایک حکم ممنوعہ جاری کر دے لیکن عام حکم کا نافذ کرنا مجسٹریٹ نے اس مقدمہ میں کیا تھا ایک چیز ہے جبکہ مسجد کے سامنے باجہ بھانا ہر وقت کے لئے روک دیا گیا تھا۔ اور یہ بالکل دوسری چیز ہے کہ ایک خاص معلوم کردہ واقعات کے عالم میں ایک خاص حکم کا ایسے فعل کو روکنے کے لئے صادر کرنا جو نقص امن کا موجب ہو یا عام پبلک کی تکلیف یا کسی فرقہ کی ایذا رسانی کا سبب ہو دفعہ ۱۰ اور ۴۴ تہذیبات ہند اسی طرح ملکی قوانین کا حصہ ہیں جیسا کہ انڈین پنل کوڈ اور مجسٹریٹ کے فرائض میں جرائم کی روک تھام ویسی ہی ضروری ہے جیسی کہ ان کے الزام پر سزا دینا مجسٹریٹ عام طور سے اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ ایک بے شرفیل کو روکے شخص اس ڈر سے کہ کسی جگہ کے چند شریفین کو غیر معقول اعتراض ہے اور اسے نقص امن کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں لیکن اگر کسی فعل بلکہ کسی اعتراض کیا جاسکتا ہے تو اسے طے کر لینا چاہئے کہ آیا بے شرفیہ یا ہینسریہ یا فی الواقع دوسرے فرقوں کی دل آزاری اور اہانت کا سبب ہو سکتا ہے۔ اگر فعل بے شرفیہ تو حق اوسع تھا اسے اُن لوگوں کی مخالفت کرنا چاہئے جن کی اس سے دل آزاری اور اہانت ہوتی ہو۔ ہم یہ نہیں خیال کرتے ہیں کہ کشینوں کو معقول شکایت ہو۔ اگر مجسٹریٹ لکھنؤ ان ہدایت پر عمل کرے جو قانون تعلیم کرتا ہے کہ آیا کوئی خاص جلوس

اس غرض سے ادا کیا گیا ہے کہ اس سے کسی کی دل آزاری مقصود ہو یا نقص اس کا اندیشہ ہو۔ مزید برآں یہ کہنا بالکل درست نہیں ہے کہ وہ لوگ جو معصیہ کا ناچا ہے وہیں انکو کبھی یہ موقع نہ ملا کہ وہ اپنے اس فعل کے جو اثر کسی قانونی عدالت میں جانچتے اور دو آدمی جنہوں نے جہلم کے دن سہ کو معصیہ کا ناچا کیا یا دوسروں کو اس کے گانے کے لئے درغلایا ان کو دفعہ ۱۰ کے ماتحت قیام امن کے لئے مراست میں کیا گیا تھا۔ یہ دفعہ اس کے لئے ہے جو نقص امن کا ارادہ رکھتا ہو یا کسی خلاف قانون فعل کے ارتکاب سے نقص پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہو۔ بذات خود نہ معصیہ کا ناچنا اور دوسروں کو اس کے گانے کے لئے درغلانا نقص امن معلوم ہوتا ہے۔ وہ آدمی اس واسطے مراست میں لے لئے گئے تھے کہ وہ نقص امن کے باعث ہو رہے تھے۔ انہوں نے شش بج کے باں ایمل کی پھر چیف کورٹ اور عدلیہ میں درخواست دی کہ ان کے خلاف جاری شدہ حکم پر نظر ثانی کی جائے وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ان کا فعل خلاف قانون نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور انکی بحث نامنظور کی گئی۔

**انٹرنیشنل بہانہ پر شیوں کے جلسوں کی کوشش** شیوں نے اپنے میویریل میں تین واقعات کے مراسم انٹرنیشنل کے سبب پر کامیابی حاصل کی ہے ان میں دو حکم ممنوعہ دولی اور اگرچہ میں صادر ہوئے ہیں قابل دیکھ لینی نے بحث میں یہ کہا کہ اگر غیر مناسب احکام دیگر مقامات پر نافذ کئے جائیں تو وہ اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتے کہ گھنٹوں میں بھی ویسے ہی غیر مناسب احکام صادر کئے جائیں۔ تیسرا واقعہ یہ تھا کہ حبشیان لکھنؤ کو تابوت کے جلوس کو ادا ٹھانے سے منع کیا گیا جسے رسکڈ اکا باوت بیان کیا گیا تھا۔ لائی وکیل نے فرمایا کہ یہ جلوس اس وجہ سے ممنوع نہیں قرار دیا گیا تھا کہ یہ انٹرنیشنل ہے بلکہ یہ مذہبی کی گلی ہوئی توہین تھی۔ ان بحثوں کے احترام کے لئے ہم نے یہ واقعات مذہبی مراسم میں انٹرنیشنل کے موضوع پر بحث کے سلسلے میں نہیں بیان کئے ہیں۔ لیکن رپورٹ کے اس موقع پر ہم تیسرے واقعہ کی طرف توجہ مبذول کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ شیوں کی اتنا ہی احکام پر بحث منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جسٹریٹ کو جلوس نہ روکنا چاہئے تھا بلکہ اس کے بانیوں کو بعد میں زیر دفعہ ۲۹۸ تفریبات ہند چلائیں کرنا چاہئے تھا۔ اس معاملہ میں شیوں کا اقدام اپنی بحث کے مطابق وفاق نہیں معلوم ہوتا ہے اور باوجودیکہ اس واقعہ کو چند سال ہو گئے ہیں کہ بہت کم شک ہے کہ اگر اس وقت پھر اس قسم کا جلوس شیعہ نکالنے کا ارادہ کریں تو شہنی پھر جسٹریٹ سے اس امر کی توقع کریں کہ وہ پھر اس قسم کا غلط رائد کرے جیسا کہ سابق میں کر چکا ہے۔

**مح ابن ابی بکر کا مسئلہ** اس بحث کو تسلیم کر لینے میں اور بھی بہت سی عملی دشواریاں پیدا ہونگی کہ محض سٹ  
 عقلی اقدام سے پرہیز کریں بلکہ از کتاب جرم کے بعد جالان کرنے پر نفاذت کریں خلیفہ ثنائت عثمان کو بہت  
 سے باغیوں نے مکر قتل کیا تھا انیس سے ایک محمد ابن ابوبکر بھی تھے شیعہ کہتے ہیں کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں  
 جنکی وہ بڑی عزت اور احترام کرتے ہیں اور تجویز کرتے ہیں کہ انکو بھی انکی یادگار قائم کرنے کی غرض سے جلو  
 نکالنے کی اجازت دیجائے۔ ہم کو شبہ ہے کہ کسی اس بات پر داعی ہو جائیں گے کہ ایسے جلوس نکالے  
 جائیں اور اگر وہ ان کے روکے جائیں کا مطالبہ نہ بھی کریں تو اس قسم کے مظاہرات اور جو ابی مظاہرات کو  
 فطری طور پر بند یہ نقص امن واقع ہو جائیگا۔ ہم گمان کرتے ہیں کہ فریقین اپنے جھگڑوں میں اس قدر غفلت  
 ہیں کہ ان کو یہ خیال نہیں کہ لکھنؤ میں ہندو اور غیر قوام بھی ہیں۔ وہ بھی اس طرح سڑکوں اور جگہوں اور  
 عام مقامات کے امن پسند طریقوں سے استعمال کے برابر سے حقدار ہیں۔ ان لوگوں کا حق ہے کہ محض سٹ  
 اور پولیس حتی الامکان انکو اپریشانیوں تکلیفوں اور خطرات سے محفوظ رکھے جو خبیثہ سنی فسادات سے بڑھا  
 ہوں۔ ہم کو اس امر میں شک نہیں ہے کہ حکام انتظامی مجبور ہیں کہ وہ تحفظی کارروائی عمل میں لائیں اگر انکی  
 رائے میں مرجع صحابہ کے جلوس اشتعال انگیز ہوں اور جن سے نقص امن کا اندیشہ ہو۔ لیکن ہم کو بھی غیر  
 کر باقی ہے کہ آیا اس کو ایسی راقم کرنا جائز ہے۔ یہ ایک بڑا اہم سوال ہے اور یہی غالباً فریقین کے درمیان  
 ایک اہم اور حقیقی سوال ہے۔ ٹھیکے سے دیکھا جائے تو سنہوں کی بحث کا دار و مدار اس مفروضہ پر معلوم ہوتا  
 ہے کہ مرجع صحابہ کے جلوس بے شر ہیں۔ ہم نے اس بات کو پہلے ہی ثابت کر دیا ہے کہ بعض مواقع پر یہ مفروضہ درست  
 نہیں ہے۔ ہم کچھ اور مواقع متصور کر سکتے ہیں کہ جس میں یہ ممکن ہے کہ درست ہو۔ اگر کسی موقع پر بھی یہ نتیجہ نکالا  
 جاسکے کہ مرجع صحابہ بھانا ممکن طور سے ایک خاص مذہبی رسم ہے جس کا کوئی تعلق شیعوں کی کسی رسم سے نہیں ہے  
 تو ہم نہیں خیال کر سکتے کہ اس وقت شیعہ واجب طہ سے اس پر مستتر ہو سکیں۔ یہ سوال ٹھنیٹ کا ہے۔  
 لیکن نیت کا یہ بعض عمل سے چل سکتا ہے اور جب ہم سنہوں کے مسئلہ اور ۱۹۳۷ء کے طرز عمل کا جائزہ  
 لیتے ہیں تو ہم اس بات کا یقین کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ان کے دلوں میں مرجع صحابہ بھانے کی خواہش  
 اس جذبہ کے ماتحت پیدا ہوئی جو شیعوں کے خلاف تھا۔ موجودہ تحریک کی ابتدا ۱۹۳۷ء کو چہلم کے  
 دن تیزی کے جلوس کے ہمراہ مرجع صحابہ بڑھنے کی کوشش سے ہوئی۔ اس کے بعد اور اس طرح کی کوششیں  
 عشرہ ۱۹۳۷ء کو کی گئیں۔ ہم نے بتایا ہے کہ یہ دن ہیں جو خاص طور سے شیعوں کے لئے مہرک  
 ہیں اور یہ وہ دن ہیں جنہیں خلفائے ثلاثہ کی مرجع بے موقع ہے اس وقت۔ لیکن کبھی ان مواقع پر مرجع  
 بھانے کی کوشش نہیں کی گئی جن سے شیعوں کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ بعد کو بارہ وفات اور جمعہ کے دن



مع صحابہ پڑھنے کی کوشش انھیں پہلی کوششوں کے سلسلے میں روکا ہوئی اور یہ انھیں کا جوہر میں سینوں نے شیعوں سے رستہ کشی شروع کی اور ان کا حقیقی مقصد فتح حاصل کرنا تھا۔ بدویشیوں کی مخالفت کے سینوں نے معصوم ارادہ کر لیا تھا کہ عام طور سے معصوم صحابہ گمانگے اور وہ اگر اس میں کامیاب ہو گئے تو ان کا یعنی طور پر ارادہ تھا کہ شیعہ انکی کامیابی سے باخبر ہو جائیں شیعوں کو بارہ دفات کے جلوس میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا۔ ۱۲ اور جلوس کے جلوس نکلنے کے بعد ایک جلسہ کیا گیا اس میں یہ اعلان کیا گیا کہ معصوم صحابہ پڑھی گئی۔ حالانکہ یہ بالکل صحیح نہ تھا بلکہ پر سے جلوس نکالنے کے ارادوں کا پوری طور سے اعلان کیا گیا۔ اگر سینوں کی غرض محض معصوم صحابہ عام طور سے بغیر کسی جارحانہ طور کے گاسکتے تھے لیکن انھوں نے کبھی اسکی کوشش نہیں کی۔ تحریک کے پیدا ہو جانے کے بعد بلا شک بہت سے عزت سینوں نے اس قضیہ میں علی حد کیا کیونکہ انکو یقین تھا۔ حالانکہ ہمارے خیال میں انھوں نے غلطی کی کہ ان کے مذہب کے ساتھ غیر منصفانہ برتاؤ کیا جا رہا ہے لیکن جب ہم سبب قحاک کو پیش نظر رکھتے ہیں تو ہم اس نتیجہ کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ یہ تحریک فی الحقیقت شیعوں کے خلاف شروع کی گئی تھی اور اس حیثیت سے حکام نے بجائے اسکی مخالفت کی۔ سنی الزام دیتے ہیں کہ مجسٹریٹ اور پولیس افسران نے صرف یہیں تک قناعت نہیں کی کہ وہ اون لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے جو کہ معصوم صحابہ پڑھنے کی کوشش کرتے تھے بلکہ وہ انھیں ناؤ اس طریقہ پر چڑھانے اور انھیں دستار یوں میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ سنی کہتے ہیں کہ کچھ لوگ جو گرفتار کئے گئے اور جن سے دفعہ ۱۰ اضافی فوجداری کے ماتحت ضمانت طلب کی جانے والی تھی۔ بہت جلد جیل میں بند کر کے گئے اور عرصہ کے بعد ان کے مقدمات کی سماعت ہوئی۔ اسکے علاوہ پولیس نے جرمانہ کے سلسلہ میں بلا اسکی تحقیقات کئے ہوئے کہ یہ مال ملزم کا ہے یا نہیں دوسروں کا مال قرق کر لیا اور انکی حذر داری کی سماعت اتنی جلد نہیں کی گئی جتنی کہ ہونی چاہئے تھی۔ ہمارا خیال ہے کہ ہم ان افسران کی تنقید نہیں کر سکتے جن کو اپنے طرز عمل کے صحیح ثابت کرنے اور جو ابد ہی کرنے کا ہمارے سامنے کوئی موقع نہیں ملا۔ اور اس لئے ہم نے اس سوال پر کوئی توجہ نہیں کی کہ سینوں کی یہ شکایت صحیح ہے یا نہیں یہ کہدینا کافی ہے کہ اس قسم کی ناجائز کارروائیوں کو جن کا الزام دیا گیا ہے آئندہ گوارا نہیں کیا جاسکتا خواہ ان کا ارتکاب نہ ماضی میں ہو یا نہ ہو۔

حکام کا طرز عمل صحیح تھا ہمارا خیال ہے کہ امتناع معصوم صحابہ کے سلسلہ میں مقامی حکام نے ۱۹۳۵ء کے قانون میں جو کچھ کارروائیاں کیں اس میں وہ بالکل حق بجانب تھے۔ ہمارا یہ خیال نہیں ہے کہ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ معصوم صحابہ ہمیشہ اور ہر حالت میں قابل احترام

ہے۔ لیکن ہم یہ کہتے ہو کہ یہی حکام کو ایسے حالات میں ایسی ہی کارروائیاں اختیار کرنی ہونگی جیسی کہ  
 انہوں نے اختیار کیں اور خاص طور پر اس صورت میں اگر مستقبل میں سینوں کی شریٹ جاری رہے۔  
 پہلے سوال کا جواب جو ہم سے کیا گیا تھا یہ ہے کہ گورنمنٹ نے ماحول اور پالیسی معین کی تھی اس میں کسی ترمیم  
 کی ضرورت ہے یا نہیں۔ دوسرے سوال کے تعلق ہمارا جواب یہ ہے کہ حکام ضلع لکھنؤ نے جو کارروائی  
 اختیار کی وہ کسی ترمیم کی محتاج نہیں ہے بشرطیکہ اس میں اس طرح کی ناجائز کارروائیاں شامل نہ  
 ہوں جن کا مقصد سینوں کو چڑھانا اور بلاوجہ دستاویزوں میں مبتلا کرنا ہو۔ نیز بشرطیکہ جس بنا پر بیج  
 کا پبلک میں پڑھا جانا ممنوع قرار دیا جائے وہ پبلک کی عدم مہمہویت و شواہد یا شیوں کی جائز نہ  
 و اشتغال ہو۔ آخر میں ہم یہ مخلصانہ امید ظاہر کرتے ہیں کہ دونوں جماعت کے لیڈران اپنے نامہ جو  
 کی زیادتیوں اور اشتغال گیر کارروائیوں کے ازالہ کی کوشش کریں گے۔ لکھنؤ کے شیوں اور سینوں  
 کو ایک ساتھ جینا ہے اور اختلافات کی بنیاد کی جگہ خانہ کارروائیوں سے مسلسل وضاحت کی جاتی رہے گی  
 اور پریس میں ایک دوسرے کے دل آزار مضامین شایع ہوتے رہیں گے تو شیوں اور سینوں میں کسی متعلق  
 صلہ دوستی کی امید نہیں جسکے دونوں جماعت کے مجدد آدمی متنی ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہر فرقہ  
 کے لیڈران اسکی مخلصانہ کوشش کریں گے کہ باہمی رواداری کی روح جس سے وہ اطمینان و خوشحالی کی  
 زندگی بسر کر سکتے ہیں کارفرما ہو سکے۔ دستخط۔ جے۔ ڈبلیو ایلسپ۔ دستخط۔ ایس۔ واس  
 گورنمنٹ رزولیوشن ۱۹۳۷ء سے لکھنؤ کے شیوں اور سینوں کے تعلقات میں جو افسوسناک کشیدگی  
 پیدا ہو گئی تھی اسے پیش نظر رکھتے ہوئے ہزاریکلسنی گورنمنٹ ۴۴ نومبر اور ۱۹ نومبر ۱۹۳۷ء کو علی الترتیب  
 دونوں جماعتوں کے ذی اثر اور ناماندہ ممبران کے وفد کو شرف باریابی مرحمت فرمایا تھا۔ ہزاریکلسنی نے  
 یہ امید ظاہر کی تھی کہ لیڈران ان اختلافات کو باہمی سمجھوتے سے دور کرنے کی کوشش کریں گے اور گورنمنٹ  
 کا یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ اگر آپس کی گفت و شنید سے کوئی حل نہ نکل سکے تو گورنمنٹ ایک مختصر غیر جانبدار  
 اور ذمہ دار کمیٹی مرتب کر دے گی کہ وہ ان مسائل کی جانچ کر کے گورنمنٹ میں اپنی سفارشات پیش کرے  
 آپس میں سمجھوتے کی کوشش کی گئی اور گفت و شنید کا سلسلہ عرصہ تک جاری رہا لیکن بالآخر یہ  
 کوشش کامیاب نہیں ہوئی۔ نمبر:- ایک کمیٹی اس لئے مقرر کی گئی جو مسٹر جسٹس ایلسپ جج ہائی کورٹ  
 الہ آباد پچھتیت صدر کمیٹی و مسٹر ایچ۔ ایس۔ راس ایک منیر ڈسٹرکٹ جج مسٹر ایچ۔ بی۔ کپڑی پر مشتمل تھی جو  
 نتیجعات اس کمیٹی کو برائے فیصلہ الہ کی گئی تھیں حسب ذیل ہیں:-  
 نمبر:- آیا تازہ حالات کی روشنی میں وہ اصول اور پالیسی جو گورنمنٹ رزولیوشن ۱۹۳۷ء

کے قدیم سے ملے ہوئی قابل ترمیم ہے نمبر:- آیا بھار روائی اس سلسلہ میں حکام گھنٹوں کی کسی ترمیم کے قابل ہے؟ کیٹی گورنمنٹ کی گئی تھی کہ وہ اپنا نظام عمل خود معین کرے اور گورنمنٹ کو اپنی رپورٹ ترمیم تاریخ میں بھیج دے۔ نمبر:- کیٹی نے اپنی کارروائیاں ۳۱ اپریل ۱۹۳۷ء سے شروع کیں وہ دونوں جماعتوں کے نمائندوں سے ملے اور اس پیچیدہ مسئلہ کے متعلق ہر طرح کی رائیں کیٹی کے سامنے پیش ہوئیں۔

فریقین جو شہادتیں پیش کرنا چاہتے تھے قلمبند کی گئیں۔ کئی روز تک فریقین کی بحث چلتی گئی کیٹی نے مناسب طریقہ پر اس کے بعد اپنی رپورٹ گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کی اور اب وہ عام اطلاع کے لئے گورنمنٹ پر - پی کے احکام کے ساتھ شایع کی جاتی ہے۔ ہم اس کا پورا یقین رکھتے ہیں کہ کیٹی نے جس صبر و غیر جانبداری سے کام لیا اس کا عام طور پر اعتراف و احترام کیا جائیگا اور ہم مسٹر جسٹس الہیپ اور مسٹر اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ نمبر:- کیٹی نے ان مسائل کا جو اس کے حوالہ کئے گئے تھے فیصلہ کیا اور وہ کیٹی کی رپورٹ کے خاتمہ پر موجود ہیں اور وہیں سے مجلہ درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

نمبر:- اس اصول اور پالیسی میں جو گورنمنٹ رنڈ میوشن مورخہ ۱۹۲۹ء میں ملے ہوئی کسی ترمیم کی ضرورت نہیں۔ نمبر:- گھنٹہ کے حکام ضلع نے جو طریق کار اختیار کیا اس میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے بشرطیکہ وہ ناجائز کارروائیاں نہ شامل رہی ہوں جن کا مقصد سینوں کو بلاوجہ دشواریوں میں مبتلا کرنا اور جڑھانا ہے۔ اور بشرطیکہ جس بنا پر مرجع صوابہ کی عام مقامات پر پڑھنے کی ممانعت ہے۔

اس سے پہلے کو تکلیف پہنچتی ہو یا شیعوں کی جائز طور پر برہمنی ہوتی ہو۔ نتیجہ میں ہم دونوں فریقین کے لیڈروں سے مخلصانہ امید کرتے ہیں کہ وہ اس کی کوشش کریں گے کہ ان کے زائد کچھ پروتجاؤں اور اشتعال انگیز کارروائیوں سے احتراز کریں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ دونوں جماعتوں کے لیڈران مخلصانہ جدوجہد کریں گے کہ آپس میں باہمی رواداری کی اسپرٹ کا دفرہ ہو سکے اور صرف اسی طریقہ سے وہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ نمبر:- یونائیٹڈ پرائیڈنس کی گورنمنٹ نے بہت ناموجود اور مسلسل غور کے بعد ان سبب سے اس کا مطالعہ کیا جو اس رپورٹ میں وضاحت کے ساتھ بیچ کئے گئے ہیں۔ اور ہماری گورنمنٹ کیٹی کے فیصلہ کو منظور کرتی ہے۔ ہم اسے واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ سینوں کا یہ حق کہ وہ پبلک یا پرائیویٹ مقامات میں اپنے تینوں خلفاء کی طرح کر سکتے ہیں یا نہیں اب ان نزاع نہیں ہے یہ حق انہیں بلاشبہ حاصل ہے جو چیز باب الزراع ہے وہ طریق کار اور حالات ہیں جن میں کہ وہ گھنٹوں میں اس طرح کی مرجع صوابہ پڑھنا چاہتے تھے جب مختلف جماعتوں کے عقائد و نقطہ نظر میں اختلاف و تضاد ہو تو یہ گورنمنٹ کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ پبلک کی خوشحالی اور پبلک سہولت

نہایت مفید اور دلچسپ

# فیصلہ مہج صحابہ و تبرائے مارچ ۱۹۳۸ء

جس میں گورنمنٹ یو پی کی مقرر کردہ غیر جانب دار اسپیکر  
کی محققانہ و منصفانہ مشہور و قابل قدر رپورٹ اور اس پر  
مذکورہ بالا گورنمنٹ کے اہل معقول و قابل قبول فیصلہ اور  
ریزولوشن کا صحیح اردو ترجمہ درج کیا گیا ہے جو اس نے

مارچ ۱۹۳۸ء میں صادر کیا

مطبوع اصلاح کچھوار صوبہ بہار میں چھپا  
سید آغا جعفر گھوٹی



کی ترازو کے توازن کو برابر رکھنے کی کوشش کرے۔ کیٹی کا فیصلہ ان واضح و مسلم اصول پر مبنی ہے۔  
یہ۔ پی گورنمنٹ نہ دل سے اس امید کی ہمنوائی کرتی ہے جو کیٹی کی طرف سے ظاہر کی گئی ہے  
کہ مناقشات جو بہت زمانہ سے چل رہے ہیں ختم ہو جائیں اور دونوں جماعتیں اپنے عقائد مذہبی  
کو باہمی سمجھوتے اور صبر کے ساتھ انجام دے سکیں۔ فرقہ داماد مناقشات قائم رہنا دونوں جماعتوں  
کے شہریوں کے شہری زندگی اور پبلک اسپرٹ کو تباہ و برباد کر رہا ہے اور اس کا ناخوشگوار  
رد عمل بحیثیت مجموعی لکھنؤ پر پڑ رہا ہے۔

گورنمنٹ بہت مضطرب ہے کہ شیعہوں اور سنیوں کے تعلقات رفتہ رفتہ بہتر ہونے چاہئیں  
اور ان میں پھر ایک بار صلح و اشتی پیدا ہو سکے۔

ہم لیڈران کے ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ وہ معاملات پر ایک وسیع نقطہ نظر سے نگاہ  
ڈالیں اور ایسی صلح کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں جو دونوں فریق کے لئے قابل قبول و  
قابل اطمینان ہو۔

بانی آرڈر  
پتالال چیف سکریٹری ڈ گورنمنٹ یو نائیٹڈ پراونس قمت

حضرت المومنین علیہ السلام کی خلا بلانہ فصل

مشہور مولوی شہار احمد صاحب اڈیشا  
الحدیث اہل سنت سر نے پٹنہ میں پہونچکر  
مولانا سید فرمان علی صاحب قبلہ مرحوم کو جیلینج دیا کہ قرآن مجید سے حضرت علی کی خلافت  
بلا فصل ثابت کیجئے۔ اس پر مولانا نے مرحوم نے بڑا ہر دست مناظرہ کیا۔ پھر مدہ دراز تک  
اسکے متعلق ترمیمی بحث ہوتی رہی۔ اس مناظرہ اور مولانا نے مرحوم کی کل تحریروں کو  
کتاب الوتبی کی صورت میں شائع کر دیا گیا ہے جو قابل دید علمی و مذہبی ذخیرہ اور خلافت  
بلا فصل حضرت علیؑ ثابت کرنے کا زبردست خزانہ ہے۔ حجم ۲۱۶ صفحات قیمت ۴۰ روپے

جناب مولانا سید راحت حسین صاحب قبلہ نے رسالہ بطلان  
باتہ کھول کر نماز پڑھنا میں نہایت تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ خدا و رسولؐ نے باتہ

کھول کر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور باتہ بامدھنا نہیں چاہئے۔ اس میں یہ بھی ثابت کیا گیا  
ہے کہ اذان میں الصلوٰۃ حیو من النوم کہنا بدعت ہے۔ حجم ۶۴ صفحات قیمت ۳۰ روپے

جناب شیخ جیلانی صاحب اگر حضرات اہلسنت خوش اعظم اور بڑے پیرائے اور

ان کو صاحب معجزات سمجھتے ہیں۔ اس رسالہ میں مدوح کے مفصل حالات لکھ کر ثابت کیا گیا ہے کہ وہ سید نہ تھے اور ان کے معجزات سب غلط اور بالکل قابل مضحکہ ہیں۔ یہ رسالہ بھی کئی مرتبہ چھپ کر شائع ہو چکا۔ حجم ۹۶ صفحات قیمت ۶۔

**حضرت امام غائب** کے وجود اور غیبت کے متعلق لائبریری کی ایک سنی انجمن نے بہت سے اعتراضات کر کے ایک زہریلی کتاب شائع کی تھی اس کا تشفی بخش جواب مولانا سید محمد رضی صاحب زنگی پوری نے کشف الظلام میں لکھ کر مخالفین کو بہت کر دیا اور کسی سے کچھ جواب نہیں ہو سکا۔ حجم ۳۲ صفحہ قیمت ۶۔

**دلی فی الدبر** حضرات اہلسنت اس خلاف فطرت فعل کو جائز سمجھتے ہیں اور ان کے پیشوا یاں دین اس پر عمل بھی کرتے رہے ہیں۔ مگر شیعوں کے ہاں حرام ہے حجم ۸۰ صفحہ۔

قیمت ۵۔

**خون ثقلین** اس دھکچھپ اور جدید مذاق کے رسالہ میں دکھایا ہے کہ مسلمانوں نے قرآن مجید اور حضرات اہلبیت دونوں کا کس طرح خون کیا۔ مولفہ حاجی سید انوار حسنین صاحبہ بی اے ڈپٹی مجسٹریٹ پنشنر۔ قیمت ۴۔

**رسالہ پردہ** اس زمانہ میں بے پردگی بڑھتی جاتی اور یورپ کی تقلید میں مسلمان عورتیں بھی آزادی کے دھوکے میں عفت سے ہاتھ دھونے پر آمادہ ہیں۔ اس

رسالہ میں خان بہادر سید محمد خلیل صاحب ایم اے مرحوم نے قرآن مجید کی بکثرت آیات نیز احادیث رسول و عقل و تمدن کی ضروریات سے ثابت کیا ہے کہ عورتوں کے لئے پردہ نہایت ضروری ہے۔ بہت ہی مفید اور تحقیقانہ رسالہ ہے۔ ضرور دیکھنا چاہئے۔ اس میں پردہ کی عقلی اور فطری ضرورت اور مذہبی پابندی نیز احکام کو کمال جامعیت و تحقیق سے جمع کر دیا ہے۔ قیمت ۸۔

**وراثۃ انبیاء** اس رسالہ میں عقل اور قرآن مجید سے ثابت کیا ہے کہ کل انبیاء کی میراث برابر جاری ہوتی رہی اور حضرت رسول خدا صلعم کی میراث بھی جاری

ہوئی اور حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی وارث۔ جانشین اور پیشوایان دین تھے۔ بہت مفید۔ دھکچھپ رسالہ ہے۔ قیمت صرف ۴۔ **المنشقر**۔۔۔ غیر اصلاح کچھوا (صوبہ بہار)

(سید غازی الدین حیدر نے مطبع اصلاح کچھوا میں چھپوا کر شائع کیا)







مولوی جلیل الشکور صاحب نے اخبار التعمید اخباراً یا کتاب کھنڈ کا جناب ناظر علی حمید مصنف قبلہ  
قرار ڈیڑھ لکھ ۴۰۰ رسالہ اصلاح سے مناظرہ کے لئے آنا اور بغیر مناظرہ کے شرمناک فساد اختیار کرنا قابل  
دید ہے۔ قیمت ۴۰

فتح مبین اس رسالہ میں بھی اڈیٹر التعمید مذکور کے مناظرہ سے فرار کرنے اور ضلع سارن کے مشہور عالم ہنست  
فتح مبین اس رسالہ میں بھی اڈیٹر التعمید مذکور کے مناظرہ سے فرار کرنے اور ضلع سارن کے مشہور عالم ہنست

فتح الرحمن اڈیٹر التعمید کا دوبارہ مولانا محمد علی سے مناظرہ کی ہمت کرنا اور فرار کرنا۔ قیمت ۴۰  
فتح القدیر اڈیٹر التعمید نے بھی میں جا کر شیعوں جو مناظرہ کیا اس پر مفصل تبصرہ قابل دید ہے قیمت ۳۰

قول کریم ایک سنی عالم کا اڈیٹر التعمید پر اعتراض کو خدا ہنست کی کتاب میں تحریف قرآن کے مضامین بھری ہیں  
قول کریم ایک سنی عالم کا اڈیٹر التعمید پر اعتراض کو خدا ہنست کی کتاب میں تحریف قرآن کے مضامین بھری ہیں

معراج شہادۃ اشہادۃ امام حسین کے متعلق خان بہادر سید خیرات احمد صاحب کیل گیا مصنف  
معراج شہادۃ اشہادۃ امام حسین کے متعلق خان بہادر سید خیرات احمد صاحب کیل گیا مصنف

مشعل ایت چنا جی علیہا حسنین صاحب بی اے مجسٹریٹ پشاور کھواکی مشہور اور زبردست  
مشعل ایت چنا جی علیہا حسنین صاحب بی اے مجسٹریٹ پشاور کھواکی مشہور اور زبردست

لے کیا فرماتا ہے۔ اور قرآن مجید سے آلا پٹار کا کیا پایہ ثابت ہے اور اصحاب کس مرتبہ پر فائز ہیں۔ اور  
ان تمام حقائق کی موجودگی ملاست کہیں کی پیر دی اور کس حد تک فرض ہو۔ غرض بہت ہی قابل قدر کتاب ہے

بحیثیت مجسٹریٹ آپ نے سنی شیعہ کے اختلافات کا فیصلہ بھی کمال انصاف کیا ہے حجم ۱۲ صفحہ قیمت مردن ۲۰  
زور بلفقرآن نے جو جناب میں پیدا ہوا ہے قرآن مجید دکھانا چاہتا تھا اگر

وضو میں پاؤں پر مسح کرنا میں پاؤں پر مسح کرنا ہے۔ اسکے جواب میں فقہ اصلاح سے استعان بلفقرآن  
دوقل فیصلہ شائع کر کے ثابت کر دیا گیا کہ قرآن مجید وضو میں پاؤں پر مسح کرنے ہی کا حکم دیتا ہے اس تحقیق

سے یہ رسالے لکھے گئے کہ اہل حقان کو بھی مان لینا پڑا۔ قیمت ۴۰  
اسلامی خدا تو حید خدا کو آیات قرآن مجید سے بہت مفصل اور جامعیت سے ثابت کر کے واضح کر دیا

آل واصحاب اس رسالہ میں دکھایا ہے کہ اہلبیت طاہرین کے ساتھ صحابہ کرام کاسلوک کیسا تھا۔ ان  
آل واصحاب اس رسالہ میں دکھایا ہے کہ اہلبیت طاہرین کے ساتھ صحابہ کرام کاسلوک کیسا تھا۔ ان

انھوں نے اور فرزند برابر توہین کی۔ حالانکہ وہ مدد کیے تو نام مظلوم شہید ہوئے۔ نہایت مفید اسلامی تاریخی تحقیق  
کا ذخیرہ ہے۔ قیمت ۳۰

**جواب شر** سطر و کلمہ صاحب مد لکھنوی حضرت سکنہ بنت حسین کا بہت فتنہ انگیزہ نالکھنو مسلمانوں کو دینوں کا  
 ایک مفصل جواب تاریخی تحقیقات کا پیش خزانہ تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۱۲

**العصب و الزان** حضرت کوثر کے دعوہ اور فہیت کی بہت زبردست دلیلیں اور قادیانی فرقہ نے حضرت کے  
 اہل میں جو اعتراضات کیے ہیں ان کا مفصل اور تشفی بخش جواب۔ قیمت ۱۲

**عقل و تہذیب** فرقہ اہل حدیث کی عقل۔ تہذیب۔ انسانیت۔ مذہب اور خصوصاً ان کے علماء و  
 پیشوایان دین کے قابل مضحکہ حالات کا مکمل مجموعہ۔ قیمت ۱۲

**منشی** شمس العلماء سوری منشی صاحب نے اپنی کتاب سیوۃ النبی میں لکھا تھا کہ سزا اللہ جناب میر نے بھی ایک دفعہ  
 منشی کا شراب پی تھی۔ سکی مفصل اور محققانہ رو کر کے اس روایت کی وجوہات ادا دی گئی ہیں قیمت ۸

**تحریف قرآن** کے بار میں اہلسنت اعتراض کرتے ہیں۔ رسالہ حد السارق میں پوری تحقیق اور جامعیت سے  
 کتابت کر دیا گیا ہے کہ تحریف قرآن کے قائل اہلسنت ہیں اور انکی کتابوں کے یہ اس طرح واضح ہے

**مسئلہ فدک** سنی شیعہ کے درمیان بہت زبردست بحث ہے۔ زاجسن الملک نے شیعہ کے خلاف آیات بیان  
 میں بہت زور لگایا ہے اس کا مفصل جواب کمال تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب شیعوں کے لئے نعمت ملی

**مقدّمہ البلاغہ** بعض اہلسنت کہتے ہیں کہ ابلاغ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا کلام نہیں ہے۔ اس  
 کتاب میں نہایت تحقیق و جامعیت اس کہ حضرت کا کلام ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲

**نہ ہسی کہانی** اس رسالہ میں دل کے طرز پر اصول دین کی باتیں بہت واضح اور دلچسپ طرز سے بچوں کے لئے لکھی گئی  
 ہیں۔ قیمت ۱۲۔ المشہر :- میخرا اصلاح کھوا (صوبہ بہار)

**ڈاک خانہ کھوا** انگریزی میں ڈاک خانہ کھوا اس طرح لکھا جائے (PO. KUJHWA (BIHAR CIRCLE)

**جنت کا ملک** مصنفہ چودھری احمد حسن صاحب محقق سابق سنی حنفی کی چودہ سالہ تحقیق  
 قابل دید ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تصدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہتر فرقہ

میں صرف ایک ہی فرقہ ناجی باقی کل ناری ہیں۔ دلائل طریقے سے ثابت کیا ہے جو فی الحقیقت  
 ایمان و ہدایت کا مرکز اور معرفت الہی کا سرچشمہ ہے۔ ہذا اشائقین طلب فراویں۔

تکام حق۔ پیغام حق۔ تحقیق حق

پتہ :- سید امیر حسن سکنہ قصبہ نانوتہ ضلع سہارن پور

(سید غازی الدین حیدر نے مطبع اصلاح کھوا میں چھاپ کر شائع کیا)

ڈاک خانہ کھوا





# سُلالِ

ماہِ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۵ھ  
نمبر ۶

مدیر

جنابِ نانا اعلیٰ حضرت قسطلیہ دَامَکَ اَتَمَّ

دالِ اشاعت

چند سالانہ خاص نمبر  
پانچویں نمبر

کجھوا (صوبہ بہار)

A.H.

چند سالانہ خاص نمبر  
پانچویں نمبر

# اصلاح

خدا کے فضل سے جو ہر قرآن کے ۳۲۰ صفحہ شائع ہو چکے

اب ہم اس کو جلد از جلد ختم کرنا اور سوانح عمری خلیفہ دوم

کی جلد اول کو بھی اسی سال ذی الحجہ تک تمام کر دینا چاہتے ہیں۔ آپ

بھی پورستعد ہو جائیں اس نمبر کے پہونچتے ہی اپنا چندہ بذریعہ

معنی آرڈر عنایت فرمائیں اور اس نمبر کے صفحہ اولہ کی اپیل

پڑھ کر جلد دو دو جلد خریدار بھی ضرور عنایت فرما کر شکر گزار

کریں تاکہ کاغذ فوراً کافی مقدار میں منگایا جائے

اور رسالہ بھی وقت پر نکلنے لگے

الملقمس

نیجر اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
اصلاح

منبر ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۵۸ھ جلد ۳۴

خدا کے فضل سے رسالہ اصلاح زندہ رہا خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کے سچے مہربان خادم دارالاصلاح حضرت اسی کے فضل و کرم سے زندہ ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جمعہ صیاب کی وجہ سے تمام مومنین کی توجہ وہاں کے ایچی ٹیش کی طرف مبذول ہوگئی اس وجہ سے دوسرے دینی اداروں کی طرح دفتر اصلاح بھی شدید پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ اس وجہ سے سال بھر سال بھر اصلاح کی اشاعت میں اور زیادہ تاخیر ہوگئی جس سے غالباً اکثر ہمدردوں کو شبہ ہوا کہ سالہ اصلاح جی نہ ہوگیا اور ممکن ہے اسی وجہ سے رسالہ کے بکثرت خریداروں نے اس کا دی پر آپس کر لیا ہو اور جن حضرات کے نام دی جانی نہیں گیا انہوں نے منی آرڈر روک لیا ہو۔ اب کل ہمدردان اصلاح سے التماس ہے کہ اس نقصان کی تلافی جلد از جلد کر کے شکر گزار کریں تاکہ رسالہ اصلاح باقاعدہ نکلتے سکے۔ اسی سال جو ہر قرآن کو انشاء اللہ ختم کرنا اور سرانجامی خلیفہ دوم کی پہلی جلد کو بھی دی ایجنٹ تک تمام کرنا ہے۔ ہم پوری تسلی سے کہہ سکتے ہیں کہ قبل عرم اس سال کے کل پرچے بھی پورے شائع ہو جائیں۔ اور یہ دونوں کتابیں بھی آپ حضرات تک پہنچ جائیں مگر بغیر خدا کے فضل اور آپ حضرات کی خاص جدوجہد کے ہم اس کو نہ کر سکتے۔ تاہم یہاں ہو سکتے آپ صرف اتنا کریں کہ کم از کم دو جلد خلیفہ اصلاح عنایت فرما کر شکر ادا کر دیں۔ اگر اصلاح کے بعد یہ خریدار نہ ملیں تو عظیم الشان کتاب تاریخ ائمہ کے ریڈار مل سکتے ہیں۔ سال گزشتہ۔ انجمن عمری خلیفہ دوم کے ۱۶۰ صفحات قیمتی ۱۲۰ روپے جو ہر قرآن کے ۱۳۰۰ قیمت قیمتی عمری ہے۔ دس بیڑیہ۔ تیرا و بیڑیہ ۱۶۰۰ روپے تفصیل اہل المؤمنین قیمتی ہر جہاں گرا۔ ہر شائع ہوا۔ اس کے ریڈار کی آپ کو بخش کریں۔ اگر دو جلد خلیفہ ان کتابوں کے بھی مل جائیں تو ذرا بڑا کام لی دینی فحہا حاسکتی ہیں۔ ان کتابوں کو برقیہ تک یونینا تقویٰ ہے۔ ایجنٹ ہمس۔ سے مذہبی تبلیغی ناشعہ کا بہت فدیہ ہیں ان کتابوں کی طرح میں جعفر خطوہ پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ اب اگر ملاحظہ ہو کہ کوئی جناب سید احمد حسن صاحب مہجد لکھ دلی سے پہلے میں حضور نے ان کو لکھا کہ یہ تازہ کر دیا۔ پروردگار عالم آپ کو



عمر فرج عطا فرمائے تاکہ اس غریب کی عمر پر آپکا سایہ رہے۔ آپ نے جو ہر قرآن و سوانح عمری دوم صاحب کی ایسی عجیب غریب لکھی ہے کہ جواب نہیں ہو سکتا۔ پروردگار عالم آپ کو صحت کلی عنایت فرمائے تاکہ اشاعت دین جاری رہے۔ خدا کا احسان عظیم ہے کہ یہ خدمات مفید ثابت ہو رہی ہیں اب آپ حضرات ان کتابوں کو مومنین تک پہنچانا اپنا فرض سمجھیں اور پوری کوشش کریں کہ جو ہر قرآن و سوانح عمری خلیفہ دوم حلد اول کی تکمیل ہو جائیں۔ فتنہ مع صحابہ و تبراء اپنی ٹیشن کے متعلق جس قدر ضروری مضامین سنی اور غیر مسلم اخبار یا تحریروں تقریروں میں شائع ہوئے ہیں ان سب کو تہ سبار سالہ اصلاح کے گزشتہ پچوں میں بھی جمع کر دیا گیا۔ البتہ جو ہر قرآن و سوانح عمری ہی کو جلد از جلد پوری کرنے کا جتنی ارادہ کر لیا گیا ہے اس وجہ اب ہر ماہ متفرق مضامین صرف صفحہ میں رہیں گے اور باقی مضامین جو ہر قرآن و سوانح عمری ہی کے دیئے جائیں گے پھر ناول جو ہر قرآن مکمل کر کے ایک اور ناول اسی سہ ماہی "تخت بخاری" و "انشاء کی لکھی جاتی ہیں انشاء اللہ دکھایا جائیگا کہ خود صحیح بخاری سے بھی مذہب ابست کا باطل اور نہ شبہ کا ہی جو ناول فتح ہے۔

**سوانح خلیفہ اول و خلیفہ دوم** | علی جناب صاحب سید منصور حسن خاں صاحب دام مجدہ جو شہر جوہر کے انگریزی ترجمہ کی ضرورت کے ایک روشن خیال اور معزز رئیس ہیں جو فرماتے ہیں:

"جناب محترم الحقیقین مولانا سید علی حیدر صاحب دام ظلم۔ سوانح عمری خلیفہ اول حضرت کے مطالعہ میں ہے جس سے یہ کتاب میں نے خرید کی تھی میں یہی سمجھتا تھا کہ مثل دیگر سوانح ائمہ اثناعشر کے یہ بھی مناظرانہ رنگ تصنیف ہوئی ہوگی مگر کتاب کے مطالعہ کے بعد میرے رائے بدل گئی۔ اس میں کچھ بھی شک شبہ نہیں ہے کہ یہ کتاب اپنی آپ ہی مثال ہے۔ اس کتاب کی پڑھ کر کوئی سنی آقاؤں ذرہ برابر بھی انصاف سے اپنے بے بر قاع ہی نہیں رہ سکتا۔ تمام مسائل مختلف یہاں کا جواب اس کتاب میں موجود ہے۔ میرا بہت دن جا ہوا ہے کہ یہ کتاب انگو بڑی میں ہو جائے تاکہ وہ حامیان مع صحابہ جو غیر مسلم ہو کر حضرت اول کو قابل مع سمجھتے ہیں معلوم کر لیں کہ یہ حضرت کس حد تک اقی قابل مع تھے۔ مجھے یقین ہے کہ خلیفہ دوم سوانح عمری میں اس سے کم نہ ہوگی اور اس کی اشاعت میں تعجیل ہوگی۔"

**طبقات ابن سہ** | اس نمبر میں خلیفہ دوم کی ولادت نسب۔ خانہ انبیاءات و وجہ شروع کرنا تھا کہ وہ بڑے ہمدردوں (جناب سید عباس علی صاحب سرور پشتر دام مجدہ بھالو فصیح بخیر و جہا نشی نہ سہ۔ صاحب جوہر دام مجدہ میقم گلستہ) نے اپنے عنایت ناموں سے یہ خزہ سنایا ہے کہ خدا کے فضل سے کتاب طبقات ابن سہ جلد از جلد دفتر اصلاح کے لئے بھیج دیئے اس وجہ سے اس نمبر میں سوانح عمری کے اوراق کو دے دیئے گئے قوی امید ہے کہ انشہ آئندہ نمبر ہی میں ہم اس کتاب کی رسید کی خوشخبری بھی رسانے کر سکیں گے۔

## جوینور کے مشہور مقدمہ کا عدالتی فیصلہ

جس میں حضرت ابوالولو محمد بن ابی بکر و حضرت امیر مختار و حضرت عمار یاسر و حضرت ابوذر غفاری و حضرت مالک شتر رضی اللہ عنہم کی مدح کا حق شیعوں کے لئے تسلیم کر لیا گیا

عدالت منصفی شہر جوینور۔ باجلاس موہن تنکر سکینہ صاحب بہادر۔ سول سوٹ ۵۵۵۶ء

سید علی زہاد وغیرہ... مدعیان بنام شیخ علی حسن وغیرہ مدعا علیہم۔

**تجویز نمبر** مقدمہ ہذا مدعیان نے اپنی جانب نیز شیعیاں جوینور کی جانب سے اس امر کے استقرار کے لئے دائر کیا ہے کہ انکو اس امر کا حق حاصل ہے کہ وہ جھنڈوں اور کتبات کے ساتھ جن پر حضرت ابوالولو محمد بن ابی بکر۔ امیر مختار۔ عمار یاسر۔ ابوذر غفاری اور مالک شتر کے اسماء ہوں اور ماہ ربیع الاول اور دیگر تاریخوں میں جب وہ چاہیں شوارعام پر جلوس نکالیں اور اس جلوس میں نظم و نثر میں ان حضرات کی مدح کریں۔ یہ بیان کیا گیا کہ تنبیہ مقامہ کے لحاظ سے رسول مقبول اور جعفر صادق کی پیدائش اسی ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔ اور یہ کہ مذہب شیعہ کو مذہب جعفری بھی کہتے ہیں۔ یہ کہ عید زہرا بھی اسی مہینہ کی وراثت کو ہوتی ہے جو شیعوں کے لئے بہت ہی مبارک ہے۔ یہ کہ شیعیاں جوینور نے جلوس متذکرہ صد نکالنا چاہا جس پر سختی معترض ہوئے۔ مدعیان نے حکام ضلع کے پاس جلوس نکالنے کی اجازت کے لئے درخواست دی لیکن جلوس کے حدید ہونے کی بنا پر درخواست نام منظور ہوئی۔ یہ کہ مدعیان یقین کرتے ہیں کہ سنیوں کے احتجاج پر اجازت نہ ملی۔ یہ کہ شیعوں کو اپنے مذہب ہی اعتقاد کی بنا پر ایسے جلوس نکالنے کا حق حاصل ہے اور یہ مدعا علیہم سنیوں کے غائب ہونے کی حیثیت سے زیر آرڈر ۱ قاعدہ (۸) فریق مقدمہ بنائے گئے ہیں

مدعیان نے مدعا علیہم، لغایہ ملا کو فریق بنایا تھا لیکن مدعا علیہم، ۱۲ تا ۱۵ خود درخواست دیکر فریق بنے ہیں۔ مدعا علیہم، ۱۶ تا ۱۷ کی جوابدہی ہے کہ ابوالولو محمد بن ابی بکر۔ امیر مختار مالک شتر صحابہ رسول نہیں تھے۔ یہ کہ ابوالولو غیر مسلم غلام تھے جنہوں نے حضرت عمر کو حالت نماز میں قتل کیا اور پکڑے جانے کے خوف سے خودکشی کر لی۔ یہ کہ محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا اور ان کے مکان میں قتل کرنے کے لئے داخل ہوئے تھے۔ یہ کہ مختار نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس لئے وہ ظنی ہیں۔ یہ کہ مالک شتر نے رسول خدا کو دیکھا ممکن تھا۔ اور انہوں نے حضرت عائشہ کے محل کو تیروں کا نشانہ بنایا تھا۔ یہ کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد

ان لوگوں کو دشمن اسلام سمجھتی ہے۔ یہ کہ شیعوں نے نہ تو کبھی ایسے جلوس نکالنے کا ارادہ کیا اور نہ مدعا علیہم عجیب کبھی معترض ہوئے۔ اور دادرسی عدالت کے حق امتیازی یہ رہی ہے۔ اور چونکہ اس محاکمہ میں خلل آنے کا احتمال ہے اس لئے عطا نہ ہونی چاہئے۔

مدعا علیہم ۲۴ دسمبر ۱۸۹۵ء اور ۱۰ دسمبر ۱۸۹۵ء میں کہ ان کو ایسے کسی جلوس کا علم نہ تھا اور نہ تو انہوں نے حکام ضلع سے کبھی کہا کہ ایسے کسی جلوس کی بابت ادوں کو اعتراض ہے اور یہ کہ وہ بیخوف بن گئے ہیں مدعا علیہم ۱۲ تا ۱۵ اکیبر ۱۲۸۵ھ سے کہ ابو لوہو نے خلیفہ عمر فاروق کو قتل کیا۔ یہ کہ مدعیان ان کو محض سنیوں کی دل آزاری کی غرض سے محترم الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ یہ دادرسی مستدعیہ زیر دفعات ۲۹۵ د ۲۹۸ اور ۱۵۳ الف تقریرات مندرجہ ہے۔ یہ کہ ابو لوہو۔ محمد بن ابی بکر اور امیر مختار نے رسول خدا کو کبھی نہیں دیکھا۔ یہ کہ محمد بن ابی بکر آگ میں جلا کر مار ڈالے گئے۔ اور حضرت عثمان کے مکان میں بارادہ قتل داخل ہونے کی وجہ سے ان کو اچھا آدمی نہیں سمجھتے۔ یہ کہ امیر مختار نے دعوے نبوت کیا تھا۔ اور مالک اشتر نے حضرت عائشہ کی محفل پر تیر مارے تھے۔ اور یہ کہ دو گنا ہذا محض سنیوں کے مذہبی احساسات کو بخروا کرنے کے لئے رجوع کیا گیا ہے۔

دیگر مدعا علیہم غرض حاضرین۔ اس لئے ان کے خلاف ایک طرفہ سماعت ہوئی۔ تنفیج قائم کرنے کی تاریخ۔ صرف ذیل کی تفصیلات قائم ہوئیں اور عدالت نے حکم دیا کہ یہ عدالت کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ فریضین کے مذہبی اختلافات کے بارے میں کہ ان اشخاص میں کون معین اسلام اور کون دشمن اسلام تھے فیصلہ کرے۔ عدالت یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کہ کس کے اعتقادات صحیح اور کس کے غلط ہیں۔

### نتیجہ

۱۔ آیا دادرسی مستدعیہ دفعات ۲۹۸ د ۲۹۵ اور ۱۵۳ الف تقریرات مندرجہ کے خلاف ہے۔

۲۔ آیا مدعا علیہم مدعیان کے جلوس نکالنے پر معترض ہوئے۔

### تجویز

یہ طے شدہ مسئلہ قانون ہے کہ ہر ذات فرقہ اور پارٹی سال میں کوئی بھی دن ہو ہر شام عام سے اپنے مذہبی۔ فرقہ دارانہ یا پارٹی کے کتبہ کے ساتھ جلوس نکالنے کا حق رکھتا ہے۔ دیکھو ۲۳ باب لا جرنل صفحہ ۱۸۰ پر۔ لوی کونسل۔ یہ ایک مقدمہ تھا جس میں شیعہ اپنے مذہبی اعتقاد کے مطابق جلوس نکالنا چاہتے تھے۔ اور سنی اس بنا پر معترض تھے کہ جب وہ مسجد کے قریب سے گزر چکا تو ان کی

ناز میں فتور واقع ہوگا۔ فاضل بجان نے ۵ مہر اس ۱۳۵۷ھ و ۶ مہر اس ۱۳۵۸ھ اور ۲۶ مہر اس ۱۳۵۹ھ پر استدلال کرتے ہوئے جوہر کیا کہ چونکہ حکام ایکریکٹو امن عامہ قائم رکھنے کے ذمہ دار ہیں۔ اس لئے یہ حق ان حکام کے اختیارات و قیود کے نفاذ کے ساتھ حاصل ہے۔ یہی نظریہ ۳۴ بجہی ۱۳۵۷ھ اور ۱۹۳۱ ال آباد لاجرئی ۱۳۵۵ھ و ۶۲۴ میں اختیار کیا گیا ہے۔

اس لئے یہ صاف ہے کہ مدعیان کو جلوس نزاعی نکالنے کا حق ایکریکٹو حکام کے قیود کے ساتھ جو وہ مناسب سمجھے حاصل ہے۔

مدعا علیہم کا کہنا ہے کہ اس دادرسی کی منظوری سے امن عامہ میں خلل واقع ہوگا۔ کسی شخص کا قانونی حق محض اس بنا پر کہ اس حق کے نفاذ میں صداد کا احتمال ہے روکا نہیں جاسکتا۔ اگر یہ مسئلہ قانون ہوتا تو ہر لڑاکا مدعا علیہم عدالت سے کہہ سکتا تھا کہ دعوے مدعی جو اس نے اپنے قانونی حق کے نفاذ کرنے کے لئے کیا ہے خارج کر دیا جائے۔ سوسائٹی کا تمام نظام درہم و برہم ہو جائے اگر یہ نظریہ تسلیم کر لیا جائے۔ اگر ایک شخص دخل مکان کا دعوے کرتا ہے اور مدعا علیہ کہتا ہے کہ اگر مدعی کو دخل دیا گیا تو امن میں خلل آنے کا احتمال ہے اس لئے مدعا علیہم کا یہ حذر نامنظور کیا جاتا ہے۔ مدعا علیہم کا یہ بھی عذر ہے کہ جلوس نزاعی کا نکالاجانا دفعات ۱۵۳ الف - ۲۹۵ اور ۲۹۸ تہذیب کی تحت میں آتا ہے۔

دفعہ ۱۵۳ الف کی رو سے مختلف فرقہ میں نفرت پیدا کرنا جرم ہے۔ مدعا علیہم کہتے ہیں کہ جلوس نزاعی کے نکلنے سے اختلاف پیدا ہوگا اور ۱۹۲ لاہور ص ۵۹ اور ۱۹۲۷ ال آباد ص ۵۹ پر استدلال کیا گیا ہے۔ اول الذکر مقدمہ میں ایک مضمون رسول ان کے اصحاب و ازواج کے خلاف یہودہ اور ناپاک حملہ کرتے ہوئے لکھا گیا تھا۔ لاہور ہائی کورٹ نے زیر دفعہ ۱۵۳ الف مجرم قرار دیا اور یہی وجہ قرار دیا نظریں میں بھی تھی۔ وچتر جیون کے مصنف نے یہودہ طرہ فقہ پر رسول کی زندگی پر ناپاک حملے کئے تھے۔ مقدمہ ہذا میں شیعہ کسی ایسے شخص پر جیسے سنی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں حملہ نہیں کرتے وہ صرف چند ایسے اشخاص کی تعریف کرتے ہیں جنہیں وہ قابلِ عزت سمجھتے ہیں۔ لیکن سنی انہیں قابلِ احترام نہیں سمجھتے۔ بعد وفات رسول مذہب اسلام میں ایک ناز سیاسی اختلافات کا شروع ہوا اس کے نتیجے میں اس میں دو اہم فرقے شیعہ و سنی قائم ہو گئے ان دونوں فرقوں میں کوئی محبت باقی نہ رہی۔ سیاسی لڑائی میں یہ قدرتی بات ہے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے ان اشخاص کو جن کی وہ عزت کرتے ہیں غدار اور بُرا کہے۔ لیکن اس وجہ سے کوئی فرقہ اپنے لہذا کی تعریف روکا نہیں جاسکتا۔

شیعوں کا اعتقاد ہے کہ وہ حضرات جن کی سنی عزت کرتے ہیں مثلاً خلفائے ثلاثہ رسول خدا کی آل کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھنے اور ان پر مظالم کے ذمہ دار سمجھنے اور سنیوں کو یقین ہے کہ یہ غلط ہے اور شیعہ مذہب کے لیڈروں کا خلفائے ثلاثہ اور عائشہ کے خلاف بغاوت کرنا اور ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا ایسا فعل ہے جو بنظر تحسین نہیں دیکھا جاسکتا۔ حضرت علی جبکہ وہ جو تھے خلیفہ ہوئے تھے اور حضرت عائشہ میں جنگ ہوئی۔ قدرتا ایک فرتق کی کوشش دوسرے فرتق کو نقصان پہنچانے کی رہی ہوگی۔ بالکل شتر نے جو حضرت علیؑ کے ساتھ تھے حضرت عائشہ پر تیر چلانے کی کوشش کی۔ شیعہ یقیناً اس فعل کو بہ نظر تحسین دیکھیں گے۔ برخلاف اس کے سنی اس کو نہایت برا خیال کریں گے۔ اسی طور پر ابو لؤلؤ اور محمد بن ابی بکر کے افعال اور بغاوت حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان کے خلاف سیدہ پسند کریں گے اور سنی ناپسند کریں گے۔ لیکن اگر ایک فرقہ کے پیرو کا اپنے لیڈروں کی تعریف کرنا ایسا فعل نہیں کہا جاسکتا کہ جو شہنشاہ اعظم کی مختلف رعایا کے درمیان وہ منافرت پیدا کرنے کا باعث ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو مختلف سیاسی جماعت کے جلوس جو وہ اپنے لیڈروں کی تعریف کے سلسلہ میں نکالتے ہیں روک دیا جاتا۔ گاؤ کشی اور مسجد کے سامنے باجا بجانا بھی بند کر دیا جاتا۔ سول کورٹ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ کسی فرقہ کے مذہبی یا دیگر جذبات کے لحاظ سے غور کرے۔ بے شک اگر قانونی حق کا نفاذ اس طریقہ پر کیا جائے جس سے مختلف فرقوں میں منافرت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو ایسا شخص حسب دفعہ ۱۵۳ الف تو زیرات ہند مستوجب سزا ہوگا۔ لیکن عدالت دیوانی جھن اس بنا پر کسی قانونی حق کے نفاذ کی اجازت دینے سے انکار نہیں کر سکتی کہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ اپنے قانونی حق سے تجاوز کرے گا تو سزا پائے گا۔

دفعہ ۲۹۵ میں قبل اس کے کہ کوئی شخص سزا پائے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اُس نے کسی ایسے معبد یا متبرک شے کو نقصان پہنچایا یا مہندم کیا جو کسی فرقہ کے نزدیک قابل احترام ہے اس ارادہ سے کہ جس فرتق کا معبد یا شے متبرک ہے اُس کے مذہبی احساسات کی تدلیل ہو۔ بین طور پر یہ دفعہ متعلق مقدمہ ہذا نہیں ہے۔ حسب دفعہ ۲۹۸ کسی شخص کا ارادہ فرتق مخالف کے مذہبی احساس کے مروج کرنے کا ہونا چاہئے۔ سیدہ اس جلوس سے سنیوں کے مذہبی احساس کو مجروح کرنا نہیں چاہتے۔ اگر اس سے چند غیر معمولی حساس اشخاص کے احساس مجروح ہوتے ہیں تو اس سے وہ جرم نہیں ہو سکتا جیسا میں نے اذہر بیان کیا کہ ایک گردہ کی تعریف ایسے مذہب میں جیسا کہ اسلام ہے کی جائے۔ دوسرے گردہ کو قابل اعتراض ہوگی لیکن اس وجہ کی بناء پر یہ رد کی نہیں جاسکتی کیونکہ اول الذکر

فرقہ کے جلوس کا سنے کا اصل مقصد اپنے مذہبی اعتقادات کی بناء پر ہے نہ کہ دوسرے گروہ کی دل آزاری لیکن اگر یہ گروہ تقریف کرنے میں اپنے حق سے تجاوز کرنے دوسرے فرقہ کے لیڈروں کے خلاف برے الفاظ استعمال کرے گا تا کہ دوسرے فرقہ کے مذہبی احساس کی تحقیر لگے تو یقیناً اگر یکٹو حکام اس دفعہ کو حل میں لائیں گے۔

میری رائے میں جو حقوق شیرو مانگتے ہیں وہ دفعات ۱۵۳ الٹ - ۲۹۵ - اور ۲۹۸ میں نہیں آتے۔  
**نتیجہ** :- دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا مدعا علیہم مدعیان کے جلوس پر معترض ہوئے؟ یہ مسئلہ فریقین ہے کہ ایک یکٹو حکام نے اس سے روکا۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ آخر انہوں نے کیوں روکا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو کہ سنی معترض ہوئے۔ میرے رد پر دیتے ہوئے کہ ایک ایک جلوس سنیوں کو لے کر ہے اور دقتاً سنیوں نے اس بات کی شہادت بھی پیش کی کہ اس سے ان کے مذہبی احساس کو بوجھ ہوں گے اس لئے حکام کے لئے روکنے کی اور کوئی وجہ نہ تھی سوائے اس کے کہ سنیوں نے اسے پسند نہ کیا تھا۔ مدعا علیہم تمام سنیوں کی طرف سے نمایندہ کی حیثیت سے فریق مقدمہ بنائے گئے ہیں۔ اعتراض مقدمہ کے لئے یہ بالکل غیر مزید ہے کہ مدعا علیہم میں سے کسی نے خاص طور پر اس کی کیا نہیں۔ مدعا علیہم ۱۵ تا ۱۷ خود اگر بزرگ مدعا علیہم فریق مقدمہ بنے ہیں ان کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں ہے کہ انھوں نے اعتراض نہیں کیا۔ دیگر مدعا علیہم کے خلاف جو امر قابل غور ہے۔ خرچہ کا سوال ہے۔

اگر انھوں نے انفرادی حیثیت سے اعتراض نہیں کیا تو مدعیان کے خرچہ کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ لیکن وہ اپنا خرچہ مدعیان سے طلب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اب دوران مقدمہ میں وہ مدعیان کے جلوس نکالنے پر معترض ہیں۔

سید علی زہاد گواہ مدعی نے بیان کیا کہ مدعا علیہم جلوس نکالے جانے پر معترض ہوئے۔ دوسرے برج میں انھوں نے کہا کہ شہر میں افواہ تھی کہ مسٹر عبدالحمید عبدالوہید اور علی حسن خاتم صلح کے پاس جلوس کے خلاف احتجاج کرنے گئے تھے کہ ادا الدکر و اشخاص فدیہ مقدمہ نہیں ہیں۔ دیگر مدعا علیہم کی بابت انھوں نے کہا کہ کم صلح کے ساتھ تھنڈا اور تروانے گئے تھے زبان کسی دہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ سید غلام زبیر العابدین نے بیان کیا کہ مدعا علیہم غلط کے ساتھ تھنڈا اور تروانے گئے تھے۔ نجابت علی کا بھی یہی بیان ہے۔ مدعا علیہم میں سے کسی نے سوائے محمد حسین کے ثبوت میں اگر انکار نہیں کیا کہ وہ کلکٹر کے ساتھ گیا تھا۔ یا جو دوسرے بھٹے۔ اعتراض

نہا تھا۔ محمد حسین نے تسلیم کیا کہ اُن کو جلوس نکالے جانے پر اعتراض ہے۔ اگر اس وقت اون کو اعتراض ہے تو اس کے قبل بھی رہا ہوگا۔

میری رائے میں محمد حسین نے بھی اعتراض کیا تھا۔ میری تجویز ہے کہ مدعا علیہم نے یقیناً جلوس نہائی کے نکالے جانے پر اعتراض کیا تھا۔

## حکم

دعوے میں ہذا مع خرچہ کے مدعا علیہم دینر فرقتہ سنی کے خلاف اس امر کے استقار کے بابت کہ مدعیان کو حق حاصل ہے کہ وہ جھنڈے اور کتبات کے ساتھ جن پر حضرت ابو لود - محمد بن ابی بکر - امیر مختار - عمار یاسر - ابو ذر غفاری اور مالک شتر کا نام ہو۔ سال کے کسی مہینہ میں کسی شارع عام پر جس پر وہ چاہیں جلوس نکالیں۔ اور نظم و نشر میں ادنیٰ تفریق کریں۔ لیکن اگر یکیشو حکام کو قیور لگانے کا حق حاصل ہے اور ایکڑیکٹو حکام کے منظور شدہ الفاظ مع استعمال کئے جائیں گے۔

دستخط موہن شنکر سکسینہ ۳۰ اگست ۱۹۳۹ء

## تقریر

راجہ صاحب دتترابہ ۱۸ صفحہ کا انگریزی رسالہ ہے جو مذکورہ بالا قضیہ کی تفصیل و توضیح کے متعلق دار التبلیغ کتب خانہ سے شائع ہوا ہے۔ بڑے موقع سے اس ضروری رسالہ کی اشاعت ہوئی ہے۔ مومنین کا فرض ہے کہ اسکی متعدد کاپیاں طلب کر کے انگریزی دان حضرات کو دکھائیں۔ قیمت مرقوم نہیں۔

(۲) سیاست اسلامیہ:- فاضل جلیل جناب لوی سید نجم الحسن صاحب کرا دی کا رسالہ ہے۔ چونکہ دیہادو اے مفہوم سیاست میں بزرگ جادہ سیاست حق سے ہٹ گئے تھے اور دنیوی سیاست کو ایک ہی نقطہ نظر سے دیکھتے تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ کوئی رسالہ اس موضوع پر شائع کیا جائے جو دونوں سیاستوں میں توازن کی حیثیت سے حقیقی فرق ظاہر کر دے۔ قیمت ۱۰۰ مرتبہ شیش کرارٹی آلہ آباد سے

طلب کریں (۳) آثار قرآن:- یہ ۲۰ صفحہ کا رسالہ مولفہ جناب مولوی سید محمد حسن صاحب قرقچہری سلم انسٹن شریف گورنمنٹ ہائی اسکول گونڈا ہے جس میں چارہ حصوں میں علیہم السلام کے فضائل میں بہت دلچسپ تصدیق جمع کئے ہیں۔ اکثر تصدیقے مولوی صاحب مہدی کے ہیں۔ کلام بہت لطیف اور شیریں ہے۔ مومنین ضرور طلب کریں کہ محفلوں کی زینت اس سے بڑھ جائے گی۔ اس رسالہ کی

قیمت دوسرے قومی امور میں صرف ہوگی۔ اس وجہ سے اسکی خریداری سے دو طرح کا نفع حاصل ہوگا۔ اس پتے سے طلب کیجئے سکرٹری صاحب انجمن اتحاد المومنین نیا امبارہ گونڈا۔ قیمت صرف ۴۰

مولوی صاحب - لیجئے - اب آپ امام مازنی ایسے محقق سے بھی لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئیں۔  
المذرے تیری شان۔

ہدایت خاتون - میں لڑتی نہیں ہوں۔ تم ہی بتاؤ ماہنامہ کے بارے میں تو شاہ صاحب کہتے ہیں کہ فائدہ شرط دیتا ہے۔ تو یہ قول واحد ابدی مکان آیت کیا شرط کا فائدہ نہیں دیتا ہے؟ البتہ دوسری آیت بحوالہ مایشاء کو شرط سے لگاؤ نہیں مگر صیغہ مضارع ہے۔ کیا معلوم کہ خدا کسی چیز کو مٹ کرے گا بھی۔ اس کا نتیجہ بھی وہی ہوا۔ غرض ان دونوں آیتوں سے بھی یہ نہیں ثابت ہو سکتا کہ قرآن مجید کی کوئی آیت بدل بھی گئی۔ یا اسکی کسی آیت کو خدا نے مٹ بھی کر دیا۔ علاوہ بریں بحوالہ مایشاء عام ہے جو خدا کے تکوینی امور کو بتاتا ہے۔ قرآن مجید کی آیات سے اس کو خاص تعلق نہیں ہے۔

مولوی صاحب - ہاں قرآن شریف کے نسخ پر تو کوئی بھی اس آیت کو پیش نہیں کرتا۔ یہ بھی امام صاحب کی زبردستی معلوم ہوتی ہے کہ کھینچ تان کر اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔

ہدایت خاتون - اور سنو قرآن مجید۔ میں نسخ ہونے پر اتفاق بھی نہیں ہے۔ علامہ ذکر رکھتے

ہیں انفقوا علی دفع السیم فی القرآن وقال المسلم بن بجرانہ لسمعہ - واقعہ الجہد

علی وقوعہ فی القرب وجہ احدھا حدۃ الایۃ وہو قولہ تعالیٰ ما ننسخ من آیت

او نسما نات بحیرمنھا او منلھا۔ اباب ابو مسلم عہ من وجہ۔ الاول ان الماد من

الایات المنسوخۃ ہے الترائع الی فی الکتاب الفدیمة من المولۃ والاخیل کالسبت

والسلوۃ الی المشرق والمعرب صا وضعہ اللہ تعالیٰ عندا تعبدنا لہ فیہ فان ایہود واتصا

کا و ایقو لو انہ لاکالمن مع وینکم بطل اللہ علیہم حدۃ الایۃ - اوجہ الثانی

المراد من انسوخ نقده من اللوح المحفوظ، تو یہ عہ الی ساثر الکتاب وہو کما یقال نسخت

الکتاب - الوجہ ثالث اناسیاں ہذا الایۃ کا بدل علی دفع السیم مل علی انہ لو وقع

السیم لوقع الی حیرمنہ - لوگوں کا اتفاق ہے کہ قرآن مجید میں نسخ واقع ہوا مگر ابو مسلم بن بجرانہ

موسے کینا کر نسخ واقع نہیں ہوا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ واقع ہوا ان کی دلیل کئی ہے۔ ایک تو یہی

آیت ما ننسخ من آیت بحیرمنھا او منلھا۔ مگر ابو مسلم نے اس دلیل کا جواب کئی

طرح دیا ہے۔ ایک یہ کہ آیات منسوخہ سے وہ مشہد عینیں مراد ہیں جو پہلی کتابوں میں تھیں۔ مثلاً

توراة و انجیل کی جیسے سبت (شنبہ) کے دن کے احکام اور مشرق و مغرب کی طرف نماز جس کو



خدا نے ہم لوگوں سے فسوخ کر دیا۔ اور بغیر اسکے ہم لوگوں کی عبادت صحیح ہوتی ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ جو لوگ ہمارے دین کی پیروی نہ کریں انکے لئے اطمینان کی زندگی نہیں ہو سکتی پس خدا نے ان لوگوں پر ان احکام کو اسی آیت سے باطل کر دیا۔ دوسری طرح یہ کہ نسخ سے مراد حکم خدا کا لوح محفوظ سے نقل کرنا اور اس سے اتار کر باقی کتابوں میں درج کرنا ہے۔ اور وہ ایسا ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ میں نے کتاب لکھی۔ تیسری طرح یہ کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ آیت قرآن مجید میں نسخ واقع ہونے پر نہیں دلالت کرتی بلکہ یہ واضح کرتی ہے کہ اگر نسخ واقع ہو گا تو اس سے بہتر حکم کی طرف واقع ہو گا ورنہ انسان من اجاب عن الاعتراض الاول بان الآيات اذا اطلقت فلامد بها آیات القرآن لانه هو المهود عندنا. وعن الثاني بان نقل القرآن من اللوح المحفوظ لا يختص ببعض القرآن وهذا النسخ يختص ببعضه۔ ولقائل ان يقول على الاول لانهم ان لفظ الآية تختص بالقرآن بل هو عام في جميع الدلائل۔ وعلى الثاني لانهم ان النسخ المذكور في الآية يختص ببعض القرآن بل بالنقل والله اعلم ما نسخ من اللوح المحفوظ فاننا ناتي بعده بما هو خير منه مگر ابوسلم کے پہلے اعتراض کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ جس مقام پر لفظ آیات مطلق طور پر بولا جائے گا وہاں قرآن مجید کی آیات ہی مراد ہونگی کیونکہ ہمارے ذہن میں یہی رہتی ہیں۔ اور دوسرے کا جواب یہ کہ لوح محفوظ سے قرآن کا نقل کرنا بعض قرآن سے مخصوص نہیں ہے اور یہ نسخ بعض قرآن سے مخصوص ہے۔ (علماء رازی اسکے بعد لکھتے ہیں) لیکن ان جوابوں کی رد میں کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ پہلے جواب کے متعلق یہ ہے کہ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ لفظ آیت قرآن مجید کے لئے مخصوص ہے بلکہ یہ لفظ کل دلیلوں کے لئے بولا جاتا اور سب کے لئے عام ہے۔ اور دوسرے جواب کے متعلق یہ ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ وہ نسخ جو اس آیت میں مذکور ہے وہ بعض قرآن ہی سے مخصوص ہے بلکہ اس کا مطلب اللہ اعلم یہ ہے کہ ہم لوح محفوظ سے جس چیز کو لکھتے ہیں تو اس کے بعد وہ چیز لاتے ہیں جو اس سے بہتر ہوتی ہے (تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۳۱۶) اور سنو فرماتے ہیں اختلاف المفسر فی قوله تعالى۔ ما نسخ من آية او تسرما فمنهم من فسرا النسخ بالانزلة ومنهم من فسره بالنسخ بمعنى نسخ الكتاب وهو قول عطاء وسعيد بن المسيب۔ اس آیت ما نسخ من آية کی تفسیر ہم مفسروں نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے کسی آیت کا زائل کر دینا مراد ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ اس سے کہنا مراد ہے۔ جیسے ہوتے ہیں نسخۃ الکتاب یعنی

کتاب بھی۔ اور اس بات کے قائل عطار و سعید بن المسیب ہیں۔ فاما من قال بالقول الثاني ما نسخ من آية اے نسخ من اللوح المحفوظ اور نسخا تو حراہا اما قراءۃ نسخها فالمعنى نسخها یعنی نازک نسخها فلا نسخها۔ عطار و سعید بن المسیب وغیرہ کہتے ہیں کہ ما نسخ من آية کا مطلب یہ ہے کہ جس حکم کو ہم لوح محفوظ سے لکھتے ہیں یا اس کو پتھرتے کرتے ہیں۔ اور جو اس کو نسخہ پڑھیں ان کی بنا پر مطلب یہ ہے کہ ہم اس کو جوڑ دیتے ہیں یعنی اس کے کھٹنے کو ترک کرتے ہیں (تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۶۲)

مولوی صاحب۔ تم نے توفیق کے خلاف دلیلوں کا ڈھیر لگا دیا۔  
ہدایت خاتون۔ مجھے کیوں کہتے ہو۔ یہ سب چیزیں تو تمہارے علم ہی کی ہیں جن کو میں نے تمہاری ہی کتابوں سے پڑھ دیا۔

مولوی صاحب۔ خیر اب مولانا وحید الزماں صاحب کی کتاب ہدیۃ الہامی کی عبارت نکالو کیونکہ مولانا مددج کی عبارت تم انوار اللغات سے بڑھ چکی ہو کہ لکھا ہے ”مگر نسخوں آیتیں اسی طرح منسوخ حدیثیں بہت تھوڑی ہیں جن کو ہم نے ہدیۃ الہامی میں بیان کر دیا ہے۔ ایک دن یہ آدمی ان کو یاد کر سکتا ہے۔“

ہدایت خاتون (کتاب مذکور لاکر) سنو فرماتے ہیں:- فصل نسخ المقلدۃ ان معرفة الناسخ والمنسوخ عویصہ مشکلة جدا ۱۱۸ وجوہا نقایداً المجہولین۔ انا اتول ان معرفة الناسخ والمنسوخ ليسيرة جلد ۱، ۱۸، المنسوخ فی الفاء ۱، اثنان وعشرون آية۔ اخرج الشيخ رضي الله عنها سبع عشرة آية بحقیقۃ حسنات وحسن تذكیر، منها الآيات المنسوخة الا اريد ان نسخها تیسیر الاصحاب الخلدیت۔ اما الآيات هي (۱) ايمانوا بآية الله (۲) كتب اليكم اذا حضر احدكم الموت (۳) وكتب عليكم السيام كما كتب على الذين من قبلكم (۴) وعلى الذين يطبقونه فدية طوام مسكين (۵) واقتوا الله حتى تقاتوا (۶) وتل قال فيه كبر (۷) والذين يتوفون منكم ويذرون اراوا جاد صبية لارواحهم يتعالي الى الخلق عبا ارجاج (۸) وان بدأ ما في انفسكم واتخوها بجاناً سبحان الله (۹) واراها صراقة ازلوا الله بالآية (۱۰) والذين عقلت ايمانكم فاتهم بغيرهم (۱۱) واللاتي ياتين الساحتين من نساءكم الآية۔ (۱۲) واحران من غيركم (۱۳) آيات نصيح الا عراض عن المتشككين وترك القتال (۱۴) ان يكن منكم عشرون صابرون الآية (۱۵) انفروا خفاة وثقلاء (۱۶) الزاني لا ينكح

الانزانیۃ او مشرکۃ الایۃ (۱۷) لایحل لک النساء من بعد (۱۸) وان فاکتمت شی من انہا حکم  
 الایۃ (۱۹) یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول الایۃ (۲۰) قسم اللیل الاقلیلہ (۲۱) وآتوم  
 ما اففقوا (۲۲) یا ایہا الذین آمنوا لیستاذنکم الذین ملکتم انما انکم۔ فعدہ اثنتان  
 وعشرون آیۃ۔ وقد اختلف فی نسخ اکثرہا۔ وبقیت خمسۃ آیات فی منسوخۃ بالاتفان  
 الاولی والقی یا تین الفاضلۃ من نساءکم فاستشهدوا سلیھن اربعۃ منکم الایۃ  
 الثانیۃ کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت انہ التہ۔ والذین ینوفون منکم و  
 ینسرون اسرارہا وصیۃ لانا واجہم متاعا الی الحل غیر اخراج۔ المایۃ ان یکس  
 منکم عشرون صابرون الخامسۃ اذا ناجیتم الرسول۔ فمن حفظ ہذا الخمس فقد حفظ  
 منسوخات الکتاب۔ مقتدین (فرقہ خفیہ وغیرہ) کانیاں ہے کہ نسخ و منسوخ کی صورت دشوار  
 اور بہت مشکل ہے۔ اس وجہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کو مجتہدوں کی تقلید کرنا چاہئے۔ مگر ہم  
 کہتے ہیں کہ نسخ و منسوخ کی معرفت بہت آسان ہے اسلئے کہ قرآن مجید میں صرف ۲۲ آیتیں نسخ  
 ہیں۔ اور مولانا شیخ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے ان سے سترہ آیتوں کو خارج کر دیا ہے تو  
 پانچ آیتیں باقی رہیں اور ہم اس جگہ ان آیات و احادیث کو ذکر کرتے ہیں جو منسوخ ہیں تاکہ  
 فرقہ اہلحدیث کو ان کے جاننے میں آسانی ہو۔ آیات تو یہ ہیں (۱) جس طرف تم منکر کرد اسی جانب  
 خدا کا سہ ہوگا (پ ۱۴ ع ۱۴)

مولوی صاحب (بات کاٹ کر)۔ تم پھر شوخیاں کرنے لگیں۔ یہ ترجمہ تم نے اس لئے  
 کیا ہے کہ اللہ کا جسم ثابت کرو۔

ہدایت خاتون۔ تو اس سے تم چراغ پاکیزوں ہوتے ہو؟ تم لوگوں نے تو خدا کے لئے ہاتھ  
 پاؤں۔ منہ سب تجو۔ زہی کر لیا ہے۔

مولوی صاحب۔ خیر اسکی بحث گزر چکی۔ یہاں یہ ترجمہ کر دو کہ جدہر تم منکر کرد اور بڑی قبلہ ہے۔

ہدایت خاتون۔ خیر لوں ہی سہی۔ ترجمہ و فہم کرنے دو (۲) دوسری آیت تم کو حکم دیا جاتا ہے

جب کوئی تم میں سے مرنے لگے اگر کچھ مال چھوڑنے والا ہو (پ ۱۷ ع ۴) (۳) تیسری آیت سلاؤ

جیسے اگلے لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا اسی طرح تم کو بھی روزے رکھنے کا حکم دیا گیا

ہے (پ ۱۷ ع ۷)۔ سنئے ہو یہ آیت منسوخ کہی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہی تو ہوا کہ اس آیت سے

روزے کے وجوب کا حکم اٹھ گیا۔

مولوی صاحب - خیر تم ترجمہ کر ڈالو۔ اپنا اعتراض حق ابھی محفوظ رکھو۔

ہدایت خاتون - (۴) چوتھی آیت اور جن کو روزے کی طاقت نہیں ہے تو وہ ہر روزے کے بدل ایک محتاج کو کھانا دے (پ ۷ ع ۵) پانچویں آیت مسلمانوں اللہ سے ڈرو جیسا حق ہے اس سے ڈرنے کا (پ ۷ ع ۱۱)

مولوی صاحب - لاعول دلائل - اس آیت میں کیا ہے جو اسکو بھی منسوخ کر ڈالا۔

ہدایت خاتون - مجھے تو لگتے تھے کہ اعتراض کیوں کرتی جاتی ہو۔ ترجمہ پورا کر ڈالو۔ پھر خود کیوں پیچ میں بول پڑے۔

مولوی صاحب - کیا کہوں رہا نہیں جاتا۔ اجمہادیکھو مولانا وحید الزماں خاں صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں کیا لکھا ہے۔

ہدایت خاتون - لکھتے ہیں ”جیسا حق ہے ڈرنے کا یعنی جن کاموں کا اوس نے حکم دیا ہے، اُن کو بجالاؤ اور جن کاموں سے منع کیا ہے اُن سے باز رہو۔ جب یہ آیت اُتری تو صحابہ بہت گھبرائے اور عرض کیا کہ یہ کس سے ہو سکتا ہے اس وقت یہ آیت اُتری ذالہ، واللہ ما استطعتم یعنی جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو۔ اور یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ بعضوں نے کہا منسوخ نہیں ہے اور جیسا حق ہے ڈرنے کا اس سے یہ مراد ہے کہ اس کی راہ میں جہاد کرے۔ اور ستر بیعت کی بات میں کسی کی بدگوئی کا خوف نہ کرے (تفسیر وحیدی ص ۱۲) مولانا صاحب مسدوح نے کسی طرح بات بنانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارا ہے۔

مولوی صاحب - ٹھیک ہے یہ آیت منسوخ نہیں ہو سکتی۔

ہدایت خاتون - (۶) بھیجی آیت یہ ہے تو کہ ماہ حرام میں لڑنا بڑا گناہ ہے (پ ۷ ع ۱۱) (۷) ساتویں آیت یہ ہے جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور نبی بیان چھوڑ جائیں (یعنی مرنے لگیں) تو وہ اپنی بی بیوں کے لئے ایک سال تک کو ان کو نہ نکالنے کی اور خرچ دینے کی وصیت کر جائیں (پ ۷ ع ۱۵) (۸) آٹھویں آیت یہ ہے اور تم اپنے دل کی بات کھولو یا اُمس کو چھپاؤ اللہ اس کا حساب تم سے لینگا (پ ۷ ع ۸) (۹) نویں آیت یہ ہے اور جب ترکہ بٹھا رہا ہو اور وہ ناٹے والے جنگجو حصہ نہیں پہنچنا اور یتیم اور محتاج آجاد میں کچھ ملنے کی امید میں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ چٹا یعنی ترکہ بانٹنے سے پہلے چھوڑا بہت حد ان کے ساتھ بھی سلوک کر دو (پ ۷ ع ۱۲) (۱۰) سو گئی آیت یہ ہے اور جن لوگوں سے تم نے تفسیر لکھ کر قول کیا ان کو اپنا بھائی بنایا اُن کو ان کا حصہ دو (پ ۷ ع ۱۳)

کو ع ۲) (۱۱) گیارہویں آیت یہ ہے مسلمانو! تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں تو چار مسلمان مردوں کی گواہی مانگو (پ ۴ ع ۱۲) (۱۲) بارہویں آیت یہ ہے اگر تم سفوفیں ہو اور وہاں موت کی مصیبت آگے تو غیر ہی دو شخص سہی (پ ۴ ع ۱۳) (۱۳) مشرکین سے بے توجہی کرنے اور ان کو معاف کر دینے اور ان سے لڑائی چھوڑ دینے کی سب آیتیں بھی منسوخ ہو گئیں۔

(۱۴) چودہویں آیت یہ ہے اگر تم مسلمانوں میں سے بیس مبر کر کے دالے شخص ہوں (پ ۱۰ ع ۵)

(۱۵) پندرہویں آیت یہ ہے مسلمانو! ہلکے ہو یا بھاری نکل کھڑے ہو اور اللہ کی راہ میں اپنی جان

اور مال سے جہاد کرو (پ ۱۲ ع ۱۶) (۱۶) سو اہویں آیت بدکار مرد بدکار یا مشرک عورت سے ہی

عاج کرے گا (پ ۱۸ ع ۷) (۱۷) سترہویں آیت اے پیغمبر! سے تجھ کو اور عورتیں حلال نہیں

اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کے بدل دوسری بی بی بیان کر لے تو ان کی صورت تجھ کو بھلی لگے (پ ۱۸ ع ۸)

(۱۸) اٹھارہویں آیت اور اگر تمہاری کوئی عورت اسلام سے پھر کر کافروں میں جا لے (پ ۱۸ ع ۸)

(۱۹) انیسویں آیت مسلمانو! جب تم پیغمبر کے کان میں کوئی بات کہنا چاہو تو کان میں بات کہنے سے

پہلے کچھ خیرات سامنے دھر لیا کرو (پ ۲۸ ع ۲۰) (۲۰) بیسویں آیت اے کھڑا لیٹنے والے ساری

رات نماز میں کھڑا رہ کر تھوڑی رات (پ ۲۹ ع ۲۱) (۲۱) اکیسویں آیت اور کافروں نے جو ان

عورتوں پر خرچ کیا ہو (دھر) وہ ان کو دے دو (پ ۲۸ ع ۲۲) (۲۲) بائیسویں آیت مسلمانو! تمہارے غلام

لوٹ لے اور جو لڑکے لڑکیاں تم میں سے ابھی جوان نہیں ہوئے وہ تین وقتوں میں تمہارے

پیس آنے کی اجازت لیا کریں (پ ۱۸ ع ۱۴)۔ یہ سب بائیس آیتیں ہوئیں بائیس۔ اور پانچ

باقی رہ گئیں جو باقی منسوخ ہوں (۱۵) پہلی آیت یہ کہ تمہاری عورتوں سے جو بدکاری کریں تو چار

مسلمان مردوں کی گواہی مانگو (پ ۴ ع ۱۲) (۱۲) دوسری یہ آیت تم کو حکم دیا جاتا ہے جب کوئی

تم میں سے مرنے لگے اگر کچھ مال چھوڑنے والا ہو (پ ۶ ع ۳) (۳) تیسری یہ آیت اور جو لوگ

تم میں سے مر جائیں اور بی بی چھوڑ جائیں۔ یعنی مرنے لگیں تو وہ اپنی بی بیوں کے لئے ایک

سال تک اُن کو نہ نکالنے کی اور خرچ دینے کی وصیت کر جائیں (پ ۲ ع ۱۵) (۴) چوتھی یہ

آیت اگر تم مسلمانوں میں سے بیس مبر کرنے والے شخص ہوں (پ ۱۰ ع ۵) (۵) پانچویں یہ آیت

مسلمانو! جب تم پیغمبر کے کان میں کوئی بات کہنا چاہو تو پہلے کچھ خیرات سامنے دھر لیا کرو (پ ۲۸ ع ۲۰)

ع ۲۰۔ غرض جو شخص ان پانچ آیتوں کو یاد کر لے گا اس کو قرآن مجید کی کل منسوخ آیتیں یاد

ہو جائیں گی۔ اور اُن سب پر درہ ضرور حاوی ہو جائے گا

مکران سے آگے کے مسلمانوں کی حالت

مولوی صاحب - مولانا مودوح نے یہ بڑا احسان کیا کہ سب آیتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا اور تم نے بھی کمال کیا کہ ہر آیت کا پتا بتائی گئیں کہ کس پارہ اور کس رکوع میں ہے۔

ہدایت خاتون - مگر اس سے فائدہ کیا حاصل ہوا؟ یہ بھی تو بتا دو۔ اس کے بعد جسکی چاہو تعریف کرو۔

مولوی صاحب - واہ یہ بھی کوئی پلو چھنے کی بات ہے۔ اسی سے یقین ہو گیا کہ قرآن شریف کی صرف اس قدر آیتیں منسوخ ہوئیں اور باقی سب غیر منسوخ ہیں۔

ہدایت خاتون - اس سے تو تحریف قرآن کی اور زبردست تصدیق ہو گئی۔

مولوی صاحب - واہ - وہ کس طرح؟

ہدایت خاتون - مولوی صاحب نے بتا دیا کہ قرآن مجید میں منسوخ آیتیں موجود ہیں یعنی جو آیتیں منسوخ ہو گئی ہیں وہ منسوخ ہونے کی وجہ سے قرآن مجید سے نکال نہیں دی گئیں بلکہ اب

اس میں لکھی جاتی اور پڑھی جاتی اور قرآن مجید کا جزو سمجھی جاتی ہیں۔ اور ان میں قرآن مجید کی باقی غیر منسوخ آیات میں کوئی فرق نہیں ظاہر کیا جاتا ہے۔

مولوی صاحب - تو اس سے کون انکار کرتا ہے۔ مگر اس سے تحریف کیسے ثابت ہو گئی؟

ہدایت خاتون - اس طرح کہ قرآن مجید کی وہ آیتیں جو اس میں نہیں موجود ہیں۔ اور تم ہمارے

حدیث - تفسیر وغیرہ کی کتابوں (مثلاً اتفاق - درمنثور - کنز العمال وغیرہ) سے معلوم ہوتا ہے۔

کہ وہ قرآن مجید میں پہلے تھیں۔ ان کے بارے میں شیعہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے نکال دیا یا ان -

چھوٹ گئیں۔ اور تم لوگ کہتے ہو کہ نہیں وہ نہ نکال دی گئیں اور نہ صحابہ سے چھوٹ گئیں بلکہ

سب منسوخ ہو گئیں۔ اس سبب سے قرآن مجید میں نہیں لکھی گئیں۔ گویا تم لوگوں کا دعوہ ہے

یہ ہے کہ ان آیتوں کا قرآن مجید میں نہ لکھا جاتا اسکی دلیل ہے کہ وہ منسوخ ہو گئیں۔ یا وہ

کہو کہ ان آیتوں کے منسوخ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ قرآن مجید میں نہیں لکھی گئیں۔ پس دوسری

کتابوں کے بیان کے مطابق جو آیتیں قرآن مجید میں پہلے تھیں اور اب نہیں ہیں وہ بھی قرآن مجید

میں رہ سکتی تھیں۔ مگر صحابہ نے ان کو یا نکال دیا یا ان سے وہ سب چھوٹ گئیں۔ غرض ان

قرآن مجید میں درج نہ ہونا اسکی دلیل نہیں ہو سکتا کہ وہ ضرور منسوخ ہی ہو گئیں۔ کیونکہ قرآن مجید

میں تو اب بھی منسوخ آیتیں موجود ہیں۔ اب بتاؤ کہ تمہارے صحابہ کرام اور علماء اعلام کی ہمت

جو ہزاروں آیتیں پہلے قرآن مجید میں تھیں اور اب ان کا قرآن مجید میں پتا نہیں ملتا وہ کیا کہہ سکتے

اگر کہو کہ منسوخ ہو گئیں تو جس طرح مذکورہ بالا بایں آیتیں باوجود منسوخ ہو جانے کے اب بھی قرآن مجید میں موجود ہیں۔ برابر اس میں لکھی جاتی ہیں۔ سب لوگ انہیں پڑھتے ہیں۔ حافظہ حضرت ان سب کو بھی یاد کرتے ہیں اور مفسرین ادنیٰ تفسیر بھی اسی طرح لکھتے ہیں۔ اسی طرح وہ ہزاروں آیتیں بھی قرآن مجید میں کیوں نہیں لکھی گئیں؟

مولوی صاحب۔ یہ تو تم نے بڑا مشکل اعتراض کیا۔ واقعتاً جب یہ ۲۲ آیتیں اب بھی موجود ہیں تو ان سب کو بھی رہنا چاہیے تھا۔

ہدایت خاتون۔ بس اب تو تم کو بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ہزاروں آیتیں جو اب قرآن مجید میں نہیں ہیں قرآن مجید سے بغیر منسوخ ہونے ہی غائب ہو گئیں۔ ساقط ہو گئیں۔ کم ہو گئیں۔ کم ہو گئیں۔ پھر وہ لکھیں۔ غرض جو لفظ چاہو اختیار کرو مگر نتیجہ یہی ہے کہ ان کل آیات کے نہ ملنے سے بتریف قرآن کا ثبوت تمہارے ہاں مکمل موجود ہے جس سے تم لوگ کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ نسخ کا حینہ نہ ملنے سے تم لوگوں کو کوئی فائدہ بیگا۔

مولوی صاحب۔ کیا کہوں۔ میں تو بہت ہور ہا ہوں۔ میں نے اس مسئلہ کو تمہارے مذہب کے بطلان کی سب سے زبردست دلیل سمجھا تھا۔ لیکن اس میں بھی تم نے مجھے عاجز کر دیا۔ اس بحث کا نتیجہ تو میں دیکھنا ہوں کہ میرے لئے بہت خراب نکلے گا۔ کیا مجھے اسلام سے ہاتھ دھونا پڑے گا؟

ہدایت خاتون۔ خدا نہ کرے اب الدین عبداللہ الاسلام۔ اسلام سے ہاتھ دھو کر کس دین کو اختیار کر سکتے ہو۔ ابھی تو سنی شیعہ کی بحث ہے۔ اس کو طے کر لو تو خود ہی تم پر حقیقت کا نور چمکنے لگے گا۔

مولوی صاحب۔ گراں بات ذہن میں آتی ہے کہ ہو سکتا ہے وہ ہزاروں منسوخ ہو گئی ہوں اور ادن کو لوگوں نے بے ضرورت ہونے کی وجہ سے درج نہیں کیا ہو۔

ہدایت خاتون۔ پھر ان ۲۲ آیتوں کو بھی درج نہ کرتے کیونکہ جب یہ بھی منسوخ ہو گئی ہیں تو یہ بھی بے ضرورت ہیں۔ جو حکم اور انجام ان آیتوں کا مانو گے وہی ان سب کا بھی ناپاڑ گا۔

مولوی صاحب۔ یہ چونکہ ۲۲ تھیں اس وجہ سے درج کر دی گئیں۔ اور وہ چونکہ بہت زیادہ تھیں اس وجہ سے نہیں لکھی گئیں۔

ہدایت خاتون۔ مگر یہ ۲۲ کیوں لکھی گئیں۔ انہیں ہزاروں سے ۲۲ کیوں نہ لکھی گئیں؟ ترجیح بلا

تو محال ہے۔

مولوی صاحب۔ تم تو کی طرح میری بیچا ہی نہیں چھوڑ تیں۔ یا کسی طرح مجھے بچنے ہی نہیں دیتیں جو راہ چلتا ہوں اس میں کانٹے بچھا دیتی ہو جب ۲۲ آیتوں کا لینا مقصود تھا تو انھیں کوٹ لیا اس میں کیا مضائقہ ہے

ہدایت خاتون۔ تم کو یاد ہو گا کہ شروع بحث میں ملہ اتفاق جلد ۱ ص ۲۷ سے حضرت عمر کی یہ روایت بیان کر چکی ہوں کہ مدوح فرماتے تھے قرآن مجید میں دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہیں۔

مولوی صاحب۔ ہاں۔ اس کو تو خود میں نے بھی اپنی آنکھ سے دیکھا تھا۔

ہدایت خاتون۔ اور تم لوگ نسخ کی دلیل یہ آیت پیش کرتے ہو ما ننسخ من آیت ونفسھا نات بخیر منها ومثلھا۔ ہم جو آیت منسوخ کر دیتے یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی ہی دوسری آیت لے آتے ہیں (پ ۱۳ ع)

مولوی صاحب۔ ہاں اس میں عذر نہیں کہ نسخ کی زبردست دلیل یہی آیت ہے۔

ہدایت خاتون۔ تو اب بتاؤ کہ مذکورہ بالا روایت کے مطابق دس لاکھ ستائیس ہزار سے جو کئی لاکھ آیتیں غائب ہیں۔ اور جن کے بارے میں تم لوگ دعوے کرتے ہو کہ وہ سب منسوخ ہو گئیں۔ خدا نے اپنے وعدے کے مطابق ان آیتوں کے بارے میں کیا کیا۔

مولوی صاحب۔ کیا کیا؟ بس منسوخ کر دیا۔ نسخ کے بعد اور چاہئے کیا۔

ہدایت خاتون۔ مگر خدا نے اپنا اصول یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ جس آیت کو منسوخ کرتا ہے اس سے بہتر یا اس کے مثل آیت لا دیتا ہے۔ تو اس کا فرض تھا کہ دس لاکھ ستائیس ہزار حروف

سے جس قدر حروف اب غائب یا ماسقط ہیں ان سب سے بہتر یعنی ان سے ۷۰۰ دین زیادہ یا احکام میں زیادہ مناسب لا دیتا یا ان کے مثل ہی لا دیتا۔ غرضی پھر قرآن مجید کی آیتوں کو دس لاکھ ستائیس ہزار سے بھی زیادہ یا کم از کم اتنا ہی ہونا چاہئے تھا۔ لیکن قرآن مجید میں ان نسخ شدہ آیتوں سے بہتر یا ان کے مثل کا کہیں بھی پتا نہیں ہے۔ پس اس پر بڑے گاکہ یا تو خدا جھوٹ



بولتا ہے یادہ کی لاکھ آیتیں جواب اس میں بھی موجود نہیں ہیں منسوخ نہیں ہوئیں بلکہ قرآن مجید کا جزو ہی تھیں۔ اور وہ سب اس سے نکل کر قرآن مجید کو ناقص یا تحریف شدہ بنا گئیں۔ آیت دنیا میں جس قدر قرآن مجید کے نسخے موجود ہیں سب کو اچھی طرح دیکھ جاؤ۔ ایک ایک حرف گن جاؤ مگر کسی میں بھی کسی طرح دس لاکھ ستائیس ہزار حروف نہیں ملیں گے۔ اس سے جس قدر کم بھی تم مانو گے اس پر میرا بھی سوال ہو گا کہ باقی آیتیں کیا ہوئیں۔ اگر منسوخ ہو گئیں تو اہل وعدہ کے مطابق ان سے بہتر یا ان کے مثل پھر آ جانا چاہئے تھا جس کے بعد قرآن مجید کے حروف کی تعداد دس لاکھ ستائیس ہزار سے زیادہ یا کم از کم اسی قدر ہوتی۔ موجودہ قرآن میں کل ۲۶۷۰۵۲ حروف ہیں اور حضرت عمر کی روایت کے مطابق اس کے کل حروف ... ۲۷۰۰۰ تھے اس طرح (۷۹۹۴۸) سات لاکھ اسٹھ ہزار نو سو اڑتالیس حروف قرآن مجید سے دینا خود مولوی صاحب۔ جب قرآن مجید بھی توراۃ و انجیل کی طرح ناقص اور تحریف شدہ ہی ہے تو مسلمانوں کا اس دین پر باقی رہنا بحث ہے۔ ہم لوگوں کو عیسائی یا آریہ ہو جانا چاہئے۔ ہدایت خاتون۔ ہرگز نہیں۔ اگر مذہب شیعہ اختیار کر لو گے تو نہ اسلام سے نکلنے کی ضرورت ہوگی نہ قرآن مجید سے علیحدہ ہونے کی۔ نہ عیسائی ہونے کی۔ نہ آریہ بننے کی۔

## تیرہواں باب حافظ عبدالقصد صاحب کی خطرناک عملات

ابھی مذکورہ بالا بحث میں تک پہنچنے پائی تھی کہ دونوں کو ایک شدید تردد میں مبتلا ہو جانا پڑا۔ ہدایت خاتون کے نانا جناب حافظ عبدالقصد صاحب حج کرنے کے لئے گئے تھے۔ وہاں سے مشرف ہو کر پلٹے تو سخت بیمار ہو کر مکان پہنچے۔ اعزہ نے دیکھا تو ان کو کو یا پہچان نہت سکے بہت ضعیف و لاغر ہو گئے تھے۔ حیدر آباد پہنچنے کے بعد مختلف حکیموں اور ڈاکٹروں کا علاج ہونے لگا مگر مرض بڑھتا ہی گیا اور کسی طرح افاتہ کی صورت نظر نہیں آئی۔ علاج کے ساتھ دعا تو نیز۔ جھاڑ۔ پھونک۔ نذر۔ منت کا سلسلہ بھی جاری ہوا لیکن سب بے کار۔ تب دوسرے شہروں کے بڑے بڑے اولیاء اور پیر بلائے جانے لگے اور چونکہ گھر خوش حال تھا اسنو سے بے دریغ رو پیہ خرچ کیا گیا۔ لیکن حالت روز بروز خراب ہوتی گئی۔ اب تو اعزہ سب کے

سب بدو اس ہو گئے۔ اور اُن کو مدوح کی زندگی سے مایوسی نظر آنے لگی۔ ہدایت خاتون بھی بہت پریشان تھیں۔ وہ ان کے نانا بھی تھے اور گویا باپ بھی کہ بچاری انہیں کی گویا بیٹی اور انہیں کے گھرا بندا لئی زندگی بسر کی تھی۔ ان کے اضطراب کی حالت بیان کرنا دشوار ہے۔ دوسروں کے ساتھ یہ بھی دعا اور تضرع و زاری میں مشغول رہتی اور ہمہ وقت نانا کی خدمت ہی میں بسر کرتی تھیں۔ اپنے طور پر دعائیں اور حاجت کی نماز میں بھی پڑھتی رہتیں۔

جب ہر شخص کی تدبیریں ختم ہو چکیں اور کسی طرح حافظ صاحب کو سمجھ نہیں ہوئی بلکہ اب وہ چند ہی دنوں کے یہاں معلوم ہونے لگے تو ایک شب کو ہدایت خاتون نے اپنے نانا ہال کے رشتہ داروں سے کہا ”آپ لوگ مجھے رافضی مذہب کی کہتے ہیں۔ اس وجہ سے میں بغیر آپ لوگوں کی اجازت کے کچھ کر نہیں سکتی۔ میں دیکھتی ہوں کہ نانا جان کی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے اور کوئی علاج کوئی دوا۔ کوئی تمویذ۔ کوئی عمل کارگر نہیں ہوتا ہے۔ پس اگر آپ لوگ کہیں تو میں اپنے مذہبی اعمال کے مطابق نانا جان کو کچھ چیزیں ملاؤں۔ اس پر بعض لوگوں نے بوجھا ”مذہبی اعمال کے مطابق کون چیزیں ملاؤ گی۔“

ہدایت خاتون۔ میرے مذہب میں ہے کہ قرآن مجید کی بعض سورتوں کو لکھ کر اگر بیمار کو پلایا جائے تو خدا سے اس کو صحت حاصل ہونے کی قوی امید پیدا ہو جاتی ہے۔

اس پر ان لوگوں نے جواب دیا ”تو اس میں کیا مضائقہ ہے۔ قرآن شریف ہماری کتاب بھی ہے اور تمہاری بھی۔ کچھ بٹی ہوئی تھوڑی ہی ہے۔ تم شوق سے بلاؤ۔ کسی طرح اُن کو صحت بھی تو ہو۔“

دوسرے دن صبح کو ہدایت خاتون نے ایک چینی کی پلیٹ کو خوب پاک پانی سے دھو کر زعفران سے ایک سورہ اس پر لکھا۔ پھر اس لکھے ہوئے کو دھو کر حافظ صاحب کو پلا دیا۔ اسی طرح وہ سات روز تک یہ عمل کرتی رہیں۔ اس کا اثر کہو یا خدا کی قدرت کا کیشمہ کہ اب حافظ صاحب کو صحت ہونے لگی اور کچھ دنوں میں وہ بالکل اچھے ہو گئے۔ گھر گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ تمام اعزاء و اقرباء کو اطمینان ہو گیا۔ اور حافظ صاحب کو گویا نئی زندگی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد حکیموں نے قوت کی دوائیں کھلائی مشدد دوائیں کیں جس سے رفتہ رفتہ ان کا ضعف بھی زائل ہو گیا۔ اور وہ باہر بھی نکلنے لگے۔ جب وہ غسل صحت کر چکے اور انکی طرف سے سب کو بورا اطمینان ہو گیا تو ہدایت خاتون

بھی اپنے گھر واپس آئیں۔

## چودھواں باب قرآن مجید کے ساتھ سینوں اور شیون کا برتاؤ

جب کسی مسئلہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو ذہن اسی طرف مصروف رہتا ہے لیکن جب کسی غیر معمولی وجہ سے وہ سلسلہ رک جاتا ہے تو جلد اس طرف توجہ نہیں ہوتی۔ مولوی صاحب اور ہدایت خاتون تحریف قرآن پر پوری قوت آزمائی کر رہے تھے کہ دفعۃً حافظ صاحب کی علالت سے اسے جھوٹا پڑا اور جب اس کا ذکر کرنا تو بہت دنوں تک موقوف ہی رہا۔ حافظ صاحب کی صحت کے بعد جب ہدایت خاتون اپنے گھر آئیں تو یہاں بھی کافی مدت تک وہ علمی سلسلہ رکا ہی نہ آیا اور جب آپس میں باتیں ہوتیں بھی تو کبھی ڈاکٹری علاج۔ کبھی یونانی علاج کے بارے میں اور کبھی تنوید۔ دعا۔ جھاڑ۔ پھونک کے متعلق باتوں میں ایک روز مولوی صاحب نے ہدایت خاتون کی اس دعا کا ذکر چھیڑا جسے لکھکر ادھوں نے حافظ صاحب کو بلایا تھا اور حسب ذیل باتیں ہونے لگیں۔

مولوی صاحب۔ مگر تم نے کون عمل کیا تھا کہ ایکٹ حسنی کی پلیٹ پر کچھ لکھ کر ان کو بلایا۔  
ہدایت خاتون۔ کچھ نہیں سورہ احمد کو زعفران سے لکھ کر پھر اسے دھو کر میں نانا جان کو پلاتی رہی۔ کوئی ان کو کھانسنے نہیں تھا۔

مولوی صاحب۔ تم کو یہ کس نے بتایا۔ معلوم ہوتا تھا کہ تمہاری اس تدبیر نے جادو کا کام کیا۔  
ہدایت خاتون۔ جب میں چھ سات سال کی تھی تو میں بھی اسی طرح سخت بیمار ہو گئی تھی۔ اباجان نے خود بھی بہت علاج کیا اور دوسرے حکیموں ڈاکٹروں کا علاج بھی کرتے رہے۔ آخر میں دوا کے ساتھ ادھوں نے یہ عمل بھی کیا تھا۔ جب میں بفضلہ تعالیٰ ابھی ہو گئی تو اباجان مرحوم سے پوچھا تھا کہ یہ کیا تھا تو فرمایا تھا کہ سورہ احمد کو زعفران سے لکھ لکھ کر بلاتے رہے جس کے بعد میری صحت کے آثار شروع ہو گئے اور رفتہ رفتہ میں ابھی ہو گئی۔

مولوی صاحب۔ تم تو میری جراثیمی کے اسباب اور زیادہ کرتی جاتی ہو۔ میں تو بچپن سے سنتا رہا کہ تم لوگ اپنی ہر مصیبت۔ ہر پریشانی۔ ہر تردد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کو پکارتی۔

انہیں کو مشکل کشا سمجھتی اور انہیں سے اپنی حاجتیں طلب کرتی ہو۔ بات بات پر یا علی کہنا تم لوگوں کا شیوہ اور ہر مشکل پر یا مشکل کشا مشکل حل کیجئے کہنا تم لوگوں کا دستور ہے۔ تم لوگوں کو زبان سے واسطہ نہ رسول سے نہ قرآن شریف سے۔ کہنے کو نہ قرآن شریف کو اپنی کتاب کہتے ہو۔ اور نماز میں پڑھ لیتی ہو اگر علی طور پر تم لوگوں کو قرآن شریف سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ ہدایت خاتون۔ خبر مشہور کر دینے کے لئے تو جو شخص جس کو چاہے جس طرح بدنام کر دے۔ لیکن اس سے اصلیت تو چھپ نہیں سکتی۔ قرآن مجید پر ہم لوگوں کا عمل ایسا ہے کہ تم لوگوں کے بڑے لوگ دیکھی ویسا نہیں رہا ہو گا۔ زیادہ زبان نہ کھلاؤ۔

مولوی صاحب۔ اجماع کوئی کتاب دکھا سکتی ہو جس میں قرآن مجید سے توسل اور اس سے دعا وغیرہ کا کام لینا تمہارے مذہب میں بھی مرقوم ہے۔

ہدایت خاتون۔ ایک دو کتابیں ہیں۔ میرے مذہب کی عربی۔ فارسی۔ اردو۔ ہریان۔ زبان کی مذہبی کتابوں میں یہ باتیں بھری ہوئی ہیں۔ بڑی بڑی کتابوں میں بھی یہ علماء۔ متعلمین میں رہتی ہیں اور چھوٹی کتابوں میں بھی جو کم پڑھ لکھے مردوں عورتوں اور زیادہ رانے کے استعمال میں رہتی ہیں۔

مولوی صاحب۔ اچانک کوئی چھوٹی ہی کتاب دکھا دو جو لڑکیوں کے ہاتھ سے لکھی ہو۔

ہدایت خاتون (اٹھک گئیں اور ایک کتاب لا کر لویں) دیکھو یہ راولا لایا ہے۔ دعائیں۔ وظیفہ اعمال وغیرہ درج ہیں۔ اس میں ایک مستقل بیان ہی اسی مضمون کے متعلق ہے۔ اس میں مرقوم ہے ”بیان خواص سورہ اے قرآنی۔ کتاب مجمع الحسنات میں سورہ فاتحہ کی نقل کیا ہے کہ سورہ فاتحہ یعنی سورہ الحمد پڑھنے سے تمام بیماریوں سے شفا ہوتی ہے۔ البتہ اس سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ اگر اس سورہ کو کوئی شخص پاک برتن پر لکھے اور مارنے سے بچائے اور اسے دھو دے اور مریض اُس پانی سے اپنے منہ کو دھو دے۔ تو اس کو سوانح اللہ اور اس کی

اسی طرح سورہ بقرہ۔ سورہ آل عمران سے آخر قرآن مجید تک متعدد دوسروں کے خواص بیان ہوئے ہیں۔ جو اس مختصر کتاب میں بھی صفحہ ۳۶۹ سے شروع ہو کر صفحہ ۳۹۲ پر ختم ہوئے ہیں۔ اس میں یہ امر خاص طور پر دیکھنے کے قابل ہے کہ ہم لوگ قرآن مجید کی اتنی عزت کرتے ہیں کہ اس کو بدینہ کا ذریعہ جانتے ہیں۔ اس کو پاک بدن سے چھوتے ہیں۔ اس کے مس کرنے کے لئے وضو واجب

جانتے ہیں۔ اس کے لکھنے کے لئے پاک پانی یا آب نیاں یا زعفران تجھ بڑھرتے ہیں۔ چنانچہ اوسی زاد العابدین میں دیکھو لکھا ہے ”پاک برتن پر لکھے“ ص ۳۶۱۔ سورہ آل عمران کے بارے میں لکھا ہے ”زعفران اور گلاب سے لکھے“ ص ۳۶۲۔ سورہ نسا کے بارے میں لکھا ہے ”پاک اور سننے برتن پر لکھے اور بارش کے پانی سے ادس کو دھوئے“ ص ۳۶۳۔ سورہ اعراف کے بارے میں لکھا ہے ”زعفران و گلاب سے لکھے“ ص ۳۶۴۔ سورہ یونس کے بارے میں لکھا ہے ”شمال کے پاک اور سننے برتن پر لکھے“ ص ۳۶۵۔ سورہ الحج کے بارے میں لکھا ہے ”زعفران سے لکھے“ ص ۳۶۶۔ سورہ مہم کے بارے میں لکھا ہے ”جو شخص شیشے کے پاک برتن پر لکھے اور گھر میں رکھے“ ص ۳۶۷۔ سورہ احقاف کے بارے میں لکھا ہے ”جو شخص کاغذ پر لکھے اور آب زمزم سے دھو کر پئے“ ص ۳۶۸۔ سورہ حشر کے بارے میں مرقوم ہے ”جو شخص شیشے کے جام پر لکھ کر اور بارش کے پانی سے دھو کر پئے“ ص ۳۶۹۔ سورہ نسا کے بارے میں لکھا ہے ”جو شخص پوست آہو پر زعفران و گلاب سے لکھ کر لکھے میں لکھائے“ ص ۳۷۰۔ سورہ قدر کے بارے میں لکھا ہے ”زعفران سے لکھے“ ص ۳۷۱۔

مولوی صاحب۔ بس کرد۔ کہاں تک زعفران اور گلاب کا نام لیتی رہو گی۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ قرآن شریف کی بڑی عزت کرتی ہو۔

ہدایت خاتون۔ اس کے مقابلہ میں تم لوگوں کا جو بڑا بڑا قرآن مجید کے ساتھ ہے اس کے بیان کرنے میں مجھے بھی شرم آتی ہے۔

مولوی صاحب۔ کیا خوب۔ میرے ہاں اس سے کون سا بڑا بڑا کیا گیا یا کیا جاتا ہے؟  
ہدایت خاتون۔ یہ بتاؤ اگر تم کسی جگہ گئے ہو اور میں تم کو دہاں کوئی خطا بھیجوں مگر اس خط کو تمہارا کوئی دوست جلا دے تو تم کیا کہو گے۔

مولوی صاحب۔ میں تو اس کے خون کا پیا سا ہو جاؤں گا۔ وہ میرا دوست کیوں ہو گا۔ میرا بدترین دشمن سمجھا جائے گا۔

ہدایت خاتون۔ اور اگر تمہارے مسودہ کی کتاب کو کوئی شخص جلا دے تب۔

مولوی صاحب۔ پھر تو دنیا میری آنکھوں میں اندھیری ہو جائیگی اس سے بڑا یہ خیال میں کیئی بھی نہیں۔  
ہدایت خاتون۔ اگر قسم کھا کر کہو کہ انصاف کے مطابق جواب دو گے تو اب میں ایک سوال کروں  
مولوی صاحب۔ قسم کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ جو بوجھنا ہو یا بوجھو۔ مجھے معلوم ہو گا تو ضرور

ہی جواب دوں گا۔

ہدایت خاتون۔ یہ بتاؤ کہ جو شخص بخاری شریف یا مشکوٰۃ شریف کو جلا دے اس کو کیا کہو گے مولوی صاحب۔ اس کا دشمن اسلام ہونا یقینی ہو جائیگا۔ وہ یقیناً یا عیسائی ہوگا۔ یا آریہ یا اور کوئی مخالف اسلام۔ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

ہدایت خاتون۔ اور اگر کوئی شخص قرآن مجید ہی کو جلا دے جس کا درجہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق تمام دنیا کی کتابوں سے بڑھا ہوا ہے تب ؟  
مولوی صاحب۔ چپ۔ بالکل خاموش ہو گئے۔

ہدایت خاتون (کچھ دیر تک جواب کا انتظار کرنے کے بعد بولیں) جواب کیوں نہیں دیتے کہ جو شخص قرآن مجید کو جلا دے اسے کیا کہو گے یا کہنا چاہئے۔

مولوی صاحب (بہت دیر پر) کیا کہوں تم نے کیسے موقع پر مجھے گرفتار کیا۔ پہلے مجھ سے بخاری شریف وغیرہ کے جلانے کا اقرار لینے کے بعد تم نے یہ ردّارکھ دیا۔

ہدایت خاتون۔ اللہ اکبر! کہنے کو تو حضرت رسول خدا صلعم کے خلیفہ ثالث اور انھوں نے قرآن مجید ہی کو جلا ڈالا۔ اور وہ بھی ایک دو قرآن مجید نہیں بلکہ نہ معلوم کس کثرت سے قرآن مجید کے نسخوں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا (مشکوٰۃ شریف فصل ۳ ص ۱۹ فضائل قرآن)۔ کوئی غیر مسلم شخص اگر آج قرآن کو جلانے تو سب مسلمان اس کی بوٹیاں کاٹ ڈالیں۔ مگر حضرت عثمان کے اس فعل پر کوئی بھی کچھ نہیں بولتا۔

مولوی صاحب۔ مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان قرآنوں کو اس وجہ سے جلا دیا کہ ان کے رہنے سے اختلاف رہتا۔ کچھ لوگ کوئی قرآن پڑھتے۔ اور کچھ کوئی قرآن۔ تو حضرت ممدوح نے مسلمانوں پر یہ احسان عظیم کیا کہ ان سب کے تلف کر کے اختلاف کا دروازہ ہی بند کر دیا۔

ہدایت خاتون۔ مگر کیا جلانے کے سواے کوئی صورت نہیں تھی جس سے ان قرآنوں کو غائب کر دیں؟  
مولوی صاحب۔ اور کون صورت ہو سکتی تھی ؟ اس سے تمام اختلافی نسخے ختم ہو گئے۔

ہدایت خاتون۔ کیا زمین میں گڈھے کھود کر ان سب کو دفن نہیں کر دے سکتے تھے؟

مولوی صاحب۔ اس سے کیا فائدہ ہوتا۔ جلا دینا اور دفن کر دینا برابر ہی ہے۔

ہدایت خاتون۔ معاذ اللہ کیا کہتے ہو۔ اگر دونوں برابر ہوں تو ہم لوگوں کا اپنے مردہ عزیز کو

۱۰۔ فن کرنے کے جلاڈالنا بھی مقبول ہوگا۔ انصاف سے بتاؤ اگر خدا کا حکم دفن کے لئے انسانوں کی دلی جذبات کے مطابق ہمارا اپنے کسی مردہ عزیز کا دفن کرنا بہتر ہوتا یا اس کا

۱۱۔

۱۲۔ لہٰذا صاحب - ہمیں - جلاڈالنا تو بہت سخت ہے۔ اور اگر ہمارے ہندو بھائی اپنے مردوں کو جلاڈالنے میں سگروہ مذہبی حکم کے سبب سے ایسا کرتے ہیں - دل تو گوارا نہیں کرتا کہ اپنے عزیز کے مردہ جسم میں آگ لگائی جائے۔ اسی وجہ سے اسلام جو دین فطرت ہے مردوں کو ۱۰۔ لے گا، ہمیں ملکہ دفن کرنے کا حکم دیا ہے۔

۱۳۔ ایست خاتون - اب سچ بتاؤ کہ جب کسی مسلمان کا دل اس کو پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنے مردہ کو جلاڈالے بلکہ اس کا دفن کرنا گوارا کرتا ہے تو حضرت عثمان کے دل نے کیسے اس کو گوارا کیا کہ خدا کے حکم کا مانوس - جلاڈالیں - اور دفن کر کے اس اختلاف کو نہیں ٹھایا۔

۱۴۔ مولوی صاحب - اگر انکی عرض تو اچھی تھی کہ اس سے اختلاف رفع ہو جائیگا۔ ایک ہی قرآن باقی رہیگا۔ بدایہ خاتون اگر کسی مسلمان کے پاس چار پانچ عدد قرآن مجید اتنے پڑھنے ہوئے ہوں کہ جلاڈال دے - انکی جلد مدی ہو سکے - وہ پڑھے جاسکیں تو ان کا جلاڈالنا بہتر ہوگا یا زمین میں دفن کر دے یا دریا میں ڈال دینا۔

۱۵۔ مولوی صاحب - انصاف تو یہی ہے کہ جلاڈالنے کی اب کوئی اجازت نہیں دے سکتا کہ اس کی سخت تر ہے ثابت ہوگی۔

۱۶۔ بدایہ خاتون - اگر اس وقت کوئی آریہ یا عیسائی قرآن مجید کے ایک یا چند نسخوں کو ہر میں دفن کر دے یا دریا میں ڈال دے تو تمہارے دل پر کیا اثر ہوگا۔ باعام مسلمان اس کے اس فعل کو کیا قرار دیں گے؟

۱۷۔ مولوی صاحب - کچھ نہیں کہیں گے کہ جب اس کے ہاتھ میں تھا تو چاہے وہ اپنے مکان میں رکھے - چاہے زمین میں گاڑ دے - چاہے دریا میں ڈال دے - سب برابر ہے۔ ہاں اگر زمین پر پھینک دے - پھر انجسہ ہو جگہ ڈال دے گا تو معلوم ہوگا کہ وہ اسکی توہین کر رہا ہے اس وجہ سے سبوں میں ضرر و جوش پیدا ہوگا۔

۱۸۔ ایست خاتون - اب اگر آریہ یا عیسائی قرآن مجید کو جلاڈالے تب تم یا دوسرے مسلمانوں کی کیا حالت

ہو گی؟

مولوی صاحب - اُف - تب تو خون کی ندیاں بہ جائیں گی۔ اس جگہ فساد ہو جائیگا۔ حکام بد جو اس پر جائیں گے۔

ہدایت خاتون - اللہ اکبر! آج اگر عیسائی یا آریہ قرآن مجید کو جلائیں تو اس پر مسلمانوں کے غیظ و غضب کی یہ حالت ہو لیکن حضرت عثمان غنی نے اتنے قرآنوں کو جلا ڈالا تو مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگے۔ لطف یہ کہ بعض صحابہ نے اپنا قرآن مجید حضرت ممدوح کو جلا کر کے سئے نہیں دیا تو ان کی سخت سزائیں بھی کی گئیں۔

مولوی صاحب - اس سے تمہارا اشارہ کن صحابہ کرام کی طرف ہے۔

ہدایت خاتون - علامہ ابن واضح وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے قرآن مجید کو جمع کیا اور اس کی ترتیب اس طرح رکھی کہ بڑی سورتوں کو بڑی ہی سورتوں کے ساتھ اور چھوٹی سورتوں کو چھوٹی کے ساتھ جمع کیا اور ہر مقام پر فرمان بھیج کر وہاں سے قرآن منگو کر اکٹھا کیا۔ آٹکے بعد گرم پانی اور برسر کے سے اُن سب کو دھوا ڈالا اور بقول بعض اُن سب کو جلا دیا۔ چنانچہ سوائے مصحف ابن مسعود کے حوآن کے پاس کو نہ میں تھا اور کوئی مصحف باقی نہ رہا۔ عبد اللہ بن عامر عامل کوفہ نے ابن مسعود سے اُن کا مصحف طلب کیا تو انہوں نے دینے سے انکار کیا۔ یہ خبر سن کر حضرت عثمان نے کوفہ کے عامل کو لکھا کہ ابن مسعود کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو چنانچہ عامل نے ایسا ہی کیا۔ جب عبد اللہ ابن مسعود مدینہ حاضر ہو کر مسجد میں پہنچے تو حضرت عثمان خطبہ دینے میں مشغول تھے۔ ابن مسعود کو دیکھ کر کہنے لگے اذہ قد قدمت علیکم دابتہ سوء۔ دیکھو یہ کجخت جاور آگیا۔ اس پر ابن مسعود نے بھی حضرت عثمان سے سخت کلامی کی۔ تب حضرت عثمان کے حکم سے لوگوں نے ابن مسعود کی ٹانگ بکڑ کر ایسا گھسیٹا کہ ان کی دو پسلیاں ٹوٹ گئیں (تاریخ یعقوبی ص ۷)

مولوی صاحب - یہ بہت ہی نامناسب بات تھی۔ انہوں نے اپنا قرآن شریف نہیں دیا تو اتنی سزا کوئی پسند نہیں کر سکتا۔

ہدایت خاتون - حضرت عثمان کے اس کارنامہ کی پیشین گوئی بھی حضرت رسول خدا صلعم نے فرمادی تھی۔ علامہ علی متقی وغیرہ نے لکھا ہے عن حذیفۃ قال لنعملن بعلی بنی اسرائیل



فلا يكون ميراث شيء الا كان فيكم مثله - فقال رجل يكون فينا قرصة وخنجر -  
 قال وما نبي يات من ذلك الا وام لك قالوا احد متابا با عبد الله - قال لوحد تنكم  
 لا فترقم على ثلث فرق فرقة تقتالوا فرقة لا تنصرتي - وفرقة تكدى - اما  
 اني ساحدكم في اني قال الله انكم لوحد تنكم انكم تاخذون كتابكم فتحرقونه وتلقونه  
 في الشوق صدقتموني - قالوا سبحان الله يكون هذا - قال ارايتكم لوحد تنكم  
 انكم تنكسرون فيكم قالوا سبحان الله ويكون هذا - قال ارايتكم لوحد تنكم  
 انكم تخرج في فرقة من المسلمين وتقاتلكم صدقتموني قالوا سبحان الله ويكون هذا  
 حضرت محمد صلي الله عليه وسلم سے کہتے تھے کہ یقیناً تم لوگ بھی وہی عمل کرو گے جو تمہارے  
 قبیلہ ہی اسے۔ میں کا تھا کہ کوئی بات ایسی نہیں ہوگی جو ادن لوگوں میں ہوئی ہو اور اس تم لوگ نہ کرو  
 ایک شخص لا سیر طرح قوم ہی سے اس کے کچھ لوگ سور اور بندہ کی صورت پر مسخ ہو گئے تھے  
 اسی طرح ہر لوگ میں بھی خندہ اور سور ہو گئے ، خدیغہ نے کہا تمہاری ماں نہ رہے دیکھا چیز ہے جو  
 تم کو اس سے بری رہتی ہے ؟ لوگوں نے کہا - نہ یہ ہم لوگوں سے کچھ حد نہیں بیان کیجئے -  
 دھنوں نے کہا اب دیا میں حد نہیں بیان کرنا ، شروع کروں تو تم لوگ تین فرسے ہو جاؤ گے -  
 ایک مجھ سے لڑے لڑے گا - دوسرے میری ماں سے لڑے گا - تیسرے گا - اور تیسرا مجھے جھوٹا کہنے لگیگا  
 غیر میں تم سے حدیث بیان کرتا ہوں ، تم نہ نہیں کہتا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس لئے  
 کہ اگر اس پر کوئی شخص اسکی تکذیب کرے گا تو کافر ہو جائے گا اور اس کا قتل واجب ہوگا ، تم  
 کیا سمجھتے ہو اگر میں تم سے یہ حدیث بیان کروں کہ تم لوگ اپنی کتاب (قرآن مجید) کو لگے اور اسکو  
 جل ڈالو گے اور اس کو مٹا دو گے تو کیا تم لوگ میری تصدیق کرو گے - سب نے  
 کہا سبحان اللہ کیا ایسا بھی ہوگا ؟ پھر خدیغہ نے کہا تم کیا خیال کرتے ہو اگر میں تم کو خبر دوں کہ  
 تم لوگ اپنے قبیلہ کو تڑا دو گے ؟ سب نے کہا سبحان اللہ کیا ایسا بھی ہوگا ؟ پھر خدیغہ نے کہا  
 تمہاری کیا رائے ہے اگر میں تم سے بیان کروں کہ تمہاری ماں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ  
 نزوح کی گئی اور تم لوگوں سے لڑائی ٹھان دی گئی تو کیا تم لوگ میری تصدیق کرو گے ؟ سب نے  
 کہا سبحان اللہ کیا یہ بھی ہونے والا ہے (کنز العمال جلد ۶ ص ۶۷)  
 مولوی صاحب - یہ روایت تو تمہارے بڑے مطلب کی بات تھی۔

مولوی صاحب - اس طرح چٹکی لینے کی کیا ضرورت ہے۔ واضح ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لڑی تھیں۔

ہدایت خاتون - یہ بھی عجوبہ دہرے سے کہ حضرت متون سے یہ کہہ سکتی ہیں کہ تو  
جلو یا لیکن توراہ کی آپ نے اس قدر عزت کی کہ اس کا ترجمہ عربی زبان میں خود اکھیرا  
علامہ ابن قتیبہ دینوری نے لکھا ہے والایر لا حد لکی التوراة الا انی ادر اللہ علیہ صلی  
وکتب بیداعہ و جبل الیکم بالمدانی و ما امرہ بالاعتقاد المطلوب التبرید یعنی میں اس  
امر کو توراہ میں پاتا ہوں جسے خدا نے منع کیا ہے۔ یہابی زبان میں ماری کیا اور میں کو  
ہمارے مظلوم شہید حلیف عثمانؓ نے لکھا ہے کہ یہ امانت و ایستہ  
تو یہ اسی وجہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مابین کے شملتی عجیب  
قسم کی پیشین گوئی کر دی تھی۔ عہد صلح کے بعد کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
من کان یحب عثمان - جناب خدا بھی سحالی رسول میان کرتے تھے کہ خدا و حال خروج کرے گا تو  
اس کی پروردگاروں کر بیٹھے جو عثمان کو دوست رکھتے ہوئے دوزخی

مولوی صاحب - حیرہ راہداری ہیں - قرآن مجید سے ساتھ ہی لوگوں نے اور کیا کیا ہے جس کو تم نے اس تذکرہ سے بیان کیا ہے۔

[illegible]

نے جواب میں ایک شعر پڑھ دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص لوگوں کی ملامت کی پروا کرتا ہے وہ غم داندہ میں مر جاتا ہے۔ اور جو شخص دلیر ہوتا ہے وہ لذت زندگی حاصل کرتا ہے۔ اسی خلیفہ رسول نے ایک روز قرآن مجید کو لے کر کھولا تو پہلے ہی صفحہ پر سب سے پہلے یہ آیت نظر پڑی۔  
 واستفتحوا وخاب کل جبار عیفا۔ اور انہوں نے نسخ مانگی اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک گھنٹہ والا ضدی تباہ ہوا پ ۱۳ ع ۱۵ یہ دیکھ کر ولید کو خدا اور قرآن پر ایسا غصہ آیا کہ اس نے کہا تو مجھ کو دھمکاتا ہے؟ یہ کہہ کر قرآن مجید کو بند کر دیا اور اس پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی یہاں تک کہ اس کو چھپنی اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۳۵۷)

**مولوی صاحب**۔ مواخذہ ایسے شخص کو کون صاحب عقل خلیفہ رسول کہہ سکتا ہے۔  
**ہدایت خاتون**۔ تمہارے کل پیشوایان دین ان کو بھی اسی طرح خلیفہ رسول جانا ہے جس طرح حضرت عثمان دموہ کو۔ جن کی اطاعت تم لوگ ضروری جانتے ہو۔  
**مولوی صاحب**۔ کیا کہوں کچھ بولانہیں جاتا۔ میں تو پاگل ہو رہا ہوں۔

**ہدایت خاتون**۔ اور سنو تم لوگوں نے قرآن مجید کے نسخوں کو تیزوں پر باندھا تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۶ قرآن مجید کو تخت کے نیچے رکھ کر بکری کے بچے کو کھلا دیا (در نشو جلد ۲ ص ۱۳۷) حضرت عثمان و عائشہ نے قرآن کو غلط بتایا (تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۷۵)۔ تمہارے مذہب میں جن کو امام اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا انھوں نے قرآن مجید کو سور کے خون سے لکھے کا فتوے دیا ہے۔ تمہارے امام مسلمان کا قول ہے کہ قرآن تو تمام تر شرک کی تعلیم دیتا ہے۔ تم لوگ قرآن مجید کو صرف خون ہی سے نہیں بلکہ پیشاب سے لکھا بھی جائز جانتے ہو۔ اور سنو۔ قرآن کو الٹ کر بھی شائع کر دیا گیا۔ چنانچہ ایک اجناد میں یہ خبر شائع ہوئی ہے ”دی قرآن۔ جی۔ اے۔ اصغرائند کپنی پبلشرز آلہ آباد نے دو ضخیم جلدوں میں قرآن مجید اصل عربی متن مع انگریزی ترجمہ کے مشائع کیا ہے جسکی جلد اول کے قریب آٹھ سو صفحے ہیں۔ اور جلد دوم کے قریب آٹھ سو صفحے ہیں۔ ہر صفحہ میں دوپہر پانچ سطر۔ عربی ٹائپ میں مع اعراب کے آیات و تفسیر درج ہیں۔ اور نیچے آیات کے نمبر و ترجمہ ہر آیت کا ایک الگ۔ انگریزی ترجمہ تحت لفظ دیا گیا ہے۔ ایک بائبل نمائی بات اسل پڑیشن میں لگی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی مقررہ ترتیب کی بجائے سورتوں کو پہلے کی اور مدنی کے محاف سے دو جلدوں میں اور پھر تاریخی اعتبار سے مقدم و مؤخر کر دیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والوں خصوصاً

جیسا یوں وغیرہ کو یہ اعتراض نہ پیدا ہو کہ مضامین کیوں پس پیش پائے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اور آب کی منشاء کے مطابق ہوئی ہے۔ اس لئے ہمیں تسلیم کر لینا چاہئے کہ وہ ہم سے بہتر ترتیب قرآن کو سمجھتے تھے۔ اس کے علاوہ ہم لوگ چونکہ شروع سے ایک ہی ترتیب دیکھنے کے عادی ہیں۔ اس لئے ہر شخص قدرتاً اسی ترتیب میں ترجمہ کو دیکھنا چاہتا ہے مگر خیر یہ خفیف سی بات ہے۔ کیونکہ دونوں جلدوں کے شروع درج میں سورہوں کی فہرستیں اصل ترتیب کے مطابق نمبر دے کر بھی دی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ یعنی پہلی سورہ صفحہ ۱۵۴ پر درج ہے ”پہلے اخبار، بعد مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۲ء“

**مولوی صاحب**۔ کیا کیا جدتیں کی جاتی ہیں۔ یہ بھی پیہ کمانے کا ایک ڈھنگ ہے کہ نئی چیز سمجھکر لوگ طلب کریں گے اور اس کی پردہ انہیں کہ اس سے مذہب میں کتنی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ مگر تم نے پہلے جو کہا کہ امام اعظم صاحب نے قرآن مجید کو خون سے لکھنے کا فتوے دیا ہے۔ بلکہ پیشاب سے لکھنا بھی جائز ہے کس کتاب میں ہے۔ اور امام تلمسانی کا قول کس کتاب میں ہے ہدایت خاتون۔ ایک کتاب میں ہے۔ لکھا ہے کہ جس کی کسیر اتنی پہ نکلے کہ خون بند نہ ہو تو اس خون سے پیشانی پر قرآن مجید لکھ کر توجائز ہے۔ اگر پیشاب سے قرآن کو لکھ کر تو مضائقہ نہیں۔ اور اگر مردار کی کھال پر قرآن مجید لکھ کر توجائز ہے۔ دیکھو رد مختار شریعت در مختار جلد اول صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ دہلی۔ و فتاویٰ عالمگیری چھاپہ دہلی جلد ۵ صفحہ ۱۳۴۔ و فتاویٰ سراجیہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۴ و فتاویٰ قاضی خاں مطبوعہ نزل کشور صفحہ ۱۵۵ وغیرہ۔ اور امام تلمسانی کا قول منہاج السنۃ علامہ ابن تیمیہ میں موجود ہے۔

**مولوی صاحب**۔ تو اب اس کے سواے چارہ کار نہیں کہ میں دین اسلام ہی سے الگ ہو جاؤں۔

**ہدایت خاتون**۔ مذاق کرتے ہو۔ یا غصہ میں یہ بات تمہارے منہ سے نکلتی ہے ؟

**مولوی صاحب**۔ نہ مذاق ہے نہ غصہ۔ واقعہ ہے کہ جب قرآن شریف ہی پایۂ اعتبار سے مانا ہو گیا تو اب ان پتھر قائم نہ بھائیے کا رہے۔

**ہدایت خاتون**۔ مگر تمہارے یہ مذہب کے مذاق تو ۔۔۔

کہ اسلام صرف تمہارے مذہب میں دائر نہیں ہے۔

## پندرہواں باب کیا شیعوں کے قول کے مطابق بھی قرآن مجید میں تحریف ہوئی؟

مولوی صاحب - اسلام صرف میرے مذہب میں دائر تو نہیں ہے لیکن اسلام میں یہی دو بڑے مذہب ہیں سنی اور شیعہ۔ ادرسنوں کے ہاں سے اس میں تحریف ہونے کی اتنی دلیلیں تم نے پیش کر دیں جن کا نہ جواب ممکن ہے نہ کوئی قابل قبول تاویل۔۔۔ ہے شیعہ تو وہ کہتے ہی ہیں کہ قرآن شریف میں تحریف ہوئی ان کا تو اس پر اجماع ہے۔

ہدایت خاتون - واہ کس شیعہ نے کہا ہے کہ قرآن مجید میں تحریف ہونے پر اجماع ہے؟ مولوی صاحب - یہ بھی کوئی پڑ پھنے کی بات ہے۔ تم لوگوں کا معتقد تحریف ہونا تو آفتاب سے باد روشن ہے۔ تمہارے پیشوا ائمہ دین سے ایک شخص بھی اس کا قائل نہیں ہے گا کہ قرآن مجید میں تحریف نہیں ہوئی۔

ہدایت خاتون - سبحان اللہ کیسی زبردست بات کرتے ہو۔ تم لوگ تو ہماری کتابیں دیکھتے ہی ہنسنے لگتے ہو۔ اپنے دل سے کوئی بات ایجاد کرتے ہو اور اسی کا ہر کہ وہ دھندھورا اپنا شریعہ کر دیتا ہے۔ کسی عالم - کسی محقق کو اس کی فکر نہیں ہوتی کہ ہر لوگوں کے متعلق جو وہ سنتا ہے اس کو کسی کتاب میں تلاش تو کرے یا کسی عالم سے دریافت بھی تو کرے۔

مولوی صاحب - تم اب بدیہیت کا بھی انکار کرنے لگیں؟ اس سے کام نہیں چل سکتا۔ ہدایت خاتون - ماشا اللہ۔ ایسے مسئلہ کو بدیہی کہہ دینا بھی تمہارے علم و فضل کی کافی دلیل ہے۔ ذرا بدیہی کی تعریف تو کرو۔

مولوی صاحب - بدیہی وہ بات ہوتی ہے جس میں کسی دلیل کی ضرورت نہ ہو۔ ہدایت خاتون - تو ہم لوگوں پر تم کو حجۃ الزام قائم کرنے ہو اس کی دلیل کی ضرورت نہیں ہے؟ مولوی صاحب - کیا تم کسی شہد کا قول دکھا سکتی ہو کہ وہ تحریف کا اعتقاد نہیں رکھتا۔ ہدایت خاتون - کتنے شخصوں بلکہ کتنے عالموں - مجتہدوں اور محققوں کے قول سنو گے؟ مولوی صاحب - بس رہنے بھی دو۔ یہ فقرہ کسی اور کو دینا۔

ہدایت خاتون - خیر یسین (۱) ہمارے مشہور اور بڑے پیشوا حضرت علامہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے شیعوں کے اعتقادات میں ایک مستقل کتاب تحریر فرمائی ہے جس کا نام ہی رسالہ اعتقادات ہے اور جس میں ان کل عقائد کو جمع فرمادیا ہے جو تمام دنیا کے شیعوں میں مسلم ہیں۔ اس مہم درج نے تحریر فرمایا ہے اعتقادنا ان القرآن الذی انزلہ اللہ تعالیٰ علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما بین الہ فتین وهو ما فی یدئ الناس لیس بالکثر من ذلک ومبلغ سورۃ عند الناس مائۃ واسباع عشر سورۃ وعندنا ان الضحیٰ والسم شرح سورۃ واحده ولا یلا ف والسم ترکیف سورۃ واحده - ومن نسب الینا انا نقول انه اکثر من ذلک فهو کاذب۔

ہم شیعوں کا اعتقاد یہ بھی ہے کہ وہ قرآن جس کو خدا نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور دی ہے جو اس وقت دو دفتیوں کے درمیان میں موجود اور لوگوں میں رائج ہے۔ اس سے زائد نہیں ہے نہ اس سے زیادہ تھا۔ اور اس کے کل سورے لوگوں کے خیال میں ۱۱۴ ہیں۔ اور ہمارے خیال میں سورۃ الضحیٰ اور سورۃ السم شرح ایک ہی سورہ ہے اور لا یلا ف والسم ترکیف بھی ایک ہی ہے۔ اور جو لوگ ہم لوگوں کی طرف یہ نسبت دیں کہ ہم قرآن کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ تھا وہ جھوٹے ہیں (رسالہ اعتقادات صدوق علیہ الرحمہ مطبوعہ ایران ص ۲۱) (۲) علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے اما ان زیادۃ فیہ مجمع علی بطلانہ واما النقصان فیہ فقد روی جماعۃ من اصحابنا و دوم من حشویۃ العامة ان فی القرآن تغیرا ونقصانا والصحیح من مذہب اصحابنا حدیثا وهو الذی نصرہ المرفیضۃ قدس اللہ روحہ واستوفی الکلام فیہ غایۃ الاستیفاء ... ان العلم بصحۃ نقل القرآن کالعلم بالمدان والحادث الکبار والوقائع العظام والکتب المشہورۃ واشعار العرب .. ترکیف یحضر ان یکون مغیرا او منقوہا۔

قرآن مجید میں زیادتی کے بارے میں تو اجماع ہے کہ ہرگز نہیں ہوئی۔۔۔ ہاں کئی مسئلہ تو بعض شخصوں اور فرقہ حثویر کے عوام سے کچھ فردوں نے روایت کی ہے کہ قرآن مجید میں کچھ تغیر ہو گیا ہے اور اسکی کچھ آیتیں کم ہو گئی ہیں۔ لیکن ہمارے مذہب (شیعہ) کا صحیح عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ یعنی قرآن مجید میں کمی بھی واقع نہیں ہوئی۔ چنانچہ حضرت سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ الرحمہ نے بھی اسی اعتقاد کو درست کہا ہے۔ اور اس بحث میں پورا احکام کمال تفصیل و شرح و بسط سے

کیا ہے... کیونکہ قرآن کی صحت نقل کا علم مثل اس علم کے ہے جو ہم لوگوں کو شہروں۔ بڑے حادثوں۔ عظیم الشان واقعات شہور کتابوں اور عربی اشعار کا ہوتا ہے... تو کیونکر ممکن ہے کہ اس میں تغیر یا وہ ناقص ہو گیا ہو (تفسیر مجمع البیان جلد ۵ ص ۵) پھر لکھا ہے و ذکر ایضا رسی اللہ عنہ ان القرآن کان علی عہد رسول اللہ مجموعاً مؤلفاً علی ما ہو علیہ الان واستدل علی ذلک بان القرآن کان یدتأس ویحفظ جمیعہ فی ذلک الزمان حتی عین علی جماعۃ من الصحابۃ فی حفظہم لہ وانہ کان یرض علی النبی ویتل علیہ وان جماعۃ من الصحابۃ مثل عبد اللہ بن مسعود و ابی بن کعب وغیرہما قوما القرآن علی النبی صلعم عدل آختمت۔ وکل ذلک یدل بادلہ تامل علی انہ کان مجموعاً صائباً غیر مہموراً ولا مہشوش و ذکر ان من خالف فی ذلک من الامامیۃ والحشویۃ لایقتد بخلافہم۔ فان الخلاف فی ذلک مضاعف الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اجراء الضعیفۃ ظنوا صحتها لایرجع بمنہا عن المعلوم المقطوع علی حجتہ۔ یعنی قرآن مجید تو حضرت رسول خدا صلعم کے زمانہ میں ہی اسی عنوان پر جمع کر لیا اور تالیف دے دیا گیا تھا جس طرح وہ اب ہے اور اس دعوے پر اس بات سے استدلال کیا گیا ہے کہ اس زمانہ میں قرآن مجید کا باقاعدہ درس ہوتا تھا اور پورا قرآن حفظ کیا جاتا تھا اور صحابہ کی ایک خاص جماعت قرآن مجید کے یاد کرانے کے کام پر مقرر کی گئی تھی اور یہ قرآن حضرت رسول خدا صلعم پر پیش کیا جاتا اور حضرت کے سامنے صحابہ اسے پڑھ کر سنا دیتے تھے۔ اور صحابہ کی ایک جماعت خلا علیہم بن مسعود و ابی بن کعب وغیرہ نے تو حضرت رسول خدا صلعم کے سامنے اس کو کئی بار ختم کیا تھا۔ یکل باتیں اور تنی تامل سے اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ قرآن مجید مجموعہ اور مرتب تھا نہ ناقص تھا نہ پر آگندہ۔ اور ذکر کیا ہے کہ اس عقیدہ میں امامیہ و حشویہ سے جو لوگ مخالفت ہیں ان کے اختلاف کا لحاظ نہیں کیا جائیگا۔ کیونکہ اس مسئلہ میں اختلاف اصحاب حدیث سے اس جماعت کی طرف منسوب ہے جنہوں نے ضعیف حدیثیں نقل کی ہیں اور ان کی صحت کا گمان کیا ہے۔ حالانکہ ضعیف حدیثوں کی بنیاد پر کسی صحیح اور یقینی الثبوت امر کو بدلنا نہیں جاسکتا ہے (تفسیر مجمع البیان جلد ۵ ص ۳) علامہ مرزا ابوالقاسم علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے اختلافوا فی وقوع التعریف والنقصان فی القرآن وعدلہ فعن اکثر الاجناس ین انہ وقع فیہ التعریف والنقصان

والنقصان وهو الظاهر من الكليتي وشيعة علي بن ابراهيم القمي - الشيخ احمد بن  
 ابی طالب الطبرسی صاحب الاحتجاج - وعن السيد والصدوق والمحقق الطبرسی و  
 جمهور المجتہدین عدمہ یعنی اس میں اختلاف ہے کہ قرآن مجید میں تحریف یا نقصان واقع ہوا یا  
 نہیں۔ اکثر اخبار میں سے منقول ہے کہ اس میں تحریف و زیادتی و نقصان واقع ہوا اور یہی راے  
 جناب شیخ کلینی اور ان کے شیخ علی بن ابراہیم قمی اور شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی صاحب احتجاج  
 کی بھی ظاہر ہوئی ہے مگر جناب سید مرتضیٰ علم الہدے - جناب شیخ صدوق - جناب محقق طبرسی اور  
 جمهور مجتہدین شیعہ کی تحقیق ہے کہ قرآن مجید میں تحریف نہیں ہوئی ہے (توانین الاصول مطبوعہ  
 ایران جلد ۱ باب ۶ بحث کتاب ۳۱۵، ۴) اور جناب علامہ ملافتح اللہ کاشانی طاب ثراہ نے لکھا  
 ہے۔ قرآن مصنون است و محفوظ از زیادت و نقصان - اما عدم زیادت نجمع علیہ علماء امت  
 است - و اما عدم نقصان - جمیع از اصحاب و مشویر عامہ بر آنند کہ در قرآن تیرہ ما نقصان ہست  
 و صحیح در مذہب، خلاف این است و علم الہدے و مسائل طرابلسیات استنباط این بحث کردہ و نتیجہ  
 آن نمونہ و آراں حملہ آورده کہ علم بصحت نقل قرآن ہم جو علم است ببلدان و حوادث کبار و وقائع عظام  
 و کتب مشہورہ و اشعار مسطورہ یعنی ہر چنان کہ شبہ نیست در وجود بلدان و حوادث و وقائع عظیمہ و کتب  
 و اشعار مشہورہ معروفہ و ہمچنین خطائے نیست در آں کہ قرآن بہاں طروق است کہ از نزد خدا بید  
 انبیاء نازل گشتہ بدون شوب زیادت و نقص - عنایات و دواعی متوافراست بر نقل و حراست  
 آں چہ قرآن معجزہ نبوی است و ماخذ علوم شریعتہ و احکام دینیہ - قرآن مجید زیادتی اور کمی  
 سے محفوظ و مصنون ہے۔ زیادتی کے بارے میں تو علمائے شیعہ کا اجماع ہے کہ ہرگز نہیں ہوئی  
 (یعنی اس میں کوئی حرف خدا کے سوا کسی کا نہیں ہے) کمی کے بارے میں البتہ بعض فردوں  
 اور فرقہ حشو یہ کے عوام کا خیال ہے کہ واقع ہوئی یعنی قرآن مجید میں کچھ تغیر اور کچھ نقصان ہوا  
 ہے۔ مگر ہمارے مذہب میں صحیح قول اس کے خلاف ہے (کچھ کمی بھی نہیں ہوئی) چنانچہ جناب  
 سید مرتضیٰ علم الہدے علیہ الرحمہ نے اس بحث میں بذری تفصیل و تحقیق و نتیجہ کی ہے۔  
 جو دلیلیں اس دعوے پر پیش کی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی صحتہ نقل کا علم ایسا ہی  
 ہے جیسا شہر دہن برطس حادثوں عظیم الشان و اوقات مشہور کتابوں اور عجیب اشعار کا علم و  
 یقین ہے۔ اسی طرح اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ قرآن مجید میں عرج خدا کے پاس  
 سے حضرت سید انبیاء و معلم پر نازل ہوا تھا اسی طرح اب بھی موجود ہے اس میں ذرہ برا بر بھی



زیادتی یا کمی کا شائبہ نہیں ہے۔ غرض قرآن کے محفوظ اور صحیح و کامل رہنے کی دہلیلیں اور قرائن بہت کثرت سے ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ قرآن مجید ہمارے پیغمبر صلعم کا معجزہ اور علوم شریعتہ و احکام و فنیہ کا ماخذ ہے (تفسیر منہج الصادقین جلد مقدمہ کتاب ص ۵ مطبوعہ ایمان)

(۵) اور علامہ شیخ الطائفہ محمد بن الحسن طوسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اما الکلام فی زیادتہ و نقصانہ فما لایلیق بہ لان التیادۃ فیہ جمع علی بطلانہا۔ والنقصان منہ فافظاہر ایضاً من مذہب المسلمین خلافہ یعنی قرآن مجید کی زیادتی اور کمی کے بارے میں گفتگو کرنا کسی طرح مناسب ہی نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی زیادتی کے باطل ہونے پر تو اجماع قائم ہے۔ راہ کمی کا واقع ہونا تو اس میں بھی ظاہر یہ ہے کہ شیعوں کا مذہب قطعاً اسکے خلاف ہے دھوالایق بالصحیح من مذہبنا و دھوالذی انصرہ المرتضیٰؑ و دھوالظاہر فی الروایات غیر انہ سر دیت روایات کثیرۃ من حجتہ الخاصۃ والعامة بنقصان کثیر من آئی من القرآن و نقل شیئ منہ من موضع الی موضع طریقہا الاحاد التي لا یوجب علما فالاولی الاعراض عنها و ترک التثاقل بھا لانه یکن تاویلھا و وصحت لھا کان ذلک طعننا علی ما ہو موجود بین الدفتین، فان ذلک معلوم صحتہ لا یعترضہ احد من الامة ولا یدفعہ و روایاتنا متناصرة بالبحث علی قراءتہ و التمسک بما فیہ و رد ما یر و من اختلاف الاخبار فی انہ ردع الیہ و عرضھا علیہ فماد افقہ عمل علیہ و ما خالفہ یجتنب و لم یلتفت الیہ۔ و قد ورد عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ و آیتہ لا یدفعھا احد انہ قال انی مختلف نیک۔ التقلید ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا کتاب اللہ و عدت فی اہلبیتی و انھما لن یفترقا حتی یرد اعلی الحوض و ہذا یدل علی انہ موجود فی کل عصر لانه لا یجوز ان یا مانا بالتسک بما لا نقدہ علی التمسک بہ کما ان اہل البیت و من یجب اتباع قولہ حاصل فی کل وقت۔ و اذا کان الموجد بیننا مجمعا علی صحتہ فینبغی ان نشاغل بتفسیرہ و بیان معانیہ و ترک ما سواہ۔ یعنی یہی بات کہ قرآن مجید میں نہ کمی ہوئی نہ زیادتی، ہمارے مذہب صحیح کے مناسب بھی ہے اور اسی عقیدہ کی تائید جناب سید مرتضیٰ علم الہدی نے بھی فرمائی ہے اور حدیثوں میں بھی یہی بات ظاہر ہے۔ ہاں بعض روایتیں خاصہ و عامہ کے ہاں ایسی بھی ملتی ہیں جن سے قرآن مجید میں کچھ اتور کی کمی یا ایک جگہ سے دوسرے مقام پر کسی آیت کا رد و حذف ہونا

ثابت ہوتا ہے لیکن وہ روایتیں بہ طریق احار مروی ہیں جن کے مذہب سے علم قطعی نہیں حاصل ہوتا پس انساب یہ ہے کہ ان روایتوں کی طرف توجہ نہ کی جائے اور ان کے ساتھ اشتغال ترک کر دیا جائے کیونکہ ایسی روایتوں کی تاویل بھی ممکن ہے۔ لیکن اگر ہم ان کو صحیح بھی تسلیم کر لیں تو جو قرآن موجود ہے اس کا قرآن نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ جو قرآن اس وقت دونوں فیتوں کے درمیان موجود ہے اس کا صحیح ہونا اس درجہ یقینی ہے کہ اس پر امت رسولؐ سے کوئی شخص اعتراض نہیں کر سکتا اور اس سے مار کر سکتا ہے۔ چنانچہ ہمارے مذہب کی روایتیں اس باب میں ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں کہ اس قرآن مجید کی تلاوت کی جائے اور جو کچھ اس میں ہے اسے تسک کیا جائے۔ اور جو خبریں فروع میں وارد ہوئی ہیں ان کو قرآن کی طرف رد کیا جائے اور وہ سب قرآن مجید ہی پر متفق کی جائیں اگر وہ اس قرآن کے مطابق ہوں تو ان پر عمل کیا جائے اور اگر قرآن کے خلاف ہوں تو چھوڑ دی جائیں۔ ان سے اجتناب کیا جائے۔ اور روایت مسلمہ بن الفریقین (سنی و شیعہ) میں جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا یہ امر وارد ہوا ہے کہ حضرت رسولؐ نے بیان فرمایا کہ اے مسلمان! میں تم لوگوں میں اپنے بعد دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک خدا کی کتاب۔ دوسری میری عترت۔ جب تک تم ان دونوں سے تسک کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے اور یہ دونوں بھی آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکیں گی جب تک کہ میرے پاس جوش کوثر پر وارد نہ ہوں۔ یہ مبارک اور مہتمم بالسات حدیث اس بات کو واضح کرتی ہے کہ قرآن مجید ہر زمانہ میں موجود ہے اور ہنگامہ کوئی نہ ہو اور عارضہ نہیں ہو کہ ہم پر اس چیز سے تسک کرنا واجب کیا جائے جس پر ہم قادر نہ ہوں۔ رے دین قرآن واجب التمسک ہو گا جو موجود ہے اور ہمارے ہاتھوں پر رہ گیا ہے بہر حال اس سے مسوم اور وہ شخص جس کے قول کا اتباع کیا جائے۔ زمانہ میں موجود ہے اور جب وہ قرآن و ہمارے پاس موجود ہو اسکی صحت پر اجماع ہے تو ہمارے لئے ہی امر لائق و نہی ہے کہ ہم اسی راہ پر جان مسافری میں مشغول ہوں (کتاب التبیان)

**مولوی صاحب**۔ یہ تو تم نے بڑی دھچپ اور خفیہ عبارت بڑی عمدہ سے ان مجتہد صاحب نے توجہ داری تو صیح سے عمل باتوں کو حل کر دیا۔ بکچھ لوٹنے طموح ہی نہیں۔ ہمیشہ فقہین سے تسک کی دلیل تم لوگوں کے پاس بہت ربر دست ہے۔ اقداس کے ساتھ قرآن مجید کا ہونا ضروری ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ جب حدیث کے بارے میں یہ حکم دیا گیا کہ جو قرآن

کے مطابق ہو اس پر عمل کیا جائے اور جو اس کے خلاف ہو وہ رد کر دی جائے تو معلوم ہوا کہ قرآن پر ہم لوگوں کے مذہب کا مدار ہے۔ اس کے مقابلہ میں کسی چیز کو تم لوگ نہیں مانتیں۔

**ہدایت خاتون** - ہمارے ایک اور بزرگ مجتہد مولانا سید ولد ار علی صاحب قبلہ طائفہ

کا بیان یہی ہے کہ تحریر فرماتے ہیں۔ ومنہا الردایۃ المستفیضة بل المتواترة المعنی فانھا

بتفادت یسیر ما تورات فی اکثر کتب الاسول فی کتاب الکافی بسند موثق عن ابی عبد اللہ

قال قال رسول اللہ ص ان علی کل حق حقیقة وعلی کل صواب ذرا۔ فموافق کتاب اللہ

نخذ وہ وما خالف کتاب اللہ فدعوہ وکذا فی الامالی و فی الکافی والمحاسن عن ایوب

بن الحارث قال سمعت ابا عبد اللہ یقول کل شیء معہود الی الکتب اب والسنۃ وکل حدیث

لاوافق کتاب اللہ فھو من خرف۔ والیضا فیما عن ابن ابی یعفور قال سالت ابا عبد اللہ

عن اختلاف الحدیث یرویہ من یوثق بہ ومنہم من لا یشق بہ۔ فقال اذا ورد علیکم

حدیث وجدتم لہ شاهدا من کتاب اللہ عز وجل او من قول رسول اللہ۔ والا فالدعی جائز

بہ اولی بہ۔ دھکن اور مدت باسناد آخر یطول ذکر کا۔ اور من جملہ ان کے ایک روایت مستفیض

بلکہ متواتر المعنی ہے کیونکہ وہ حدیث کچھ ضعیف فرق کے ساتھ کتب اصول میں مروی ہے۔ چنانچہ کتاب

کافی میں بسند معتبر حضرت ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا حضرت رسول خدا صلی علیہ وسلم نے فرمایا

ہے کہ ہر حق کے ادھر ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر صواب پر ایک نور ہوتا ہے۔ پس جو حدیث

کتاب اللہ کے موافق ہو اسے قبول کرو اور جو قرآن مجید کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔ اور ایسا ہی

کتاب امالی میں ہے۔ اور نیز کتاب کافی اور محاسن میں ایوب بن حارث سے مروی ہے کہ انھوں نے

کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہر چیز کتاب و سنت سے

طائی جائے۔ پھر جو حدیث کتاب اللہ کے موافق نہ ہو وہ چھوٹی ہے۔ اور پھر انھیں دونوں کتابوں

میں ابن ابی یعفور سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

اختلاف حدیث کے بارے میں دریافت کیا کہ بعض حدیثوں کو معتبر لوگ روایت کرتے ہیں اور بعض

کو نامعتبر لوگ تو حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی حدیث تم کو ملے اور تم قرآن مجید و قول رسول سے اسکی

تائید پاؤ تو بہتر در نہ جو شخص اس حدیث کو تمہارے پاس لایا ہے وہی اس کے ساتھ زیادہ سزاوار

ہے۔ یہ حدیث اس طرح بہت سندوں سے مروی ہے جن کے ذکر کرنے میں بہت طول ہوگا

(اساس الاصول ص)

**مولوی صاحب** - تمہارے مذہب کے علماء نے بھی بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل کرنے کی تاکید کردی اور اسکے متعلق اعتقاد رکھنے پر کس قدر زور دیا ہے۔

**ہدایت خاتون** - کیا تمہارے مذہب میں بھی کسی عالم نے قرآن مجید کے متعلق اتنا اہتمام کیا اور اس کی تحریف سے اسی تصریح کے ساتھ انکار کیا ہے جس تفصیل سے ہمارے علماء کرام نے تحریر فرمادیا ہے۔

**مولوی صاحب** - واہ ہمارے علماء کے کارناموں کو کون بیان کر سکتا ہے۔ میں نے تمہارے علماء کی تقریرت کردی تو اس پر تم شیر ہو گئیں اور سمجھنے لگیں کہ میں اپنے مذہب کے علماء سے بدظن ہو گیا ہوں۔

**ہدایت خاتون** (مسکرا کر) نہیں تم اپنے علماء سے بدظن نہ ہو بلکہ ان سے حسن ظن رکھو۔ اسی پر فریفتہ رہو۔

**مولوی صاحب** - دیکھو اب تم شرارت کرنے لگیں۔ یہ باتیں ابھی نہیں ہیں۔  
**ہدایت خاتون** (ہنس کر) میں نے شرارت کیا کی۔ تم نے اپنے علماء سے بدظن ہونے کا انکار کیا۔ میں نے ان سے حسن ظن رکھنے کی تاکید کردی اور اس پر فریفتہ رہنے کی فرمائش کی تو کیا بیجا کیا۔

**مولوی صاحب** - تم نے لفظی فائدہ اٹھا کر چوٹ کر دی۔ ہاں تو رہی ہوسن من۔ تمہارا تیور اور تمہارا الجھ بکتا ہے کہ تمہارا مقصود حسن ظن نہیں بلکہ شس زن ہے۔ کیا خوب۔ میں کیا تمہاری ان میٹھی میٹھی چشمکیوں کو سمجھتا نہیں ہوں؟

**ہدایت خاتون** - یہ تو تمہارے ذہن کا فعل ہے۔ اچھا اگر میں نے کوئی بیجا بات کی تو مجھے جو سزا چاہو دو میں حاضر ہوں۔ تمہاری خوشی ہی میں میری آبادی اور زندگی ہے۔

**مولوی صاحب** - کیا کہوں اگر کہیں زعفران و مشک کی چھڑی ملتی تب تمہیں سزا دینے کا لطف ملتا۔ اور تم بھی اس سزا کو یاد رکھتیں۔

**ہدایت خاتون** - بہتر ہے شیر کی کپنی میں فرمائش بھیج دو کہ تمہارے لئے ایسی چھڑی بنا کر بھیج دے۔ مجھے یہ سزا خوشی سے منظور ہے۔ خدا کرے چھڑی مل جائے

**مولوی صاحب** - جب کسی ایسی کپنی کا پتا معلوم ہو تب تو لکھا جائے۔  
**ہدایت خاتون** - کوئی کپنی نہ معلوم ہو تو اخباروں میں اشتہار دے دو کہ ایسا ایسی چھڑی

ضرورت ہے مگر اس میں یہ بھی کھد دینا کہ مذہبی بحث میں ایک مولوی صاحب اپنی بی بی سے عاجز آگئے ہیں۔ اس سے کھینانے ہو کر اس کو سزا دینے کے لئے ایسی چھڑی تلاش کی جاتی ہے۔

مولوی صاحب - واہ سونے پر سہاگا۔ میں خود ہی اعلان کر دوں کہ تم سے مناظرہ میں ہار گیا؟ پھر اس اشتہار سے میری کتنی ذلت ہوگی۔ یہ تو ادلتی میری ہی سزا کا تم سامان بتانے لگیں۔ چاہتی ہو کہ اپنی شکست کا خود ہی ڈھنڈھو مٹاؤ؟

ہدایت خاتون - تم اپنا نام نہ دینا۔ کسی ایرے غیرت کی طرف چھپو اور۔

مولوی صاحب - معاف کرو۔ میں اس چھڑی سے باز آیا اور تمہیں سزا دینے کے خیال سے باز کر لی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میرے علماء اعلام نے اسلام کی جو عظیم الشان خدمتیں کی ہیں ان کو آسمان وزمین پکار کر کہتے اور آفتاب و ماہتاب ان کا اشتہار دے رہے ہیں۔ عقائد کے متعلق بھی ادبغوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ گو اس وقت میرے پیش نظر خاص یہ مضمون نہیں ہے کہ ادبغوں نے تحریف قرآن سے انکار کرنے میں اس شد و مد کی عبارت لکھی ہو جیسی تمہارے علماء نے لکھی ہیں مگر ان لوگوں نے بھی ضرور لکھا ہو گا اور تم لوگوں سے زیادہ عظمت و اہتمام سے اس کو بیان کیا ہو گا۔

ہدایت خاتون - تم تو اپنی مذہبی معلومات کے سمندر بے پایاں ہو۔ ہزاروں کتابیں دیکھ چکے اور دن رات اسی شغل میں ڈوبے رہتے ہو۔ مجھے بتا دو کہ کن کتابوں میں تم لوگوں کے اس عقیدہ کو تلاش کروں۔ ہو سکتا ہے تمہارے علماء نے اس سے زیادہ زور دیا ہو۔ ان کا مقابلہ ہم غریب و فقرا کیا کر سکتے ہیں۔ دنیا میں ان کی تعداد زیادہ۔ انکی حکومت۔ انکی بادشاہت رہی دولت بے حساب پر قبضہ رہا۔ غرض پوری دنیا تم لوگوں ہی کی تھی۔ اور اب بھی ہے۔ پھر تمہارے علماء کے کارناموں سے کوئی انکار کیسے کر سکتا ہے۔ مگر مجھے ان کتابوں کے نام بتاؤ تاکہ میں بھی دیکھ سکیں۔

مولوی صاحب - بہت سی ہیں۔ مثلاً شرح عقائد فقہانانی۔ شرح فقہ اکبر۔ شرح مقاصد۔ شرح موافق۔

ہدایت خاتون - یہ کتابیں تو غالباً میرے پاس بھی ہیں اور شاید میں سب کو دیکھ چکی ہوں اگر بہ ان کتابوں کو دیکھ ہوئے ایک زمانہ ہو گیا ہو سکتا ہے ان میں اس عقیدہ کو بھی واضح طور پر لکھا ہو اور میں بھول گئی ہوں۔ اچھا میں ان کو نکال لاؤں۔

ہدایت خاتون اور دیگر گئیں اور دیر تک چند الماریوں میں کچھ کتابیں تلاش کرتی رہیں پھر تین چار کولے کر آئیں تو اس طرح باتیں ہونے لگیں۔

**ہدایت خاتون**۔ دیکھو یہ شرح عقائد تفتازانی مطبوعہ استنبول ہے اس میں صحت پر قرآن مجید کے متعلق عقائد کا ذکر شروع کیا ہے۔ لکھتے ہیں والقرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے۔ اس میں تو کسی مسلمان کو شبہ نہیں کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے مگر اس کے غیر مخلوق ہونے کا ذکر اشاعرہ کے عقیدہ کی تائید اور معتزلہ کی رد کے لئے کیا گیا ہے۔

**مولوی صاحب**۔ ہاں معتزلہ کو تو اس کا بڑا اہتمام ہے کہ قرآن مجید کو مخلوق کہا جائے مگر تم آگے بھی تو دیکھو۔ فردر تحریف کے بارے میں بھی لکھا ہو گا کہ نہ اس میں کوئی کمی ہوئی نہ زیادتی نہ کسی قسم کا تغیر۔

**ہدایت خاتون**۔ اس جہ کی شرح کرنے کے بعد متن کی یہ عبارت ہو مکتب فی معارفنا محفوظ فی قلوبنا۔ مقروء بالسنتنا۔ مسموع باذاننا غیر حال فیہا۔  
**مولوی صاحب** (بات کاٹ کر) تم کیا بڑھنے لگیں۔ اس سے آگے دیکھو۔ فردر تحریف قرآن کا مسئلہ بھی لکھا ہو گا۔

**ہدایت خاتون**۔ پھر تمہارے ہاتھ میں کیا ہندی لگی ہے؟ خود ہی کیوں نہیں وہ مسموع بحال دیتے۔ مجھے تو اس سے آگے صلاہ میں شرح کی یہ عبارت ملتی ہے کان الا فضل و اللہ شہد التوکل و شہد الانجیل شہد الزبور کما ان القرآن کلام اللہ تعالیٰ واحد لا یتصور فیہ تفضیل

**مولوی صاحب** نے کتاب لے لی اور دیر تک ادھر ادھر ورق اوٹتے رہے۔ کبھی سنہ و عہد میں کبھی آخر میں پہنچ جائیں۔ کبھی درمیان میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تلاش کرنے لگیں۔ غرض دیر نہ ہو کر شش کرتے رہے مگر ان کے مطلب کی کوئی عبارت نہ ملی تو بولے ”بڑے تعجب کی بات ہے کہ عقائد اہلسنت کی مشہور اور نہایت مقبول کتاب ہے جو علماء کے درس و تلمیذ میں برابر رائج ہے کم کوئی بڑا مدرسہ ہو گا جس میں یہ پڑھائی نہ جاتی ہو۔ پھر اس میں اس مسئلہ کا ذکر کیوں نہیں کیا۔“  
**ہدایت خاتون**۔ اس وجہ سے نہیں کیا کہ تم لوگ قرآن کے غیر معروف ہونے کا عقیدہ ہی نہیں رکھتے ہو۔ اسی وجہ سے تحریف کی اتنی دلیلیں تمہاری کتابوں میں بھری ہیں۔ اگر یہ علماء عقائد

کی کتابوں میں عدم تحریف قرآن کے مسئلہ کو لکھتے تو حدیث و تفسیر کی کتابوں میں تحریف قرآن کی جو ہزاروں دلیلیں بھری ہوئی ہیں ان کو کیا کرتے؟

**مولوی صاحب** - تعجب تو یہ ہے کہ توراۃ انجیل زبور سے قرآن کے افضل ہونے کا ذکر کیا مگر یہ نہیں لکھا کہ جس طرح وہ کتابیں محرف ہو گئیں اس طرح قرآن شریف محرف نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی شخص اس میں تحریف کر سکتا ہے۔

**ہدایت خاتون** - اب تم خود فیصلہ کرو کہ کیوں اس کتاب میں قرآن مجید کے غیر مخلوق اور تورات و انجیل زبور سے افضل ہونے پر اس قدر زور دیا۔ مگر اس کے غیر محرف ہونے کی طرف معمولی اشارہ تک نہیں کیا۔

**مولوی صاحب** - لطف تو یہ ہے کہ یہ لکھ دیا ہے ان الكتب قد نسخت بالقرآن تلوادھا و کتابھا و احکامھا (قرآن مجید کی وجہ سے سابق آسمانی کتابوں کی تلاوت۔ کتابت اور ان کے احکام منسوخ ہو گئے) مگر تحریف کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ عجب تماشہ کہ اس کتاب میں فرقہ و تفرقہ اور بدو و فساد کے جواب کا بورا سامان کر دیا ہے لیکن رافضیوں کے مقابلہ میں تریف کے متعلق دئی بات لکھی ہی نہیں جس سے ہم لوگ بھی دعوے کر سکتے کہ اہلسنت و قرآن کے تامل نہیں ہیں۔ اور شیعوں کا اعتراض غلط ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کیسی ضروری کتاب ہے۔ اس کے متعلق تفصیل۔ اور ہر پہلو پر گنگا کرنے کی شدید ضرورت تھی۔

**ہدایت خاتون** - مجھے تمہارے تعجب پر حیرت ہو رہی ہے۔ یہ بتاؤ کہ اگر وہ لوگ اس کے متعلق کچھ لکھتے تو ان روایات کا کیا جواب دیتے جن میں لکھا ہے کہ قرآن مجید کا بڑا حصہ غائب ہو گیا۔ فلاں بڑی مذہب ہو تیں اتنی چھوٹی ہو گئیں۔ اس کے حروف میں سے سات لاکھ حروف آج تک لاپتہ ہیں۔ یا نہ رے علماء کی نظریں تفسیر و مشور و اتقان و عیوایاؤں کے ماخذ پر نہیں پڑی ہوئی۔ پھر وہ ان مضامین سے اپنی آنکھیں کیسے بند کر لیتے۔

**مولوی صاحب** - بخیر اس میں تو عدم تحریف کے عقیدہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ممکن ہے اور کتابوں میں ہو۔ تم شرح فقہ اکبر لکھا۔ اس میں ضرور اس کو لکھا ہو گا۔ وہ عقائد کی بنیاد پر درست اور جائز کتاب ہے۔ اور ہم لوگوں کے مذہب کا جو ہر اس میں کھینچ دیا گیا ہے۔ **ہدایت خاتون** - جس شرح فقہ اکبر کی لیتی آئی ہوں۔ تو تم ہی اس میں وہ مضامین لکھا۔ میرے دیکھنے پر دروہی اور تم گھبراتے گلو گے۔

مولوی صاحب - خدا خیر کرے - تمہارے ان جملوں سے کچھ تردد کی لو اگر ہی ہے -

کہیں اس مضمون سے یہ کتاب بھی تو خالی نہیں ہے ؟

ہدایت خاتون - اس وقت تو میں نے ابھی یہ کتاب کھولی بھی نہیں ہے - پہلے ہی کیسے کہہ دوں گی کہ اس میں وہ مسئلہ ہے یا نہیں - خیر اب تو کتاب ہی موجود ہے اگر ہے تو ابھی مل جائیگا - لیکن اگر اس میں بھی نہیں ہے تو خدا ہی حافظ ہے - پڑھ کر بتا دو -

مولوی صاحب - نہیں - میں تو دن رات کتابیں دیکھتا اور پڑھتا پڑھاتا ہی رہتا ہوں لیکن تمہاری زبان سے عربی مشکل کتابوں کی عبارتیں روانی کے ساتھ صحیح صحیح سننا ہوں تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا اور دماغ تو عرش پر پہنچ جاتا ہے اور اپنے کمرے کے متعلق بے ساختہ میری زبان سے یہ شعر نکل جاتا ہے :

اگر فردوس بروئے زمین است : : : ہیں است ہیں است ہمیں است

ہدایت خاتون - اب اتنے غمزے کی باتیں تو نہ کیا کر دو کہ لوگ کہیں تم اپنی مولویت سے بھی گزر گئے -

مولوی صاحب - لوگ کہیں گے تو کہا کریں - میں اپنے دلی جذبات کیسے روک سکتا ہوں انصاف سے بتاؤ میری ایسی خود مثال علامہ دہرزی بی کسی کو بھی ملی ہے - ایسی نعمت ملنے کے بعد بھی کوئی بڑا سے بڑا مولانا اپنے زہد و تقدس پر باقی رہے تب جانوں - اور پھر اپنی بی بی کی سچی قدر کرنا بھی تو مولویت کے خلاف نہیں ہو سکتا -

ہدایت خاتون - اُہ - اب ان ڈھکوسلوں کو ہٹاؤ - صاف کہو کہ شرح فقہ اکبر میں تم پڑھو گے یا نہیں - یہ باتیں تمہارے منہ سے ابھی نہیں معلوم ہوتیں -

مولوی صاحب - تمہارے سامنے تو نہیں پڑھوں گا بلکہ تم ہی پڑھو اور میں سننے کا لطف اٹھاتا رہوں - میری اس زیادتی کو معاف کرنا - تمہارا احسان عظیم ہوگا -

ہدایت خاتون - اچھا میں ہی پڑھتی ہوں - بہلات میں کیوں - قت ضائع ہونے دوں - دیکھو یہ شرح فقہ اکبر علامہ علی القاری کی ہے جو مطبع حنفی میں چھپی ہے - اس کے سنہ ۱۹ میں ایک عبارت یہ ہے المستطاع بالفران المکب من الحروف یعنی وہ کتاب جس کا نام قرآن اور جود و ف سے مرکب ہے - اس میں تو تحریف کے ذکر کا کوئی موقع ہی نہیں ہے - اس کے بعد صفحہ ۲۹ پر قرآن کے عقیدہ



کے بارے میں لکھتے ہیں والقرآن فی المدیحت مکتوب و فی القلوب محفوظہ علی الالسن  
مقرود علی النبی منزل و لفظها بالقرآن مخلوق و کتابتہ و قراءتہ مخلوق  
والقرآن غیر مخلوق۔ قرآن مجید مصحفوں میں لکھا جاتا۔ دلوں میں یاد کیا جاتا۔ زبانوں  
سے پڑھا جاتا اور حضرت رسول خدا صلیم پر نازل کیا گیا ہے۔ اور ہم لوگ قرآن کا جو تلفظ  
کرتے ہیں یہ مخلوق ہے اور اس کو جو لکھتے ہیں اور اس کو پڑھتے ہیں یہ لکھنا اور پڑھنا  
سب مخلوق ہے۔ لیکن خود قرآن غیر مخلوق ہے۔ پھر لکھتے ہیں والقرآن کلام اللہ تعالیٰ اور  
قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے (ص ۳۱)

مولوی صاحب۔ یہ سب تو وہی مشہور مسئلہ خلق و عدم خلق قرآن کی بحث ہے جو فرقہ  
اشاعرہ و فرقہ معتزلہ کا مشہور میدان جنگ ہے۔ ان چیزوں کو چھوڑو۔ اس کی تحریف یا  
عدم تحریف کے ذکر کو بھالو۔

ہدایت خاتون۔ جو چیز اس میں ہے اُس کو تو میں پڑھ سکتی ہوں۔ ابھی تحریف کی بحث  
ہی نہ لے تو کیا کروں۔ اسی وجہ سے تو میں مشروع ہی سے دیکھتی اور پڑھتی چلتی ہوں تاکہ وہ  
مسئلہ چھوٹنے نہ پائے۔ اور دوبارہ کتاب کی درق گردانی نہ کرنی پڑے۔  
مولوی صاحب۔ اچھا آگے دیکھو۔ غالباً سرور وہ بحث بھی ہوگی۔

ہدایت خاتون (بہت دیر تک اوراق کو اوٹنے اور اس کے مضامین پر سرسری نظر ڈالنے  
کے بعد) یہ دیکھو قرآن مجید کے متعلق پورا بیان مل گیا ص ۱۲۵ پر لکھتے ہیں والقرآن منزل  
علی رسول اللہ صلیم و هو فی المصحف مکتوب و فیہ ایماء الی ان ما بین الدفتین کلام اللہ  
علی ما هو المشہور و آیات القرآن کلہا فی معنی الکلام مستویۃ فی الفضیلۃ والعظمتہ  
(اور قرآن مجید حضرت رسول خدا صلیم پر نازل کیا گیا۔ اور وہ مصحف میں مکتوب ہے اور اس میں  
اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں دفتوں کے درمیان جو چیز ہے وہ بنا بر مشہور کے خدا کا  
کلام ہے۔ اور قرآن کی کل آیتیں معنی کلام میں فضیلت و عظمت کے اعتبار سے برابر ہیں)  
مولوی صاحب۔ تم بھی خوب مذاق کرتی ہو۔ ان باتوں کو کون نہیں جانتا جو تم پڑھنے لگیں یہ  
مضمون بھالو کہ قرآن مجید کامل ہے یا ناقص۔ محرف ہے یا غیر محرف۔ اور مسلمانوں کو اس کے بارے  
میں کیا اعتقاد رکھنا چاہئے۔

ہدایت خاتون - اب تک حجاب میں پڑھتی گئی۔ آگے دیکھتی ہوں۔ اگر کچھ ہوگا تو مل ہی جائے گا (پھر دیر تک ورق ادا کرنے کے بعد بولیں) دو صفحہ ۲۴ میں بھی قرآن مجید کا ذکر ملا۔ لکھتے ہیں: من فراء القرآن علی صواب الدف والقضیب - اس کا ترجمہ میں نہیں کر سکتی۔

مولوی صاحب - جانے دو آگے دیکھو شاید تحریف کا مضمون بھی نکل آئے۔  
ہدایت خاتون - آخر تک اس کتاب کے اوراق اوٹنے اور اچھی طرح مضمون مذکور تلاش کرنے کے بعد، اب مجھے نہیں ملتا۔ بہتر ہے تم ہی تلاش کرو میں تو تھک گئی۔

مولوی صاحب - اچھا لاؤ ذرا مجھے بھی دو۔ اتنی محصل کتاب میں بھی قرآن مجید کے کامل یا ناقص ہونے کا کچھ ذکر نہیں ہے تو بڑی قیامت ہے۔

مولوی صاحب - یر تک اس کو دیکھتے اور قرآن مجید کے متعلق عقیدہ تحریف یا عدم تحریف کو تلاش کرتے رہے۔ مگر جب کچھ بھی ملتا ہے۔ ملا تو بولے۔ اب کسی کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک ثالث شخص نو۔ جی کہے گو۔ تمہارا مذہب میرے مذہب سے بہتر ہے کہ تم لوگوں نے قرآن شریف کے متعلق اس قدر کا اظہار کر دیا۔ ہمارے علماء نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔

ہدایت خاتون - پھر تم کو مذہب بشیر قبول کر لینے میں کیا عذر ہے؟

## سولہواں باب

### کیا قرآن مجید پر شیعوں کا ایمان ممکن ہے؟

مولوی صاحب - مگر ہمارے علماء کا دعویٰ ہے تو یہ بھی ہے کہ قرآن مجید پر شیعوں کا ایمان ہو ہی نہیں سکتا۔ ممکن ہی نہیں ہے۔

ہدایت خاتون - ہاں ٹھیک ہے البسم صلی علیہ وسلم آلہ وسلم ایسے دعوں پر تو ہزاروں مرتبہ درود پڑھنا جاتے ہیں۔

مولوی صاحب - میں مذاق نہیں کرتا۔ خدا کی قسم اس زمانہ میں لکھنؤ وغیرہ کے بعض علماء اہلسنت نے (دعویٰ بھی اجبار بھی نکالتے ہیں) یہ دعویٰ شروع کیا ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن

پر نہ ہے نہ اس کا ہونا ممکن ہے۔

**ہدایت خاتون**۔ تم اپنے علماء کی نہ کہو۔ ایک صاحب نے تو امام حسینؑ کی شہادت ہی سے انکار کر دیا جو اسلام کا اختلافی مسئلہ بھی نہیں بلکہ دنیا کا عظیم الشان تاریخی واقعہ ہے۔ پنجاب میں ایک صاحب پیدا ہوئے جو مدعی ہو گئے کہ حضرت رسولؐ اصلہم پر نبوت و رسالت ختم نہیں ہوئی بلکہ وہ خود بھی پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ بہت سے لوگ اس خیال کے پیدا ہو گئے کہ کل حدیثیں آگ لگا دینے کے قابل ہیں۔ مسلمانوں کو صرف قرآن مجید رکھنا اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ غرض تم لوگوں کے کارنامے کہاں تک بیان کئے جائیں۔

**مولوی صاحب**۔ مگر لکھنوی اڈیٹر صاحب کا دعویٰ کہ قرآن شریف پر شیعوں کا ایمان ممکن ہی نہیں۔ بڑا زبردست ہے۔

**ہدایت خاتون**۔ خیر دعویٰ کر دینا تو آسان ہے۔ سو فسطائی فرقہ والے بھی تو دنیا ہی میں ہوئے ہیں۔ جن کی مختصر تعریف یہ ہے ”منسطہ۔ جھوٹا قیاس جو وہی باتوں سے مرکب ہوا اور اس کے غرض احقاق حق نہ ہو بلکہ خصم کو خاموش کرنا اور دھوکا دینا مقصود ہو۔ سیفعلی اور سو فسطائی وہ شخص جو اپنے قیاسات لگائے۔ سو فسطائی وہ فرقہ جو محسوسات اور بدہیئات کو نہیں مانتا“ (انوار اللغۃ پکا سہ) اگر کوئی شخص یہی کہنے لگے کہ مسلمانوں کا ایمان ایک خدا پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے تو کیا اسکی زبان پکڑ سکتے ہو؟ اگر کوئی کہے کہ قرآن مجید سے اسلام کا حق ہونا ثابت ہو جائے تو کوئی شخص مولوی صاحب۔ مگر ان اڈیٹر صاحب کی دلیل تو جاندار ہے۔ اس کو کیا کر دگی۔

**ہدایت خاتون**۔ ہر باطل مذہب والا اپنے مذہب کی حقیقت کی دلیل کو جاندار ہی سمجھتا ہے۔ یہ بتاؤ کہ جس وقت دنیا میں قرآن مجید آیا سنی شیعہ تھے یا نہیں۔

**مولوی صاحب**۔ اس وقت یہ لوگ کہاں تھے۔ کافروں کا زمانہ تھا۔ بت پرست۔ یہود و نصاریٰ سے عرب بھرا ہوا تھا۔

**ہدایت خاتون**۔ تو خدا نے قرآن مجید کو کس کی ہدایت کے لئے نازل کیا؟

**مولوی صاحب**۔ دنیا بھر کے لوگوں کے لئے۔ خواہ وہ عرب کے ہوں یا غیر کے۔ یورپ کے ہوں یا ایشیا کے۔

**ہدایت خاتون**۔ اور صرف اسی زمانہ کے لوگوں کی ہدایت اس سے مقصود تھی یا قیامت تک جس قدر آدمی پیدا ہوں گے سب ہی کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا؟

**مولوی صاحب** - نہیں جب تک دنیا قائم ہے جس قدر لوگ پیدا ہوتے جائیں گے سب کی ہدایت کے لئے یہ نازل کیا گیا ہے۔

**ہدایت خاتون** - اب بتاؤ شیعوں بھی اس دنیا میں رہتے ہیں یا نہیں۔ یہ بھی کافر ناس میں داخل ہیں یا خارج؟

**مولوی صاحب** - اس سے تو پاگل بھی انکار نہیں کر سکتا۔

**ہدایت خاتون** - پھر قرآن مجید پر شیعوں کا ایمان ممکن کیوں نہیں ہے۔ بت پرستوں کا ایمان ممکن۔ یہودیوں کا ایمان ممکن اور نصاریٰ کا ایمان ممکن۔ لیکن شیعوں کا ایمان غیر ممکن۔ اگر تیرے ہونے کا ایمان قرآن مجید پر ممکن نہیں تو میں بھی دعوے کرتی ہوں کہ خدا کا سچ بولنا بھی ناممکن ہے۔

**مولوی صاحب** - ارے یہ کیا کہنے لگیں۔ کیا اب لڑائی کا ارادہ ہے۔ بندہ وق منگادوں۔ یا تیر اور تلوار کی ضرورت ہے؟

**ہدایت خاتون** - میں لڑتی نہیں ہوں نہ یہ بات غصہ میں کہتی ہوں بلکہ عقل کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر شیعوں کا ایمان قرآن مجید پر ممکن نہیں ہے تو خدا کا صادق القول ہونا بھی ممکن نہیں بلکہ اس کا قادر ہونا بھی محال ہو جائے گا۔ خدا نے فرمایا ہے ہذا بیان اللہناں یہ کتاب یا

بھڑکے لوگوں کے لئے بیان ہے (پ ۴ ع ۱۴) یا ایھا الذین امنوا جاءکم من ہاد من ربکم وانزلنا الیکم سورۃ امبیسا۔ لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے دلیل آچکی اور ہم نے تم پر ایک روشن نور بھیجا (پ ۴ ع ۲۴) خدا جاءکم من اللہ اور کتاب مبین۔ اے آدمیو! یقیناً اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا ہے اور قرآن جو بیان

کرنے والا ہے (پ ۶ ع ۴)۔ وھذا کتاب انزلنا علیک مبشراک مصدق الذی بین ید یہ

ولتذکر ام القریٰ من حوٰلہا اور یہ کتاب ہم نے اتاری برکت والی۔ اگلی کتابوں کو سچ بتانے والی اس لئے کہ تو کم اور اس کے گرد اگر تمام جہان کے لوگوں کو ڈرائے (پ ۷ ع ۱۱)

یا ایھا الناس قد جاءکم من ربکم وشفاء لمرضائکم ورحمۃ ونبأ و لوگو! تمہارے

پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت (یعنی کتاب مجید) آئی اور دلوں میں جو بیماریاں

ہیں ان کی دوا (پ ۱۱ ع ۶) قل یا ایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتد

فانملاھندی لنفسہ ومن ضل فاما یفصل یلھام ما علیکم وکیل اے پیغمبر! وہ کہ

لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق (قرآن مجید) آچکا۔ پھر جو کوئی راہ برگزیدہ  
تو وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے راہ پر لگتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور  
میں تمہارا دکیل نہیں ہوں (پ ۱۱ ع ۱۱) انا نزلنا کتابنا عبرا لعلکم تعقلون ہم نے  
اس کو عربی قرآن اتارا تاکہ تم لوگ سمجھو (پ ۱۲ ع ۱)۔ کتاب انزلنا الیک لتخرج الناس  
من الظلمات الی النور یہ کتاب ہم نے تم پر اس لئے اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر  
روشنی میں لاؤ (پ ۱۳ ع ۱) ہذا ابلاغ للناس ولینذرہا بلہ یہ قرآن سب لوگوں کو نصیحت  
کے لئے ہے اور اس لئے کہ سب لوگ اس سے ڈر ائے جائیں (پ ۱۳ ع ۷)

**مولوی صاحب -** میرا دل گھبرانے لگا۔ تم اتنی آیتیں کیوں پڑھنے لگیں۔

**ہدایت خاتون -** ابھی چپکے سب سنتے جاؤ۔ میں آخر میں اپنی غرض بیان کروں گی دحض آنا  
فما قنالا لتقوا علی الناس۔ اور قرآن کے ہم نے جسے جسے کر دیئے تاکہ تم اسے لوگوں کو سننا  
(پ ۱۵ ع ۱۲) وقد صفا فی ہذا القرآن للناس من کل مثل ہم نے اس قرآن میں سب  
لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں (پ ۱۵ ع ۸) ان ہذا ذکر للعالمین  
قرآن مجید تو سارے جہان کے لئے نصیحت ہے (پ ۲۳ ع ۵) انا نزلنا علیک الکتاب  
لنناس بالحق اسے رسول ہم نے دنیا بھر کے لوگوں کے سمجھانے کے لئے تم پر یہ سچی کتاب  
اتاری (پ ۲۳ ع ۴) ہذا البصائر للناس یہ قرآن دنیا بھر کے لوگوں کے لئے معرفت کے  
خزانے ہیں (پ ۲۵ ع ۲) وما ہذا ذکر للعالمین۔ قرآن مجید سارے جہان  
دلوں کے لئے نصیحت ہے (پ ۲۹ ع ۲) ان ہذا ذکر للعالمین۔ یہ قرآن تو دنیا بھر والوں  
کے لئے نصیحت ہے (پ ۳۰ ع ۱)

**مولوی صاحب -** رشتہ ختم کرو۔ قرآن شریف تلاؤۃ کرنے کا دسر اذیت ہوتا ہے۔ خواہ مخواہ  
اتنی آیتیں پڑھنے کی کیا ضرورت تھی۔

**ہدایت خاتون -** ابجہا میں ختم کرتی ہوں۔ ان کی آیتوں میں خدا نے فرمایا ہے کہ اُس نے  
قرآن مجید کو دنیا بھر کے لوگوں کی ہدایت۔ ارشاد۔ نصیحت۔ موعظہ۔ روشنی تعلیم۔ نفع کے  
لئے نازل کیا ہے۔ اگر اس میں تم کو کوئی عذر ہو تو ابھی کہ دو۔

**مولوی صاحب -** نہیں ان باتوں میں کون عذر ہو سکتا ہے۔ یقیناً قرآن شریف ہر شخص

یعنی ہر بڑے چھوٹے مرد و عورت مسلم۔ کافر۔ یہود۔ نصرانی۔ بت پرست اور لامذہب کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے۔

**ہدایت خاتون** - خدا ہمارا بھلا کرے۔ اب بتاؤ جب قرآن مجید کی اتنی آیتیں پکار کر کہتی ہیں کہ یہ کتاب دنیا بھر کے لوگوں کی ہدایت و ارشاد و تعلیم و موعظہ کے لئے نازل لگیں تو دنیا کی کس جماعت کے بارے میں کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اس کا ایمان قرآن پر ممکن نہیں ہے؟ پھر اس کا مطلب یہی تو ہو گا کہ خدا جھوٹ بولتا ہے اور سچ نہیں بول سکتا کیونکہ وہ کہتا یہ ہے کہ اس کتاب پر دنیا بھر کے لوگ ایمان لاسکتے ہیں۔ ہر شخص اس سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے۔ کل انسان کو اس سے نصیحت حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایک جماعت ایسی ہے جو اس پر ایمان لابی نہیں سکتی اور اس پر اس کا ایمان لانا محال ہے۔ گویا ان لوگوں کو قرآن مجید پر ایمان لانے کا حکم دینا تکلیف مالاطلاق ہے۔ حالانکہ خدا نے بار بار اس مضمون کو ظاہر کر دیا ہے کہ وہ کسی کو اسکی طاقت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دیتا۔

**مولوی صاحب** - یہ تو ہماری زبردستی ہے کہ شیعوں کے الزام سے خاپور الزام قائم کرنے لگیں۔ کہاں کی بات تھی اس کو کہاں پہنچا دیا اور وہ بھی کس خوبصورتی سے !!!

**ہدایت خاتون** - اگر میری زبردستی ہے تو تم میری تشفی کرو۔ دیکھو یہ کتنا آسان ہے کہ قرآن مجید پر فلاں جماعت ایمان رکھتی ہے۔ فلاں نہیں رکھتی۔ فلاں لے اس سے ہدایت پائی۔ فلاں نے نہیں لی۔ فلاں ملک والوں نے اس کو قبول کیا۔ جیسے کہیں کہیں اس پر اہل اسلام ایمان لائے۔ یہود و نصاریٰ ایمان نہیں لائے۔ مسلمانوں نے اس سے ہدایت پائی۔ بت پرستوں اور کافروں نے ہدایت نہیں اختیار کی۔ لیکن کس عقل سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں کا ایمان قرآن مجید پر ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کا اس پر ایمان لانا محال ہو گا۔ اگر ایسا ہو تو خدا کو چاہئے تھا کہ عام قول کو مستثنیٰ کر کے کہتا کہ اس کتاب پر ہر جماعت ایمان لاسکتی ہے سو فلاں جماعت کے۔ تو کیا اس قسم کا استثناء کسی آیت سے بنا سکتی ہو؟

**مولوی صاحب** - مگر شیعوں کے ایمان نہ لاسکنے کی جو دلیل ہے وہ بھی تو بہت زبردستی سے

**ہدایت خاتون** - ابھی تم نے وہ دلیل بیان کی ہی نہیں کہ میں اس کو بھی سمجھوں۔ جب بتاؤ گا تو اس کا حال بھی معلوم ہی ہو جائے گا۔ مگر ابھی تو عام گفتگو ہے کہ جب قرآن مجید اسی لئے نازل

ہی کیا گیا کہ ہر شخص اس پر ایمان لائے۔ ہر شخص اوس سے ہدایت حاصل کرے۔ ہر شخص اسکے ذریعہ گمراہی سے نکل کر نور کی دنیا میں پہنچ جائے تو اب یہ کہنا کہ فلاں قوم اس پر ایمان نہیں لاسکتی۔ فلاں جماعت کا اس پر ایمان لانا ناممکن ہے خود خدا کی تکذیب اور قرآن مجید کا جھٹلانا ہو گیا یا نہیں۔ آج تمہارے علماء جو اس امر کا دعوے کرتے ہیں کہ شیعوں کا ایمان قرآن مجید پر ہو نہیں سکتا۔ وہ یہ نہیں خیال کرتے کہ اس قول سے ان کے ایمان کی کیا حالت ہو گئی۔ کیونکہ خدا کو انھوں نے جھٹلایا۔ قرآن مجید کو انھوں نے غلط گو بتایا۔ رسول کی غرض بشت کو انھوں نے مٹی میں ملا دیا۔ انہوں نے شیعوں کی عداوت میں اپنے دین و اسلام کو بھی برباد کر دیا۔ پر اے شگون کے لئے اپنی ناک کھٹو اسی کو کہتے ہیں۔ سچ ہے چاہ کن را چاہ در پیش شیعوں کی مخالفت میں انھوں نے ایسی بات ایجاد کی جس سے ان کو خدا سے بھی الگ ہونا پڑا۔ قرآن مجید بھی جھوٹا ہوا۔ اور رسولؐ سے بھی علیحدگی ہو گئی۔

مولوی صاحب۔ میں بہت دنوں سے اس اعتراض کو سنتا تھا اور سمجھتا تھا کہ رافضیوں کے شکست دینے کے لئے یہ بڑا زبردست آلہ ہے مگر تم نے تو ایسا گہرا مضمون بیان کیا جس نے انھیں پرکے پردے ہٹا دیئے۔ واقعاً یہ کہنا کہ "فلاں جماعت قرآن مجید پر ایمان لای نہیں" یا "ہمس کا ایمان قرآن پر ہو ہی نہیں سکتا" خدا کو غلط گو اور قرآن شریف کو مجموعہ کذب و بطلان قرار دینا ہے۔ سچ ہے من حضر بیلہ الا خبیہ وقع فیہ جو شخص اپنے بھائی کے لئے کوئی گڈھا کھودتا ہے اس میں خود ہی گر پڑتا ہے۔ خواہ خواہ ایک بات ایجاد کر دی کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ وہ اذان دیں۔ غماز بڑھیں۔ اپنی نماز میں سورہ احمہ و توحید و انا انزلنا وغیرہ پڑھتے رہیں۔ قرآن مجید کی تفسیریں لکھیں۔ اس کے ترجمے شائع کریں۔ اپنی ہر مذہبی کتاب میں قرآن کے مطالب بھریں۔ اپنے ہر دینی مسئلہ پر قرآن مجید سے استدلال کریں۔ اور پھر ہمارے علماء و دین میں ایسے لوگ پیدا ہوں جو آنکھ بند کر کے کہنا شروع کر دیں کہ شیعوں کا ایمان نہ قرآن شریف پر ہے نہ ہو سکتا ہے۔ واقعاً یہ لوگ بھی انھیں لوگوں کی طرح ہیں جو نیا مذہب ایجاد کرنے کے خطبہ میں مبتلا ہیں۔ جب دیکھا کہ دوسرے نے نبوت کا دعوے کر کے اپنا کاروبار پھیلا دیا۔ اپنی دنیا بنالی۔ اپنی شہرت حاصل کر لی۔ یا حدیث سے انکار کر کے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی سجدہ علیحدہ بنالی۔ تو یہ بیچارے بھی دنیوی جاہ و

جلال کے خواب دیکھنے لگے۔

**ہدایت خاتون**۔ پیٹ کا مسئلہ بہت مشکل اور خطرناک ہوتا ہے۔ اس کے لئے انسان جب چوری کرتا۔ ڈاکا ڈالتا۔ خونریزی کرتا۔ فتنہ و فساد کرتا ہے تو مذہب ایجاد کرنے یا مذہبی مسئلہ تراشنے میں کس کی پروا کر سکتا ہے۔ مشہور ہے چند میں مشکل برائے اکل۔

**مولوی صاحب** غیر علماء کرام کی شان میں ایسی باتیں نہیں کہنی چاہئیں۔

**ہدایت خاتون**۔ کیا خوب جو لوگ محض دنیا گمانے کے لئے مذہب کی حجالت بنائیں اُنکے بارے میں کچھ نہ بولا جائے؟ خیر اب ذہن مولوی صاحب کی دجو لکھنؤ کے کسی مذہبی رہنما یا اخبار کے ایڈیٹر بھی ہیں) دلیل تو سناؤ جس سے انھوں نے یہ عقل کا میران کرنے والا مسئلہ ایجاد کیا ہے کہ شیعوں کا ایمان نہ قرآن پر ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

**مولوی صاحب**۔ بہت دنوں سے انھوں نے اس کا شور و غل بلند کر رکھا ہے شیعوں کے سکڑوں اعتراضات ہمارے مذہب پر ہوتے رہتے ہیں۔ دن رات ان کے علماء و داعطین اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے اور کبھی اصول اور کبھی فروع کے متعلق اپنے دلائل پیش کر کے لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر یہ لکھنؤ ہوئی صاحب نے ان سب کا جواب چھوڑ کر بس اسی ایک بات کو پکڑ رکھا ہے کہ شیعوں کا ایمان نہ قرآن پر ہے نہ ہو سکتا ہے۔

**ہدایت خاتون**۔ کیا خوب۔ اسی کو کہتے ہیں مار دگھٹسا پھوٹے ٹکمرے۔ خیر اب ذہن ان مولوی صاحب کی دیں تو مجھے سنو۔

**مولوی صاحب**۔ سنو۔ اُن مولوی صاحب کا نام ہے مولوی عبدالنکور صاحب ایڈیٹر اعظم۔ انھوں نے لکھنؤ میں کئی مشیعہ طالب علم سے جو ان مسئلہ ہیں ایک مناظرہ کیا تھا۔ اس کا یہ بیان انھوں نے ایک انگلش رسالہ کی مسورت میں شائع کیا جس کا نام ہے ”مرور الی سباحۃ شیعہ و سنو“۔ اس میں لکھتے ہیں ”میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مشیعہ اور سنو کے مابین کیا اختلاف ہے۔ اصل اختلاف دو باتوں میں ہے۔ اول یہ کہ اہل سنت قرآن مجید کو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن انشا است کو دیا سنا وہی ہے۔ اُن کے ہاں اس قرآن میں نہ کمی ہوئی نہ بیشی۔ نہ تغیر



تبدل نہ ترتیب کی اُلٹ پلٹ۔ اور قرآن شریف پر حضرات شیعہ ایمان نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ یہ سب خرابیاں قرآن شریف میں رسول اللہ کے ہی ہوئیں۔ میں اپنے اس دعوے کی بابت مختصر اور قطعی دلیل پیش کرتا ہوں کہ یہ قرآن شریف جمع کیا ہوا خلفاء ثلاثہ کا ہے اور اس امت کو انھیں کے ہاتھوں سے ملا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرات شیعہ خلفاء ثلاثہ کو منافق اور کافر اور بے دین اور خدا جانے کیا کیا سمجھتے ہیں جسکی بابت تقریر کا پہلا سلسلہ چل بھی رہا ہے۔ ان دونوں باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسے ہوں انکی دی ہوئی اور ان کی جمع کی ہوئی کتاب بے ہرگز اعتبار نہیں ہو سکتا مثلاً پھر گویا اسکی تفسیر اس طرح کرتے ہیں ”اول دلیل جو نہایت مختصر ہے وہ یہ کہ قرآن شریف جمع کیا ہوا خلفاء ثلاثہ یعنی حضرات ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا ہے اور امت محمدیہ میں یہ دولت جسے نصیب ہوئی ہے انھیں کی بدولت اور انھیں کے ہاتھ سے ملی ہے۔ اور حضرات شیعہ ان حضرات خلفاء کو دشمن دین اسلام اور کافر و منافق و مرتد فرماتے ہیں۔ ان دونوں باتوں کے ملانے سے یہ نتیجہ صاف ظاہر ہوئی کہ قرآن موجودہ ہر حضرات شیعہ کا ایمان نہیں ہو سکتا جو شخص ان برائیوں کے ساتھ موصوف ہو جس کا اوپر ذکر کیا گیا اسکی دی ہوئی اور جمع کی ہوئی کتاب بلکہ اس کے کسی کام پر جو متعلق الہ دین کے ہو جس کا وہ دشمن ہے ہرگز کسی طرح اعتبار نہیں ہو سکتا۔ یہ بات محتاج دلیل نہیں ہے مگر تبرکاً مالک عرش و کرسی کے کلام سے استیناس اس امر کا کیا جاتا ہے۔ قولہ قالے یا ایہا الذین آمنوا اذا جاءکم فاستسبوا فاستسبوا اے ایمان والو اگر لائے تمہارے پاس کوئی فاستس (یعنی خلاف شرع کام کرنے والا کسی خبر کو تو تحقیق کرو یعنی بغیر تحقیق نہ مانو۔ معلوم ہوا کہ جب فاستس کی خبر کا یہ حکم ہے کہ بغیر تحقیق نہ مانی جائے خواہ کسی درجہ میں اس کا فاستس ہو تو جو کافر ہو اور دشمن دین ہو اسکی لائی ہوئی جمع کی ہوئی کتاب پر یقین لانے کی ممانعت بد جہاد سے ہوگی“ (مائدہ ۱۲۱) ہدایت خاتون۔ بس یہی دلیل ہے یا اور بھی کچھ ہے

بڑا شور مٹتے تھے پہلو میں دل کا ۔۔۔ جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

مولوی صاحب۔ نہیں بس اسی قدر ہے۔ اسی کو مختلف لباس پہنا کر ادا کرتے رہتے ہیں ہدایت خاتون۔ دونوں تقریریں ایک نہیں ہیں۔ پہلی میں انھوں نے اپنے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے کہ ”اہلسنت قرآن مجید کو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ نے جو قرآن اپنی امت

کو دیا تھا وہ یہی ہے اُن کے بعد اس قرآن میں نہ کمی ہوئی نہ بیشی نہ تغیر نہ تبدل نہ ترتیب کی اُلٹ پلٹ۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ سب شخص دعویٰ ہی ہے یا اس کا کوئی ثبوت بھی ہے؟ ابھی شرح تھامہ مفتا زانی، شرح فقہ اکبر و غیرہ کتابیں بکائی گئیں اور اس عقیدہ کو تلاش کیا گیا مگر ایک حرف بھی اس کے متعلق نہ ملا تو مولوی صاحب مددِ حق سے سوال کرنا چاہئے کہ آپ کس دلیل سے یہ بیان کرتے ہیں کہ اہلسنت قرآن مجید کو مانتے ہیں اور یہ کہ اس میں نہ کمی ہوئی نہ بیشی۔ یہ دعویٰ تو بالکل شیعوں کا ہے کہ ”ہم قرآن مجید کو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلعم نے جو قرآن اپنی امت کو دیا تھا وہ یہی ہے۔“ چنانچہ اپنے علماء کرام اور جلیل القدر کتابوں کی عبارتیں بھی پہلے میں نے مُنادی ہیں۔ لیکن ہمارے علماء نے بھی اگر قرآن مجید کے متعلق یہ عقیدہ رکھا ہو تو بتاؤ۔ اس کے بعد ہمارے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ”ان کے بعد اس قرآن میں نہ کمی ہوئی نہ بیشی نہ تغیر تبدل نہ ترتیب کی اُلٹ پلٹ۔“ تو میری گزشتہ تقریروں میں اس کے ہر حرف کا جواب موجود ہے۔ کمی کے متعلق دوسری بحث کر چکی ہوں لہٰذا ہمارے مولوی عبد الشکور صاحب تو یہ دعویٰ کر رہے ہیں۔ مگر ہمارے مقدس پیشوا۔ حضرت رسول خدا صلعم کے محترم صحابی اور حضرت عمر خلیفہ دوم کے فرزند ارشد حضرت عبداللہ ابن عمرؓ تاکید فرماتے تھے کہ لا یقول احدکم قد اخذت القرآن کله۔ ما یدر یہ ما کله قد ذهب منه قراں کثیر و لکن یقل قد اخذت ما لھما منہ۔ خبردار کوئی یہ نہ کہے کہ مجھے پورا قرآن مل گیا۔ کسی کو کیا علم کہ پورا قرآن کس قدر تھا۔ اس سے قرآن کا بڑا حصہ جاتا رہا۔ البتہ یہ کہو کہ اب قرآن کا جس قدر ظاہر ہے وہی میں نے لیا (تفسیر درنمود جلد ۲ ص ۱۵۱ و آفاق جلد ۲ ص ۲۵ و غیرہ)

مولوی صاحب۔ اس ہدایت کو تو تم پہلے بھی بیان کر چکی ہو۔

ہدایت خاتون۔ اس کو کیا۔ میں تو بیسوں روایتیں بیان کر چکی ہوں۔ اب بتاؤ کہ مولوی عبد الشکور صاحب کا دعویٰ مانو گے یا حضرت عمرؓ کے فرزند کا کیا عبد اللہ ابن عمرؓ مسلمان نہیں تھے؟ کیا وہ صحابی رسول نہیں تھے؟ کیا وہ اہلسنت سے نہیں تھے؟ کس قول کو اختیار کرتے ہو۔

مولوی صاحب۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ قرآن اسلام اور اہلسنت کے اتنے زبردست

رکن تھے کہ ہزاروں علماء بھی ان کی جوتیوں کی خاک کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ ان کا قول سند اور حجت ہے۔ دنیا سے اہلسنت میں کون شخص ایسا ہے کہ اس کا قول حضرت مہرج کے قول کے مقابلہ میں تسلیم کیا جائے۔ لوگ سمجھتے ہیں بکا کریں۔ یا تو ان کتابوں کو جھٹلایا جائے یا حضرت ابن عمر کی تکذیب کی جائے یا اس فرمانہ کے پیشہ ور مولویوں کو دشمن اسلام و اہلسنت کہا جائے۔ اس کے سوا تو کوئی چارہ نہیں ہے۔

**ہدایت خاتون**۔ دوسرا دعویٰ ان کا یہ ہے کہ ”اس میں بیشی بھی نہیں ہوئی“ تو میں بیشی کے متعلق بھی پہلے تقریر کر چکی ہوں لہٰذا تیز و تبدیل اور ترتیب کی الٹ پلٹ سے انکار کرنا تو کمال دہشت اپنی عقل کی داد دینا ہے۔ قرآن مجید میں کی سورتوں کے پہلے مدنی سورتوں کا اور مدنی سورتوں کے بعد کی سورتوں کا ہونا کوئی عجیبی ہوئی بات ہے؟ اور میں نے بھی پہلے بطوری تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ اگر تم سے ممکن ہو تو جواب دو یا انھیں لکھو مولوی صاحب سے سب کا منگوا دو۔ **مولوی صاحب**۔ لا حول ولا قوۃ۔ وہ کیا چیز ہیں۔ جب ان دلیلوں کا جواب مجھ سے نہ ہو سکا تو وہ کیا دے سکیں گے۔ یوں بتانا نے اور خواہ مخواہ انکار کرنے کا تو کسی کے پاس علاج نہیں ہے۔ قادیانی فرقہ والوں کا جواب سیکڑوں علماء دیتے ہی رہتے ہیں مگر وہ نہیں مانتے تو کیا کیا جائے بت پرستوں کو اہل اسلام ہر طرح سمجھاتے اور بت پرستی کی مذمت دکھاتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں مانتے تو کوئی کیا کر سکتا ہے۔ عیسائیوں آریوں کے اعتراضات کس درجہ پھر اور قابل مضحکہ ہوتے ہیں۔ اور ان سب کا جواب ہماری طرف سے برابر دیا جاتا ہے۔ اب وہ نہیں مانتے تو کسی کا کیا زور چلتا ہے۔ اسی طرح تم نے تحریف قرآن کے کل اعتراضات کا پورا اور تشفی بخش جواب دے دیا ہے۔ اگر کوئی نہ مانے تو کیا علاج ہے۔ خیر یہ تو اہلسنت کے عقیدہ کے متعلق گفتگو ہے۔ اس پر تم مفصل بحث کر چکی ہو اور میرے خیال میں کتب اہلسنت سے قرآن مجید کی تحریف یقیناً ثابت ہے۔ البتہ تمہارے اوپر اونھوں نے جو اعتراض کیا ہے کہ ”قرآن مجید خلفاء ثلاثہ کا جمع کیا ہوا ہے جس میں کوشیہ منافق اور کافر اور بے دین اور خدا جانے کیا کیا سمجھتے ہیں تو جو لوگ ایسے ہوں اونکی دی ہوئی اور اونکی جمع کی ہوئی کتاب پر ہرگز اعتبار نہیں ہو سکتا“

اس کا جواب دو۔ مگر جواب ایسا ہو کہ جلد بات ختم ہو جائے زیادہ وقت نہ صرف ہو۔  
**ہدایت خاتون**۔ یہ اعتراض تو ایسا ہے کہ ہر شخص جو جاہل بھی ہو آسانی سے رد کر دے گا اور  
 صرف جواب ہی نہیں دے گا بلکہ اس پر زور سے قہقہہ بھی لگائیگا۔ کوئی صاحبِ عقل تو یہ اعتراض  
 نہیں کر سکتا۔

مولوی صاحب۔ اس سے کام نہیں چلے گا۔ تم مفصل جواب بیان کرو۔  
**ہدایت خاتون**۔ اگر تمہاری عقل اس اعتراض کو دفعتاً اعتراض سمجھے تو میری رائے ہے  
 کہ تم حضرت اعلیٰ سے کہو کہ سرکار کے کتب خانہ میں جس قدر علوم و فنون کی کتابیں یورپ۔ بیروت  
 وغیرہ کی چھپی ہوئی ہیں۔ سب میں آگ لگوا دیں یا دریائیں ڈلوادیں۔

مولوی صاحب۔ یہ کیا؟ اس سے کیا شیعوں کا ایمان قرآن پر ثابت ہو جائیگا؟  
**ہدایت خاتون**۔ ثابت ہو یا نہ ہو مگر تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ ان کتابوں کو جلد از جلد  
 کتب خانہ سے نکلوا کر کہیں پھکوا دو۔

مولوی صاحب۔ تمہارا دماغ صحیح ہے؟ اب کیسی باتیں کرنے لگیں اس کا مطلب کیا ہوا؟  
**ہدایت خاتون**۔ اس کا مطلب یہی کہ تاریخ طبری۔ طبقات ابن سعد۔ تاریخ یعقوبی۔  
 کتاب الملل والنحل وغیرہ جو ہزاروں کتابیں علماء اسلام کی لکھی ہوئی ہیں چونکہ ان سب کو  
 یورپ کے عیسائی لوگوں نے چھاپ کر شائع کیا۔ کسی مسلمان کا ہاتھ ان میں نہیں لگا۔ لہذا  
 غیروں کی چھاپی اور شائع کی ہوئی کتابوں پر اعتبار نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نول کشور پریس لکھنؤ  
 میں بھی عربی فارسی کی جس قدر کتابیں علماء اسلام کی تھیں اور براہِ رجحیت رہتی ہیں ان سب کے  
 بارے میں اشتہار دلوادو کہ کل مسلمان اپنے مکانوں سے نکال کر پھینک دیں کیونکہ ہندوؤں کا  
 کیسے اعتبار ہو سکتا ہے کہ وہ صحیح کتابیں چھاپیں گے۔ بلکہ یہ بھی اعلان کر دو کہ اب کوئی تل  
 پر نہ سوار ہوا کرے۔

مولوی صاحب۔ ارے ریل نے کیا تصور کیا کہ اس کی سواری سے روک دوں۔  
**ہدایت خاتون**۔ اس لئے کہ ریل کا ٹکٹ بھی تو غیر مسکون ہی کا چھوایا ہوتا ہے اور تمہارے  
 اصول کے مطابق جو لوگ ایسے ہوں ان کے دیئے ہوئے ٹکٹ پورا اعتبار نہیں ہونا چاہئے پھر اذان کا  
 گارڈ اگر غیر مسلم ہے تو معلوم نہیں وہ کہاں لے جائے۔ بلی کا ٹکٹ ہو اور دعائی ہو پانچا دے کیونکہ

اس اصول کے مطابق اس براہمندان نہیں ہو سکتا۔ کسی ٹیکسی پر جس کا ڈرائیور غیر مسلم آپودی سوار نہ ہو کیونکہ اس اصول کے مطابق اعتبار نہیں ہو سکتا۔ کسی بینک سے کوئی انگریز یا ہندو نوٹ دے تو وہ بھی لینا چاہئے کیونکہ وہ سب غیر مسلم ہیں ان کے دیئے ہوئے نوٹ پر ایسے اعتبار ہو گا۔ کسی ہندو یا سکھ یا پارسی یا انگریز ڈاکٹر کے ہاں سے دوا بھی نہیں لینی چاہئے کیونکہ اس اصول کے مطابق اس دوا پر ہرگز اعتبار نہیں ہو سکتا۔ یہ اشتہار بھی دے دینا چاہئے کہ کوئی شخص حج کو نہیں جایا کرے کیونکہ انگریز پکستان پر کیسے اعتبار ہو گا کہ یہ اسی جگہ پہنچا دیتے۔ کسی بننے سے کپڑا بھی نہ لینا چاہئے۔ کیونکہ اس اصول کے مطابق کیسے اعتبار ہو گا کہ اس مارکین مانگی جائے گی تو مارکین ہی دے گا۔

مولوی صاحب۔ یہ کیا مہلات تم کہنے لگیں۔ مارکین آدمی اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہی یا زبان کے کلمہ ہدایت خاتون۔ پھر قرآن مجید کو بھی مسلمانوں نے ان خلفاء سے دیکھ کر۔ خود پہچان کر اور خدا کا کلام سمجھ کر لیا تھا یا ان کے کہنے سے؟

مولوی صاحب۔ اس مثال کو تم نہیں پیش کر سکتیں۔ یہ اس پر چسپاں نہیں ہوتی۔ ہدایت خاتون۔ اور یہ دلیل چسپاں ہوتی ہے کہ چونکہ خلفاء بقول شیعہ بے دین تھے لہذا اوسکے جمع کئے ہوئے قرآن مجید پر شیعوں کا ایمان نہیں ہو سکتا۔

مولوی صاحب۔ کیا کہوں میری سمجھ میں نہ یہ آتا ہے مذہب۔ لیکن تم ذہ تفصیل سے گفتگو کر دو۔ ہدایت خاتون۔ ایسی واضح بات کی تفصیل کی کیا ضرورت ہے۔ اچھا اس مناظرہ کی کاروائی میں دیکھو شدید مناظرے کیا جواب دیا۔

مولوی صاحب۔ وہ تو اس طرح لکھا ہے ”میں اپنے کلام میں اوس آیت سے ابتداء کرتا ہوں جس کو مولوی صاحب نے پیش کیا ہے کہ فاسق کی خبر جو دن الحقیق قابل قبول نہیں ہے یہیں یہ معلوم ہو گیا کہ بعد التحقیق خبر فاسق قابل اعتبار ہو سکتی ہے۔ معلوم ہو گا کہ آیہ کلام مجید اس بات پر ردال ہے کہ ہم بعد التحقیق خبر فاسق پر اعتقاد کریں۔۔۔ نفس قرآن میں کہ جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں جسکو خدا کی کتاب جانتے ہیں اور نزول اوس کا رسول اللہ پر تسلیم کرتے ہیں اوس کے جمع کرنے سے ادن حضرات نشہ کے کوئی خرابی نہیں مادم آتی اس لئے کہ یہ جمع کرنا کتاب اللہ کو انکی ذات کی طرف نہیں منسوب کرتا یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ قرآن مجید جو اس وقت ہمارے ہاتھوں میں

یہ ادن حضرات کا قرآن ہے اور جمع کرنے میں جو تغیرات جمع کرنے والے کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں اس تغیر سے وہ کتاب یا وہ کلام اپنے مکمل یا اپنے مصنف سے نہیں خارج ہو جاتی ہے لہذا ان تمام دلیلوں سے یہ بات واضح درخشاں ہو گئی کہ یہ کلام مجید جو خدا کی کتاب ہے اس پر حضرات شیعہ کا ایمان ہے اور جمع کرنے سے ادن حضرات کے کوئی خرابی لازم نہیں آتی ہے تاکہ کلام ہمارا قابل رد و قدح قرار پائے۔ میں مختصر سی تمثیل اس مقام پر پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مثلاً کسی کتاب کی تصنیف کروں اور اس کو متعدد درجوں میں بدون ترتیب و تفریق طریقے سے چھوڑ جاؤں اور بعد میرے کوئی جامع اس کو جمع کرے تو یہ بات ظاہر و واضح ہے کہ وہ کتاب اس جمع کرنے والے کی کتاب نہ ہوگی عام اس بات سے کہ وہ جمع کرنے والا کسی مرتبہ گالیوں نہ ہو۔ اور یہ نکھی ہوئی کتاب جب اہل حقیقت کے سامنے پیش کیا دے گی جو مالا مال و مصنف سے واقف ہیں تو وہ ہرگز اس کے جواب میں یہ نہ کہیں گے کہ یہ تمہاری جمع کی ہوئی کتاب ہے لہذا قابل تسلیم نہیں پس معلوم ہو گیا کہ جامع کے جمع کرنے سے نفس شے میں کوئی خرابی نہیں ہو سکتی اور نہ یہ غیر بعد اس تحقیق کے قابل رد قرار پاسکے گی۔

ہدایت خاتون۔ بس یا اور بھی کچھ لکھا ہے۔

مولوی صاحب۔ اس تقریر میں تو ادب کو نہیں ہے مگر اس رسالہ کے جواب میں شیعوں کی طرف سے بھی ایک رسالہ شیعہ دینی کے مناظرے پر تحقیقی نظر چھپا ہے اس میں کچھ تفصیلات بحث کی ہے۔ لکھتے ہیں:-

”نتیجہ اول:- یہ بات کہ قرآن جمع کیا ہوا خلفاء ثلاثہ کا ہے اور انہیں کے ہاتھوں سے محمدؐ کو ملا ہے اور خلفاء ثلاثہ شیعوں کے نزدیک کافر اور دشمن اسلام تھے پس شیعوں نے کس دلیل سے اس بات کا یقین کر لیا کہ خلفاء ثلاثہ نے خیانت نہیں کی۔

جواب:- اسکے تفصیلی جواب کے قبل میں مولوی عبدالشکور صاحب سے استفسار کیا تھا کہ ابو جہنا چاہتا ہوں کہ امت محمدیہ وہ ہے جو قرآن کے جمع ہونے کے بعد پیدا ہوئی یا وہ بھی امت محمدیہ میں سے تھے جو جمع قرآن کے پہلے موجود تھے؟ اگر وہ لوگ جو جمع قرآن سے پہلے موجود تھے امت محمدیہ میں نہ تھے تو درست ہے کہ انہیں کے ہاتھوں سے امت محمدیہ کو ملا ہے۔ مگر آپ ثابت فرما کہ جمع کرنے کے پہلے قرآن منزل قرآن نہ تھا اور امت محمدیہ امت محمدیہ نہ تھی۔ اور اگر وہ بھی امت محمدیہ

میں سے جتنے تو کسی طرح بھی یہ قول صحیح نہیں کہ امت محمدیہ کو انھیں کے ہاتھوں ملا۔  
 دوسری یہ بات کہ قرآن جمع کیا ہوا خلفاء ثلاثہ کا ہے۔ اس میں اتنی اصلاح اور دیکھئے کہ قرآن  
 جو ہمارے ہاتھوں میں ہے در نہ قرآن کے جامع وہ بھی تھے جن کا قرآن آپ کے خلفاء کو ناپسند ہوا  
 اور رہا گیا۔ کیوں حضرت آپ نے کچھ تحقیق کی ہے کہ کیوں نہ لیا گیا۔ کیا کچھ اس میں تحریف آپ کے  
 ہاں ثابت ہوئی تھی یا نقطہ علی کی دشمنی کی وجہ سے؟ اگر تحریف تھی تو بھلا ایسے شخص کو مرتبہ بالا پر  
 خلیفہ تسلیم کرنا ایک عجیب بات ہے بادینے کہ تحریف تو جب ثابت ہوتی جب اسے لینے کے پہلے دیکھو  
 تو سہی کہ اس میں ہے کیا۔ وہ تو وہیں واپس کر دیا گیا۔

ہم نے بتا کہ ان خلیفہ ثلاثہ کا جمع کیا ہوا ہے۔ مگر آپ کو معلوم تو ضرور ہی ہو گا کہ کیوں مجمع ہوا  
 یہ نسبت، دیکھیں، ویسی ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ خلفاء عباسیہ نے معقولات و حکمت یونان کا  
 ترجمہ عربی میں کیا۔ کیا آپ اس نسبت کو صحیح سمجھیں گے؟ فقط اتنی بات تسلیم کرنے کے قابل ہوگی  
 کہ خلفاء عباسیہ نے حکم دیا۔ علماء نے اس کی تعمیل کی۔ علم سے علماء نے کام لیا۔ خلفاء عباسیہ  
 نے حکم دیا۔ اسی طرح آپ کے خلفاء ثلاثہ کی بھی حالت ہے۔ وہ فقط اس بات کا حکم مرحمت فرماتے  
 تھے کہ مسجد کے دروازے پر بیٹھو اور جو شخص گزرے اس سے دریافت کر کے قرآن کو لکھو۔ یا حکم دیا کہ  
 فلاں شخص کا مصحف چھین لاؤ۔ عبد اللہ ابن مسعود کو مارو۔ حصہ سے ان کا مصحف چھینو۔ قرآن کو جلادو  
 ان میں قبیل احکام صادر فرمایا کرتے تھے۔ فقط جمع کرنے میں ان خلفاء کو اتنی ہی مصلحت تسلیم  
 کی جاتی ہے۔ آپ فرم سے فرماتے ہیں کہ قرآن جمع کیا ہوا انھیں خلفاء ثلاثہ کا ہے اسی وجہ سے یعنی  
 چونکہ جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ جمع کرنے کا حکم دیتے تھے، اتفاق میں فصل ثانی عشر میں روایت  
 ابن ابی داؤد میں فقرہ نکاح اول من جمعہ یعنی حضرت عمر نے پہلے قرآن جمع کیا۔ تفسیر سیوطی  
 نے لکھا ہے والمراد بقولہ نکاح اول من جمعہ اسے استامرا جمعہ یعنی اول جامع ہونے سے  
 مراد یہ ہے کہ انھوں نے پہلی مرتبہ اس کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا  
 کہ حضرت ابو بکر کا اس جمع میں کوئی حصہ نہ تھا ورنہ حضرت عمر کے لئے اولیت نہ ثابت ہوگی۔ حالانکہ  
 بریدہ نے بیان کیا ہے اور من جمع القرآن فی مصحفہ سالم مولے ابی حنیفہ پہلے وہ شخص  
 جس نے اپنے مصحف میں قرآن کو جمع کیا وہ سالم تھا۔ اس روایت نے حضرت عمر سے بھی اولیت  
 سلب کر دی۔ ہم مانے لیتے ہیں کہ ہم نے خلفاء ثلاثہ کے ہاتھوں قرآن پایا تو آپ اس سے کیا چاہتے











# اضلاح

منبر | ماہ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ | حصہ ۲۳

مدیر

جناب الانار علی حیدر صاحب قلم و کلام



دلکشاۃ

کجھوا (صوبہ بہار)

(کتب الکرمین جون پوری)

چند سالانہ عام نمبروں سے  
پچیس برسوں تک جاری رہا ہے

چند سالانہ خاص نمبروں سے  
پانچ سو بیس سے زائد

**کر پڑھ جائے گا** بعض ہمدان اصلاح اپنے پرچوں کی پوری حفاظت نہیں کرتے اور سال ختم ہونے پر وہ اصلاح میں شکایت کرتے ہیں کہ اتنے نمبر نہیں ملے کر فوراً بھیج دیجئے۔ ان کی کل ضرورت

اس سے اتنا ہے کہ جس وقت رسالہ پہنچا کرے پڑھ کر اس کا صدق یا الماری میں قفل کر کے بند کر دیا کریں تو کوئی نقصان نہ ہو۔ ہاں ایک نمبر پہنچے ہر اگر میں معلوم ہوگا کہ قبل نمبر نہیں ملے گا تو وہ کر روانہ کر دیا جائیگا مگر دو تین نمبروں کے بعد قفل کا فربہ طلب کیا جائیگا تو نہیں جاسکتا۔ مثلاً نمبر پہنچے ہر اگر کھلا کر نمبر نہیں ملے گا تو کر دیا جائیگا لیکن اگر نمبر طلب کیجئے گا تو وہ نہیں جاسکتا۔ بلکہ اس کے لئے فی نمبر قیمت آپ کو بھیجی پڑے گی اس کا خیال رکھیں۔

**جو لوگ ایک سے دو سہ جلدیں جاتی ہیں** وہ فوراً دفتر اصلاح میں بھی اپنے جدید تپے کی اطلاع دیدیا کریں ورنہ اگر سال اصلاح سابق تپے پر جاتا رہیگا اور پھر دفتر سے کر نہیں بھیجا جائیگا اگر حضرات اسکی پابندی نہیں کرتے جس دفتر کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔

**۱۳۵۸ ہجری کا اصلاح** ۱۳۵۸ ہجری کا چند اصلاح جن حضرات نے اب تک نہیں بھیجا وہ فوراً بذریعہ منی آرڈر روانہ کر کے شکر گزار کریں ورنہ آئندہ نمبر ضرور دی پنی

روانہ کیا جائیگا جس میں آپ کا سر رسید فضول فرج ہو جائیگا۔ بہت حضرات وی۔ پی پہنچنے پر شکایت کرتے ہیں کہ وی۔ پی کیوں بھیجی یا خال کھنچیدہ کیوں نہیں طلب کیا۔ ان سب کی خدمت میں التماس ہے کہ دفتر میں اتنے

محرم نہیں ہیں کہ ہر شخص کو طلب چندہ کا خط لکھا کر اس اور نہ اتنا مال ہے کہ ہر شخص کو نہ رکا بسٹ کارڈ بھیجا جائے کہ اس اطلاع کو آپ حضرات کا رد خیال کر کے فوراً اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر رعایت فرمادیں کہ وی۔ پی بھیجنا ہمارے لئے بڑی

مصلحت ہے۔ دفتر اصلاح کے مشہور پمپنڈل تصویر عزا کے ختم ہونے پر برابر انش **ناول جہان**۔ **سوانح عمری حضرت عمر** آرہی ہیں مگر ہم بھیجنے سے مجبور اور وہ حضرات انکے دیکھنے کے لئے

بچھین ہیں۔ اسی طرح جو حضرات اسی وقت سے رسالہ اصلاح کے خریدار نہیں ہوئے اور ناول جو ہر قرآن دوسرا آخری خلیفہ دوم ختم ہونے پر طلب کرینگے تو بہت افسوس کرینگے پس جلد ملے دوست حضرات اصلاح کے خریدار ہو جائیں۔

**ہندوینڈت کا رسالہ خلافت** ایک ہندوینڈت ہر نام صاحب مسئلہ خلافت و امامت پر وہ مذہب سے خود رشائے کی ہے جس میں بھی مذہب کی حقیقت مثل آفتاب روشن ہوئی ہے اس رسالے پر اداوان اہلسنت میں زلزلہ ڈال دیا۔ رسالہ اصلاح کو وہ جدید خریدار دیگر یہ کتاب مفت طلب کیجئے

المشتہی۔۔۔ منبر اصلاح مجوا (میار) **اردو تفسیر قرآن** نہایت تحقیق و جامعیت سے شائع ہو رہی ہے۔ آج تک ایسی تفسیر دو زبان میں نہیں

چلی تھی۔ مرن دور دو پچہ سالانہ میں۔ ہم صفا ہمارے آپ کے پاس پہنچتی رہی۔ جلدی طلب کیجئے ورنہ دوبارہ اس کا چھپنا دشوار ہوگا۔ المشتہی۔۔۔ ہر دارہ تحقیق کھڑا

فہرست مضامین اصلااح ورمضانہ عربی نمبر جلد ۴۳

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲	حمد شہد الزکری	۱
۴	اور خدا کے بت پرستی، رسالت و نبوت	۲
۳۳	جواب مکتوبہ درمیں سے بعضی مہاجرین (اسان)	۳
۱۱	شہدائے کربلا	۴
۶۱	نفسہ نامہ ۴۰۰ احادیث و روایات	۵
۲۳	منہ نام	۶

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# اصلاح

## نمبر ماہ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ جلد ۴۳

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين رحمة  
للعالمين ابي القاسم محمد وآله الطيبين الطاهرين -

السلام علينا يا ابا عبد الله لقد عظمت الرزية وجلت المصيبة بك علينا  
وعلى جميع اهل الاسلام - وجلت وعظمت مصيبتك في السماوات والارض فلعلنا  
امة است اساس الظلم والجور عليكم اهل البيت عظم الله اجورنا وادجوركم بمصائبنا  
وجعلنا وياكم من الطالبيين بشارة مع وليه الامام المهدي من آل محمد عليهم الصلوة والسلام  
الحمد لله والشكر له المفضل، ہمنہ حقیقی کے بے حد و پیمان فضل و کرم سے اس کے دین حق اور صراط  
مستقیم کے خادم رسالہ اصلاح کی جلد ۴۳ مکمل ہو گئی اور اسی قاعدہ مطلق نے اسکی زندگی کا تینتا لیسوا سال  
شروع کیا۔ وہ آئندہ بھی اس کو اپنی توفیق و تائید سے سرفراز کرتا رہے۔ اللہ اسکی خدا کو قبول فرمائے  
محرّم شدہ مشرّع ہوتے ہی دشمنان خدا و رسولؐ نے عزاداری پر گولہ  
نور خانے بھجائی اسلام سوز کوشش کی ابتداء کردی۔ اور حامیان مرح صحابہ پہلے سے زیادہ طاقت کے

ساتھ اس بدعت کے جاری کرنے کی کوشش برآمد ہو گئی لکھنؤ میں مرح صحابہ پڑھ کر جیل بھر رہے ہیں۔ چونکہ  
یو۔ پی حکومت میں بھی کئی وزیر سنی ہیں اہلسنت کی دلیری بہت بڑھ گئی سمجھتے ہیں اب ہم جس بدعت کو چاہیں  
جاری کرادیں۔ پس امام مظلوم کے جان تشارہ! تمہارے امتحان کا دفت بھی آجیو بچا۔ یاد رکھو تم حیدر کو  
غرفراز کے شیعہ ہو اپنی ہمت، استقلال اور ایثار سے دنیا والوں کو بہوت کر دو۔ بالکل مظلوم بنے رہو  
مگر اپنی جان اپنا مال اپنی اولاد تک کو اپنے مولا پر خدا کر دینے کا عزم محکم کر دو۔ بھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھو  
یقیناً تم فتحیاب ہو کر برسو گے اور مرح صحابہ کا فتنہ دنیا سے اسی طرح مٹا دو گے جس طرح اسیران کر بلا نے  
اپنی مظلومیت کے بوہر دکھا کر یزیدی سلطنت کی نیو تک کھود ڈالی اور انیک بھی اوس کا مرج کرنے والا باقی نہیں رہا

# احسانات حسین علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

حمد اور تعریف اُس خدائے عزوجل کے لئے رہی ہے جس کی مدح و ثنا کی حقیقت کو اچھے اچھے زبان و اذون کی گویائی نہیں پہنچ سکتی محاسب اور شمار کرنے والے آدمی کی نعمتوں اور بخششوں کے شمار کرنے سے عاجز اور بڑے بڑے کوشش کرنے والے اس منعم حقیقی کا شکریہ ادا کیے سے قاصر ہیں وہ خداوند نہایت بڑا و بڑا ہے جس کو ہمیتیں، ارادے اور عزم نہ پاسکتے ہیں اور نہ دانائیوں، زیرکیوں اور عقول کی گہرائیاں اُس کی پہنچ پہنچ سکتی ہیں۔ اس پروردگار عالم نے اپنے لطف و کرم سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا نبی حمت و بردباری جو بیس انبیاء کی شہادت دینے والے اور دو عالم کے لئے بشیر و نذیر تھے۔ اسے پروردگار اپنے بندہ اور رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اپنی نیکو کمات اور قیامت شریفہ اور برکات کو قائم و برقرار کر دے جو خاتم انبیاء، علوم سرستہ کے فاتح اور نہایت سچائی و حق کے ساتھ امر حق کا اعلان کرنے والے، باطلوں کے جوش کے دافع اور بڑی بڑی سطوت و جبروت والے گمراہوں کا مغز پاشش پاشش کرنے والے ہیں۔ پروردگار تو ہی ان پروردگار

بھیجے۔

**تمہید** شاہ است حسین و بادشاہ است حسین :: دین است حسین و دین پناہ است حسین  
سرداد نہ داد دست در دست یزید :: حقا کہ بنائے لالا است حسین

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے صوفی باصفا اور روحانی فلاسفر نے چار مصرعہ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شان مبارک میں نظم فرمایا تھا۔ یہ چار مصرعے ایسے ہیں کہ ان کی تفسیر اگر لکھی جائے اور ان کی توضیح پوری طور سے کی جائے تو بہت بڑے وقت کی ضرورت ہوگی۔ اس پر بھی جتنا چاہیے اور جو اس کا حق ہے پورا نہ ہوگا۔ حضرت خواجہ صاحب موصوف کی ذات سے ہندوستان کا



بچہ بچہ واقف ہے۔ اور آپ کے علم و فضل و بزرگی، روحانیت کا شہرہ عام ہے۔ لہذا یہ مصرعے بھی ان سب دعوہ سے ویسے ہی ہوں گے اور ان کا سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں ہے اور نہ ظاہر میں نگاہیں ان کی گہرائیوں کو پہنچ سکتی ہیں اور اگر نادان واقف شخص کے سامنے یہ مصرعے پڑھے جائیں تو ان کے ظاہر معنی پر متعجب ہو گا لیکن اگر کچھ غور و فکر سے کام لیا جائے تو ان مصرعوں کے معنی و معرفت کس قدر خیال میں آ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ مصرعے بھی تو ایسی مہتم بالشان ہستی کی تعریف و سورت میں ہیں کہ جس کا وجود بنو اسلام کے واسطے ابدی حیات کا سبب ہے۔ ہر اکب و دوش، نئی سے دوسری نجات مسلمانوں پر واجب قرار پائی۔ اور جو غواہین بہتت کا سردار ہے۔ جس نے قرآن پاک کی پہلی نمونہ پیش کر کے حق و باطل کا فیصلہ عجبشہ کے واسطے کر دیا اور عمدہ شاہدین پیش کر دیں۔

اما بعد۔ حیرت یہ ارادہ کیا کہ ان مدعوں کی کچھ تفسیر نہ کرے یہ کام نہایت مشکل اور اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کی وجہ سے نہایت دشوار ہے لیکن بھر دوسرے پر خدا پاک کے اسکی ہمت کیا۔ اب دعا خدا سے پاک ہے کہ یہ لفیل جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عاجز سے یہ کار امتقام کو پہنچا دے اور مقبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ ان مصرعوں کے معنی ظاہر بظاہر تو بہت سادہ ہیں۔ لیکن نظر غور سے اگر اس کے معنوں کی تلاش کی جاوے تو بہت شاندار ہیں۔ اب اس جگہ تھوڑی سی حالت دین کی لکھنا ضرور ہے تا یہ امر ظاہر ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کے بعد دین کی کیا حالت ہو گئی تھی اور کیسے کیسے آلام میں مبتلا تھا۔ دھو ہذا

خاندان بنی امیہ کو بااستثنا چند اسلام سے سخت دشمنی تھی۔ اور اگر خاندان بنی امیہ قدم اسلام کے اندر نہ ہوتا تو اس میں شک ہیں کہ اسلام کو اس قدر نقصان اٹھانا نہ پڑتا۔ اور اگر میں تاریخ و واقعات اور بادشاہان بنی امیہ کے حالات کو مفصل اس مختصر رسالہ میں لکھوں تو بہت طویل ہو جائے گا۔ مختصر یہ کہ رسول اسلام کی آنکھیں بند ہونی تھیں کہ عالم اسلام میں فتنہ و فساد کی آندھیاں چلنے لگیں۔ اسلام کے مقابلہ میں وہ کینہ و یرینہ جواب تک بنی امیہ کے دلوں میں آتش زہر خاک کی طرح چھپی ہوئی تھی شعلہ در ہو گئی۔ مولفۃ القلوب منافقین جن کو رسول اللہ نے مصالح ظاہری کے خیال سے مال و زر کی بوجھار سے اب تک موافق رکھا تھا رسول اللہ کی وفات کے بعد اپنے دنی مقاصد کے

سرا بخلم کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اور ان کے دل میں اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے منصوبے بندھ گئے۔ دوسری طرف بنی ہاشم کی ممتاز فز میں جنگ بدر و احد کے کفار و مشرکین کے خون کی ذمہ داری تھیں اور اب تک اسلامی ترقیوں کا سہرا بڑی حد تک انکے سر تھا۔ اس کی وجہ سے مقتول کفار کے ورثہ کے دلوں میں ظاہری اسلام لانے کے بعد بھی ان کا بغض و عناد جگہ کئے ہوئے تھا۔ حیات رسول اللہؐ میں پوری کوشش کی گئی کہ ان افراد کی اہانت و تذلیل کی جائے۔ مگر وحی کا نہ ٹوٹنے والا سلسلہ اور رسولؐ کی نہ چپ رہنے والی زبان ان کی مدح و ثنا کے دفتر کھولے ہوئے دشمنوں کی محنتوں پر پانی پھیرتی رہتی تھی۔ بلکہ یہاں تک خداے پاک نے حکم دے دیا کہ اے رسولؐ اپنی رسالت کی خدمت کا عوض کچھ اور مسلمانوں سے نہ مانگو بلکہ صرف محبت اور خلوص اپنے اقرباء کے ساتھ طلب کرو ”فَلَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ بَيْنَ الْفُرْقَانِ“ اہلبیت سے دشمنی، بغض و حسد اور اس کے ساتھ اسلام کی دشمنی و عناد نے عجیب عجیب صورتیں اختیار کیں جس کے ساتھ ملک و دولت اور نظم و نسق عالم کی طبع نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ اسلام اور اُس کے خاموش محافظوں کے برخلاف مخالفت کا وہ طوفان برپا ہو گیا کہ عظمت اللہ یمرودہ حکیم اسلام خاموش طرز عمل سے اسلام کی حفاظت کر رہا تھا ورنہ اسلام مٹ چکا تھا اور صفحہ دنیا بس دقت شریعت اسلامیہ کے نقش سے سادہ نظر آتی۔ بنی امیہ نے جن کی عداوت اسلام کے لئے ضرب اٹھل ہے اور رسول اللہؐ کو جن کے ہاتھوں سے سخت ترین مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا۔ خلافت اہل کے زمانہ میں اسلام کے مٹانے کے لئے مکر و تزویر کا جال پھیلا دیا۔ یعنی ابوسفیان جو اُس وقت اُس مکر و ہ کا بزرگ خاندان تھا۔ وہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ کے پاس آکر کہنے لگا ”بڑے افسوس کی بات ہے کہ خلافت کے بارے میں تم لوگوں پر سب سے ذلیل خاندان قریش کا غالبہ آگیا۔ خدا کی قسم میں تمہاری مدد کے لئے زمین حجاز کو سوار و پیادہ سے بھر دوں گا و دیکھو استیعاب مطبوعہ دائرۃ المعارف جلد اول ص ۳۲۵) یہ وہ سمیت آمیز اور نہر ہلاک تھیں کہ اگر چل جاتا تو اسلام کا خاتمہ ہی تھا کیونکہ وہ اعراب جو اسلامی تعلیمات و اخلاق سے ابھی نئے نئے آشنا ہوئے تھے اور اس کو بارگراں سمجھتے تھے کسی غیر معمولی سی خانہ جنگی کے بعد فوراً اسلام کو خیر باد کہہ دیتے۔ تھوڑے بہت جو مسلمان باقی رہتے وہ طرفین کے جنگ و جدال

یہ کام آتے اور اسلام کا آج دنیا میں کوئی نام لینے والا نہ ہوتا۔ لیکن امیر المومنینؑ کی بصیرت  
افرد نظر شعلہ کے کلام سے پہلے اس کے ضمیر کو دیکھ رہی تھی۔ لہذا جو اب میں وہ سخت لہجہ  
اختیار کیا کہ دوبارہ ایسے کلام کی جرأت نہ ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ تو ہمیشہ اسلام کا دشمن  
رہا ہے اور جو میرے سامنے سے دینی امیر کی اس سازش سے ان کے سچے اور خاص  
ہمدرد اسلام ہونے کا پتہ چلتا ہے، تا ریخوں کا دفتر ان تمام واقعات سے بھرا پڑا ہے  
یہ اتاریں گے، انوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

**حسینؑ کا اسلام گہرا تعلق** حسینؑ کو اسلام سے کس قدر گہرا تعلق تھا۔ اور پیغمبر اسلام

کس قدر عظمت و بزرگی آپؐ کی ثابت ہے۔ اُس کے بعد ان معصوموں کی نفسہ خود بخود  
سمجھ میں آجائے گی جس کو بہت بڑے روحانی فلاسفر نے لکھا ہے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سادات میں اہلبیتؑ کی محبت و مؤدت کے باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی محبت بے حد اور ان کی پیروی درجہ کی تعظیم و بحکم قرآن  
مجید اور احادیث رسول کریمؐ سے ثابت ہے۔ دیکھئے حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لَا  
اسْتَلِكُمْ عَلَيْهِ اجراً الا المودة فی القربی۔ یعنی اے رسولؐ کہہ دو کہ میں تبلیغ احکام  
میں تم سے کچھ بھی مزدوری نہیں چاہتا۔ ہاں اپنے قرات مندوں کی محبت کہ انھیں تم لوگ  
دل سے دوست رکھو۔ اس آیت پاک کی تفسیر میں صاحب کشاف فرماتے ہیں کہ اتنی  
کے نزول کے بعد صحابہ نے عرض کی۔ اے رسولؐ آپ کے قرابت مند کون ہیں جن کی محبت  
و تعظیم و تکریم ہم پر واجب کی گئی ہے۔ فرمایا علیؑ و فاطمہؑ اور اُن کے دونوں کے یعنی  
حسنؑ و حسینؑ، کشاف کی ایک اور روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں  
کہ اپنے پیارے خدا کو پیار کرو تا کہ صبح کو خدا کی نعمت کا شکر ادا ہو اور نصفہ خدا کی دوستی  
کی وجہ سے دوست رکھو اور میری اولاد کو میری محبت کی وجہ سے پیار کرو۔ اس سے معلوم  
ہو کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرے اُسے آپؐ کی خوشنودی کے  
لیے ضرور ہونا کہ آپؐ کے فرزندوں کو دل و جان سے دوست رکھے۔ صاحب کشاف زاہد یہ  
تفصیل کرتے ہیں کہ جو شخص اہلبیتؑ کو پیار کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اُن کے ساتھ نیک  
سلوک کرتا ہے تو خدا اُسے رحمت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ کشاف کے دوسرے موقع

میں یوں منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اسے لوگو ہو شیاد ہو محمدؐ کی اولاد کی محبت برہنہ ہو  
مرے گھائیں کا خاتمہ ایمان کامل ہو گا۔ جو شخص اولاد محمدؐ کی دوستی پر جان و مال و دنیا  
قدی کے ساتھ گزرے گا۔ محمدؐ کی اولاد کی دوستی پر مرنا شہادت کا ذریعہ ہے جو اولاد  
محمدؐ کی دوستی پر جان و مال قربان کرے گا اُسے جنت میں ایسے بناؤ سنگار کے ساتھ  
بھیجیں گے جیسے دہن کو آراستہ کر کے شوہر کے گھر بھیجتے ہیں۔ تم میں سے جو کوئی محمدؐ  
کے فرزندوں کی محبت میں مرے گا ابھست و اکھمت کے طریقہ پر مرے گا۔

کتاب اشرف النبوت میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
و سلم نے امام حسنؑ و امام حسینؑ کو پکڑ کر فرمایا کہ جس نے مجھے اور ان دونوں بچوں اور انکے  
ماں باپ کو دوست رکھا وہ قیامت کے روز ضرور میرے ساتھ بہشت میں داخل ہو گا۔

اشرف النبوت میں یہ بھی مرقوم ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت کے روز میں چار قسم کے لوگوں  
کا ضرور شفیق ہوں گا۔ اگرچہ تمام اہل زمین کے گناہ اپنے ہمراہ لے کر آویں۔ پہلا وہ گروہ جو  
میری اولاد کی محبت و تعظیم کرے۔ دوسرا جو ان کو دل و جان سے زیادہ دوست رکھے اور میرے  
دفعہ میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم میں ۱۰۰ سال بعد  
چھوڑے جاتا ہوں (۱) خدا کی کتاب (۲) اپنی عمرت۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوط پڑھے

رہو گے میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ کثافت اور اشرف النبوت سے نقل کیا گیا ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے اہلبیت پرستم کیا اور میری اولاد پر ایذا رسانی  
کا درپے ہوا اُس پر یقیناً جنت حرام ہے۔ شواہد النبوت میں وارد ہے کہ ایک دن رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسینؑ کو اپنے دائیں ران پر اور اپنے صاحبزادے ابراہیمؑ  
کو بائیں ران پر بٹھائے ہوئے تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جبریلؑ اُٹے اور سلام کے  
بعد عرض کی کہ خدا اے تقا لے آپ کے لئے ان دونوں کو جمع نہ کرے گا۔ ضرور ان میں سے ایک

کو آپ سے لے لیگا۔ اب آپ ان دونوں میں سے جسے چاہیں اپنے پاس رکھنا پسند و اختیار  
کر لیں۔ آپ نے خیال فرمایا کہ حسینؑ کے فوت ہونے سے صرف مجھ ہی کو سوز و گداز نہ ہو گا  
بلکہ مجھ سے زائد اُن کے فراق میں علیؑ و فاطمہؑ بیزار ہوں گے۔ اور ابراہیمؑ کے انتقال سے  
زیادہ میری ہی رگ جان کو نشتر الم ہو گا۔ پس میں نے اپنے رنج و غم کو علیؑ و فاطمہؑ کے غم و  
الم پر ترجیح دے کر حسینؑ کو اختیار کیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے تیسرے دن حضرت ابراہیمؑ کا

انتقال ہو گیا۔ یوں تو ہزار احادیث و واقعات جناب امام حسین علیہ السلام کی شان پاک میں وارد ہوئے ہیں۔ مگر بظہر اختصار یہ چند حدیثیں بطور نمونہ کے بیان کی گئیں۔ اب ناظرین کرام کو پوری طور سے جناب امام حسین علیہ السلام کے حالات پر روشنی پڑتی ہے کہ اس ذات پاکہ۔ لہذا حضرت سرور کائنات فرمودات اور اسلام سے کیا تعلق تھا۔ قرآن پاک میں بہت سی جگہ خداوند قدوس نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ بندہ کو کسی باطل توت کا خوف دل میں نہیں لانا چاہئے اور نہ کسی شخصیت سے مرعوب ہونا چاہئے۔ اگر خوف کھانے اور ڈرنے کے لائق بت تو وہی خداوند قدوس ہے اور ہر مصیبت میں صبر و شکر کے ساتھ راضی رہنا چاہئے۔ خداوند کریم نے ایک جگہ یوں فرمایا ہے کہ ہم اپنے بندوں کو آزمانے میں خوف و بھوک اور نقصان مال و تلف نفس اور اولاد کی موت سے لیکن جو بندے کہ صابر و شاکر ہیں، و کہتے ہیں کہ سب چیز اللہ کی ہے اور اوس کی طرف لوٹ جانے والی ہے۔ خدا کی طرف سے ان کو نجات ہو۔ آیت پاک یہ ہے۔ **وَالْبُلُو نَكْفُتُهُ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصِ مَنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَنَبْتَ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمْ مَصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْبَاقِ**۔ ناظرین غور فرمائیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کیا اس آیت پاک کا غلی نمونہ دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا؟

اب اس جگہ پر یزید کی مدکاریوں اور کفر کا تذکرہ کرنا واقعات کے اصلی پہلو پر **یزید کا کفر** پہنچنے کے لئے ضروری ہے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ایسے وقت میں حضرت امام حسین علیہ السلام پر اپنی جان قربان کر کے اسلام کو بچانا ضروری و لازمی تھا۔ مورخین کے بیان کے مطابق یزید ایک نہایت بد اخلاق اور سیہ کار شخص تھا۔ اس کی دوا لہو سیوں اور عیاشیوں کے واقعات ایسے ہیں کہ انھیں دیکھ کر اور سن کر تہذیب تکلیف بند کر لے۔ اور شرانت کاؤں میں انجھیاں دے لے۔ اس کا نہ کوئی مذہب تھا اور نہ کسی اخلاقی اصول کا وہ پابند تھا۔ وہ علانیہ شراب کے جام ڈھالتا۔ برہ و ظنور سے دل بہلاتا۔ بلا تکلف ماؤں۔ بہنوں اور بیٹیوں کے چمنستان حسن میں گھبھنی کرتا۔ کتوں اور بند روں کو اعزاز و تحکم کی مسندوں پر بٹھاتا۔ مولانا مہدی کرام اللہ۔ بن نبیرہ جناب مولانا عبدالحی صاحب محدث دہلوی نے کتاب سعادت کو نین میں یزید کی بد اخلاقیوں اور کفر کی بجا الہ کتاب مقاب سادات یوں تصویر کھینچی ہے کہ یزید نے زنا اور لواطت، شرب خمر و معاصی کو مباح کر دیا۔

بھائی بہنوں - اس بیٹوں میں تزویج جائز نہ کرے۔ اصول کا یہ مسئلہ ہے کہ جو شخص اللہ کے حرام کو حلال کر دے یا رسول کے احکام کو اسخفاً ترک کرے یا ان پر کسی قسم کا طعن و تشنیع کرے وہ جملہ اہل سنت و الجماعت کے بربک کافر ہو چکا۔ اور حضرت خواجہ حسن نظامی اپنی کتاب محرم نامہ میں یزید کے بد اخلاقیوں کی بے لوں تعریف اس کے تحت نشانی کے باب میں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی نین پیڑا کر وہ بادشاہت یزید ابن معاویہ کو مل گئی۔ بنی امیہ کا سب سے بڑا نامور بادشاہ تخت پر بیٹھ گیا۔ وہ سلطان بنے جس نے اپنے بڑے باپ معاویہ سے غد کی تھی کہ میں قرآن و سنت کے سوا کسی اور کسی کی پیروی نہ کروں گا۔ تم اس کو کہ جہاں کہو یہ بڑا منہ قرآن ہے۔ وہ دیکھ کر اس کی بیعت کر لیا۔ اور جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں ہے ان کو اپنے لئے حلال سمجھا۔ تم کو نماز کا حکم دیتا ہے۔ مگر وہ نہیں پڑھتا۔ اس سے زیادہ سنت کی پیروی کیا ہوئی۔ بڑا رکال ہے۔ بڑا متوا ہے۔ سیر و شکار۔ نہنگوں کو لے کر کرتا ہے۔ کہیں نہ ہو۔ تیرا میہ کے گھر کا گوسر سب چراغ ہے ایک بڑے باپ کا بیٹا ہے۔ سدا اللہ ربنا ابن ابی طالب سے متغنی کی۔ ایک شہرہ آزد داکہ ہوتا ہے۔ سرد کا ماتہ سونے عرب داہم کو ہمیشہ آزار پہنچائے۔ آفرین کہو کہ یہ آدم خور داکہ بدورش یافتہ ہے ایسے مجموعہ صفات پر درختاں کو لوگ ملعون کہتے ہیں۔ یلید کہتے ہیں۔ تم نہ کہو کہ دوزخ کے سب سے بڑے شہریار کی شان میں تم کو زبان کھولنے کا حق نہیں ہے۔ یہ یہ یزید کے افعال، اور یہی یزید چاہتا ہے بیعت لینا جناب امام حسین علیہ السلام سے۔ اور اس کو ہے دعوای خلافت۔ یہ مردود خلیفہ و نائب رسول ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور اسلامی حکومت و خلافت کی باگ ایسے کے ہاتھ میں ہے کہ حقا کہ بناے مالہ است حسین تو بے شک یہ کوئی شاعری نہیں ہے بلکہ واقعہ ہے۔ کہو کہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس قوم کا بادشاہ یا خلیفہ یا سردار جس طریقہ کو اختیار کرتا ہے اور علی غم نہ۔ پیش کرتا ہے تمام جی زیادہ تر اسی کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور اسی کی پیروی کرتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر حسین اس فعل پر یزید کے معرض نہ ہوتے

حکام احباب اسلام پہنچا اور یزید کی بیعت کر لیتے تو کیا اسلام کا وجود باقی رہ سکتا؟ میں کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں۔ اس لئے حسین نے اپنی جان دے کر اسلام کو زندہ کیا۔ اور کلمہ توحید

کو ہمیشہ کے واسطے قائم کر دیا۔ نہ ایسی ہنرمندان قریانی کی ضرورت حضرت کو نہ ہوتی۔ حسینؑ کے ہر فعل و عمل سے قرآن پاک کے احکامات کی روشنی نمایاں تھی۔ اس لئے خواجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ”دین است حسینؑ“۔ اور یہ عام بات ہے کہ جب کوئی شخص خوف و آلام میں گرفتار ہوتا ہے تو کسی ایسے آغوش میں پناہ گزیں ہوتا ہے جس سے کہ اسے نجات کی امید ہوتی ہے۔ جس لئے اس وقت اسلام مصیبت و پریشانی کی حالت میں جناب امام علیہ السلام کے آغوش میں پناہ گزیں تھا۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ”دین پناہ است حسینؑ“ جو نہ کہ یزید لعین یہ جانتا تھا کہ میری ان بد افالیوں پر جناب امام حسینؑ نہیں ہیں۔ اس لئے انھوں نے میری بیعت نہیں کی۔ یہ ایسا کانٹا ہے جس کو نکالنا چاہئے یا کم سے کم کسی طور سے جناب امام علیہ السلام میرے نقش قدم پر چلنے کو طیار ہو جاویں۔ چنانچہ اس کے واسطے بہت بڑا اہتمام کیا گیا۔ گزشتہ تاریخ اور اسلام کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے ہر با بصیرت شخص سمجھ سکتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کا فرزند اور رسولؐ کے خاندان کا سب سے بزرگ مرتبہ شخص اگر اس حالتوں کی موجودگی میں یزید کی بیعت کر لیتا تو کیا اسلام کا نام بھی عالم میں باقی رہ سکتا تھا؟ ہر گز نہیں۔ حسینؑ کی غیرت و حمیت و اسلامیت کبھی اس کو گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ وہ اپنی آنکھوں سے رسولؐ کے دین کو برباد ہوتے ہوئے دیکھیں اور سبکدوش کریں۔ حسینؑ کا فعل کتنے گہری سیاست اور عقلمندی پر مبنی تھا چنانچہ کربلا کے واقعہ نے یزید کے کفر و فسق و فجور کو طشت از بازم کر دیا اور امام علیہ السلام کی شہادت نے عالم کی آنکھیں کھول دیں۔ کربلا میں مظالم کا خاتمہ ہوا۔ ایک طرف شام و کوفہ کے لشکر کی بے رحمی و وحشیانہ برتاؤ اور تنگ انسانیت افعال۔ دوسری طرف حسینؑ اور ان کے اہل گھریلوں پر شمار کر لینے کے قابل رفقاء کا صبر و تحمل۔ ثبات قدم، وفاداری اس دنیا کے سامنے حق و باطل کو علیحدہ سے علیحدہ کر کے پیش کر دیا۔ غفلت و لاعلمی کے وہ گہرے پردے جو آنکھوں پر پڑے ہوئے تھے ایک مرتبہ اٹھ گئے اور حقیقت کا چہرہ صاف نظر آنے لگا۔ اہل اسلام اس وقت جس نفا میں پرورش پا رہے تھے اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ شریعت اسلام کا نام و نشان تلب باقی نہ رہتا اور دنیا کے سامنے حقیقت کے واضح ہونیکا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ سو اسے اس کے کہ حسینؑ نے اختیار کیا۔ اور کربلا میں عورتوں کو بچوں کو اپنے ساتھ لانے کا فلسفہ یہ تھا کہ اگر تنہا حسینؑ قتل کر دیئے جاتے تو حقیقت کی وہ تبلیغ جو

بصورت موجود ہوئی ہے نہ ہو سکتی۔ لیکن اہلسنت رسول کی اسیری اور ان کو ہر کوچہ و بازار میں پھرائے جانے اور اس پر ان کے صبر و ضبط، حلم و غضب اور جابجائی معارف و حقائق سے مملو خطبوں نے حقائق اسلام پر ایک عالمگیر روشنی ڈال دی اور اس لئے خواجہ صاحب نے فرمایا ”سرداد نہ داد دست در دست یزید و حقائق نہ بناے لہذا است حسین“

اے حسین ابن علیؑ میرا سلام آپ پر ہو۔ آپ نے جان و مال، آبرو ہر چیز کو اسلام پر فدا کر دیا۔ آپ نے اپنے نانا کی مشرکت کے مقابل میں کسی چیز کو عزہ نہ نہیں کیا۔ آپ نے دنیا کو حقیقی توحید نہ بھولنے والا سبق یاد دلایا آپ بظاہر خود مرٹ گئے مگر اسلام کو زندہ کر گئے۔ آپ کے ہر خون کا قطرہ جو کر بلا کی زمین پر گر رہا تھا شریعت میں ایک روح بھونک رہا تھا۔ مذہب آپ کا رہن منت ہے اور اسلام آپ کے احساس سے سر نہیں اٹھ سکتا۔ خدا آپ کے سامنے ہماری طرف سے درود کا تحفہ پیش کرے۔ فقط

اب یہ عاجز بہ امید مغفرت بزرگوں کے چند مصرعوں پر فائدہ کرتا ہے  
 الہی محبت بنی فاطمہؑ کہ بر قول ایمان بنی خاتمہؑ یارب برسات رسول انشیں ثنات عرا کشفہ بہ روح حسین  
 اگر دعوت رکھنی در قبول۔ من دوست دامن آل رسول  
 عسایں دو حصہ کن مومنان۔ عینے حسن پر غش دینے حسین  
 ناچیز :- عبد المجید رشیدی ماہ پوری

## شیعوں کی گالیان

### تبراً - لعنت اور قرآن مجید

برادران اسلام! آج چند شیعوں کی ضد میں تبراً اور لعنت کو شنی بھائیوں کی طرف سے کاڈا کہا جاتا ہے اور یہ کہنے والے اُن پڑھ جابل نہیں ہیں بلکہ بڑے بڑے مولوی، مولانا اور سنی اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان ہیں جو دنیا کے محض تھوڑے سے فائدے کے لئے تمام مسلمانوں کی عافیت کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ شنی اور حنفی بھائیوں کے لئے یہ نہایت شرم اور انہیس کی بات ہے کہ وہ صرف تھوڑے سے شیعوں کی ضد میں اللہ پاک - رسول مقبول اور سیدنا حضرت ابراہیم دجن کی ملت حنیف میں اللہ پاک نے تمام مسلمانوں کو قرار دیا ہے اور جن کی سنت کے اتباع کا تمام مسلمانوں کو قرآن پاک میں حکم دیا ہے، سیدنا حضرت داؤد - سیدنا حضرت عیسیٰ سب کو گالی بکنے والا قرار دیں۔ اور معاذ اللہ معاذ اللہ قرآن پاک کو گالیوں کی کتاب کہیں



کیونکہ قرآن شریف میں پچاسوں جگہ اللہ تعالیٰ نے خود بھی لعنت فرمائی ہے اور اپنے ملائکہ سے بھی لعنت بھجوائی ہے اور اپنے پیغمبروں اور تمام بندوں سے لعنت کرائی ہے۔ سیدنا امیر اہم علیہ السلام کا تبراہ قرآن شریف میں کئی جگہ موجود ہے (دیکھو پلا سورہ توبہ رکوع ۱۴- آیت ۱۱۴) جس میں سے کچھ مقامات قرآن پاک سے جھانٹ کر ملاحظہ فرمادیں۔ دوسرہ در کوع و آیت مولانا شاہ حضرت اشرف علی صاحب تھانوی، قادری چشتی دام ظلہ کے ترجمہ کے ساتھ ذیل میں پیش کرنے کے بعد نام نہاد اور گندم نما جو فردش مولوی صاحبان و ادیٹران اجناس کے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ اگر تبراہ اور لعنت گالی ہے تو آپ کا خدا۔ آپ کے پیغمبر۔ آپ کے فرشتے اور آپ کی کتاب (جس پر آپ ایمان رکھتے ہیں اور جس کا آپ روزِ کلمہ پڑھتے ہیں) کیا معاذ اللہ یہ سب کے سب گالیاں بکنے والے ہیں یہ مولوی صاحبان آج شنی بھائیوں کو درِ غلا کر کچھ ملے گی لیکن کل خدا اور رسول کو کیا منہ دکھائیں گے اور اس کا کیا جواب دیں گے جب یہ قرآن پاک میں ایک پورا سورہ تبراہ سے کامو جو ہے جس کا دوسرا نام سورہ توبہ ہے اور قرآن پاک کی وہ سورہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یعنی سورہ محمدؐ۔ اس میں بھی اللہ پاک نے منافقوں پر لعنت بھیجی ہے (دیکھو پلا ۲۶- سورہ محمد رکوع ۳- آیت ۲۳) اگر لعنت گالی ہوتی تو پھر قرآن پاک میں یا محمدؐ (رسول اللہ صلعم) کے نام سے جو سورہ موسوم ہے اس میں وہ لفظ ہو سکتا تھا۔

برادران اسلام! اگر تم خود بڑھے کچھ نہیں ہو تو تمہاری قوم میں خدا کے فضل سے حافظوں کی کمی نہیں ہے۔ تم ان سے دریافت کرنا کہ جن آیتوں کا حوالہ اور ذکر کیا جا رہا ہے وہ قرآن کی آیتیں ہیں یا نہیں۔ برادران اسلام! آج تم نے ایک نئی بات کی ابتداء کر کے بظاہر بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ لیکن ذرا اس کے نتیجہ پر غور کرو کہ جو بات آج تک کبھی ہندوستان میں کیا تمام دنیا میں نہیں ہوئی تھی وہ ان مولوی صاحبان کی بدولت سفیر تاریخ میں ہمیشہ کے لئے ثبت ہو گئی۔ اگر صرف ایک ہی مرتبہ کے لعنت پڑھنے پر ایک ایک شیعہ جیل بھیجا گیا ہے جب بھی تین ہزار مرتبہ پیشوا یاں دین کو مہن ان مولوی صاحبان کی بدولت علانیہ معاذ اللہ لعنت بھیجی گئی۔ اور ۶- شہرستان در مشہور عالم حاجی شاہ محمد مسلم صاحب جون پوری۔ عبدالمنان صاحب جون پوری۔ عبدالحق صاحب جون پوری۔ حاجی محمد صوفی صاحب اور ایک انگریز یہ سب شیعہ ہو گئے اور فوراً ہی جیل روانہ ہو گئے۔ یہ سب واقعات اور حقیقتیں ہیں جو نہ چھپائی

جاسکتی ہیں اور نہ جن پر پردہ ڈالا جاسکتا ہے۔ یہ سب انھیں مولوی صاحبان کی برکات میں اور آگے آگے دیکھے ہوتا ہے کیا۔

برادران اسلام! چونکہ اور ہشیار ہو۔ ایسے مولویوں کا بالکل بائیکاٹ کرو جن کو کبھی اس کی فکر نہیں ہوئی کہ جاپان چین کے مسلمانوں کو تباہ کر رہا ہے۔ اٹلی یورپ کی واحد اسلامی سلطنت البانیہ کا خاتمہ کئے دیتا ہے۔ انگریز فلسطین کے مسلمانوں کو رات دن گولیوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ خود ہندوستان میں حیدر آباد کی اسلامی سلطنت پر اختیار چڑھائی کر رہے ہیں۔ شہید گنج کی مسجد۔ اجدوہیا کی شاہی مسجد یہ کتنے مظالم ہوئے۔ خاص تمہارے صوبہ میں بعض مقامات پر گامے کی قربانی خانہ مابند ہو گئی۔ لیکن ان مولوی صاحبان کو ذرا فکر نہ ہوئی۔ لیکن مح صحابہ اور برے بازی میں کتنے جیل خانہ بھر دیئے گئے۔

کیا رسول پاک۔ اہلبیت اطہار۔ اصحاب کبار۔ انصار اہل بیت کی پاک روحیں ان مولویوں کی بے دقت کی شہنائی سے ناخوش ہو کر یہ کہتی ہوئی کہ تم لوگ ہم کو شہادت کے بعد بھی چین نہیں لینے دیتے اور کفار و مشرکین سے بھی زیادہ ہمارے دشمن ہو۔ برادران اسلام! زمانہ کی حالت اور اپنے بھائیوں کی ذہنیت کو دیکھتے ہوئے آخر میں آپ سے یہ گزارش بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن پاک کی آیتیں اور اس کے الفاظ جس کو آج کل معاذ اللہ گالی کہا جا رہا ہے ان کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا ہے کہ غیر طہارت اور وضو اسکو چھونے کا بھی حکم نہیں لایمستہ الا المظہرون (پ ۲۷ سورہ واقعہ آیت ۷۸ رکوع ۳) ترجمہ: اس کو درہی شخص چھوئے جو ظاہر ہو اور وضو کئے ہوئے ہو تو لھذا اس پر جرم کو بڑھانے کے بعد بے احتیاطی سے نہ ڈال دیجئے جس سے اللہ پاک کے کلام شریف کے ساتھ بے ادبی ہو۔ ورنہ مواخذہ دار آپ ٹھہریں گے لا والسلام راقم آپ کا ہمدرد بھائی مصطفیٰ الہ آبادی

لے کر ہمیں مذہب دہیں لا۔ کار امت خراب خواہد شد

پہلا	دوسرا	تیسرا	چوتھا	پنجم	عبارت آیت (قرآن مجید)	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
۱	۱	۱۱	۸۸	۱	لَعَنَهُمُ اللَّهُ يَحْفَرُهُمْ فَتَلِيلًا	لَعَنَهُمُ اللَّهُ يَحْفَرُهُمْ فَتَلِيلًا
۲	۱	۴	۸۹	۲	مَا يُؤْمِنُونَ	مَا يُؤْمِنُونَ
					فَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ	فَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ

لَعَنَهُمُ اللَّهُ يَحْفَرُهُمْ فَتَلِيلًا  
مَا يُؤْمِنُونَ  
فَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ

صفحہ	آیت	تفسیر	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
۳	۲	بقدرہ	۱۵۹
۴	۲	بقدرہ	۱۶۱
۵	۲	۰	۱۶۶
۶	۲	۰	۱۶۷
۷	۳	آل عمران	۹۱
۸	۳	آل عمران	۸۷
۹	۵	نساء	۳۶

عبارت آیت (قرآن مجید)

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی  
قادری۔ جشتی۔ حنفی

ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے  
اور لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔

ایسے لوگوں پر لعنت اللہ کی اور فرشتوں  
کی اور آدمیوں کی بھی سب کی ہے۔

جبکہ وہ لوگوں کو گناہات مانگے ہو جائیں  
ہم بھی ان سے مانگے ہو جائیں۔

جیسا کہ ہم سے مانگے ہو جائیں  
پس جو شخص آپ سے عیسے کے

باب میں جنت کرے آپ کے پاس  
علم آئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے

کہ آجائے ہم بلا لیں اپنے بیٹوں کو  
اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی

عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو  
اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے

تنوں کو پھر ہم خوب دل سے دعا  
کریں اس طود پر کہ اللہ کی لعنت

بھیجیں ان پر جو ناجی ہوں ۹۰۸۹

ایسے لوگوں کی نرا ہے کہ ان پر  
اللہ تعالیٰ بھی لعنت ہوتی ہے

اور فرشتوں کی بھی اور آدمیوں  
کی بھی سب کی۔ ۹۶

أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ  
وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنُونَ

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمُ لَعْنَةُ اللَّهِ  
وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ  
كَفَرُوا فَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّأُوا مِنْهَا

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ  
بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ

فَقُلْ لَّعَنَّا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا  
وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا

وَنِسَاءَكُمْ وَالْفُسُوقَ  
وَالْفُسُوكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلُ

فَنَجْعَلُ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى  
الْكَاذِبِينَ

أُولَٰئِكَ جَزَاءُ هُمُ آتٍ  
عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ

وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ  
أَجْمَعِينَ

وَلَكِنْ لَعْنَهُمُ اللَّهُ  
بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ

نمبر	صفحہ	تفسیر	عبارت آیت (قرآن مجید)	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
۹	۵	نساء ۷۶	إِلَّا قَلِيلًا	اب وہ ایمان نہ لائیں گے مگر محدود سے آدمی ۱۳۵
۱۰	۵	نساء ۷۷	أَوْ نُلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ	یا اُن پر ہم ایسی لعنت کر دیں جیسی لعنت اُن ہفتہ والوں پر کی گئی تھی
۱۱	۵	نساء ۷۸	أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ نَصِيرًا	یہ لوگ وہ ہیں جن کو خدا تعالیٰ ملعون بنادیا ہے اور نہ اس کے مددگار بنادے اس کا کوئی حامی نہ پاو گے
۱۲	۵	نساء ۱۳۱	وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُسْعِدًا فَجَاءَ آءٌ لَا يُجْزِيهِ مَالُهُ أَوْ يَنِصَّبْ لِغَضَبِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَآعْدَ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا	اور جو شخص کسی مسلمان کو قتل کر ڈالے تو اس کی سزا بہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی میں رہنا اور اسی پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہونگے اور اس کو اپنی جنت سے دور کر دیں گے اور اس کے لئے بڑا سزا کا سامان کر دیں گے۔ ۱۳۶
۱۳	۵	نساء ۱۱۸	لَعْنَةُ اللَّهِ وَتَالِ الْأَحْقَدِ مِنَ عِبَادِكَ لَيَصِينَا مَقْرُوضًا	جس کو خدا تعالیٰ اپنی ربت سے دور ڈال رکھتا ہے اور اس سے کہا تھا کہ میں ضرور تیرے بندوں میں سے اپنا مقروضہ وصول کرتا ہوں گا
۱۴	۶	مائدہ ۳	فَمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَسِيَةً	تو صرف اُن کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے اُن کو اپنی ربت سے دور کر دیا ۱۴۴

صفحہ	پارا	تفسیر	جہارت آیت (قرآن مجید)	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی	
۱۵	۶	مائدہ ۹	۶۱	تَلْ هَلْ اُنْتُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ مَنۢ اَعْنٰهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَیْهِ	آپ کہتے کہ کیا میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو اس سے بھی خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ بُرا ہو۔ وہ اُن اشخاص کا طریقہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا ہو اور اُن پر غضب فرمایا ہو۔ ص ۱۸۴
۱۶	۶	مائدہ ۹	۶۲	وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اِيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا اِمَّا قَالُوْا اَبْلُ يَدَاہُۥ مَبْسُوْطَتٰنِ	یہود نے کہا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے۔ ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت سے دور کر دیئے گئے۔ بلکہ ان کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں ص ۱۸۸
۱۷	۶	۱۱	۶۸	لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیۤ اِسْرَآئِیْلَ عَلٰۤی لِسَانِ دَاوُدَ وَ عِیْسٰی بْنِ مَرْیَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا اِلْعَادُوْنَ	بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے اُن پر لعنت کی گئی تھی داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انھوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے بچل گئے
۱۸	۸	اعزاب ۴	۳۸	كُلَّمَا رَاٰ خَلْقًا اٰمَنَةً نَّعَثَتْ اٰخُتَهَا	جس وقت بھی کوئی جماعت دوزخ میں داخل ہوگی اپنی جیسی دوسری جماعت پر لعنت کرے گی۔ ص ۲۲۵
۱۹	۸	۵	۴۴	فَاَذِّنْ مُّوَدِّنَ بَيْنَهُمۡ اَنْ نَّعُوْذَ اللّٰهَ عَلَی الْفٰلِیْنِ	ایک بکار نے والد دونوں (اہل جنت و اہل دوزخ) کے درمیان میں بکار لگا کر اللہ کی ماری ہو اُن ظالموں پر

تہذیب	نمبر	تہذیب	نمبر	عبارت آیت دترآن مجید	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی۔ قادر علی۔ حیدری۔ حنفی
۲۰	۱۰	توبہ	۱	بَرَاءَةٌ بَيْنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدُوا دُثْمَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ	اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اُن مشرکین سے دست برداری ہے جن سے تم نے عہد کر رکھا تھا ۲۹۷
۲۱	۱۰	"	۹	وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَا جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ	اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفر کرنے والوں سے دوزخ کی آگ کا عہد کر رکھا ہے جس میں وہ بیشہ رہیں گے وہ ان کے لئے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا اور اُن کو عذاب دامی ہوگا۔ ۳۱۲
۲۲	۱۱	"	۱۲	فَلَمَّا بَيَّنَّ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ إِلَيْهِ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَوْنًا حَلِيمٌ	پھر جب اُن (حضرت ابراہیم) پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو وہ اس سے نفی بے تعلقی ہو گئے واقعی ابراہیم بڑے رحیم المزاج حکیم تھے۔ ۳۲۶
۲۳	۱۲	ہود	۲	أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ	سب سے لو کہ ایسے ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ ۳۵۵
۲۴	۱۲	"	۵	وَأُتْبِعُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	اور اُس دنیا میں بھی لعنت اُن کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت میں بھی ۳۶۳
۲۵	۱۲	"	۹	وَأُتْبِعُوا فِي هَذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَلْسَنُ الْبَرُّ قُلُوبَهُمْ	اور اس دنیا میں بھی لعنت اُن کے ساتھ ساتھ رہی ہے اور قیامت کے دن بھی بُرا انعام ہے جو اُن کو دیا گیا۔ ۳۶۷

صفحہ نمبر	آیت	ترجمہ لانا شریف علی صاحب کھانوی
۲۶	۱۳	۲۵
۲۷	۱۴	۳۲
۲۸	۱۵	۳۳
۲۹	۱۶	۳۴
۳۰	۱۷	۳۵
۳۱	۱۸	۳۶
۳۲	۱۹	۳۷
۳۳	۲۰	۳۸
۳۴	۲۱	۳۹
۳۵	۲۲	۴۰
۳۶	۲۳	۴۱
۳۷	۲۴	۴۲
۳۸	۲۵	۴۳
۳۹	۲۶	۴۴
۴۰	۲۷	۴۵
۴۱	۲۸	۴۶
۴۲	۲۹	۴۷
۴۳	۳۰	۴۸
۴۴	۳۱	۴۹
۴۵	۳۲	۵۰
۴۶	۳۳	۵۱
۴۷	۳۴	۵۲
۴۸	۳۵	۵۳
۴۹	۳۶	۵۴
۵۰	۳۷	۵۵
۵۱	۳۸	۵۶
۵۲	۳۹	۵۷
۵۳	۴۰	۵۸
۵۴	۴۱	۵۹
۵۵	۴۲	۶۰
۵۶	۴۳	۶۱
۵۷	۴۴	۶۲
۵۸	۴۵	۶۳
۵۹	۴۶	۶۴
۶۰	۴۷	۶۵
۶۱	۴۸	۶۶
۶۲	۴۹	۶۷
۶۳	۵۰	۶۸
۶۴	۵۱	۶۹
۶۵	۵۲	۷۰
۶۶	۵۳	۷۱
۶۷	۵۴	۷۲
۶۸	۵۵	۷۳
۶۹	۵۶	۷۴
۷۰	۵۷	۷۵
۷۱	۵۸	۷۶
۷۲	۵۹	۷۷
۷۳	۶۰	۷۸
۷۴	۶۱	۷۹
۷۵	۶۲	۸۰
۷۶	۶۳	۸۱
۷۷	۶۴	۸۲
۷۸	۶۵	۸۳
۷۹	۶۶	۸۴
۸۰	۶۷	۸۵
۸۱	۶۸	۸۶
۸۲	۶۹	۸۷
۸۳	۷۰	۸۸
۸۴	۷۱	۸۹
۸۵	۷۲	۹۰
۸۶	۷۳	۹۱
۸۷	۷۴	۹۲
۸۸	۷۵	۹۳
۸۹	۷۶	۹۴
۹۰	۷۷	۹۵
۹۱	۷۸	۹۶
۹۲	۷۹	۹۷
۹۳	۸۰	۹۸
۹۴	۸۱	۹۹
۹۵	۸۲	۱۰۰
۹۶	۸۳	۱۰۱
۹۷	۸۴	۱۰۲
۹۸	۸۵	۱۰۳
۹۹	۸۶	۱۰۴
۱۰۰	۸۷	۱۰۵
۱۰۱	۸۸	۱۰۶
۱۰۲	۸۹	۱۰۷
۱۰۳	۹۰	۱۰۸
۱۰۴	۹۱	۱۰۹
۱۰۵	۹۲	۱۱۰
۱۰۶	۹۳	۱۱۱
۱۰۷	۹۴	۱۱۲
۱۰۸	۹۵	۱۱۳
۱۰۹	۹۶	۱۱۴
۱۱۰	۹۷	۱۱۵
۱۱۱	۹۸	۱۱۶
۱۱۲	۹۹	۱۱۷
۱۱۳	۱۰۰	۱۱۸
۱۱۴	۱۰۱	۱۱۹
۱۱۵	۱۰۲	۱۲۰
۱۱۶	۱۰۳	۱۲۱
۱۱۷	۱۰۴	۱۲۲
۱۱۸	۱۰۵	۱۲۳
۱۱۹	۱۰۶	۱۲۴
۱۲۰	۱۰۷	۱۲۵
۱۲۱	۱۰۸	۱۲۶
۱۲۲	۱۰۹	۱۲۷
۱۲۳	۱۱۰	۱۲۸
۱۲۴	۱۱۱	۱۲۹
۱۲۵	۱۱۲	۱۳۰
۱۲۶	۱۱۳	۱۳۱
۱۲۷	۱۱۴	۱۳۲
۱۲۸	۱۱۵	۱۳۳
۱۲۹	۱۱۶	۱۳۴
۱۳۰	۱۱۷	۱۳۵
۱۳۱	۱۱۸	۱۳۶
۱۳۲	۱۱۹	۱۳۷
۱۳۳	۱۲۰	۱۳۸
۱۳۴	۱۲۱	۱۳۹
۱۳۵	۱۲۲	۱۴۰
۱۳۶	۱۲۳	۱۴۱
۱۳۷	۱۲۴	۱۴۲
۱۳۸	۱۲۵	۱۴۳
۱۳۹	۱۲۶	۱۴۴
۱۴۰	۱۲۷	۱۴۵
۱۴۱	۱۲۸	۱۴۶
۱۴۲	۱۲۹	۱۴۷
۱۴۳	۱۳۰	۱۴۸
۱۴۴	۱۳۱	۱۴۹
۱۴۵	۱۳۲	۱۵۰
۱۴۶	۱۳۳	۱۵۱
۱۴۷	۱۳۴	۱۵۲
۱۴۸	۱۳۵	۱۵۳
۱۴۹	۱۳۶	۱۵۴
۱۵۰	۱۳۷	۱۵۵
۱۵۱	۱۳۸	۱۵۶
۱۵۲	۱۳۹	۱۵۷
۱۵۳	۱۴۰	۱۵۸
۱۵۴	۱۴۱	۱۵۹
۱۵۵	۱۴۲	۱۶۰
۱۵۶	۱۴۳	۱۶۱
۱۵۷	۱۴۴	۱۶۲
۱۵۸	۱۴۵	۱۶۳
۱۵۹	۱۴۶	۱۶۴
۱۶۰	۱۴۷	۱۶۵
۱۶۱	۱۴۸	۱۶۶
۱۶۲	۱۴۹	۱۶۷
۱۶۳	۱۵۰	۱۶۸
۱۶۴	۱۵۱	۱۶۹
۱۶۵	۱۵۲	۱۷۰
۱۶۶	۱۵۳	۱۷۱
۱۶۷	۱۵۴	۱۷۲
۱۶۸	۱۵۵	۱۷۳
۱۶۹	۱۵۶	۱۷۴
۱۷۰	۱۵۷	۱۷۵
۱۷۱	۱۵۸	۱۷۶
۱۷۲	۱۵۹	۱۷۷
۱۷۳	۱۶۰	۱۷۸
۱۷۴	۱۶۱	۱۷۹
۱۷۵	۱۶۲	۱۸۰
۱۷۶	۱۶۳	۱۸۱
۱۷۷	۱۶۴	۱۸۲
۱۷۸	۱۶۵	۱۸۳
۱۷۹	۱۶۶	۱۸۴
۱۸۰	۱۶۷	۱۸۵
۱۸۱	۱۶۸	۱۸۶
۱۸۲	۱۶۹	۱۸۷
۱۸۳	۱۷۰	۱۸۸
۱۸۴	۱۷۱	۱۸۹
۱۸۵	۱۷۲	۱۹۰
۱۸۶	۱۷۳	۱۹۱
۱۸۷	۱۷۴	۱۹۲
۱۸۸	۱۷۵	۱۹۳
۱۸۹	۱۷۶	۱۹۴
۱۹۰	۱۷۷	۱۹۵
۱۹۱	۱۷۸	۱۹۶
۱۹۲	۱۷۹	۱۹۷
۱۹۳	۱۸۰	۱۹۸
۱۹۴	۱۸۱	۱۹۹
۱۹۵	۱۸۲	۲۰۰
۱۹۶	۱۸۳	۲۰۱
۱۹۷	۱۸۴	۲۰۲
۱۹۸	۱۸۵	۲۰۳
۱۹۹	۱۸۶	۲۰۴
۲۰۰	۱۸۷	۲۰۵
۲۰۱	۱۸۸	۲۰۶
۲۰۲	۱۸۹	۲۰۷
۲۰۳	۱۹۰	۲۰۸
۲۰۴	۱۹۱	۲۰۹
۲۰۵	۱۹۲	۲۱۰
۲۰۶	۱۹۳	۲۱۱
۲۰۷	۱۹۴	۲۱۲
۲۰۸	۱۹۵	۲۱۳
۲۰۹	۱۹۶	۲۱۴
۲۱۰	۱۹۷	۲۱۵
۲۱۱	۱۹۸	۲۱۶
۲۱۲	۱۹۹	۲۱۷
۲۱۳	۲۰۰	۲۱۸
۲۱۴	۲۰۱	۲۱۹
۲۱۵	۲۰۲	۲۲۰
۲۱۶	۲۰۳	۲۲۱
۲۱۷	۲۰۴	۲۲۲
۲۱۸	۲۰۵	۲۲۳
۲۱۹	۲۰۶	۲۲۴
۲۲۰	۲۰۷	۲۲۵
۲۲۱	۲۰۸	۲۲۶
۲۲۲	۲۰۹	۲۲۷
۲۲۳	۲۱۰	۲۲۸
۲۲۴	۲۱۱	۲۲۹
۲۲۵	۲۱۲	۲۳۰
۲۲۶	۲۱۳	۲۳۱
۲۲۷	۲۱۴	۲۳۲
۲۲۸	۲۱۵	۲۳۳
۲۲۹	۲۱۶	۲۳۴
۲۳۰	۲۱۷	۲۳۵
۲۳۱	۲۱۸	۲۳۶
۲۳۲	۲۱۹	۲۳۷
۲۳۳	۲۲۰	۲۳۸
۲۳۴	۲۲۱	۲۳۹
۲۳۵	۲۲۲	۲۴۰
۲۳۶	۲۲۳	۲۴۱
۲۳۷	۲۲۴	۲۴۲
۲۳۸	۲۲۵	۲۴۳
۲۳۹	۲۲۶	۲۴۴
۲۴۰	۲۲۷	۲۴۵
۲۴۱	۲۲۸	۲۴۶
۲۴۲	۲۲۹	۲۴۷
۲۴۳	۲۳۰	۲۴۸
۲۴۴	۲۳۱	۲۴۹
۲۴۵	۲۳۲	۲۵۰
۲۴۶	۲۳۳	۲۵۱
۲۴۷	۲۳۴	۲۵۲
۲۴۸	۲۳۵	۲۵۳
۲۴۹	۲۳۶	۲۵۴
۲۵۰	۲۳۷	۲۵۵
۲۵۱	۲۳۸	۲۵۶
۲۵۲	۲۳۹	۲۵۷
۲۵۳	۲۴۰	۲۵۸
۲۵۴	۲۴۱	۲۵۹
۲۵۵	۲۴۲	۲۶۰
۲۵۶	۲۴۳	۲۶۱
۲۵۷	۲۴۴	۲۶۲
۲۵۸	۲۴۵	۲۶۳
۲۵۹	۲۴۶	۲۶۴
۲۶۰	۲۴۷	۲۶۵
۲۶۱	۲۴۸	۲۶۶
۲۶۲	۲۴۹	۲۶۷
۲۶۳	۲۵۰	۲۶۸
۲۶۴	۲۵۱	۲۶۹
۲۶۵	۲۵۲	۲۷۰
۲۶۶	۲۵۳	۲۷۱
۲۶۷	۲۵۴	۲۷۲
۲۶۸	۲۵۵	۲۷۳
۲۶۹	۲۵۶	۲۷۴
۲۷۰	۲۵۷	۲۷۵
۲۷۱	۲۵۸	۲۷۶
۲۷۲	۲۵۹	۲۷۷
۲۷۳	۲۶۰	۲۷۸
۲۷۴	۲۶۱	۲۷۹
۲۷۵	۲۶۲	۲۸۰
۲۷۶	۲۶۳	۲۸۱
۲۷۷	۲۶۴	۲۸۲
۲۷۸	۲۶۵	۲۸۳
۲۷۹	۲۶۶	۲۸۴
۲۸۰	۲۶۷	۲۸۵
۲۸۱	۲۶۸	۲۸۶
۲۸۲	۲۶۹	۲۸۷
۲۸۳	۲۷۰	۲۸۸
۲۸۴	۲۷۱	۲۸۹
۲۸۵	۲۷۲	۲۹۰
۲۸۶	۲۷۳	۲۹۱
۲۸۷	۲۷۴	۲۹۲
۲۸۸	۲۷۵	۲۹۳
۲۸۹	۲۷۶	۲۹۴
۲۹۰	۲۷۷	۲۹۵
۲۹۱	۲۷۸	۲۹۶
۲۹۲	۲۷۹	۲۹۷
۲۹۳	۲۸۰	۲۹۸
۲۹۴	۲۸۱	۲۹۹
۲۹۵	۲۸۲	۳۰۰
۲۹۶	۲۸۳	۳۰۱
۲۹۷	۲۸۴	۳۰۲
۲۹۸	۲۸۵	۳۰۳
۲۹۹	۲۸۶	۳۰۴
۳۰۰	۲۸۷	۳۰۵
۳۰۱	۲۸۸	۳۰۶
۳۰۲	۲۸۹	۳۰۷
۳۰۳	۲۹۰	۳۰۸
۳۰۴	۲۹۱	۳۰۹
۳۰۵	۲۹۲	۳۱۰
۳۰۶	۲۹۳	۳۱۱
۳۰۷	۲۹۴	۳۱۲
۳۰۸	۲۹۵	۳۱۳
۳۰۹	۲۹۶	۳۱۴
۳۱۰	۲۹۷	۳۱۵
۳۱۱	۲۹۸	۳۱۶
۳۱۲	۲۹۹	۳۱۷
۳۱۳	۳۰۰	۳۱۸
۳۱۴	۳۰۱	۳۱۹
۳۱۵	۳۰۲	۳۲۰
۳۱۶	۳۰۳	۳۲۱
۳۱۷	۳۰۴	۳۲۲
۳۱۸	۳۰۵	۳۲۳
۳۱۹	۳۰۶	۳۲۴
۳۲۰	۳۰۷	۳۲۵
۳۲۱	۳۰۸	۳۲۶
۳۲۲	۳۰۹	۳۲۷
۳۲۳	۳۱۰	۳۲۸
۳۲۴	۳۱۱	۳۲۹
۳۲۵	۳۱۲	۳۳۰
۳۲۶	۳۱۳	۳۳۱
۳۲۷	۳۱۴	۳۳۲
۳۲۸	۳۱۵	۳۳۳
۳۲۹	۳۱۶	۳۳۴
۳۳۰	۳۱۷	۳۳۵
۳۳۱	۳۱۸	۳۳۶
۳۳۲	۳۱۹	۳۳۷
۳۳۳	۳۲۰	۳۳۸
۳۳۴	۳۲۱	۳۳۹
۳۳۵	۳۲۲	۳۴۰
۳۳۶	۳۲۳	۳۴۱
۳۳۷	۳۲۴	۳۴۲
۳۳۸	۳۲۵	۳۴۳
۳۳۹	۳۲۶	۳۴۴
۳۴۰	۳۲۷	۳۴۵
۳۴۱	۳۲۸	۳۴۶
۳۴۲	۳۲۹	۳۴۷
۳۴۳	۳۳۰	۳۴۸
۳۴۴	۳۳۱	۳۴۹
۳۴۵	۳۳۲	۳۵۰
۳۴۶	۳۳۳	۳۵۱
۳۴۷	۳۳۴	۳۵۲
۳۴۸	۳۳۵	۳۵۳
۳۴۹	۳۳۶	۳۵۴
۳۵۰	۳	

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	عبارت آیت (ترجمان مجید)	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی۔ قادری میشقی۔ حنفی
۳۱	۲۰	عَنْكَبُوت ۳	۲۵
۳۲	۲۲	۵۷	۲۳
۳۳	۲۲	۶۲	۲۴
۳۵	۲۲	۶۸	۲۵

پھر قیامت میں تم میں ایک دوسرے کا مخالف ہو جا دیگا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہو گا اور تمہارا کوئی حمایتی نہ ہو گا۔

۶۳۴ و ۶۳۵

بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ص ۶۷

وہ بھی پھٹکارے ہوئے جہاں میں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کر جائیگی۔ ص ۶۷

بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کو رشتہ سے دور کر رکھا ہے۔ اور ان کے لئے آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے۔ ص ۶۷

ادبوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں کا اور آپ بڑوں کا کہنا مانا ہمارا سوا انہوں نے ہم کو راستہ سے گرا دیا تھا ہے ہمارے رب ان کو دھری سزا دیجئے اور ان پر بڑی لعنت کیجئے۔ ص ۶۷

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ لَّيَعْنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَا كُمْ النَّاسُ وَمَا لَكُمْ مِنْ فَهْمٍ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ لَّيَعْنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَا كُمْ النَّاسُ وَمَا لَكُمْ مِنْ فَهْمٍ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ لَّيَعْنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَا كُمْ النَّاسُ وَمَا لَكُمْ مِنْ فَهْمٍ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ لَّيَعْنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَا كُمْ النَّاسُ وَمَا لَكُمْ مِنْ فَهْمٍ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا



پہلا	دوم	سوم	چہارم	پنجم	عبارت آیت (قرآن مجید)	ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قادری - حبشی - حنفی
۳۶	۲۳	ص	۵	۴۷	قَالَ فَاحْجُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ سَاجِدٌ إِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ	ارشاد ہوا تو آسمان سے نکل کیونکہ بے شک تو مردود ہو گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت رہے گی قیامت کے دن تک۔ ۴۷
۳۷	۲۴	مومن	۶	۵۲	يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعُونَتُهُمْ وَلَهُمُ الْلَعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ	جس دن کظالموں کو ان کی معنت کچھ نفع نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت ہوگی اور ان کے لئے اس عالم میں خرابی ہوگی ۵۱
۳۸	۲۶	محمد	۳	۲۳	أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ	یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ پھر ان کو بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ ۵۲
۳۹	۲۶	فتح	۱	۶	وَيُعَذِّبُ الْمُتَّقِينَ وَالْمُفْسِقِينَ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكِينَ الطَّاغُوتِ بِاللَّهِ ظَنَّنَ السُّوءَ عَلَيْهِمْ وَعَمَّوْا السَّيْرَ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا	اور تاکہ اللہ تم منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے جو کہ اللہ نے ظنن السوء علیہم رکھتے ہیں۔ ان پر بر وقت پڑنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوگا اور ان کو رحمت سے دور کر دے گا اور ان کے لئے اُس نے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے ۵۳



میرے پیارو! میرے دلاؤ!! میری آنکھ کے تارو!! میں بڑے افسوس اور نہایت قلق سے دیکھ رہا ہوں کہ جب سے یو۔ پی۔ گورنمنٹ نے صبح صبح کے مستحقہ اسپیکر کی فیصلہ شائع اور اپنا حکم نافذ کیا ہے تم لوگ ٹھنڈے ہو گئے ہو۔ تعجب ہے کہ میرے پیرو ہر حکومت کے غلط اور ہل فیصلہ پر تم سب خاموش ہو گئے۔ سپیکر کیٹی ہو یا اسپیکر کیٹی دونوں ہی کا فیصلہ قابل تسلیم ہے کیونکہ دونوں ہی انگریز تھے جن کے لئے میں نے اپنے زمانہ حکومت میں خاص احکام جاری کر دیئے تھے۔ نور چشم دخت جگم مووی شبلی صاحب نعمانی رضی اللہ عنہ نے جو میری سوانح عمری لکھی ہے اس میں تم نے بڑھا ہو گا لہٰذا عرض تم لوگوں نے کیوں انگریزوں کی بات مان لی؟ تم سب جانتے ہو کہ میں نے اکثر موقعوں پر اپنی رائے کے مقابلہ میں کسی کی کوئی پروا نہیں کی جس طرح آج تم لوگ ٹکوم ہو اور تمہارے اوپر دوسرا حاکم ہے۔ اسی طرح میں بھی ایک زمانہ میں ٹکوم تھا۔ مگر جب حکومت کی کوئی غلطی دیکھتا تو کدیتا اور وہ نہ مانتی تو میرا اپنی عقل ہی کے مطابق عمل کرتا۔ انسان کو چاہئے کہ اس کے دل میں جو جذبات پیدا ہوں ان پر فوراً عمل شروع کر دے

لہٰذا مولوی صاحب نے تاریخی کتابوں سے خلاصہ کر کے ان احکام کو اس طرح لکھا ہے۔  
 ”حضرت عمرؓ نے ذمیوں کے حق میں یہ حکم دیا کہ وضع اور لباس، وغیرہ میں کسی طرح مسلمانوں کا تشبہ نہ کرنے پائیں۔ کمریں زنا باندھیں۔ لمبی ٹوپیاں پہنیں۔ گھوڑوں پر کاٹھی کسیں۔ نئی عبادت گاہیں نہ بنائیں۔ شراب اور سوہ نہ پیئیں۔ ناقوس نہ بجائیں۔ سلیب نہ نکالیں۔ بنو خلب کو یہ بھی حکم تھا کہ اپنی اولاد کو اصطباغ نہ دینے پائیں۔  
 ان سب باتوں پر یہ مستزاد کہ حضرت عمرؓ نے عرب کی وسیع آبادی میں ایک یہودی یا عیسائی کو نہ رہنے دیا۔ اور بڑے بڑے قدیم خاندان جو سیکڑوں برس سے عرب میں آباد تھے جلا وطن کر دیئے (افکار دق جلد ۲ ص ۱۷۱)۔ اس کے ساتھ حضرت عمرؓ نے جزیہ بھی قائم کر دیا تھا جزیہ وہ ٹیکس ہے جو جاگیرداروں پر لگاتا ہے کہ سال میں کتنا تار و پسیہ بیت المال میں داخل کرے (انوار الفقہ ص ۱۷۱)۔“

اور دوسروں کے خیالات یا احکام کی پروا نہ کیا کرے۔ یہی آزادی کا حقیقی معنی ہے۔  
 خدا نے عقل و فہم کا مادہ ہر شخص میں اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ جس بات کو وہ  
 مناسب سمجھے اس کے انجام دینے میں کسی بڑی سے بڑی ہستی کا بھی کوئی لحاظ نہ کرے۔  
 دیکھو صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت رسول خدا صلعم نے مجھے بلا کر کہا کہ تم قریش کے پاس  
 جاؤ کہو کہ رسول اللہ تم سے لڑنے کو نہیں بلکہ حج کے ارادہ سے آئے ہیں مگر میری عقل  
 نے کہا کہ حضرت کی یہ رائے ٹھیک نہیں ہے تو میں نے صاف کہہ دیا اور حضرت کے حکم  
 کی تعمیل نہیں کی۔ صلح کے وقت بھی میں نے حضرت کے فعل کو مناسب نہیں سمجھا تو صاف  
 کہا کہ آپ اسلام کی عزت مٹاتے ہیں کفار سے لڑتے کیوں نہیں؟ پھر حضرت نے  
 انجام مسابہہ کے بعد ہدی ادا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہمیں سے قربانی کر کے اور بال  
 منڈوا کر مدینہ واپس چلو۔ تین مرتبہ حضرت نے ایسا ہی کہا لیکن میں نے اس حکم کی  
 تعمیل نہیں کی۔ پھر زبید عبد اللہ بن ابی منافق مر گیا اور حضرت رسول خدا اوس کے  
 جنازے پر نماز پڑھنے لگے تو میں نے حضرت کا جامہ پکڑ لیا اور برسرِ امراض کر دیا  
 کہ اب منافق کی نماز جنازہ کیوں پڑھتے ہیں؟ پھر حضرت نے اپنی وفات سے پہلے  
 لشکرِ سامہ کے ماتحت مجھے بھی مدینہ سے روانہ کرنا چاہا مگر میری عقل نے اس حکم کو  
 مناسب نہیں سمجھا بلکہ اس میں میری ذلت نظر آئی۔ صریح نقصان بھی دکھائی دیا تو میں نے  
 اسکی بھی تعمیل نہیں کی۔ اس پر حضرت نے فرمایا بھی کہ لعن اللہ من تخلف عن جیش  
 اسامہ۔ جو لوگ اسامہ کے ساتھ نہیں جاتے ان پر خدا لعنت کرے۔ مگر اب بھی میں  
 مدینہ کا چھوڑنا خلافتِ عقل ہی سمجھا۔ پھر دنیا سے انتقال کے قریب حضرت نے فرمایا مجھے  
 کاغذ، قلم و رات لادو کہ میں تم کو ایسی وصیت اچھ دوں جس کے بعد تم لوگ کبھی گمراہ نہ ہو گے  
 میری عقل نے کہا کہ حضرت کا یہ حکم مناسب نہیں لہذا میں نے اس حکم کی تعمیل نہیں ہونے دی۔  
 نور چشم مولوی شبلی رضی اللہ عنہ نے بہت درست لکھا ہے کہ ”آپ نے وفات سے تین روز  
 پہلے قلم اور دو رات طلب کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسی چیز لکھوں گا کہ تم آئندہ گمراہ  
 نہ ہو گے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آنحضرتؐ کو دردِ دل شدت ہے  
 اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ حاضرین میں سے بعضوں نے کہا رسول اللہؐ کی باتیں  
 کر رہے ہیں... عرب یہ کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کے اس ارشاد

کو ہڈیاں سے تسمیر کیا تھا“ (الفاروق جلد ۱ ص ۶۱)۔ عرض میں کہاں تک تفصیل کے درجہ۔ تم لوگ حکومت روپی کے فیصلہ پر کیوں راضی ہو گئے؟ دیکھو اب میرا یہ بزنس ختم ہو گیا ہے۔ تم لوگ اس کو ضرور گاڑو۔ آخر حکومت خود بخاری طرف جھلگی اور تم لوگوں ہی کی بات ہو کر بیگی کیو تم سوا دا عظم ہو تم آقا مقابلہ کسی کے لئے آساں نہیں ہو سکتا۔ فقط بقلم ۵۔ ج

انشاء اللہ نہایت دلچسپ ناول ہو گا جس میں صحیح بخاری سے مذہب المست کا اظہار **پنج** اور مذہب شیعہ کا حق ہونا ثابت کیا جائیگا۔ اگر آپ اس ناول کو بھی دیکھا جانتے ہیں تو فوراً دو جلد فرمادیں غنائت فرمائیں حوالہ سال گزشتہ ۱۳۵۵ھ لے اصحاب کی بڑی جادہ نکالیں تاکہ ان کے چندوں سے جو ہر قرآن فوراً تمام کر کے تحفہ بخاری بھی شروع کر دی جائے اگر خدا نے چاہا تو یہ ناول بھی عجیب غریب ہو گا۔ اور دیناے اسلام کو جو حیرت کر دے گا

**خبریں** انیسویں اس طرف پھر ہماری قوم میں بعض سخت حادثے ہو گئے مثلاً (۱) جناب سید **انجیل حسین** صاحب مرحوم پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ مرحوم ٹریڈر خویوں کے مجموعہ تھے۔ قومی ہمدردی آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی طلباء کے لئے آپ مجسمہ

غیر تھے۔ اپنے پاس سے متعدد طلبہ کو بکثرت وظیفہ دیتے (۲) جناب عہدۃ العلماء زبدۃ الفقہاء مولانا سید سبط بنی صاحب قسطنطنیہ مرحوم ساکن نوگاداں سادات و شیعوں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے ۱۲ ذی کو انتقال فرمایا۔ مرحوم اوصاف ائمہ طاہرین کے نور اور درع و تقدس و دیگر مکرام اخلاق کے ذوا

تھے۔ آپ کی ذات سے علمی فیوض بکثرت جاری تھے۔ خصوصاً نوگاداں سادات کا دینی مدد آپ کے مساعی جمیلہ سے بہت ترقی کرنا جاتا تھا (۳) جناب مولوی محمد حسین صاحب مرحوم ساکن حسین گنج ضلع ساران جو ہمارے اعزہ سے تھے آپ نے ۸ محرم ۱۳۵۸ ہجری کو انتقال کیا۔ آپ نے

اپنی تمام عمر حادۃ اور دینی خدمات میں بسر کی (۴) جناب آغا سید احمد ضا صاحب مرحوم رئیس ہنزہ بری بٹسٹریٹ سیٹاپور نے عسکرہ مرحوم میں انتقال کیا۔ مرحوم بڑے خوش صدا بزرگ ہمدرد و قوم اور دینی اداروں کے خاص معین و قدر داں تھے (۵) جناب سید اسرار

صاحب مرحوم امین بٹوارہ گونڈا میں بھی انتقال کیا۔ مرحوم بھی ایسی امور کے رکن اور دینی خانہ میں بڑے سرگرم رہتے تھے۔ سونین گونڈا میں بہت بڑی عزت تھے (۶) جناب مولوی سید محمد تقی صاحب۔ قرق امین پنشنر مرحوم ساکن دکنہ اشرف ضلع الہ آباد نے بھی انتقال کیا۔ مرحوم

بھی بڑی خوبیوں کے بزرگ اور مذہبی معلومات کے بڑے قدرہ اہل تھے۔ دینی رسائل و کتب سے خاص دلچسپی تھی۔ خدا سے رجم سب کے درجات عالی کرے اور پس اندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مومنین سب کی روحوں کو مسورہ فاتحہ و توحید کا ثواب ایصال کر کے خود بھی مثاب ہوں۔

لکھنؤ میں اس سال شروع محرم سے پھر لکھنؤ کے اہلسنت حضرات لکھنؤ کا فتنہ صحابہؓ نے روح صحابہؓ کا فتنہ زندہ کیا ہے حالانکہ ابھی سال بھر بھی نہیں ہوا

کہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۸ء مطابق ۲۵ محرم ۱۳۵۷ھ ہجری کو گورنمنٹ گزٹ میں حکومت یوپی نے اس کا فیصلہ دوبارہ شائع کر دیا تھا جس میں صاف لکھ دیا تھا کہ ”اگر باہمی گنتگو سے کوئی سمجھوتا نہیں ہو سکا تو گورنری ایک مختصر غیر جانبدار اور بااختیار کمیٹی اس کام کے لئے معین کریں گے کہ وہ اس مسئلہ کی تحقیقات کرے اور اپنے سفارشات پیش کرے .... مدت تک کوشش کے بعد کوئی سمجھوتا نہیں نکلا لہذا ایک کمیٹی مقرر کی گئی جو جسٹس الپ جج ہائی کورٹ، الہ آباد و صدر کمیٹی اور مسٹر جج ایس اس میوزٹر مسٹر کٹ نہیٹ۔ بیٹنبرگ کی پیشکش پر مشتمل تھی۔ کمیٹی نے اپنا کام ۳۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو شروع کیا .... فریقین نے جو بیانات دینا چاہے وہ سب قلمبند کئے گئے۔ کئی دنوں تک بحث سنی گئی۔

کمیٹی نے حسب تہ اپنی رپورٹ پیش کی اور اب اطلاع عامہ کے لئے حکومت یوپی کے حکم کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے کہ ۱۱ گورنمنٹ رزولوشن مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۰۹ء کے معینہ اصول اور ایسی کسی ترمیم کی متقاضی نہیں، میں اور (۲) حکام متعلق لکھنؤ میں جو طرز عمل اختیار کر رکھا ہے وہ کسی ترمیم کا متقاضی نہیں ہے۔۔۔ سینوں کا تینوں خلفاء کی پبلک یا پرائیوٹ طور پر مرج کرنے کا حق متنازع نہیں ہے۔ یہ حق وہ بے شک رکھتے ہیں۔ جو کچھ باب الزنا ہے وہ محض ظنی ہمار اور وہ حالات ہیں جن کے تحت لکھنؤ میں اس قسم کی خواندگی کی کوشش کی گئی۔ جب کہ

مختلف جماعتوں کے اعتقادات و نقطہ نظر میں تصادم ہو تو حکومت کے لئے مداخلت کرنا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ امن عامہ کا لحاظ کرے اور پبلک کی آسانیوں میں توازن برقرار رکھے۔

کمیٹی کا فیصلہ اسی مسلم الثبوت اصول پر مبنی ہے۔ حکومت یوپی کمیٹی کی اس توقع میں اپنے کو تہذیب سے شریک کرتی ہے کہ یہ دونوں کا جھگڑا برطرف کر دیا جائیگا اور دونوں جماعتیں باہمی مفاہمت اور ادا داری کے جذبے کے ساتھ اپنے اپنے معتقادات بجا لائیں گی۔ فرقہ دارانہ فسادات کے جاری رہنے

سے دونوں جماعتوں کے افراد کے شہری حقوق اور عام احساسات مجروح اور تلخ ہو جاتے ہیں اور ان کا ناخوشگوار رد عمل پورے شہر لکھنؤ پر مرتب ہوتا ہے۔۔۔ وہ لیڈروں سے تاکید کرتے ہوئے کہ وہ باغ

نظری سے کام لیں۔

**تجاوزانی فتک** ان ابانکر دمر تجاوزانی قدس۔ ابو عمر قدس میں تجاوز کر کے  
 عن حارقال بینمار رسول اللہ جالس فی ملاء من  
 اصحابہ اددخل ابوبکر وعمر بن الواب المسجد، معهما فقام من الناس یتارون  
 وقد ارتفعت اصواتهما حتی نطقوا الی النبی فقال ما هذا۔ قال بعضهم  
 یا رسول اللہ سنبتی تکلم بیه ابوبکر وعمر فاختلعا لاختلافهما۔ فقال ما  
 ذلک قالوا فی القدر قال ابوبکر یتقدم اللہ الحیدر ولا یقدم الشار۔ وقال  
 عمر یقدم ہما جمیعاً دنا متا سے فی ذلک فقال الا اقفض بینکما بقضاء  
 اسرافیل بین جابریل ومیکائیل لم یقفین وفدا تکلم فیہ جبریل و  
 میکائیل فقال واللہی بدعتی بالحق اعم کاولی الخلاق تکلم بیه و  
 ذکر الحربت و بیه یا ابانہ ان اللہ لیسہ یتا ان یعصی ما خلق ابلیس۔  
 جناب جابر سے روایت ہے کہ وہ کہہ کر یہ دفعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے  
 جمع میں بیٹھے تھے اس وقت میں سب کے روبرو ان سے وہاں حضرت ابوبکر و عمر بھی  
 آتے ہوئے دکھائی دیئے اور ان کے ساتھ نئی گڑبہ لوں تھے جو ایک دوسرے سے  
 جھگڑتے اور ایک دوسرے پر اسی انا میں بلند کئے ہوئے تھے۔ اسی طرح بحث  
 کرتے اور لڑتے ہوئے وہ سب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے تو  
 حضرت نے پوچھا یہ کیا قصہ ہے؟ ان میں سے بعض نے کہا۔ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں حضرت ابوبکر نے بھی کلام کیا اور حضرت عمر نے بھی مگر  
 دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف کہا۔ اسی وجہ سے دونوں اختلاف کر رہے ہیں۔  
 آنحضرت نے پوچھا کس مسئلہ میں یہ نزاع پیدا ہو گئی؟ لوگوں نے کہا مسئلہ قضا و قدر

۱۔ جناب مولوی وحید الرماں فارما صاحب لکھتے ہیں "اتقضاء المقادیر بالقدر  
 قضا اور قدر دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے ہیں، لیکن ایک پایہ کی طرح ہے  
 اور دوسری عمارت کی طرح۔ قدر پہلے ہوتی ہے پھر قضا۔ قضا سے پیدا کرنا مراد  
 ہے۔ بعضوں نے کہا قضا اسرار کی کام ہے جو ازل میں اللہ تعالیٰ نے کیا اور قدر  
 اس کی جزئیات تفصیلی۔ اس صورت میں قضا پہلے ہوگی۔ پھر قدر اللہ اعلم (انوار اللغۃ)

کے بارے میں حضرت ابوبکر کہتے ہیں کہ خدا خیر کی تقدیر کرتا ہے اور شر کو مقدم نہیں کرتا اور حضرت عمر کہتے ہیں کہ خدا دونوں کی تقدیر کرتا ہے۔ ہم لوگ اسی بات میں اختلاف کر رہے ہیں۔ یسینؑ کو آنحضرتؐ نے فرمایا ابھاجیا ہم تم لوگوں میں وہ فیصلہ نہ کر دیں جو اسرافیلؑ نے جبریل و میکائیل کی نزاع کے بارے میں کر دیا تھا؟ لوگوں نے پوچھا کیا اس مسئلہ میں حضرت جبریل و میکائیل بھی مناظرہ کر چکے ہیں؟ حضرت نے فرمایا اس قدر مطلق کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے یقیناً وہی دونوں تمام مخلوقات میں پہلے وہ ہیں جنہوں نے اس مسئلہ میں بحث کی۔ اس کے بعد پوری حدیث ذکر کی۔ اسی میں یہ بھی ہے کہ آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا اے ابوبکر اگر خدا اس کو نہ چاہتا کہ لوگ اس کا گناہ کریں تو وہ شیطان کو پیدا ہی نہیں کرتا۔ اس کا راوی یحییٰ بن زکریا ہے جس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ خبر باطل۔ اسکی یہ روایت بالکل غلط ہے (میزان جلد ۲ ص ۵۵)

**آپ کا بہشتی ہونا** عن عبد اللہ بن فوعان عن عمر بن اہل الجنة۔ جناب عبد اللہ راوی یحییٰ بن یان کے بارے میں ہے قال احمد لیس بنحوہ۔ امام احمد کہتے تھے کہ یہ حجت نہیں ہے۔ وقال ابن معین والنسائی لیس بالقوی۔ ابن معین اور امام نسائی نے کہا کہ یہ شخص ٹھیک نہیں ہے (میزان جلد ۱ ص ۵۹)

**رسول کا پیشاب کرنا** عن عائشة ان رسول اللہ بالی فاتبعہ عمر یحکم فقال ما هذا یاعمر۔ قال ماء ووضاء یا رسول اللہ۔ قال ما امرت کلما بلت ان اوضأ ولو فعلت کانت سنة۔ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ حضرت رسول خدا صلعم نے پیشاب کیا تو حضرت عمرؓ کو روک کر ایک کوزہ پانی لے گئے۔ حضرت نے پوچھا عمر! یہ کیا ہو؟

(لفظہ ما شیعہ ۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

کہا پانی ہے۔ اس سے استنجا کر لیجئے لہ حضرتؓ نے فرمایا مجھے خدا نے اس کا حکم نہیں دیا ہے کہ جب پیشاب کروں تو استنجا بھی کروں۔ اگر میں ایسا کروں تو یہ بھی سنت سمجھ لیا جائیگا۔ اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں ضعف ابن معین۔ ابن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ (میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۹۷)

**حضرت فضائلؓ کے فرزند حضرت عبداللہؓ کی بانی انصائلؓ بھی ذکر کئے جائیں جن کو صرف آپ کے فرزند نے بیان کئے ہیں یا آپ کے فرزند کی رودائیں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔**  
 (۱) قال کنا لعدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ موافدون ابو بکر و عمر و عثمان شہ نسکت۔ حضرت عمرؓ کے صاحب زادے فرماتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب صحابہ کثرت سے موجود تھے ہم لوگ صرف حضرت ابو بکر و عمر و عثمان کو شمار کرتے تھے پھر خاموش ہو جاتے تھے (یعنی اور صحابہ اس قابل بھی نہیں تھے کہ ان کا شمار ہم کے ساتھ ہو سکے۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۱۴) (۲) قال کنا نقول فینا من النبی رسول اللہ خیر الناس ثم ابو بکر ثم عمر۔ و لقد اذتے ابن ابی طالب ثلاث خصال لان تکون لی واحدة منهن احب الی من حم النعماء و حبه رسول ابنته و ولدت له و سد الابواب الا بابہ فی المسجد و اعطاه التایۃ یوم خیبر۔ مدوح فرماتے تھے کہ ہم لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب آدمیوں سے بہتر ہیں پھر حضرت ابو بکرؓ بھرت حضرت عمرؓ۔ اگرچہ فرزند ابو طالب کو تین فضیلتیں ایسی حاصل ہیں جن سے اگر ایک بھی مجھے مل جاتی تو وہ مجھے سرخ رنگ کے اونٹوں سے زیادہ پیاری ہوتی۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

لہ یہاں تضاء سے استنجا کرنا ہی مقصود ہو سکتا ہے نہ وضو کرنا کیونکہ اگر حضرتؓ کے پاس پانی موجود ہوتا اور حضرت اس سے استنجا کرتے تو حضرت عمرؓ کو پانی ملے جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی پانی سے استنجا کرنے کے بعد آنحضرتؐ وضو بھی کر لیتے۔ مگر حضرت عمرؓ کا فوراً پانی ملے جانا بتاتا ہے کہ آنحضرتؐ نے بغیر پانی کے پیشاب کر لیا اور استنجا کرنا ضروری نہیں خیال کیا ۱۲ منہ



اپنی بیٹی کی شادی ادن سے کی اور گلن بیٹی سے اولاد بھی ہوئی۔ اور حضرت رسول خدا صلعم نے مسجد میں سب لوگوں کے دروازے بند کرا دیئے سو اسے حضرت علیؓ کے دروازے کے کہ اس کو کھلا ہی رہتے دیا۔ تیسری فضیلت یہ کہ حضرت علیؓ ہی کو جنگ خیبر میں آخری دفنہ لشکر کا علم عنایت فرمایا (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۷۷)۔ قابل غور یہ امر ہے کہ باوجود حضرت علیؓ کی ان فضیلتوں کے حضرت ابن عمر رضیہ ہی کہتے رہے کہ حضرت رسول خدا صلعم کے بعد بہترین ناس حضرت ابو بکر و عمر ہیں۔ (۳) عن ابن عمر عن رسول اللہ فی ابی بکر و عمر قال ما أیت الناس قد اجتمعوا نقام ابی بکر فذبح ذر بیا او ذوفین و فی ذنہ ضعف لا یتعذر له شہد سماعہ من ذاستانت غریبا فاستعقبوا یا من الناس ینسبوا منہ حتی غریب الناس لعطون۔ حضرت عمر کے صاحب بیان کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے حضرت ابو بکر و عمر کے بارے میں یہ خواب دیکھا کہ لوگ جمع ہیں تو حضرت ابو بکر کھڑے ہوئے اور ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کمزوری معلوم ہوئی اور اندران کو بخش دیا۔ پھر حضرت عمر نے نکالے تو وہ ڈول پلٹ کر چرسا ہو گیا تو میں نے ایسا سردار نہیں دیکھا جو ان کی طرح عمدہ کام کرتا ہو یہاں تک کہ لوگوں نے اپنی انہی کو بٹھا دیا (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۷۷)۔ قابل غور یہ

۱۔ جناب مولوی وحید الزمان خاں صاحب لکھتے ہیں ”ذبح ذو بادر ذوفین انہوں نے یعنی ابو بکر صدیق نے ایک دو ڈول نکالے۔ وہ بھی ناقوانی کے ساتھ۔ اس میں اشارہ ہے کہ خلافت کا زور شور اور رعب و داب ان کے وقت میں نہ ہوگا۔ انکی خلافت دو برس تین پہنچنے ہی تو ہر سال کے ذبیحے ایک ڈول ہوا اور تین پہنچنے کو حساب میں نہیں رکھا۔ یہ راوی کی شک ہے کہ ایک ڈول فرمایا یا دو ڈول چونکہ انکی خلافت دو برس زیادہ رہی تو دو ڈول صحیح ہوئے“ (انوار اللغۃ ج ۱ ص ۱۹) ۲۔ مولوی وحید الزمان خاں صاحب لکھتے ہیں ”فاخذ عمر الدلو فاستعقب غریبا۔ حضرت عمر نے اوس ڈول کو لیا جس سے ابو بکر پانی نکال رہے تھے تو ادن کے ہاتھ میں وہ چرسا ہو گیا بڑا ڈول جو بھینسا یا سیل کی کھال سے بنایا جاتا ہے جس سے کھیت سینچتے ہیں“ (انوار اللغۃ ج ۱ ص ۱۹) ۳۔ مولوی وحید الزمان خاں صاحب لکھتے ہیں ”فلم استعقبوا بھری خریہ میں نے ایسا سردار نہیں دیکھا جو ان کا سا کام کر سکتا ہو۔ مراد حضرت عمر ہیں۔ اصل میں

۱۔ بے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ایسا خواب دیکھا جس میں صرف حضرت ابو بکر و عمر کے کارنامے تھے۔ اس خواب میں نہ حضرت عثمان اور آپ کے کارنامے دکھائی دیئے۔ حالانکہ وہ بھی خلفاء ثلاثہ میں ہیں۔ اور ان کی خلافت کا زمانہ حضرت ابو بکر کی خلافت سے بہت زیادہ تھا۔ آپ کے زمانہ میں بھی فتوحات ہوئیں۔ اور نہ حضرت علیؑ اور آپ کے کارنامے دکھائے گئے۔ حالانکہ حضرت علیؑ نے اسلام کی اندرونی بغاوتوں کو جس طرح فرو کیا یہ آپ ہی کا کام تھا۔ باوجود ایسے خواب کے حضرت رسول خدا صلعم نے یہ اعلان نہیں کیا کہ اے مسلمانو! میری سلسلہ بعثت میں اپنا خلیفہ تم لوگوں کے لئے علیؑ کو مقرر کر چکا تھا اور کہ چکا تھا کہ یہی علیؑ میرے وزیر میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں۔ تم سب لوگ ان کی بات ماننے اور ان کی اطاعت کرتے رہنا (تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۱۷ و کاس جلد ۲ ص ۲۲ وغیرہ) اب اس حکم کو منسوخ کرتا ہوں۔ میں خواب میں ابو بکر و عمر کے متعلق ایسی باتیں دیکھی ہیں۔ اس وجہ سے تم سب کو مطلع کرتا ہوں کہ اب میرے بعد تم لوگ ابو بکر کو خلیفہ اول اور عمر کو خلیفہ ثانی سمجھنا بلکہ آنحضرتؐ نے اس کے عوض پھر آخری حج کے بعد جمع عام میں من کنت مولاً فهذا علیؑ مولاً کہہ کر حضرت علیؑ ہی کی خلافت کی تاکید کر دی۔ بلکہ اپنی طرح شریعت کہ بھی سب مسلمانوں کا سونے بنا دیا۔ کس درجہ میرت خیر امر ہے !!

(۴) عن ابن عمر قال خرج علينا رسول الله ذات غداة بعد طلوع الشمس فقال آیت قبیل الفجر کافی اعطيت المقاليد والموانين فاما المقاليد فهذا المقاييم۔ واما الموانين فهي التي تنون بها۔ فوضعت في كفة ووضعت

(بقیہ حاشیہ ص ۱۶۷) عبقری ہر نادر چیز کو کہا کرتے تھے۔ پھر سردار اور قوم کے بڑے شخص کو بھی کہنے لگے: "افوار اللغه بطلا صلا"۔ فلسفہ اس عبقری یا فیضی خیریت میں نے اُن کا سردار نہیں دیکھا جو اُن کی طرح کام کرتا ہو۔ یہ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کی شان میں فرمایا: "ذیل ص ۱۶" "حقه ضرب الناس بعطن"۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اپنی ادشنیوں کو پانی پلا کر پانی کے گرد بٹھا دیا۔ یعنی حضرت عمرؓ کے وقت میں اسلام پھیلے گا اور فتوحات اتنی بے شمار ہوں گی کہ لوگ مال اور دولت سیراب جائیں گے (افوار اللغه بطلا صلا)

اصتی فی کفۃ فونانت بھم فرحت شمد جئی بابی بکھ فونان بھم فونان۔  
 شمد جئی بھم فونان شمد جئی بھم فونان بھم شمد فرحت۔ حضرت عمر کے  
 صاحب زادے کہتے تھے کہ ایک روز صبح کو طلوع آفتاب کے بعد حضرت رسول خدا صلیم  
 ہم لوگوں کی طرف تشریف لائے اور فرمایا صبح۔ سے کچھ پہلے میں نے خواب میں دیکھا  
 کہ مجھے کچھ کنجیاں اور ترازو دیں دی گئی ہیں۔ تو میں ترازو کے ایک بلڑے میں اور  
 میری امت اس کے دوسرے میں رکھی گئی اور دونوں تولے گئے تو میں بھاری  
 نکلا۔ پھر ابو بکر لائے گئے اور امت کے ساتھ تولے گئے تو وہ وزنی نکلے۔ پھر عمر  
 لائے گئے اور تولے گئے تو وہ بھی وزنی نکلے۔ پھر عثمان لائے گئے اور تولے گئے  
 تو وہ ترازو ہی اٹھالی گئی (مسند احمد جلد ۲ ص ۷۷)۔ حضرت علیؓ کو اتنا درجہ بھی نہیں  
 دیا گیا کہ کم از کم آپ بھی تول لئے جاتے اگرچہ آپ کا وزن بہت کم دکھایا جاتا۔

(۱) عن ابن عمر عن رسول اللہ و ابو بکر و عمر و عثمان یزولون بالابطل۔  
 حضرت رسول خدا اور حضرت ابو بکر و عمر و عثمان ابطل میں اترتے تھے (مسند جلد ۲  
 ص ۷۹)۔ مقصود یہ ہے کہ تینوں حضرات بالکل وہی کرتے جو حضرت رسول خدا صلیم کو  
 کرنے دیکھتے تھے۔ اس میں بھی حضرت علیؓ کی طرف سے بالکل خاموشی اختیار کر لی گئی  
 (۱) يقول قال رسول اللہ بینا انا شمد ایت بقدر لبن فشربت منه  
 حتى انی لارے الہی یمخرج من اہل فی فاعطیت فضلی عمر بن الخطاب فقال  
 من حوله فما اولت ذلک یا رسول اللہ قال العلم۔ صاحب زادے فرماتے تھے کہ  
 حضرت رسول خدا صلیم نے فرمایا اس مال میں کہ میں سوتا تھا خواب میں دیکھا کہ میرے  
 پاس دو دھکا ایک پیالہ لایا گیا۔ اس سے میں نے پیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ  
 ہنسی نری اور تازگی میرے اطراف سے نکلنے لگی۔ تب میں نے اس پیالہ کا باقی حصہ  
 عمر بن خطاب کو دے دیا۔ حضرت کے پاس جو صحابہ موجود تھے انہوں نے بوجھایا حضرت  
 آپ نے اس کی تعبیر کیا دی؟ فرمایا وہ پیالہ علم کا تھا (مسند جلد ۲ ص ۷۸)

(۲) اطلع رسول اللہ علی اہل القلب بید شمد ادا ہم فقال یا اہل  
 القلب هل وجدتم ما وعدکم ربکم حقاً۔ قال اناس من اصحابہ  
 یا رسول اللہ و تادی فاسا امواتا فقال رسول اللہ ما انتم باسمع لما قلت لم

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے کنوئیں پر تشریف لائے اور مقتولین سے جو لوگ کمین ڈال دیئے گئے تھے ان کو بکار کر فرمایا اے کنوئیں والو! خدا نے تم سے جس بات کا وعدہ کیا تھا اس کو تم لوگوں نے سچ دیکھ لیا نہ؟ اس پر صحابہ سے کچھ لوگوں نے عرض کی اے رسول خدا آپ مردہ لوگوں کو بکارتے ہیں؟ تو حضرت نے فرمایا میں نے جو بات ان لوگوں سے کہی اُس کو تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سُننے ہو (مسند احمد جلد ۲ ص ۱۳۱)۔ اُن باتیں حضرت کے صاحب زادے نے آنحضرتؐ پر اعتراض کرنے والے کا نام غائب کر دیا۔ حالانکہ قرآن نے تصریح کی ہے کہ یہ حضرت عمر ہی تھے۔ مثلاً علامہ دیار بجوی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا فانا قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقاً فقل وجدتم ما وعد ربکم حقاً قال عمر یا رسول اللہ ما تمکلم من اجساد الا و اح فیہا فقال رسول اللہ والذی نفس محمد بیداً ما انتم باسمع لما قول منہم۔ مجھے میرے برادر و دوگاہ نے وعدہ کیا تھا میں نے اُس کو حق پایا۔ کیا تم نے بھی اس بات کو حق پایا جس کا وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا؟ اس پر حضرت عمر نے کہا آپ ایسے جیسوں سے کیا کلام کر رہے ہیں جن میں روح نہیں ہے؟ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدائی قسم تو لوگ ان سے زیادہ سُننے والے نہیں ہو ز تاریخ خمیس جلد ۱ ص ۴۳۲)۔ اسکی تفصیل آئندہ آئیگی۔

(۸) عن ابن عمار قال ادل صدقة کانت فی الاسلام صدقة عمر۔ حضرت کے صاحب زادے فرماتے تھے کہ اسلام میں سب سے پہلا صدقہ حضرت عمر کا صدقہ تھا۔ (مسند جلد ۲ ص ۱۵۷)

**حضرت عائشہ کی روایا فضائل** حضرت عائشہ کو حضرت عمر کا جس درجہ خیال تھا اور جو ہونا بھی چاہئے وہ محتاج بیان نہیں اس وجہ سے بعض ان روایتوں کا بیان کر دینا بھی مناسب ہے جو جناب معظمہ سے حضرت مدوح کے فضائل میں منقول ہیں (۱) عن عائشة عن النبی قال قد کان فی الاسلام محمد ثون فان یکن من امتی فعم۔ حضرت عائشہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسری امتوں میں محدث لوگ ہوئے ہیں اگر میری امت سے بھی کوئی ہوگا تو وہ عمر ہیں (مسند احمد جلد ۲ ص ۵۵)۔ جو آپ راوی وحید الزماں خاں صاحب لکھتے ہیں ”اگلی امتوں میں محدث لوگ گزرے ہیں۔ اگر میری

امت میں بھی کوئی عمدہ شہر قزوہ عمر ہو گئے۔ محدث اس کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے یعنی روشن ضمیر۔ اس کا لگان صحیح سمجھتا ہے۔ اسکی رائے اکثر درست پڑتی ہے“ (افراد لاۃ پل ص ۱۲)۔ (۲) عن عائشۃ قالت قبض رسول اللہ ﷺ ولم یتخلف احد اولاہ ان مستخلفا احدا لاستخلف ابابکر و عمر۔

حضرت عائشہ فرماتی تھیں کہ حضرت رسول خدا صلعم دنیا سے تشریف لے گئے مگر کسی کو اپنا خلیفہ مقرر نہیں کیا اور اگر کسی کو بھی خلیفہ کرتے تو وہ یا ابوبکر ہوتے یا عمر مسند جلد ۶ ص ۶۳)۔ اس پر جو چھنے والے دریافت کر سکتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلعم نے کسی کو خلیفہ کیا ہی نہیں تو آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اگر حضرت کسی کو خلیفہ کرتے تو وہ حضرت ابو بکر و عمر کے ساتھ کوئی نہیں ہوتا؟ (۳) عن عائشۃ قالت کنت عند النبی ﷺ فقال یا عائشۃ لو کان عمارنا من یحدثنا۔ قالت قلت یا رسول اللہ ﷺ الا البعث الی انہ یبکون نسکت۔ ثم قال لو کان عندنا من یحدثنا۔ فقلت الا البعث الی عمر نسکت۔ قالت ثم دعنا وصیفتا بین ید یہ فساہ فذهب

قالت فاذا عثمان یستأذن فاذن له فدخل فساہ النبی طویلا۔ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ میں حضرت رسول خدا صلعم کے پاس تھی تو حضرت نے فرمایا اے عائشہ کاش اس وقت کوئی میرے پاس ہوتا جو مجھ سے باتیں کرتا۔ میں نے عرض کی اے رسول خدا کیا میں حضرت ابوبکر کو بلا لاؤں؟ اس پر حضرت خاموش ہو گئے۔ پھر وہی بات زبانی کر کاش کوئی ہوتا جس سے میں باتیں کرتا۔ اب میں نے کہا حضرت عمر کو بلا دوں؟ اب بھی حضرت خاموش رہے۔ پھر حضرت نے خود ہی ایک غلام کو اپنے سامنے بلا کر اس کے کان میں کچھ کہا تو وہ چلا گیا۔ کچھ دیر میں حضرت عثمان پہنچ گئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ حضرت نے اجازت دے دی تو وہ داخل ہو گئے۔ ان سے دیر تک راز کی باتیں کرتے رہے (مسند احمد جلد ۲ ص ۵۵)۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کو حضرت ابوبکر و عمر کا خیال ہر وقت اور ہر زمانہ کے لئے رہتا تھا۔ درجہ باتیں تھیں کہ کچھ عزت و شرف و خصوصیت حاصل ہو انھیں دونوں بزرگوں کو۔ (۴) قالت۔ اذتہ فحضرت رسول اللہ ﷺ و ابوبکر و عمر

قالت ذالذی لقی النبی ﷺ یبداہ الذی لا عرف بکاء من یبکاء ابوبکر و انانی جرحتی و کافوا اما قال اللہ ﷻ و جل رحماء بینہم۔ حضرت عائشہ سے ایک لمبی روایت ہے

اسکے نقل میں طول ہوگا۔ اوس کا ایک کلمہ ایہ ہے ندوہ فرمائی ہیں کہ وہاں حضرت رسول خدا صلم اور حضرت ابو بکر و عمر بھی آئے۔ خدا کی قسم میں حضرت عمر کے رونے کو حضرت ابو بکر کے رونے سے پہچانتی تھی اور میں اس وقت اپنے بھرے میں تھی اور وہ لوگ بالکل خدا کی اس آیت کے مصداق تھے مرحاء بیہمی وہ لوگ ابس میں ایک دوسرے پر ریم میں (مسند جلد ۶ ص ۱۴۲)۔ (۵۱) عن عائشہ قالت قال النبی فی مرضہ الذی مات فیہ مراداً ابوبکر یصلی بالناس صلی ابابکر اذا قام مقامک لیسلم مع الناس من الکاء۔ قال مراداً ابوبکر۔ فقلت لحفصہ قولى ان ابابکر لا یسلم الناس من الکاء ذلہ امرت عمر۔ فقال صواحِب یوسف مراداً ابابکر یصلی بالناس استفتت الحفصہ قالت لمرأکن لا صیب منک سیرا۔ جناب منظر ہی کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صم نے اپنے مرض موت میں فرمایا تم لوگ ابو بکر سے کہو دو ہی لوگوں کو ہمارے پاس دیں۔ میں نے عرض کی ابو بکر آپ کی جگہ ٹھہرے ہوں گے تو اب روئیں گے کہ لوگوں کو اس کی نماز سنائی بھی نہیں دی گئی۔ مگر پھر حضرت نے یہی کہا کہ ابو بکر سے کہ دو۔ اس پر میں نے بی بی حفصہ سے کہا بہن! تم کہ دو کہ حضرت ابو بکر اپنی شہادت گریہ سے لوگوں کو ہار سننا نہیں سکیں گے۔ آپ حضرت عمر کو کیوں نہیں حکم دیتے کہ نماز پڑھا دیں لہ اس پر آنحضرت نے فرمایا تم سب

اے فاضل معاصر تمس العلامہ ص ۷۷ مافظہ ذبیذبیذ صاحب دہلوی نے اس مقام کے متعلق جو لکھا ہے اس کا نقل کر دینا چاہی سے خالی نہیں ہوگا۔ تحریر کرتے ہیں "رہ گئیں عائشہ تو ان کا ایک چہرہ تر تو یہ تھا کہ پیغمبر صاحب .. نے عائشہ سے فرمایا کہ نمازی مسجد میں میرے منتظر ہیں۔ میں تو جا نہیں سکتا۔ اپنے باپ سے کہو میری جگہ امامت کریں۔ عائشہ بولیں کہ ابو بکر برے ریشہ القب ہیں ان سے آپ کی جگہ نماز پڑھاتے نہیں بن پڑ گئی۔ عمر کو ارشاد ہو تو وہ امامت کریں اس پر پیغمبر صاحب نے ناخوش ہو کر فرمایا انکن لصواحب یوسف نہیں، بیسا میں کہتا ہوں ابو بکر امامت کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا .. اب سوچنے کی بات ہے کہ پیغمبر صاحب نے یہ کیا فرمایا، لکن جواب یوسف .. سوچ کر ہم ہی نے مطلب نکالا کہ پیغمبر صاحب نے عائشہ کے مطلق چہرہ تر کی طرف

یوسف دایاں ہو۔ ابوبکر ہی سے کہہ دو کہ نماز پڑھا دیں۔ اس پر حفصہ میری طرف مخاطب ہو کر بولیں۔ میں کبھی تم سے بھلائی نہیں جانتی درمند احمد جلد ۶ ص ۲۷۱)۔ قابل غور امر یہ ہے کہ حضرت عائشہ آنحضرتؐ کی جگہ امامت کے لئے صرف حضرت عمرؓ ہی کو کیوں تجویز کرتی ہیں؟ در صورتیکہ حضرت رسول خدا صلعم نے اس کے قبل کوئی مذہبی خدمت آپ کے متعلق نہیں کی۔ اس سے کچھ ہی قبل آنحضرتؐ صلعم نے دو باتیں ایسی کی تھیں جن سے حضرت عائشہ بھی آسانی سے سمجھ گئی ہونگی کہ حضرت رسول خدا صلعم کی جگہ نماز پڑھانے یا اور کسی دینی خدمت کے سزاوار صرف حضرت علیؓ ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ سہہ بصری کے آخر ماہ ذیقعدہ میں آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکر کو حاجیوں کا سردار مقرر کر کے بھیجا اور سورہ برارہ کی آیتیں مضرینؓ کو سنانے کا حکم دیا مگر فوراً جناب جبریلؑ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا اے محمدؐ یہ آپ نے کیا کیا؟ اس سورہ کو آپ کی جانب سے سوائے آپ کے یا اس شخص کے جو آپ ہی سے ہو کوئی اور نہیں پہنچا سکتا!! تب حضرتؐ نے ان کے پیچھے ہی حضرت علیؓ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ جلد جا کر ابوبکر سے ملو

(بقیہ حاشیہ ص ۱۶۹) اشارہ کیا۔ قرآن میں زلیخا کے چر ترک لفظ کید سے تعبیر کیا ہے ... ان کیدکن عظیم ... یہ بھی تم عورتوں کے چر تر ہیں ... زلیخا کا چر تر تو قرآن سے معلوم کر سکتے ہو۔ عائشہ کا چر تر یہ تھا کہ وہ دل سے تو باب کی امامت اور خلافت بھی کچھ چاہتی تھیں اور پیغمبر صاحب کو معلوم تھا۔ اور اس وقت ظاہر میں تو باب کو ناقابل امامت بتایا مگر بات ایسی کہی جس سے ظاہر ہو کہ ابوبکرؓ سے بڑھ کر پیغمبر صاحبؐ کا کوئی ہوا خواہ نہیں۔ اس کے یہ معنی کہ ابوبکرؓ سے بڑھ کر کسی کو امامت اور خلافت کا استحقاق نہیں۔ اور یہی تمام صحابہ افضل اور اولیٰ بالامتہ واخلافتہ ہیں ... ذم کے پیرائے میں صحیح من چاہیے سنڈ یا ہلائے۔ اسی کو ہم چر تر کہتے ہیں اور اسی پر پیغمبر صاحبؐ نے عائشہ کو زلیخا سے تشبیہ دی ... بھلا ان سے توقع کی جا سکتی ہے کہ یہ فاطمہ اور علیؓ کے ساتھ خاطر مدارات سے پیش آتی ہونگی۔ مگر ہاں یوں کہو کہ پیغمبر صاحبؐ کی زندگی میں ان کی عنایت خاص کے ہوتے علیؓ اور فاطمہؓ کو عائشہ کی یا کسی اور کی بدواہی کہا تھی (کتاب اہبات الامتہ از مولانا علاء)

سورہ برادرہ اوں سے لے کر انہیں میرے پاس بھیج دو اور تم خود اس سورہ کو پڑھاؤ۔  
حضرت علیؑ نے ایسا ہی کیا۔ جس پر حضرت ابو بکرؓ آنحضرتؐ سلم کی خدمت میں آکر بیٹھے  
لگے۔ پھر بول چھایا حضرت کیا میرے تعلق کوئی امر و دہش ہوا؟ میں نے کیا جرم کیا جس  
یہ خدمت مجھ سے چھین لی گئی؟ آنحضرتؐ نے دایا۔ یہی بہتر تھا کیونکہ یہی احکام کو میری  
طرف سے سوا میرے یا ایسے شخص کے جو مجھ ہی سے بڑھ کر اور شخص نہیں پہنچا سکتا  
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۹۴ مع شرح فتح الباری)۔ اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی  
نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر دونوں اس کام پر مقرر ہوئے تھے پھر دونوں ہی  
معزول ہوئے اور حضرت علیؑ کے سپرد یہ کام ہوا (قرۃ العینین ص ۲۲۷)۔ اس سے  
ثابت ہوا کہ حضرت رسول خداؐ سلم کی خدمت میں ہی کام کرنے کی قابلیت نہ  
ابو بکر میں دیکھی۔ حضرت عمرؓ میں۔ پھر بھی حضرت عائشہؓ سے با۔ عرت مدنی کا نام لیا  
اور حضرت علیؑ کا ذکر کیا۔ ات رہ نہ کہ نہیں کیا۔

دوسری بات حجۃ الوداع۔ موقع پر آنحضرتؐ صلعم نے سب مسلمانوں سے ہادیاں تھاک  
کنت مولاہ صلی مولاہ۔ جس سے واضح تر کوئی اور امر اس کے ظاہر کرنے کا ہو ہی نہیں  
سکتا کہ حضرت رسولؐ کے ربی کاموں کو ہر مسلمان۔ اور انعام دینے کی صلاحیت سب علیؑ  
سے بہتر کسی میں نہیں تھی۔

اس مقام پر حضرت عمرؓ کے فضائل کی یہ روایت لکھی  
**جناب ابن عباسؓ کے مختصر حال** انہیں جو حضرت کے صاحب دہے اور وہ  
عائشہؓ سے مذہبی ہیں۔ اب وہ ان دونوں مذہبوں کے معتدبات بھی سن لیا کہ وہ  
اس کا اندازہ کر سکو کہ ان لوگوں سے مذہبی امور میں اسکے سوا کیا توقع کی جاسکتی تھی۔  
آپؐ سید البشر میں پیدا ہوئے اور سیدہ زہراؓ ہی میں انتقال کیا۔ ان لوگوں سے ہیں  
جنہوں نے حضرت رسولؐ سلم سے بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں۔

آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ و معاذؓ عائشہؓ سے حدیثیں روایت کی ہیں اور آپؐ  
سام و عبد اللہؓ و حمزہؓ و بلالؓ و عتبہؓ نے روایتیں کی ہیں (اصابہ جلد ۴ ص ۱۷۱)  
جس سے واضح ہے کہ آپؐ نے اہلبیتؑ کے کسی بزرگ کو اس قابل نہیں سمجھا کہ ان سے  
کوئی روایت لیتے اور نہ اہلبیتؑ سے کسی شخص نے کوئی روایت آپؐ سے لی۔ جس سے



آپ کے اہل بیت حضرات اہلبیت نے ساتھ نمایاں ہیں اور جب اہلبیت کے ساتھ یہ بتاوا تھا تو پھر حضرت عمر کے فضائل میں آپ کی روایتیں جس کثرت سے اوجس عنوان کی ہو سکتی ہیں وہ محتاج توضیح نہیں اس لئے کہ اول تو آپ ہجرت مہاجر کے دوران ہجرت اور پھر اہلبیت کی طرف آپ کا وہ - ن -

آپ نے آنحضرت مسلم کے بعد بارہ اچھے لوگوں کو یا باہ خلفاء کی بدترین بنائی اس سے بھی حضرت علیؑ و امام حسنؑ و حسینؑ کا نام نکال دیا۔ حالانکہ حضرت علیؑ کو سب اہلسنت خلیفہ رابع اور حضرت امام حسنؑ کو بھی صلح معاویہ تک خلیفہ رسولؐ مانتے ہیں اور امام حسینؑ کی شہادت کا سب وافر ہے مگر حناہ عداوت کی نیت سے دیکھو۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں -

اصبتم اسمہ۔ عمر الف داؤد من لید اصمتم اسمہ۔ عمر عفان ذوالنورین قتل مظلوما یونے کمدین من الرحمہ۔ معاویہ واسلم ملک الارض المقدمۃ۔ والسفاح۔ و السلام والمنصور و عابو المہدی داکامین دامایا اعصب کلہم من بنی کعب من لونی کلہم صالح و یو عدستہ قل لذیہ یہ طرق عن ابن عمر۔ لہم یہ احد۔ ایہ نہا کرے بیان کیا ہے کہ جناب عثمان بن عمر کہتے تھے ابو بکر صدیقؓ ان کا ایمان نام تم لوگوں نے تجویز کیا مگر انھاروقؓ کو ہے کی ایک سنگ یا سلاخ تھے۔ ان کا نام بھی تم لوگوں نے ٹھیک رکھا ہے (حضرت عثمان) ابن عفان ذوالنورین تھے جو مظلوم قتل کئے گئے اُن کو رحمت کے دو حصے دیئے جائیں گے۔ پھر معاویہ اور ان کے فرزند (یزید) دواؤں اور مقدس کے بادشاہ ہوئے۔ پھر سفاح و سلام و منصور و جابر و محمدی و امین و امیر الغنیم۔ یہ سب کے سب کعب بن لوی کی اولاد سے تھے اور سب ایسے نیک تھے جن کا مثل پایا ہی نہیں جاسکتا علامہ ذہبی نے کہا ہے کہ اس قول کے بہت سے طریقے ابن عمر سے ہیں اور کسی نے اس کو مرفوع نہیں قرار دیا ہے (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۳)۔ دیکھتے ہو جناب جابر عثمان بن عمر خلفاء رسولؐ کا ذکر کرتے ہیں مگر اُن کی نظر میں حضرت رسولؐ و امام حسنؑ و امام حسینؑ ایسے تھے جن کو آپ نے کسی وجہ سے بھی قابل ذکر نہیں سمجھا نہ دنیوی اعتبار سے نہ دینی حیثیت سے۔ پھر حضرت عمر کے فضائل بیان کرنے میں آپ کے جذبات جیسے رستے ہوں گے گا شمس فی وسط اشعار ہیں اس

زیادہ سنو۔ مورخین نے تصریح کی ہے وقد عمر بیعتہ جماعۃ عثمانیۃ لیسیرہ والاکا  
 الخ ورج عن الامام منہ سعد ابن وقاص وعبد اللہ بن عمر بائع ینید بعد  
 ذلک وایحاج لعبد الملك بن مروان۔ حضرت علیؑ کی بیعت سے ایک جماعت جو حضرت  
 عثمانؓ کی رائے والی تھی علیحدہ رہی وہ کہتی تھی اس امر سے باہری رہنا چاہئے۔  
 ان لوگوں میں سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن عمر تھے۔ حالانکہ ان عبد اللہ بن عمر  
 نے اس کے بعد یزید کی بیعت بھی کی (مروج الذهب بروایت تاج کمال جلد ۵ ص ۱۷۸)  
 علامہ سیوطی نے لکھا ہے قال ابن عمر حین یروج بریدۃ بن خنیسہ ارضینا ۱۱۰  
 کان بلاء صبرنا جب یزید کی بیعت ہو رہی تھی تو عبد اللہ بن عمر کہتے تھے کہ اگر یزید  
 اچھا ہے تو ہم لوگ راضی رہیں گے اور اگر بلا رہے تو نہ لوگ مبرا کریں گے (تاریخ الخلفاء  
 ص ۱۳۱)۔ اس سے زیادہ سنو۔ ارجح البخاری فی صحیحہ عن نافع قال لما  
 خلع اهل المدينة ینید بن معویۃ جمع ابن عمر حشمہ وولدہ فقال انی سمعت  
 النبیؐ یقول ینصب لکلی غادر ذاء یوم القیامۃ وانا قد بائعت اهلہ النبیؐ  
 علی بیع اللہ ورسولہ والی لا اعلم غدا اعظم من اب بائع من اجل علی  
 بیع اللہ ورسولہ شمر ینصب لہ القتال والی لا اعلم احدا منکم خلعه  
 ولا تابع فی هذا الامرا الا کانت الفیصل بینہ وبینہ۔ متبع ہماری میں نافع  
 سے مروی ہے کہ جب مدینہ والوں نے یزید کی بیعت سے علیحدگی اختیار کی تو جناب عبد اللہ  
 بن عمرؓ نے اپنی اولاد اور جھٹھے کو جمع کر کے ان سے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا  
 ہے کہ ہر عذر کرنے والے کے لئے قیامت کے ایک غلم نصب کیا جائیگا اور یقیناً ہم لوگ  
 اس شخص (یزید) کی بیعت خدا و رسول کی بیعت کے مطابق کر چکے ہیں اور نتیجہ ہیں  
 سلیم کوئی غداری اس سے بھی بڑھ کر ہو سکتی ہے کہ کسی شخص کی بیعت خدا و رسول  
 کی بیعت کے مطابق کر لی جائے پھر اس سے لڑائی چھڑ دی جائے۔ اور میں تم میں  
 سے کسی کو نہیں جانتا جس نے یزید کی بیعت چھوڑ دی ہو اور اس امر میں میری موفقت  
 نہیں کی ہو مگر یہ کہ میرے اور اس کے درمیان بھی اسی طرح جدائی ہو جائیگی (تاریخ غازی  
 ج ۲ ص ۲۵۵) اللہ اکبر! آپ یزید کی حمایت پر اس طرح کمر بستہ ہیں کہ جو شخص یزید کی بیعت  
 سے علیحدہ ہو جائیگا اس سے آپ بھی علیحدگی اختیار کر لیں گے۔ ناظرین کتاب

میرے اس کل بیانات کو دیکھتے رہیں۔ یہ حضرت عمرؓ کی سوانح عمری ہے جبہ اللہ بن عمر کی نہیں مگر ان مضامین سے آپ کو یہ اندازہ ہوتا جائیگا کہ حضرت عمرؓ کے لئے اسلام کی فضا کس درجہ موافق تھی کہ خاندان بنی امیہ کے بڑے رکن یزید بن ابوسعیان کو آپ نے پہلی خلافت کے زمانہ میں شام کا گورنر بنا کر اپنے موافق کر لیا اور آپ کے بیٹے عبد اللہ نے یزید بن مویہ کی بیعت اور حمایت کر کے تمام بنی امیہ کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ پھر فضائل حضرت عمرؓ کے کتابوں میں کیوں نہ اس کثرت سے بھرے ہوئے ملیں جس حکومت (نئی) کو جناب عبد اللہ بن عمرؓ کی خوشی اس درجہ مطلوب تھی کہ اس نے بیعت یزید نے لئے آپ کو ایک لاکھ روپے دیدیئے جسکے بعد آپ نے یزید کی بیعت کر لی (شرح صحیح بخاری ص ۵۵۵) اس نے جناب عبد اللہ کے خوش رکھنے کے لئے بھی حضرت عمرؓ کے مسائل کے شائع کرنے میں کس درجہ اہتمام کیا ہوگا۔ صرف یزید بن مویہ کی بیعت آپ نے نہیں کی بلکہ عبد الملک بن مروان کی بیعت اس سلطنت کے گورنر حجاج ثقفی کے باؤں پر جا کر کی (شرح ابن ابی الحدید جلد ۷ ص ۷۰) اس اطاعت و انقیاد سے بھی حجاج اور دوسرے ارکان و عامل بنی امیہ کے دلوں میں آپ کی جس درجہ جگہ دہائی اوس کا سمجھنا آسان ہے۔ غرض حضرت عمرؓ کے فضائل کی کثرت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ خلفاء راشدین کے بعد خلفاء بنی امیہ کے زمانہ میں مدت دراز تک آپ کے صاحب زادے موجود رہے اور آپ نے سب کو حد سے زیادہ خوش رکھا جس نے جو کہا وہ کیا۔ اور جن باتوں کو دوسرے غیرت مند افراد پسند نہیں کرتے تھے ان پر آپ بہت آسانی سے آمادہ ہو گئے۔ پھر حضرت عمرؓ کے بعد وہ خلفاء جو انھیں کے دشمن ہوئے رہے اور انھیں اصول کے مطابق ان کی خلافت بھی تسلیم کی گئی جن اصول پر حضرت عمرؓ حلیف ہوئے تھے۔ کیوں حضرت عمرؓ کے فضائل کی ترویج و اشاعت میں مدد نہ کرتے کہ اس سے درحقیقت ان خلفاء بنی امیہ کی خلافت کی حقیقت بھی واضح ہوتی تھی کیونکہ ان کی خلافت کی بنیاد حضرت عمرؓ کی خلافت پر قائم ہوئی تھی۔

**عالم** دوسری ذات جس کے وجود اور اثر سے حضرت عمرؓ کے فضائل کی ہر قسم کی حضرت عمرؓ کو شایع و رائج ہونے کا آسان ذریعہ مل گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو کچھ بچی تھیں کہ وہ ابو بکر عمرؓ کے درمیان کیسے گہرے تعلقات تھے کہ شاید حقیقی

دو بھائیوں میں بھی نہ ہوں بلکہ حضرت رسول خدا صلعم شوہر اور جناب عائشہ زوجہ میں بھی اتحاد قلب و روح و نفس و اتفاق رائے و خیالات و اشتراک سعی و عمل کا وہ نمونہ نہیں ملتا جو حضرت ابو بکرؓ عمرؓ میں تھا۔ بس جو ایک نے کہا وہی ادا و دوسرے کے منہ سے بھی نکلی۔ جو اسے ایک کی ظاہر ہوئی بالکل وہی دوسرے کی بھی معلوم ہوئی۔ دو قالب ایک روح مشہور ہے مگر اس کے مصداق جیسے یہ دونوں بزرگ۔ بچے کم کوئی ہو گا۔ اس وجہ سے حضرت عائشہؓ بھی حضرت عمرؓ کو جس درجہ مانتی ہوں وہ واضح ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے برتاؤ اور شفقت سے حضرت عائشہؓ کو اور زیادہ ممنون احسان بنادیا تھا۔ زمانہ حال میں ان کی جو سوانح عمری، مصنفین اعظم کٹھ سے شائع ہوئی ہے اس میں اس احسان کا مختصر ذکر اس طرح کیا گیا ہے ”عہد فاروقی حضرت فاروق اعظم کا عہد مبارک نظم و نسق کے لحاظ سے سناڑھا اور انھوں نے نام مسلمانوں کے نقد و ظائف مقرر کر دیئے تھے۔ قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج میں دو روایتیں لکھی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ تمام ازواج مطہرات کو برا برباہ بارہ ہزار سالانہ (صحیح بخاری ابواب البخائن ص ۲۷۵)۔ دوسری روایت جسکو حاکم نے صحت میں بخاری و مسلم کے ہم رتبہ قرار دیا ہے یہ ہے کہ دیگر ازواج نے لئے دس دس ہزار اور حضرت عائشہؓ کا بارہ ہزار سالانہ وظیفہ تھا۔ اس ترتیب کا سبب خود حضرت عمرؓ نے بیان فرمادیا تھا (مسند حاکم جز دوم صحابیات ذکر عائشہ رضی اللہ عنہا) کہ ان کو میں دو ہزار اس لئے زیادہ دیتا ہوں کہ وہ آنحضرت صلعم کو محبوب تھیں۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد کے مطابق حضرت عمرؓ نے نو بیالے تیار کرائے تھے جب کوئی چیز آتی ایک ایک پیالہ میں کر کے ایک ایک کی خدمت میں بھیجتے (امام مالک باب جزئیہ اہل الکتاب)۔ تقسیم پدایا میں یہاں تک خیال رکھتے کہ اگر کوئی جانور نجس ہوتا تو بقول حضرت عائشہؓ کے سری اور پایہ تک اُن کے پاس بھیجیتے تھے (مطالعہ امام محمد باب الزیاد)۔ عراق کی فتوحات میں مویٹوں کی ایک ڈبیر ہاتھ آئی تھی مال غنیمت کے ساتھ وہ بھی بارگاہ خلافت میں بھیجی گئی۔ سب کو مویٹوں کی تقسیم مشکل تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپ لوگ اجازت دیں تو میں ام المومنین عائشہؓ کو بھیج دوں کہ آنحضرت صلعم کو وہ محبوب تھیں۔ سب نے بخوشی اجازت دی۔ چنانچہ وہ ڈبیر حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھیجی

گئی۔ کھول کر دیکھا فرمایا ابن خطاب نے آنحضرت صلیم کے بعد مجھ پر بڑے بڑے  
 انسانات کئے۔ نہ ایا مجھے آئندہ اُن کے عیالوں کے لئے زندہ نہ رکھنا (مستدرک حاکم)  
 حضرت عمر کی متانت تھی کہ وہ بھی حضرت عائشہ کے مجسمہ میں آنحضرت صلیم کے قدموں کے  
 نیچے دفن ہوں لیکن کہ اس لئے نہیں سکتے تھے کہ گو شرعاً مردوں سے زیر خاک پر وہ  
 نہیں تاہم اوبادفن کے ہی بھی وہ اپنے پیچھے کو غیر مرم ہی سمجھتے تھے۔ دم نزع تک اس خلش  
 سے بہ تاب تھے۔ آخر اپنے صاحب زادے کو بلائی کہ ام المومنین کو میری طرف سے  
 سلام کہو اور عرض کر دو کہ عمر کی تمنا ہے کہ وہ اپنے رفیقوں کے پہلو میں دفن ہو۔ فرمایا  
 اگرچہ وہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن عمر کے لئے خوشی سے یہ ایثار گوارا کرتی ہوں۔  
 اس اجازت کے بعد بھی حضرت عمر نے دہشت کی کہ میرا جنازہ آستانہ تک لے جا کر پھر ان  
 طلبی کرنا۔ اگر ام المومنین اجازت دیں تو اندر دفن کر دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں  
 لے جانا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور حضرت عائشہ نے دوبارہ اجازت دی اور جنازہ اندر لجا کر  
 دفن کیا گیا (یہ نام تصدیق صحیح بخاری کتاب الجنائز میں ہے) اور آخر اسی حجرۂ اقدس  
 میں برج خلافت کا دوسرا خزانہ بھی لگا ہوں سے پہنچا ہوا "سیرۃ عائشہ ص ۱۳۱۔  
 اس پروری عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت ابو بکر کے بعد حضرت عمر نے آپ کی  
 صاحب زادی کا کس درجہ خیال رکھا کہ آپ کو حضرت رسول خدا صلیم کا ہم بھی بھول گیا اور حضرت  
 ابو بکر کا صدمہ بھی زائل ہو گیا ہو گا۔ آنحضرت صلیم کے زمانہ میں حضرت عائشہ کو بارہ ہزار سالانہ  
 وظیفہ کہاں سے ملتا۔ اور زمانہ نبوت میں آپ مویوں کی ڈبیکس طرح پاتیں۔ آنحضرت  
 صلیم کے زمانہ کی حالت تو یہ نکھی ہوئی ہے "جس دن وہ بیوہ ہوئیں اسی کی شام کو گھر میں  
 برکت تھی (ترمذی کتاب الادب) "سیرۃ عائشہ ص ۱۳۲" پس جن مسئلہ نے اپنے  
 شہر ہر کے زمانہ میں اس درجہ فقری اور عسرت کا مزہ چکھا ہو کہ شوہر کے انتقال کے دن  
 گھر میں کچھ نہ تھا بلکہ چراغ جلانے کو تیل بھی نہ تھا اُن کو حضرت عمر کے زمانہ میں بارہ ہزار  
 سالانہ نیشن مقرر ہو جانے سے (جب کہ آپ کا خرچ بھی صرف آپ کی ذات ہی کی محدود  
 تھا نیز کہ اولاد کی زحمتوں سے خدا نے آپ کو محفوظ ہی رکھا تھا) وہ مدوح کی جیسی قدوں  
 ہو گئی ہوں یہ ظاہر ہے۔ اب خود ہیجہ لو کہ سبب عبد اللہ ایسے ہر درندہ اندر حضرت عائشہ ایسی  
 ہی شریعت جبر کے زمانہ میں حضرت عمر کے فتنائل کس درجہ پھیل سکتے تھے پھر کتاب میں لکھا کہ کچھ نہیں لیا

**ہدایت خاتون**۔ معاذ اللہ! خدا کی سیوا!! میں قرآن مجید کی استہزاء کر رہی ہوں؟ تو میری زبان مفروض سے کاٹ دو۔ ایسی چیز دنیا میں رہے کا حق ہی نہیں کھتی جو ایسی بے ادبی کرے میں تو تمہاری کہاںوں میں جو ہیرس پڑھ چکی ہوں ادھیں کو بیان کر رہی ہوں اور وہ بھی تمہارے کہنے پر۔ اب تم بحث سے گھبرا گئے تو ایسے پہلو بدلنے لگے کہ میں اپنے آپے میں نہ رہوں صاف ہی کہہ دو کہ اب بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

**مولوی صاحب** (شرما کر)۔ حیر میں اپنی بات واپس لیتا ہوں۔ تم کو جو کچھ کہنا ہو ملینا سے بیان کرو۔ بحث کی ضرورت کیوں نہیں۔ تم کو راہ راست پر دانا ہے۔

**ہدایت خاتون**۔ تم مجھے الزام دینے ہو کہ قرآن مجید سے استہزاء کرتی ہوں حالانکہ تمہارے بزرگوں ہی نے قرآن مجید سے مزاح و استہزاء بھی کیا ہے اور اس کا اہلن بھی باتیں نہیں رکھ۔ تمہارے مذہب کی خوبیاں کہاں تک بیان نہ جائیں۔

**مولوی صاحب**۔ تم پھر دبی چڑانے اور چھیڑنے کی باتیں کرنے لگیں۔ اب کہہ دو کہ تمہاری کتابوں میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

**ہدایت خاتون**۔ بے شک کہتی ہوں اور ڈنکے کی جوت کہتی ہوں۔ کچھ چوری ہے جو دبی زبان سے کہوں؟ اگر ثبوت نہیں ہوتا تو میں دعوے ہی نہیں کرتی۔ وہی کہتی ہوں جس کی صاف دلیل پا چکتی ہوں!!!

**مولوی صاحب**۔ خیر اب اس کی دلیں بھی بیان ہی کر دو۔ تجربہ سے تو تم کو یقین ہو گیا ہے کہ تمہاری کسی بات کا نہ جواب ہے نہ ہوگا۔ بس بتی جاؤ!۔ میں بت بنا سننا جاؤ۔

**ہدایت خاتون**۔ سنو علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔ من السلاوی قولہ ومن اظلم ممن افترے علی اللہ کذابا او قتال اوحی الی ولہم روح الیہ شئی قال نزلت فی عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح القرشی اسلم وکان یکتب للسجی فکان ۱۰۱ اظلم علیہ سمعنا علیما۔ کتب علیما حکیمان۔ واذا قال علیما حکیمان کتب سمعنا علیما فنشک وکف وقال ابی کور محمد یوحی الیہ فقد اوحی الی۔ سی کہنے تھے کہ دہرہ ۲۷ سورہ النعام رکوع ۱۱ میں آیت ومن اظلم ممن افترے علی اللہ کذابا او قتال اوحی الی ولہم روح الیہ تھی۔ ایک شخص عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح قرشی کے بارے میں نازل ہوا تو جب مسلمان ہوا تو حضرت رسولؐ صہم اپنی وجہوں کہ اسی سے لکھوانے لگے۔ مگر اس کا

یہ معمول ہو گیا کہ حضرت حودجی کھوانے اس میں خود اصلاح دے دیا کرتا اور کچھ کچھ لکھ دیا کرتا  
مثلاً اگر حضرت فرمائے کہ لکھو سمیعاً علیما تو وہ لکھ دیتا علیما حکماً اور اگر حضرت فرمائے کہ علیما  
حکماً لکھو تو وہاں سمیعاً علیما لکھ دیتا اس طرح کرتے رہتے تھے اور کتب حضرت کی بہت میں تھا  
ہوا تو وہ بھوکا فرہو گیا اور کہنے لگا اگر محمدؐ پر وحی نازل ہوتی ہے تو نئی بات کیا ہے (نوحہ پر بھی  
نازل ہوتی ہے۔ کان یکتب للنسی نکاری ما یعملی عریض حکیم بیکتب غفوراً رحیم  
فیغیرہ ستم یقرأ علیہ۔ فرجع عن الاسلام و لحن نقیث۔ وہ حضرت کی وحی لکھا کرتا  
اگر حضرت کسی سورہ میں رہتے کہ عریض حکیم لکھ تو وہ غفوراً رحیم لکھ دیتا اسی وجہ سے  
وہ اسلام سے پھر گیا اور قریش میں جا ملا اور مشورہ جلد سے متنازع ہوئے کہ کافر ہو گیا؟  
اسی وجہ سے تو کہ اس نے دیکھا وہ جو چاہتا قرآن کو بدل کر لکھ دیتا ہے۔ اس رویہ پر بھی اگر  
یہ خدا کا کلام ہوتا تو حد اوس کے ہاتھ نہ کوڑا۔ اگر نے سے روک دیتا تو خدا نے ایسا کیا نہیں  
اس سبب سے وہ کافر ہو گیا پس اگر نہ لے قرآن بیکد کہ خراف سے نہ لے لکھے گا و عدہ  
کیا ہوتا تو عبد اللہ وحی کو الٹ پھر کر لکھنے پر کیوں کامیاب ہو گیا؟ اس نے خریف فرزند  
کی۔ تو اس کو اس خریف پر کیوں کفر قدرت ہو گئی؟ ایک اور سن لو۔ لما فتح الحبیب الکعبۃ  
احد ابوہریرۃ الاسلمی و هو سعید بن حرب عبد اللہ بن خطیل و هو الذی کانت قریش  
تسمیہ ذوالقلبین فانزل اللہ ما جعل اللہ لرحل من قلبین فی جوفہ مقدمہ  
ابوہریرۃ مضرب عنقه و هو متعلق باستار الکعبۃ۔ فانزل اللہ یہ لا اتسمیہا  
البلد و اهل جہل البلاد و اما لان ذلک نہ قال اقلیہ انا اعلم لکم علم محمدؐ فاتے النبی فقال  
یا رسول اللہ انا احب ان تستکبنی۔ قال فا کتب نکاح اذا ملى علیہ من  
القرآن و کان اللہ علیما حکماً کتب و کان اللہ حکماً علیما و اذا ملى علیہ  
و کان اللہ غفوراً رحیم کتب و کان اللہ رحیم غفوراً ستم لقول یا رسول اللہ  
اقراء علیک ما کنت۔ فیقول لکم۔ فاد اقرأ علیہ و کان اللہ علیما حکماً و رحیم  
غفوراً۔ قال لہ السبب ما هکذا ام لیت علیک و ان اللہ لکذلک (وہ غفور رحیم  
وانہ لرحیم غفور۔ مرجع الی قریش فقال لیس امرہ بستی۔ کت آخذ بہ فیصرف  
فلم یؤمنہ فكان احداً لاربعة الدین لکم۔ ثم مہم الحبیب۔ حضرت رسول خدا صلعم نے  
جب حاکم کو فتح کیا تو ابوہریرہؓ اسی نے جو سعید بن حرب تھے۔ عبد اللہ بن خطیل کو گرفتار کر لیا

یہ وہ شخص تھا جس کو قریش کے لوگ ذوالقنبین (دو ذل والا) کہتے تھے تو خدا نے یہ آیت نازل کی اور نے کسی آدمی کے سینے میں دو ذل ہیں رکھے (پ ۲۱ ع ۱۷) لہ۔ تو ابوہریرہ نے آگے کھینچ کر اسکی گردن اُڑادی۔ اوس وقت وہ خانہ کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا تھا۔ تب خدا نے یہ آیت نازل کی۔ اسے پیغمبر میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اور تو اس شہر میں آزاد ہو گا لے (بارہ۔ ۱۵ ع ۱۵) اور یہ بات اس سبب سے ہوئی کہ اس عبد اللہ بن خطل نے قریش سے کہا تھا کہ دیکھو میں تمہارے لئے محمدؐ کا حال جانتا ہوں۔ یہ ہکر حضرت رسولؐ خدا صلعم کی خدمت میں پہنچا اور کہا اے رسولؐ خدا میں چاہتا ہوں کہ آپؐ مجھ سے لکھو یا کریں حضرتؐ نے فرمایا اچھا لکھا کرو۔ مگر وہ کہ کرتا کہ بس حضرتؐ قرآن مجید میں دکان اللہ علیہا حکیمانہ لکھنے کو کہتے تو وہ اُلٹ کر حکیمانہ علیہا لکھ دیتا۔ اور جب حضرتؐ فرماتے کہ کھود دکان اللہ غفور اسریم تو وہ لکھ دیتا دکان اللہ اسریم غفور اب پھر کہتا اے رسولؐ خدا میں لکھتا ہے وہ آپؐ کو سناؤ؟ حضرتؐ فرمایا پھر دکان دکان اللہ علیہا حکیمانہ! اسریم غفور اور اس سے حضرتؐ فرماتے ہیں نے تم سے اس طرح لکھنے کو

لہ مولوی وحید الزماں خاں صاحب لکھتے ہیں ”ایک منافق کہنا تھا میرے دو ذل ہیں۔ ایک دل ایسا کہتا ہے ایک دل ایسا اوس رت یہ آیت اتری۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ ناز پر رہے تھے اس میں بھول گئے۔ منافق کہنے لگے ان کے دو ذل ہیں۔ ایک دل تمہارے ساتھ۔ ایک دل کہیں۔ اوس وقت یہ آیت اتری بعضوں نے کہا قریش میں ایک شخص تھا وہاں اوس کو دو ذل والا کہتے۔ اسی کے باب میں یہ آیت اتری۔“ (تفسیر وحیدی پارہ ۲۱ ع ۱۷ ص ۱۷۷)۔

۔ مطبوعہ لاہور ۱۲۷۸ھ

لہ مولوی وحید الزماں خاں صاحب لکھتے ہیں ”جس روز کہ فتح ہوا آپؐ اس میں داخل ہوئے تو اسد قتال نے آپؐ کے لئے وہاں کا فوں کو انا درست کر دیا۔ چنانچہ آپؐ کو خبر دی گئی کہ عبد اللہ بن خطل کا فرکبے کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے مار ڈالو۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے رکن اور مقام ابراہیم کے بیچ میں اُس کو قتل کیا (تفسیر وحیدی ص ۱۷۷)۔ اس سے واضح ہوا کہ قرآن مجید سے اس قسم کی مزاح اور سخرابین کرنے کا ایک ہی بزرگ نہیں گزرے بلکہ کئی صاحب ہوئے ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو کھیل بنا رکھا تھا اور وہ سب شروع کے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم کہو یا اور کچھ) ہی تھے۔ جو حضرتؐ پر اسلام لائے تھے ۱۲ھ



تو نہیں کہا تھا۔ اگرچہ خدا ہے ایسا ہی کہ وہ غفور رحیم ہے اور وہ رحیم غفور ہے۔ پھر وہ قریش کی طرف واپس گیا۔ اور کہا ان کا دعویٰ کچھ نہیں۔ میں جد مرزا ہوتا ہوں اور یہ پھر جاتے ہیں۔ تو حضرت نے اس کو امن نہیں دیا اور وہ بھی انھیں چار لوگوں میں رہا جو حضرت رسول خدا صلیم کے امن سے محروم رہے (تفسیر درمنثور جلد ۶ ص ۳۵۲)

**مولوی صاحب**۔ واقعاً بڑا بد معاش اور باجی تھا۔ اچھا ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلیم نے اس کو قتل کر دیا۔ یہ زندہ رہتا تو نہ معلوم کتنا فساد پیدا کر دیتا قرآن مجید کو ایک کلونا بنا دیتا۔ تو یہ۔ پہلے زمانہ میں کیسے کیسے یہودے گزر گئے ہیں۔

**ہدایت خاتون**۔ پھر تم لوگ کس منہ سے کہتے ہو کہ قرآن مجید میں کوئی تغیر نہیں ہو سکتا خدا نے اسکی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اگر قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ ہوتا تو خدا نے اس کو کیوں نہیں اس شرارت سے باز رکھا؟

**مولوی صاحب**۔ بات تو انصاف کی ہے۔ اگر انھیں نزلنا الذکر وانا لہ لحاظ قرآن شریف ہی کے متعلق وعدہ ہوتا تو خدا کو ضرور اس قسم کی شرارتوں سے بھی بچانا چاہیے تھا۔ مگر آنحضرتؐ کے بعد ممکن ہے خدا نے اسکی حفاظت کی ہو۔

**ہدایت خاتون**۔ تمہاری عقل کے قربان جاؤں۔ اتنی بھتیس ہو چکیں مگر اب تک تم مرغی وہی ایک ٹانگ کہتے جاتے ہو۔ اگر آنحضرتؐ کے بعد خدا اسکی حفاظت کرتا تو اتنے الفاظ کی کمی کیوں ہو گئی؟ اتنی عبارتیں غائب کیسے ہو گئیں؟ الفاظ کیوں بدل گئے؟ قرآن مجید کی ترتیب کیوں بدل گئی؟

**قرآن مجید میں ترتیب**۔ **مولوی صاحب**۔ ترتیب کا تغیر تو پہلے ہی تم بیان کی سورتیں ہیں۔ ایک ہی بات کو دہرانے کی کیا ضرورت ہے۔

**ہدایت خاتون**۔ یہی کیوں۔ اور بھی بہت سی ترتیب بدل گئی ہے۔

**مولوی صاحب**۔ نہیں اور کوئی ترتیب نہیں بدلی ہو گی۔ تم حد سے نہ گزر جاؤ۔

**ہدایت خاتون**۔ اچھا سنو (۱) ان رسول اللہ قال لہ الا خبرک باخیر سورۃ نزلت فی القرآن۔ قلت بلے یا رسول اللہ۔ قال فاتحۃ الکتاب۔ حضرت رسول خدا صلیم نے عبد اللہ بن جابر سے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ قرآن مجید میں سب سے آخری

کون سورہ نازل ہوئی؟ عبد اللہ نے عرض کی ہاں یا حضرت ضرور بتا دیں۔ حضرت نے فرمایا وہ سورہ فاتحہ ہے (تفسیر در مشور جلد ۱ ص ۷۷)۔ دیکھو خدا نے جس سورہ کو سب سے آخر میں نازل کیا تمہارے صحابہ نے اس کو قرآن مجید میں سب سے پہلے کر دیا۔ اور سنو (۲) قال رسول اللہ ﷺ لا تقولوا سورة البقرة ولا سورة آل عمران ولا سورة النساء ولا سورة الكهف القرآن كله ولكن قولوا السورة التي يذكر فيها البقرة والسورة التي يذكر فيها آل عمران وكذلك القرآن كله۔ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا یہ نہ کہا کرو سورہ بقرہ۔ سورہ آل عمران وغیرہ۔ بلکہ اس طرح کہا کرو سورہ جس میں بقرہ کا ذکر ہے۔ وہ سورہ جس میں آل عمران کا ذکر ہے۔ اسی طرح پورے قرآن کو۔ (در مشور جلد ۱ ص ۷۷)

**مولوی صاحب۔** تو اس میں تفسیر ترتیب کیونکر ہوا جو تم نے اس بحث میں ذکر کیا۔

**ہدایت خاتون۔** اب ہر شخص یہی کہتا ہے سورہ بقرہ دوسورہ آل عمران۔ اور اولتا بھی یہ ہیں۔ علماء و ارکان دین سب اسی طرح رکھتے بولتے ہیں۔ تو کیا یہ تفسیر ترتیب نہیں ہو کہ ہر سورہ کے قبل اس طرح لکھا ہوا ہے جس طرح لکھنے کو نہ خدا نے کہا نہ رسول نے اور نہ اس طرح قرآن مجید نازل ہوا۔ اب جو قرآن مجید میں ہر سورہ کے پہلے اس سورہ کا نام لکھا ہوا ہے کیا اسی طرح خدا نے نازل کیا تھا؟ یا مسلمانوں نے یہ تفسیر دے دیا وہ **مولوی صاحب۔** تم تو ایک روئے پر دوسرا پھر تیسرا رد آرکھتی چلی جاتی ہو۔ یہ بھی نئی بات معلوم ہوئی ہے کہ کلام پاک میں ہر سورہ کے پہلے اس سورہ کا جو نام لکھا ہوا ہے۔ یا انسانی کلام اس میں داخل کر دیا گیا ہے اور اب قرآن مجید خالص اللہ تعالیٰ کا کلام پاک باقی نہیں رہا۔ اسی وجہ سے اس کو لوگ لے کر جھوٹی قسمیں کھا جاتے ہیں اور ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اس کی ہر طرح بے عزتی کرتے ہیں۔ نجس لوگوں سے لکھواتے ہیں۔ بے موقع رکھتے ہیں۔ بلکہ اس کے اور اتنا تک نبیوں کی دکانوں پر بیچ دیتے ہیں اور پھر ادنیٰ کوئی تنبیہ نہیں ہوتی۔

**ہدایت خاتون۔** سنئے جاؤ (۳) عن ابن خلد قال هذه الآية مقدمة و مؤخره اذا عوابه الا قليلا منهم ولولا فضل الله عليكم ورحمته لم ينج قليل ولا كثير۔ ابن زید کہتے تھے کہ (پہلے سورہ نساء رکوع ۱۱ میں) آیت مقدم و مؤخر (آگے پیچھے) ہوئی ہے وہ اس طرح تھی اذا عوابه الا قليلا منهم ولولا فضل الله عليكم ورحمته لم ينج قليل ولا كثير۔ مگر اب یہ آیت اس طرح ہے اذا عوابه ولولا فضل الله

الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتعتم الشیطان الا قلیلاً (در مشور جلد ۲ ص ۱۷۶)

مولوی صاحب - یہ بھی بالکل نیا مضمون ہے۔ کیا تاشہ ہو رہا ہے۔ توبہ۔  
ہدایت خاتون - بڑے کیوں ہو سنتے جاؤ۔

ایک صحابی خدائے کو صلاح دے  
ہدایت خاتون - ایک اور لطیفہ دیکھو کہ ایک صحابی

نے خدا کو ایک بات یاد دلادی تو خدا نے ان کی را

کے مطابق اپنے کلام میں اصلاح لیکر اس کو نازل کیا سنو (۴) عن زید بن ثابت قال

كنت الى جنب رسول الله فغشيت السكينة فوعدت فخذ رسول الله علي

فخذی فوجدت ثقل ثقی ثقی من فخذ رسول الله ثم سرے عنہ

فقال اكتب فكتبت فی کف لا یستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدین

فی سبیل اللہ انے آخر الآیة - فقال ابن ام مکتوم وکان رجلاً علیہ لہما سمع

فضل المجاہدین - یا رسول اللہ فکیف بمن لا یستصیع الجہاد من المؤمنین

فلما قفے کلامہ غشبت رسول اللہ السکینة فوعدت فخذہ علی فخذی

فوجدت ثقلها فی المرة الثانیة کما وجدت فی المرة الاولی ثم سرے

عن رسول اللہ فقال اقم یا زید فقرأت لا یستوی القاعدون من المؤمنین

فقال رسول اللہ اکتب غیر اولی الضم الآیة قال زید انزل اللہ وحدها

والحقها - مخبر کہ زید بن ثابت کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا پر وحی نازل ہوئی تو

آپ نے فرمایا لکھو۔ میں نے ایک ہڈی پر لکھا لا یستوی القاعدون من المؤمنین

والمجاهدون فی سبیل اللہ تا آخر آیة جو مؤمنین جہاد کرتے ہیں اور جو گھر بیٹھے رہتے

میں وہ برابر نہیں ہو سکتے (پ ۵ سورہ نسا رکوع ۱۱) اس پر ابن ام مکتوم جو نابینا

تھے بولے یا حضرت اور جو مجبور ہو؟ اس بات پر پھر حضرت پر وحی نازل ہوئی۔

اس کے بن حضرت نے زید سے فرمایا لا یستوی القاعدون من المؤمنین کے

بعد غیر اولی الضم کا جملہ بھی بڑھا دیا گیا اور آج تک قرآن مجید میں یہ موجود ہے

(در مشور جلد ۲ ص ۲۰۳) (۵) ان ابن عباس کان یقرأ ہذا الحرف ان یدعون

من دونه الا انہ یمن مجاہد فی قولہ الا انانا قال الا ادنا... عن عائشہ اھا

یہ حدیث صحیح ہے

کانت تقرأ ان يدعون من دونه الا اوثانا ولفظ ابن جریر کان فی مصحف عائشہ ان يدعون من دونه الا اوثانا... قرأ رسول الله ان يدعون من دونه الا اثنی - پارہ ۵ سورہ النساء رکوع ۱۸ میں ابہ - آیت ہے ان يدعون من دونه الا اثنیٰ گر جناب ابن عباس کہتے تھے کہ یہ ان يدعون من دونه الا اثنیٰ ہے اور مجاہد کہتے تھے کہ یہ نہ اثنیٰ ہے نہ اثنیٰ ہے بلکہ اوثانہ جناب عائشہ بھی اس کو اوثانہ ہی پڑھتی تھیں اور لفظ ابن جریر میں ہے کہ مصحف عائشہ میں بھی یہ اوثانہ ہی تھا۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کو الا اثنیٰ پڑھتے تھے در منثور جلد ۲ ص ۲۲۳ (۶) لا یحب الله الجہر بالسوء من القول الا من ظلم۔ قال کان الضحاک بن مزاحم یقول هذا فی التقدیم والتأخیر یقول الله ما یفعل الله بعد ابکم ان شکتم وامنتم الا من ظلم وکان یقرؤھا کذلک ثم قال لا یحب الله الجہر بالسوء من القول ای علی کل حال۔ پانچویں پارے کے آخر میں ما یفعل الله بعد ابکم ان شکرتم وامنتم وکان الله شاکراً علیما۔ اور چھٹے پارے کے شروع میں لا یحب الله الجہر بالسوء من القول الا من ظلم ہے۔ ضحاک کہتے تھے کہ ان دونوں جملوں میں آگے پیچھے ہو گیا ہے۔ اصل میں اس طرح تھا ما یفعل الله بعد ابکم ان شکرتم وامنتم الا من ظلم اور اسی طرح وہ اس کو پڑھتے تھے اس کے بعد لا یحب الله الجہر بالسوء من القول کہتے تھے یعنی ہر حال میں یہی ہے کہ خدا برائی کا زور سے بیان کرنا پسند نہیں کرتا (در منثور جلد ۲ ص ۲۳۴)۔

بوتو مزاج کیسا ہے۔ دیکھتے ہو پانچویں پارے کی آیت کا جملہ جیسے پارے کی آیت میں لکھا گیا اور وہ آج تک سی طرح ہے۔ قرآن مجید میں جو تقدیم و تاخیر کی گئی وہ اب تک موجود ہے

**مولوی صاحب**۔ کیا دونوں اور کیا جواب دوں۔ تم نے مجھے بت بنا دیا ہے۔  
**ہدایت خاتون**۔ میرا ویس۔ (۷) انا واثوا جھٹا اس نا الله قال هو مقدم و موخر۔ پارہ ۶ رکوع ۲ شروع ہی میں نفا لوالہ اس نا الله جھٹا ہے۔ جناب ابن عباس کہتے تھے کہ یہ جھٹا اس نا الله تھا مگر آگے پیچھے کر دیا گیا (در منثور جلد ۲ ص ۲۳۵)۔

(۸) عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت على عائشة فقالت لي يا جبیر لقد أُمّ المائدة - فقلت نعم - فقالت اما انما اخا آخر سورة نزلت فادخلت من فيها من حلال فاستحلوه وما دجدتم من حرام فحرموه - جبیر ابن نفیر کہتے تھے کہ میں نے حج کیا تو حضرت عائشہ کے پاس بھی حاضر ہوا - جناب مغملہ نے مجھ سے فرمایا اے جبیر تم سورہ مائدہ کی تلاوت کرتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں - جناب مغملہ نے فرمایا دیکھو وہی سورہ ہے جو سب کے آخر میں نازل ہوئی - تم کو اس میں جو حلال ملے اس کو حلال سمجھو اور جو حرام ملے اس کو حرام سمجھو (در منثور جلد ۲ ص ۲۵۲) (۹) عن البراء قال آخر آية نزلت يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة و آخر سورة نزلت قامة براءة جناب براءؓ بیان کرتے تھے کہ سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے :-

يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة اور سب سے آخر میں جو سورہ نازل ہوئی وہ براءة ہے (در منثور جلد ۳ صفحہ ۲) - بتاؤ تو اب آیت يستفتونك کس پارہ اور کس سورہ میں ہے؟

مولوی صاحب - اس کو مجھ سے کیا پوچھتی ہو پ سورہ نسا رکوع ۴ میں ہے -

ہدایت خاتون - اور سورہ براءة کس پارے میں ہے؟

مولوی صاحب - دسویں پارے میں - ان سب باتوں سے کیا فائدہ - ہل سوالات کرتی جاتی ہو -

ہدایت خاتون - ہل سوالات ہیں؟ تمہارا دل ہی جانتا ہو گا کہ ان سوالات سے تم پر کیا گزر رہی ہے - بتاؤ جو آیت سب کے آخر میں اُترے اور وہ اب چھٹے پارے میں ہو اور جو سورہ سب سے نیچے نازل ہو مگر اب دسویں پارے میں ہو - اسی قرآن مجید کے بارے میں تم لوگوں کا یہ دعوئے رہتا ہے کہ کتب اہل سنت سے تحریف ثابت نہیں ہوتی؟

مولوی صاحب - تم نے تو اتنے پتے پتے کی باتیں نکالیں کہ آج تک کسی شیعو عالم نے بھی اتنی باتیں جمع نہیں کی ہونگی -

ہدایت خاتون - تم نے ابھی ہمارے علماء محققین کی کتابیں دیکھیں کہاں؟ -

ان حضرات کی تحقیقات تو دریا سے بے پایاں ہیں۔ ان کی کتابیں دیکھو تب قدرت خدا نظر آئے اور یقین ہو کہ علم و یقین اس کو کہتے ہیں۔ اور جب ان حضرات کی یہ معمولی روٹھی آج مذہب کی حیثیت اور تم لوگوں کے دعووں کے ابطال میں اتنی چیزیں جمع کر سکی تو پھر ان حضرات کی خدمات جلیلہ کی حد کون بیان کر سکتا ہے ہر زمانہ میں ان بزرگان دین کے کارنامے عقلوں کے حیران کرنے والے ہی رہے۔ خیر اور سن لو (۱۰) عن جہادہ فی قولہ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرہ۔ قال ہی اول ما نزل اللہ من سورۃ براءۃ مجاہد کہتے تھے کہ سورہ براءۃ کی سب سے پہلی آیت جو اُتری یہ ہے لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرہ۔ اول ما نزل من سورۃ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرہ۔ سب سے پہلی آیت جو سورہ براءۃ کی نازل ہوئی لقد نصرکم اللہ ہے (در منثور جلد ۳ ص ۲۳۴) اب دیکھو سورہ براءۃ میں یہ آیت ۲۴ آیتوں کے بعد درج کی گئی اور نبی ص کے اس کا منبہ کر دیا گیا (۱۱) فقال رسول اللہ نسیم کذلک وکانت اول آیت نزلت فی القتال اذن للذین یقاتلون بانهم یصلحوا حتی یبلغ بقوی عز بنہ۔ حضرت رسول ص اسما بنت عمیس سے کہا کہ عربو کہتے ہیں وہ بات نہیں ہے اور قتال کے بارے میں جو آیت سب سے پہلے نازل ہوئی وہ یہ ہے اذن للذین یقاتلون بانهم یصلحوا تاوی عز بنہ (در منثور جلد ۳ ص ۲۳۵) مگر اب یہ آیت پارہ ۵۔ سورہ حج رکوع ۱۱ میں ہے۔ بتاؤ کہاں سے کہاں بات پوچھ گئی۔

مولوی صاحب۔ تو اس پر کیا اعتراض ہے۔ ہو سکتا ہے نبی ص کے بارے میں سب سے پہلے ہی آیت اُتری ہو۔ اس کے قبل کوئی آیت نہیں ہو۔

براہیت خاتون۔ مگر اب قرآن مجید میں جہاد اور قتال کی بہت سی آیتیں اس آیت سے پہلے موجود ہیں پتہ سورہ بقرہ رکوع ۱۹ میں دیکھو وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تقصدوا۔ پھر اسی پارہ کے رکوع ۱۹ میں ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ۔ جس سے معلوم ہوا کہ جہاد کے لئے جو آیت سب سے پہلے نازل ہوئی وہ ابستر ہویں پارہ ۵ میں درج کر دی گئی۔ دوسری آیتیں جو بعد کر نازل ہوئیں وہ اس سے بہت پہلے رکھ دی گئیں۔ پارہ ۵۔ ۴۔ ۵۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱ سب ہی میں اس امر کی آیتیں ہیں سب کے بڑھنے اور نشانے میں سوائے وقت ضائع ہونے کے کوئی فائدہ نہیں۔

مولوی صاحب۔ ہاں اسکی ضرورت نہیں ہے۔

**ہدایت خالقون**۔ اور سنو (۱۲) عن ابی الصبحی قال اول ما نزل من ہدایۃ  
 الفہم واخفافا و ثقالا ثم نزل اولھا و آخرھا۔ ابو الصبحی بیان کرتے تھے کہ سورہ  
 براۃ کی سب سے پہلی آیت جو نازل ہوئی ہے الفہم واخفافا و ثقالا۔  
 اس کے بعد اس کے اول و آخر کا نزول ہوا (در منثور جلد ۳ ص ۲۱۱)۔ دیکھو جو آیت  
 سورہ براۃ کی پہلی تھی وہ اب اکتالیسویں ہو گئی۔ (۱۳) عن ابی بن کعب قال  
 آخر آیۃ انزلت علی النبی و فی لفظ ان آخر ما نزل من القرآن لقد  
 جاءکم رسول من انفسکم الی آخر الایۃ۔ جناب ابن عباس و ابی بن کعب  
 کہتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم پر سب کے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے لقد  
 جاءکم رسول من انفسکم عرین علیہ ما عنتم الایۃ (در منثور جلد ۳ ص ۲۹۵)  
 مگر اب یہ آیت پارہ۔ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۱ میں ہے۔ (۱۴) ان ابی بن کعب  
 کان یقول ان احداث القرآن عهدا مالم یوفی لفظ بالسماوات ان الایات لقد  
 جاءکم رسول من انفسکم الی آخر السورۃ۔ ابی بن کعب کہتے تھے کہ اللہ کے  
 ہاں سے یا آسمان سے قرآن مجید لی جو آیت سب آغاز لائی وہ یہ دو آیتیں ہیں۔ لقد جاءکم  
 رسول من انفسکم تا آخر سورہ در منثور جلد ۲ ص ۲۹۵ (۱۵) عن ابی بن کعب عن  
 جمیع القرآن فی مصحف فی خلافة ابی بکر فکان رجال یکتون ویملی علیہم  
 ابی بن کعب حتی اتوا الی هذه الایۃ من سورۃ بر اءۃ ثم انصرفوا  
 اللہ تلو جہد بانھم قوم لا یفقیھون فظنوا ان هذا آخر ما نزل من القرآن فقال  
 ابی بن کعب ان النبی قد اقرأ فی بعد هذا آیت یرتجاءکم رسول من انفسکم  
 عرین علیہ ما عنتم حریص علیکم۔ بالمومنین ما رؤت حریص فان تو انقل  
 حبسے اللہ لا الہ الا هو علیہ تو کلمت دھوسا، العرش العظیم لھذا آخر ما نزل  
 من القرآن۔ قال فحتم الامر بما فتوحہ بلا الہ الا اللہ یقول اللہ وما ارسلنا  
 من قبلك من رسول الا یوحی الیہ ان لا الہ الا انا فاعبدون۔ جناب ابی بن  
 کعب بیان کرتے تھے کہ لوگ نے قرآن مجید کی آیتوں کو حضرت ابو بکر کی خلافت  
 میں ایک مصحف میں جمع کیا۔ اس کی صورت یہ تھی کہ اور لوگ لکھتے جاتے اور ابی بن کعب  
 بولتے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ سورہ براۃ کی اس آیت تک پہنچے

انصفا صرت اللہ تلوہم بانہم قوم لا یفقیہون تو لوگوں نے گمان کیا کہ قرآن مجید کی جو آیت سب کے آخر میں نازل ہوئی یہی ہے۔ اس پر ابی بن کعب نے کہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بعد مجھے اور دو آیتیں پڑھائیں جو یہ ہیں لفظ جاءکم رسول من انفسکم عن ین علیہ ما عنتم حرر یس علیکم بالقرآن من ردت رحیم۔ فان تودوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا اللہ علیہ تو کلت دھو سرب العرش العظیم۔ یہی قرآن مجید کی وہ آیت ہے جو سب کے آخر میں نازل ہوئی۔ بس اس امر کا خاتمہ اسی بال اللہ پر ہو جس لا الہ الا اللہ سے اسکی ابتدا ہوئی تھی۔ خدا فرماتا ہے و ما ارسلنا من قبلك من رسول الا یوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون (در فتور جلد ۳ ص ۲۹۶)۔ اب دیکھو کہ وہ آیت جو قرآن کی سب سے آخری کجھی جاتی تھی پ ۱۱ سورہ توبہ کے رکوع چلچل میں موجود ہے۔ ابھی سنتے جاؤ (۱۶) اتی اللہ بن خزیمہ بھاتین الاینین من آخر سورۃ لقن جاءکم رسول من انفسکم ای قولہ دھو سرب العرش العظیم الی عمر۔ فقال من معک علی ہذا۔ فقال لا ادری واللہ الا انی اشہد لسمعتہما من رسول اللہ ووعیتہما وحفظتہما۔ فقال عمر وانا اشہد لسمعتہما من رسول اللہ رکعت ثلاث آیات فجعلتہا سورۃ علی حدة۔ فانظر واسورة من القرآن فالحقوا۔ فالحققت فی آخر برائة۔ سورہ برأۃ (پک) کے آخر کی ان دونوں آیتوں لفظ جاءکم رسول من انفسکم دھو سرب العرش العظیم تک کو حرث بن خزیمہ حضرت عمر کے پاس لائے تو حضرت عمر نے پچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے جو اسکی گواہی دیتا ہے؟ حرث نے کہا خدا کی قسم اور کسی کو تو میں نہیں جانتا مگر میں خود گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے اس کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور اس کو یاد کیا اور اس کی حفاظت کی ہے۔ حضرت عمر نے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اس آیت کو میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اگر تین آیتیں بھی ہوتیں تو میں ان تینوں کو اکٹھا کر کے ایک سورہ ہی علیحدہ بنا دیتا۔ نیز اب قرآن کی کسی سورہ کو دیکھو اور اسی میں ان دونوں کو بھی ڈال دو۔ اس پر میں نے یہ دونوں آیتیں سورہ برأۃ کے آخر میں ڈال دیں (در فتور جلد ۳ ص ۲۹۶) (۱۷) عن ابن مسعود انه بلغه ان علیاً یقول لقتد احرا الاجلین۔ فقال من شاء لاعنتہ ان الایۃ التي نزلت فی



سورۃ النساء القصصے ثلاث بعد سورۃ البقرة۔ جناب ابن مسعود کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ کہتے ہیں وہ عورت دونوں مدتوں سے آخری عدہ کو رکھیں گی۔ پھر حضرت نے کہا کہ جو شخص چاہے اس سے میں لعنت کا مقابلہ کرنے کو تیار ہوں کہ وہ آیت جو سورہ نساء میں نازل ہوئی وہ سورہ بقرہ کے بعد نازل ہوئی (در منثور جلد ۶ ص ۲۳۵) (۱۸) عن ابن عباس قال اول ما نزل من القرآن بسمک الله الرحمن الرحیم۔ جناب ابن عباس فرماتے تھے کہ قرآن کی پہلی سورہ جو مکہ میں نازل ہوئی سورہ اقرار ہے۔ عن ابی موسیٰ الاسد عنی قال کانت اقراء باسم ربک اول سورۃ نزلت علی محمد۔ جناب ابو موسیٰ اشعری کہتے تھے کہ سورہ اقرار ہی سب سے پہلے حضرت محمدؐ پر نازل ہوئی۔ محمد بن عباد انہ سمع بعض علماء ہم یقول کان اول ما نزل الله علی نبیہ اقراء باسم ربک انی ما لم یعلم فقالوا هذا صدسها الذی انزل یوم حراء۔ ثم انزل الله آخرها بعد ذلک ما شاء الله۔ محمد بن عباد کہتے تھے کہ ادھوں نے علماء سے سنا کہ خدا نے اپنے پیغمبر پر سب سے پہلے قرآن کی جو سورہ نازل کی اقراء باسم ربک ما لم یعلم تک تھی۔ لوگوں نے کہا یہ اس سورہ کا ابتداء ہے جو حضرت پر حراء کے روز نازل ہوئی تھی۔ پھر خدا نے اس کے بعد اس کے آخر کا حصہ چاہا تا نازل کیا عن عائشة قالت اول ما نزل من القرآن اقراء باسم ربک الذی خلق۔ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ قرآن کی سب سے پہلی سورہ اقرار ہی نازل ہوئی ہے (در منثور جلد ۶ ص ۲۳۵)۔

**اب تک۔ محمدی تحریف کی روایتیں ہیں۔ ابھی بند کرو۔ تم نے بہت انباء لگا دیا۔**  
**ہدایت خاتون۔** اگر تم مذاق نہیں سمجھو تو میں ایک اور بات کہوں۔ مگر بے وہ بڑی ہی مزے کی۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔ شاید اس سے پہلے سنی بھی نہ ہو۔

**مولوی صاحب۔** تم ہنس کر زہر کی بجھائی ہوئی تلوار لگاتی جا رہی ہو۔ مذاق میں کیوں سمجھو گا۔ تمہاری باتیں بس مٹھی چھری ہیں۔

**ہدایت خاتون۔** اچھا ذرا غلطی کے کسی گھر سے مجھے عسم پارہ منگا دو تو اس بات کو کہوں۔ کوئی گھبرانے کی بات نہیں مگر دیکھو ضرور ہے۔

**مولوی صاحب۔** لو اب پھر پاگل بننے کی باتیں کرنے لگیں۔ ابھی عسم پارہ کیا

کردگی؟ جب اللہ کے فضل سے تمہاری گود آباد ہوگی اور چاند سا بیٹا چار باپ بچ برس تک کھلاوگی اس وقت قاعدہ بغدادی بھی منگا دوں گا اور پارہ سم بھی۔ بلکہ میں خود ہی اس کو بڑھاؤں گا۔ ابھی تم کو خود بڑھنا ہی نہیں ہے۔ اور نہ مجھے بڑھنا ہے۔ پھر اس وقت سم پارہ کی کیا سوچہ گی۔

**ہدایت خاتون**۔ نہیں میں وہی اب تم کو بڑھاؤں گی۔ اور تم کو اسے ضرور بڑھنا ہوگا۔ پھر سے پڑھو تو معرفت کے دروازے کھل جائیں۔

**مولوی صاحب**۔ اس بحث میں برابر ہارتے جانے کی یہ سزا تم نے میرے لئے ابھی سوچی کہ اب تم مجھ کو شروع سے بڑھانا چاہتی ہو۔ تو قاعدہ بغدادی کیوں نہیں مانگتیں؟ تمہاری ایسی قابل فخر بیوی سے الف ب پڑھنے میں بھی مجھے شرم نہیں آئیگی اور تمہاری خاطر تو مجھے ہر طرح منظور ہی ہے۔ ابھی آج کسی کو بھیج کر قاعدہ بغدادی منگالیتا ہوں۔ کل سے شروع کر ادینا۔ میں تم سے بڑھوں گا۔ مگر یہ بتا دو کہ شروع کرانی شیرینی کتنی لوگی؟

**ہدایت خاتون**۔ بس رہنے دو۔ تم مجھے کیا شیرینی کھلاؤ گے؟ جو چیز مجھے شیریں ہے اس کا تو کبھی نام بھی نہیں لیتے۔ تمہاری شیرینی سے میں باز آئی۔

**مولوی صاحب**۔ (گھبرا کر)۔ ارے۔ وہ کون سی شیرینی ہے جو میں نے تمہیں نہیں کھلائی؟ حیدر آباد میں رنگ برنگ کی شیرینیاں بنتی ہیں اور برابر میرے لئے بڑے بڑے لوگوں کے ہاں سے بطور تحفہ آتی رہتی ہیں۔ پھر وہ کون سی انوکھی شیرینی ہے جو اب تک تم نے یہاں کھائی ہی نہیں؟ جلد بتاؤ میں ضرور کھلاؤں گا۔ اگر کھنوا بادلی میں بنی ہوگی تو وہیں سے منگا کر کھلاؤں گا۔ یا ترکیب معلوم ہوگی تو یہیں بنوا دوں گا سنو بھی تو۔

**ہدایت خاتون**۔ یہ سب تمہاری باتیں ہیں۔ جب میں اس شیرینی کا نام بتاؤنگی تو بھاگ نکلو گے۔ منگانے اور بنوانے کا کیا ذکر ہے۔

**مولوی صاحب**۔ داد تم نے مجھے کیا سمجھا ہے۔ علی باتوں میں تم نے اب تک مجھے دبا دیا اور مذہبی بحث میں اب تک تم سے میں ہارتا رہا تو کیا تمہاری راحت رسائی میں بھی عاجز ہوں گا؟ یا کس شکایت کا موقع آج تک آئے دیا ہے؟

**ہدایت خاتون**۔ نہیں اس سے کون انکار کرتا ہے۔ عورت کی خوبی یہ ہے کہ شوہر

پینا بھی کھلائے تو اوس کو بہترین نعمت سمجھے اور تین آنے گز کا کپڑا بھی پہنا لئے تو اُسے ریشم سے زیادہ قیمتی جانے۔ میں کھانے اور پہننے کی کوئی حقیقت ہی نہیں سمجھتی۔ بلکہ شری کھانے سے میری غرض ہی اور ہے۔

**مولوی صاحب۔** سچ بتاؤ۔ کون سی شیرینی چاہتی ہو۔ میں کعبہ شریف کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہی تم کو کھلاؤں گا۔ اور قرآن شریف کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس طرح اور جہاں سے بھی ہو گا میں اس کا انتظام کروں گا۔ تم کو میرے سر کی قسم جلد بتاؤ۔ اس وقت تم سے بہت ہی شرمندہ ہو رہا ہوں۔

**ہدایت خاتون۔** میری شیرینی تو یہ ہے کہ جب اس وقت تک کی بجٹوں سے تم کو خود اپنے مذہب کا غلط اور مذہب شیعہ کا حق ہونا واضح ہو گیا تو اب دیر نہ کرو۔ جلد اس مذہب کو اختیار کر لو۔ تاکہ جنت کا پروانہ ملنے میں دیر نہ ہو۔

**مولوی صاحب۔** واہ۔ آپ اس فکر میں ہیں اور میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ تم ہی اپنے مذہب میں پیچھ لاؤں۔ اگرچہ اب تک ہر مسئلہ میں تم ہی کو کامیابی ہوتی رہی۔ مگر ابھی بہت سے مسئلے باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہر بانی ہوگی تو میں ضرور تم کو صراط مستقیم دکھا دوں گا۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ قسم پارہ کس مطلب سے مانگتی ہو۔ اس وقت تم نے عجیب درائش کر دی جس میں پریشان بھی ہو رہا ہوں۔ اور مجھے سخت حیرت بھی ہو رہی ہے۔ یہ دفعہ کیا سوچ گئی؟ خدا خیر کرے۔

**ہدایت خاتون۔** بغل ہی میں تو سیٹھ صاحب کامران ہے ان کے لڑکے عسم پارہ پڑھتے ہیں۔ کریم کو بھیج کر چند منٹ کے لئے منگالو۔ مطلب معلوم ہو جاتا ہے۔

**مولوی صاحب۔** (نے کریم خدمت گار کو بھیج کر عسم پارہ منگالیا اور لئے ہوئے اندر پہنچے۔ پھر کہا)۔ لیجئے۔ مولوی صاحب! بلکہ میرے استاد معظم صاحب! مجھے سبق دید سنئے۔ عسم پارہ حاضر ہے۔

**ہدایت خاتون۔** پہلے یہ بتاؤ یہ کون کتاب ہے۔ اور کس کی لکھی ہوئی ہے۔

**مولوی صاحب۔** پھر وہی وقت ضائع کرنے والی باتیں عسم پارہ ہے خدا کا کلام ہے۔ اور کیا ہے۔ کیسی بھولی بنی جاتی ہیں۔

**ہدایت خاتون۔** تو کیا خدا نے اس زمانہ میں دو کتابیں نازل کیں۔ ایک قرآن مجید

اور دوسری یہی عسم پارہ۔

مولوی صاحب۔ لاجول ولاقوۃ کیا، ماغ خراب کرنے لگتی ہو۔ اس کو دو کتاب کون کہتا ہے۔ اس قرآن شریف کے آخری پارہ کا نام پارہ عسم ہے۔ اسی کو علیحدہ چھاپ دیا کہ لڑکے اور لڑکیاں پڑھ سکیں۔

ہدایت خاتون ہاں بہ بہت خوب۔ اب ذرہ قرآن مجید ہاتھ میں لے لو اور بتاتے چلو۔ پارہ۔ ۳ کی پہلی سورۃ کا نام کیا ہے۔

مولوی صاحب۔ عمنینساء لون۔

ہدایت خاتون۔ اب پارہ عسم دیکھ کر بتاؤ کہ اس میں پہلے کون سورۃ لکھی ہے۔ مولوی صاحب۔ اس میں تو پہلے سورہ الحمد ہے۔

ہدایت خاتون۔ اور قرآن مجید میں سورہ الحمد کس پارے میں ہے۔

مولوی صاحب۔ قرآن شریف میں تو سورہ الحمد پہلے پارے میں ہے۔ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے

ہدایت خاتون۔ ابھی تم نے کہا کہ پارہ عسم قرآن مجید ہی کا تیسرا پارہ ہے۔ اسی کو علی ہ چھاپ دیا کہ لڑکے پڑھ سکیں۔ تو اتنا بڑا فرق کیسے ہو گیا کہ قرآن مجید کی وہ سورہ جو پہلے پارے کے شروع میں ہے وہ عسم پارہ کے شروع میں آگئی۔

مولوی صاحب۔ یہ تو تم نے عجیب سوال کیا۔ آج تک میرا دماغ اس طرف گیا ہی نہیں تھا۔ دماغ پہلے ارہ کی سورہ الحمد تیسرے پارے کے شروع میں لکھ دی جاتی ہے۔

ہدایت خاتون۔ اور آگے چلو۔ عسم پارہ میں سورہ الحمد کے بعد کون سورہ ہے۔

مولوی صاحب۔ قل اعوذ برب الناس ہے۔ بات یہ ہے کہ پارہ عسم میں کل سورتوں کو اکٹ کر لکھتے ہیں۔ اس طرح کہ قرآن مجید میں جو سورۃ سب سے آخر میں ہے اس کو عسم پارہ کے شروع میں لکھتے ہیں۔ پھر اس سے پہلے جو سورۃ ہے اس کے دوسرے نمبر پر لکھتے ہیں۔ پھر اس سے پہلے جو سورۃ ہے اس کو تیسرے نمبر پر لکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کے پارہ عسم میں جو سورۃ سب سے پہلے ہے وہ

پارہ عسم میں سب سے آخر میں لکھی جاتی ہے۔

**ہدایت خاتون**۔ یہ تو عجیب تماشہ ہے کہ وہی قرآن مجید جب پورا لکھا جاتا ہے تو اسکی سورۃ عسم تیسویں پارے کے شروع میں لکھی جاتی ہے۔ اور اسی قرآن مجید کا صرف تیسواں پارہ لکھا جاتا ہے تو اس کی سورۃ عسم سب کے آخر میں کر دی جاتی ہے۔ ایک ہی چیز کبھی سب سے اونچی رکھی جاتی ہے اور کبھی سب سے نیچی۔ یہ کون اصول ہے؟ دنیا میں کسی اور کتاب میں بھی ایسی تحریف کبھی کی جاتی ہے۔ جیسی تم لوگ قرآن مجید اس طرح ہر ذرت کرتے رہتے ہو۔

**مولوی صاحب**۔ لڑکوں کے بڑھانے کے لئے یہ ترکیب نکال لی گئی ہے۔ اس پر کیوں زور دیتی ہو۔ یہ تو بالکل معمولی بات ہے اس سے بگڑتا کیا ہے۔

**ہدایت خاتون**۔ تو یہ ترکیب تحریف کہی جائیگی یا نہیں؟ اگر مانتے ہو کہ تحریف ہو تو خیر۔ نہیں مانتے تو بتلاؤ کیوں۔

**مولوی صاحب**۔ یہ تو لڑکوں کی سہولت کے لئے کیا جاتا ہے کہ ان کو جھوٹی سورتوں کا پہلے پڑھنا آسان ہوگا۔

**ہدایت خاتون**۔ ہر کام کسی نہ کسی غرض سے کیا جاتا ہے۔ میں مانتی ہوں کہ اس فائدے کے لئے یہ تغیر اختیار کیا گیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ تحریف ہے یا نہیں کہ وہی پارہ عسم جب پورے قرآن مجید چھپتا یا لکھا جاتا ہے تو سیدھا رہتا ہے اور جب اس سے الگ کر کے لکھا جاتا ہے تو بالکل اولٹا۔ سر کی جگہ پاؤں اور پاؤں کی جگہ سر کر دیا جاتا ہے۔ اگر خدا قرآن مجید کی حفاظت از تحریف کا وعدہ بھی کئے ہوتا تو آج تک ایسی نمایاں تحریف کیوں ہونے دیتا۔ دیکھنے میں یہ بات بالکل ہلکی مگر تم لوگوں کا دعوئے باطل کرنے کے لئے بہت قوی ہے کہ ایک ہی چیز دو لباس میں ہو جانے سے بالکل ایک دوسرے کی ضد ہو گئی۔

**مولوی صاحب**۔ انصاف یہ ہے کہ یہ نکتہ تم نے ہم لوگوں کے پریشان کرنے کے لئے بہت زبردست کالا اور لطف یہ ہے کہ آج تک ہم لوگوں کا ذہن اس طرف گیا ہی نہیں۔ بڑی حیرت ہے کہ مخالفین اسلام خصوصاً عیسائیوں اور آریوں کو اس بات کا خیال نہیں ہوا۔ ورنہ وہ لوگ اس درجہ اُدھم مچاتے کہ ہم لوگوں کی زندگی ہی تلخ ہو جاتی۔

فرار اور ڈیر اٹھانے کی روئی جلد لشکر صاحب نے ٹرا خباثت اور خباثات بکشتہ کا جناب دارالکلیہ سے متعلق جلد  
 اور رسالہ امتلاح سے منالو کے لئے آنا اور بغیر منالو کے مرنے کا فرما اختیار کرنا قابل  
 دید ہے۔ قیمت ۴۔

فتح مبین اس روئی جو فتح محمد صاحب کے شیعہ ہو جانے کا جو کسب ذکر ہے۔ قیمت ۴۔

فتح الزحمان اور ڈیر اٹھانے کا دوبارہ مولانا مدح سے منالو کی بہت کڑا اور فرار کرتا۔ قیمت ۴۔

فتح القدر اور ڈیر اٹھانے میں جاکر شیروں جو منالو کیا اس بفضل تھو قابل دید ہے قیمت ۴۔

قول کریم ایک نئی عالم کا ڈیر اٹھانے کا اعتراض کفرناہست کی کتابیں تحریف قرآن کے مضامین سے مہرئی ہیں  
 باجرح کیں شیروں پر اعتراض کو کہتے ہو۔ قابل دید ذخیرہ۔ جس میں پوری تحقیق و جاہلیت  
 ثابت کر دیا گیا ہے کہ انہی تحریف قرآن کے ناک میں اور لکھی کتابیں قرآن کی تحریف اس طرح دیا ہے کہ کوئی  
 شخص بخاریں نہ سکتا۔ آج تک اکثر ائمہ نے بھی اس کا جواب نہیں ہو سکا۔

معراج شہادۃ امام حسین کے متعلق خان بہادر سید خیرات احمد صاحب کیل گیا مصنف  
 اس کتاب میں نور ایمان کا زبردست رسالہ بہت خوبصورت اور بصیرت افروز ہے قیمت ۴۔

مشعل ایتنا چاہیے کہ صاحب بنی ہائے بشریٹ پشتر کھولنے کی مشہور اور زبردست  
 مشعل ایتنا چاہیے کہ صاحب بنی ہائے بشریٹ پشتر کھولنے کی مشہور اور زبردست

لے کیا فرماتا ہے۔ اور قرآن مجید سے آل ہمار کا کیا پایہ ثابت ہے اور اصحاب کس مرتبہ پر فائز ہیں۔ اور  
 ان تمام مسئلوں کی موجودگی ملاست کیں کی پوری ادکس حد تک فرض ہے۔ فرض بہت ہی قابل قدر کتاب ہے

بہشت بشریٹ آپ نے سنی شیعہ کے اختلافات کا فیصلہ بھی کمال انصاف کیا ہے جو ۱۲ صفحہ قیمت مرنے پر  
 زبرد ہمارے قرآن نے جو پنجاب میں پیدا ہوا ہے قرآن مجید و کھانا پانا تھا کہ

دنیوی میں پاؤں مس کرتا ہے پاؤں کو مس کرتا ہے۔ اسکے جواب میں نیز امتلاح سے امتلاہ اہل قرآن  
 قرآن میں شائع کر کے ثابت کر دیا کہ قرآن مجید دنیوی میں پاؤں پر مس کرنے ہی کا حکم دیتا ہے۔ اس تحقیق  
 سے پہلے لکھے گئے کمالی قانون کو بھی مٹا دینا پڑا۔ قیمت ۴۔

اسلامی خدا انجیل خدا کو آیات قرآن مجید سے بہت مفصل اور جامعیت سے ثابت کر کے واضح کر دیا  
 ہے کہ کسی طرح اسلام خدا کی انجیل نہ ہو سکتا ہے دنیا کا کوئی فرقہ نہیں سمجھا سکتا۔ قیمت ۴۔

آل و اصحاب اس میں ساری دنیا کا ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ صحابہ رسول کا سلوک کیسا تھا۔ اس کا  
 آل و اصحاب نے فہمات و فہمات کے ساتھ اس کو کس حد تک لکھا ہے۔ اس کا لکھنا کے وقت کتنے صحابہ موجود تھے کہ  
 ان کی اور خود روایتیں تھیں۔ حالانکہ یہ مدعی کہ تمام مظلوم شیعہ نہ ہوتے نہایت مفید اسلامی تاریخی تحقیق  
 کا ذخیرہ ہے۔ قیمت ۴۔

**جواب شراب** سطر فہم صاحب شراب لکھنؤی حضرت کینہ بنت امین کا بیت فحش اور گندہ انداز لکھ کر مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے۔ اس کا مفصل جواب آذادی تحقیقات کا پیشل خزانہ تیسری دفتر چھپا ہے۔ قیمت ۱۲

**العصب والربان** حضرت مجتہد کے وجود اور غیبت کی بہت زبردست دلیلیں اور قادیانی فرقہ کے حقوق کے بارے میں جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل اور تشفی بخش جواب۔ قیمت ۱۲

**عقل و تہذیب** فرقہ احمدیہ کی عقل۔ تہذیب۔ انسانیت۔ مذہب اور ضرر صائن کے علماء و پیشوا ان دین کے قابل مضحکہ حالات کا مکمل مجرور۔ قیمت ۱۲

**فتنہ شبلی** شمس العلماء مولوی شبلی صاحب اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ میں لکھا تھا کہ صاڈ اللہ جناب پڑنے بھی ایک فتنہ شبلی شراب پی تھی۔ اسکی مفصل اور محققانہ رد کر کے اس روایت کی جوابیاں آذادی گئی ہیں قیمت ۸

**تحریر قرآن** کے بارے میں اہلسنت اعراض کرتے ہیں۔ رسالہ حد السارق میں پوری تحقیق اور جامعیت سے تحریر قرآن ثابت کر دیا گیا ہے کہ تحریر قرآن کے قائل اہلسنت ہیں اور انکی کتابوں کے یہ اس طرح واضح ہے کہ کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

**مسئلہ فدک** سنی شیعہ کے درمیان بہت زبردست بحث ہے۔ نزاع حسن الملک کے زشیوں کے خلاف آیات دینا میں بہت زور لگایا ہے اس کا مفصل جواب کمال تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب شیعوں کے لئے نعمت علی ہے۔ جلد اول ۸ روپے ۸ سووم چار چارم صہ

**مقدّمہ نبی البلاغ** بعض اہلسنت کہتے ہیں کہ نبی البلاغ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا کلام نہیں ہے۔ اس میں نہایت تحقیق و جامعیت اس کہ حضرت کا کلام ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲

**مذہبی کہانی** اس سارے مینا دل کے طرز پر اصول دین کی باتیں بہت واضح اور دلچسپ طرز سے بچوں کے لئے لکھی گئی ہیں۔ قیمت ۱۲۔ المشہر :- میٹر اصلاح کھرا (صوبہ بہار)

**ڈاک خانہ کچھوا** انگریزی میں ڈاک خانہ کچھوا اس طرح لکھا جائے **PO. KUJHWA (BIHAR CIRCLE)**

**جنت کا لکھٹ** مصنفہ چودھری احمد حسن صاحب محقق سابق سنی حنفی کی چودہ سالہ تحقیق قابل دید ہے جس میں نبص کنا اللہ اور تصدیقی رسول اللہ ایک سلام کے بہتر فرقوں میں صرف ایک ہی فرقہ ناجی باقی کل ناری ہیں۔ دلائل طریقے سے ثابت کیا ہے جو فی الحقیقت ایمان و ہدایت کا مرکز اور معرفت الہی کا سرچشمہ ہے۔ بہذا شائقین طلب فراوان۔

نظام حق۔ پیغام حق۔ تحقیق الحق

**پتہ ۵:- سید امیر سکنہ قصبہ نانوتہ ضلع سہارن پور**

(سید غازی الدین حیدر نے ملحق اصلاح کچھوا میں چھاپ کر شائع کیا)

۱۹







